روئیداد مناظرہ راولپنڈی

گستاخ کون

راولپنڈی میں ہونے والا تاریخی مناظرہ

جس میں پہلی مرتبہ وہابی اہلحدیث مناظر نے اپنے اکابرین کی عبارات کو کفریہ قرار دیا اور اپنے مسلک کے تین جید علماء پر فتویٰ کفر صادر کیا۔

مناظرہ مابین اہل سنت وجماعت (بریلوی) و غیر مقلدین وہابی (اہلحدیث)

مناظر اہل سنت
علامہ مفتی محمد حنیف قریشی

وہابی مناظر
پروفیسر ڈاکٹر طالب الرحمن

مرتب: سید امتیاز حسین شاہ کاظمی

روئیداد مناظرہ راولپنڈی

گستاخ کون

راولپنڈی میں ہونے والا تاریخی مناظرہ

جس میں پہلی مرتبہ وہابی اہلحدیث مناظر نے اپنے اکابرین کی عبارات کو کفریہ قرار دیا اور اپنے مسلک کے تین جید علماء پر فتویٰ کفر صادر کیا۔

مناظرہ مابین اہل سنت و جماعت (بریلوی) و غیر مقلدین وہابی (اہلحدیث)

مناظر اہل سنت
مفتی محمد حنیف قریشی

وہابی مناظر
پروفیسر ڈاکٹر طالب الرحمن

مرتب: سید امتیاز حسین شاہ کاظمی

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ، راولپنڈی
فون نمبر 051-5536111-0345-5543797

نام کتاب	☆	روائیداد مناظرہ۔ گستاخ کون؟
مرتب	☆	سید امتیاز حسین شاہ کاظمی
نظر ثانی	☆	ڈاکٹر عبد الناصر لطیف
ترتیب و تزئین	☆	حافظ محمد یٰسین ضیائی
پروف ریڈنگ	☆	حافظ محمد منیر حیدری
کمپوزنگ	☆	محمد شاہد خاقان
اشاعت اوّل	☆	5500
ڈیزائن	☆	عاطف بٹ
قیمت	☆	400 روپے

ملنے کے پتے

☆ احمد بک کارپوریشن، راولپنڈی ☆ مکتبہ مہریہ، ریلوے روڈ، گوجر خان

☆ دی رائل بک کمپنی، راولپنڈی ☆ مکتبہ فیضان سنت، آمنہ مسجد، ڈھوک علی اکبر

☆ مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی ☆ جامعہ مہریہ ضیاء العلوم، حسن ٹاؤن، ایبٹ آباد

نوٹ: کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تا کہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

ادارہ

روئیداد مناظرۂ راولپنڈی کی خصوصیات

1. پہلی دفعہ وہابی مناظر نے عبارات کو گستاخانہ تسلیم کر لیا۔
2. پہلی دفعہ اپنے جید علماء، سید احمد رائے بریلی، عبد الحی بڈھانوی اور عنایت اللہ اثری پر کفر کا دوٹوک فتویٰ دیا۔
3. دلائل باہرہ سے عاجز آکر اپنے امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی اور دیگر اکابرین کا انکار کر دیا۔
4. وہابیوں کی طرف سے کیئے گئے تمام اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔
5. پہلی دفعہ اہل حدیث نام کی حقیقت کسی مناظرے میں منکشف ہوئی۔
6. پہلی دفعہ کتاب "صراط مستقیم" کا وہابی غیر مقلدین کی طرف سے انکار ہوا اور کثیر حوالہ جات سے جواب دیا گیا۔
7. وہابیوں نے مزاراتِ صحابہ گرانے کا اعتراف کیا۔
8. پہلی دفعہ کسی مناظرے میں وہابی مناظر نے اپنی "خنزیر" سے برابری کا اعتراف کیا۔
9. وہابیوں کی کئی نئی گستاخیاں سامنے آئیں جو اس سے قبل منصہ شہود پر نہ آئی تھیں۔
10. دوران مناظرہ جانب مخالف سے قبول حق اور اپنے اکابرین سے اعلان براءت
11. تمام وہابی اعتراضات کے منہ توڑ جواب کہ بیگانے بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے۔
12. "وحدۃ الوجود" اور "شطحیات اولیاء" کے حوالے سے پہلی مرتبہ نئی تحقیقات۔
13. گھوڑا، شجر دیگر مادی اشیاء خدا کا عین ہیں، اسماعیلی عبارت کا پہلی مرتبہ تقابل میں استعمال اور وہابی مناظر کی تہی دامنی کا دلکش نظارہ۔
14. مجاذیب کے حوالے سے ہونے والے سوالات کے دلکش ومنہ توڑ جوابات

نیز ہر صفحہ۔۔۔ ہر تقریر۔۔۔ دلچسپ۔۔۔ معلوماتی۔۔۔ اور جذباتی

حاشیہ روئیداد مناظرہ میں

- لزوم کفر والتزام کفر کی نئی اور پر اثر تحقیق۔
- شاہ اسماعیل غیر مقلد ہے دو درجن سے زائد حوالہ جات۔
- "مقابیس المجالس" حضرت خواجہ غلام فرید کی طرف غلط منسوب ہے آپ کے ملفوظات نہیں۔ پہلی مرتبہ بے نظیر تحقیق۔
- شطحیات اولیاء پر بے نظیر تحقیق۔
- مسئلہ وحدۃ الوجود کی بے نظیر تحقیق۔
- ابن عربی اور ابن تیمیہ پر جامع مضامین۔
- امام اعظم رضی اللہ عنہ پر مرجی ہونے کا الزام اور اس کا مسکت جواب۔
- مزار پر کنیز کا چڑھاوا درست ہے۔۔۔۔ پہلی مرتبہ مسکت جواب۔
- حضرت خضر علیہ السلام کی توہین کے حوالے سے اعتراض کا منہ توڑ جواب۔
- انبیاء و اولیاء خدا کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں، کے جواب میں پیش کی جانے والی مینگنی والی روایت کا بے نظیر جواب۔
- عبد الحی بڈھانوی اور سید احمد بریلوی، نواب وحید الزمان غیر مقلدین کے مسلمہ بزرگ ہیں (حوالہ جات)۔
- حیاتِ انبیاء کے حوالے سے بہترین تحقیق۔
- وہابیوں کی مزید گستاخیاں۔

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
مناظرہ کسے کہتے ہیں اور سب سے پہلے مناظرہ کس نے کیا	21
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے شکست کھا کر دو ہزار خارجیوں نے توبہ کی	25
ابن تیمیہ کو مناظرہ میں شکست ہوئی	26
ہندوستان میں باطل قوتوں کو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں نے سرنگوں کیا	29
مناظر اسلام مفتی محمد حنیف قریشی صاحب کے مناظرانہ کارنامے	32
مناظرے کا پس منظر	41
موضوع مناظرہ، شرائط مناظرہ	43
جائے مناظرہ	46
آغاز مناظرہ	47
مناظرین و معاونین کا تعارف	48
مناظر اسلام کی پہلی تقریر	51
وہابی گستاخ ہیں؟ دعویٰ پر پہلی دلیل	52
وہابی مناظر (جوابی تقریر)	56
متنازع عبارت شاہ اسماعیل کی نہیں	57
عبارت سے انکار بھی اور اس کا دفاع بھی؟	59
مناظر اہل سنت تقریر نمبر 2	61
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کے بغیر نماز مکمل ہی نہیں ہوتی	63
اہل حدیث وہابی ہیں	64
وہابی مناظر کی چوری پکڑی گئی	65

اہل حدیث نام انگریزوں نے الاٹ کیا 66
صراط مستقیم غیر مقلدوں کے امام شاہ اسماعیل کی ہے (حوالہ جات) 66
وہابی مناظر (جوابی تقریر نمبر 2) 70
شاہ اسماعیل دہلوی کی بزرگی کا انکار، متفقہ شخصیت کو متنازع قرار دیا 70
فیصلہ کن موڑ، وہابی مناظر نے صراط مستقیم کی عبارت کو کفریہ قرار دے دیا 73
عبارت صراط مستقیم کا وہابیوں کی طرف سے سو سال سے
زائد عرصے سے دفاع ہوتا رہا 73
مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 3) 76
شاہ اسماعیل غیر مقلدوں کا امام ہے (حوالوں کی بھرمار) 77
قرآن کو دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور شرم گاہ پر نظر پڑنے
سے نماز نہیں ٹوٹتی (عبارت کا جواب) 83
مناظرہ کی اثر انگیزی۔ ایک نوجوان کا دورانِ مناظرہ اعلان حق 85
تقویۃ الایمان کی عبارت۔ دعویٰ پر دوسری دلیل 86
وہابی مناظر (جوابی تقریر) 87
متنازع عبارت عبدالحی کی ہے شاہ اسماعیل کی نہیں 87
وہابی مناظر کے جھوٹ کا پول کھل گیا 88
صراط مستقیم پوری کی پوری شاہ اسماعیل کی ہے (ناقابل تردید ثبوت) 89
مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 4) 94
شاہ اسماعیل غیر مقلدوں کا امام ہے اور صراط مستقیم اسی کی تحریر ہے 95
وہابیوں نے نبی پاک ﷺ کی عزت بڑے بھائی جتنی بتائی 96
صحابہ رضی اللہ عنہم کا انداز ادب 97
وہابی مناظر (جوابی تقریر) 99

کلی ڈھٹائی۔۔۔۔ صراط مستقیم ہماری نہیں 99
نبی ﷺ بڑا بھائی نہیں بلکہ امت کا روحانی باپ ہوتا ہے 101
وہابی مناظر نے اپنے اکابرین پر کفر کا فتویٰ دے دیا 102
مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 5) 103
سید احمد بریلوی، بریلی میں رہنے کی وجہ سے بریلوی کہلاتا تھا کہ نہ عقیدۃً بریلوی تھا 103
عبدالحی کون تھا؟ جس پر وہابی مناظر نے فتویٰ کفر دیا 104
عبدالحی بڈھانوی اور سید احمد دونوں غیر مقلدین کے امام ہیں (حوالہ جات کی کثرت) 105
نبیوں ولیوں کے مزارات گرانا واجب ہیں (استغفر اللہ)
وہابیوں کی متنازع عبارت 110
مزارات صحابہ رضی اللہ عنہم گرانے کا اعتراف 111
یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا (دعائے نبوی) 112
وہابی مناظر (جوابی تقریر) 114
انبیاء علیہم السلام واولیاء رضی اللہ عنہم کی قبروں کو گرادو 115
مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 6) 117
اعلیحضرت نے شاہ اسماعیل کو کافر کیوں نہ کہا 118
لزوم کفر والتزام کفر کی تشریح 118
لزوم کفر والتزام کفر پر علامہ سعیدی کی بے مثال تحریر (حاشیہ) 120
حالت سکر، جنون، غلبہ حال، نیز التزام کفر کے منافی ہے 121
مسئلہ امام مہدی علیہ السلام بعض انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں (وہابی عبارت) 129
اللہ تعالیٰ کی توہین 129
اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے 130
رام چندر، فیثا غورث نبی تھے؟ 129

نبی پاک ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے؟ 130
سارے نبی علیہم السلام ولی رضی اللہ عنہم اللہ کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل؟ 131
وہابی خنزیر کے برابر۔ وہابی مناظر کا اعتراف 131
آدم علیہ السلام سے شرک فی الطاعۃ ہوا تھا 132
وہابی مناظر (جوابی تقریر) 133
آدم علیہ السلام کو مشرک کہا تو کیا فرق پڑا 133
ذکر بالتخصیص اور ہے اور عمومی ذکر اور ہے (حاشیہ) 134
چھوٹی بڑی مخلوق اللہ کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ 135
کے ممکنہ جواب کے تار پور بکھر گئے (حاشیہ) ....
انبیاء علیہم السلام کے جسم اپنی قبروں میں صحیح سلامت رہتے ہیں (حاشیہ) 137
نواب وحید الزمان غیر مقلدوں کا امام ہے۔ 141
مقابیس المجالس کس کی تصنیف ہے 144
مقابیس المجالس خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط منسوب ہے یہ ایک 145
مرزائی نواز مولوی کی تحریر ہے ....
مناظر اہل سنت (آخری تقریر) 155
مقالات کاظمی سے حاصل کی گئی تائید کا جواب 155
غنیۃ الطالبین کا غلط حوالہ دیا گیا 156
اونچی قبریں مٹادو۔ حدیث کا اصل مفہوم، کن قبور کو گرانے کا حکم دیا گیا؟ 157
وہابیوں نے حضور ﷺ کے والدین کو کافر لکھا ہے 159
سید حسین الدین شاہ صاحب کو شاگرد کی طرف سے خراج عقیدت 160
ثابت ہو گیا کہ اہل حدیث گستاخ مذہب ہے 161
تتمہ حصہ اول 162

دوران مناظرہ پیش کی گئی عبارات پر اجمالی نظر 162
قلت وقت کے باعث مناظرہ میں پیش نہ کی جاسکنے والی عبارات اور ان کی وضاحت... 163
نبی پاک ﷺ کے روضہ کی طرف سفر کی نیت کرنا شرک ہے........ 163
گستاخانہ عبارت کا رد........ 163
رسول ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا عبارت کا رد........ 166
جیسے گاؤں کا چوہدری سردار... ویسے نبی امت کا سردار... عبارت کا رد بلیغ........ 167
نبی ﷺ کے مزار سے آنے والی آواز شیطان کی ہوتی ہے عبارت........ 168
جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا........ 170
جس نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ حالت بیداری میں بھی دیکھے گا........ 170
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت... حجرہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا........ 172
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں، انگلیاں، کندھے ہیں (عبارت کا رد)........ 174
اللہ کے لئے مکان کا اثبات اور اس کا رد........ 175
اللہ کے لئے علم اکتسابی کا اثبات اور اس کا رد........ 178
اللہ عرش پر ہے ہر جگہ نہیں... گستاخی کا رد........ 179
اللہ جھوٹ بول سکتا ہے... گستاخی کا رد........ 180
اللہ تعالیٰ کے علم ابدی کا انکار اور اس کا رد........ 183
اللہ کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے (عبارت کا رد)........ 185
نبی، ولی، بھوت، پری میں فرق نہیں (عبارت کا رد)........ 186
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد یوسف تھے (معاذ اللہ) (اس کفر کا رد)........ 187
شفاعت انبیاء کا انکار اور اس کا رد........ 188
اللہ کے سوا کسی کو نہ مان (گستاخی کا رد)........ 192
نبی پاک گنہگار تھے؟ غلط ترجموں کی نشاندہی........ 193

ہابی تراجم میں تقدیس الوہیت ومقام رسالت کا خیال نہیں رکھا گیا۔ 193

یک عیسائی کا قریشی صاحب سے مکالمہ تراجم کے حوالے سے دردمندانہ اپیل۔ 194

،اجم کے حوالے سے دردمندانہ اپیل 197

ہابیہ کی طرف سے صحابہ کرام کی گستاخیاں 203

نحابہ کے گستاخوں کے ساتھ، بیٹھنا، کھانا، پینا، نکاح کرنا منع ہے 204

یر مقلدوں کی قادیانیت نوازی 207

معمولات مرزااور معمولات غیر مقلدین۔ 208

دسرا دعویٰ: وہابی مناظر (تقریر نمبر1) 210

شطحیات اولیاء کے حوالے سے اعتراضات 210

،ائد فریدیہ کے حوالے سے وہابی مناظر کی شاطرانہ چال۔ 213

وابی تقریر از مناظر اہل سنت 217

نضور مظہر ذاتِ مصطفٰے ہیں 217

للہ کی صفات کا اطلاق بندوں پر ہو سکتا ہے 218

ثاہ ولی اللہ غیر مقلدوں کے مسلمہ بزرگ ہیں 220

شطحیات اولیاء پر اعتراض کا مسکت جواب 222

[illegible] 227

شطح کی لغوی واصطلاحی تعریف 228

شطح کے لغوی واصطلاحی معنی میں مشابہت 232

شطح کا حکم 233

ہنی مریض شرعا مرفوع القلم ہوتا ہے۔ 234

طح کا استدلال حدیث مسلم سے 234

،ارفین پر جنت ودوزخ کا حکم نہ لگاؤ (حدیث رسول ﷺ) 235

عارفین سے مراد مجاذیب ہیں 236
کسی مسلمان کے کلام پر بدگمانی نہ کرو (فرمان فاروق اعظم) 237
شطح کی تشریحات حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہم السلام کے واقعہ سے استدلال 238
صوفی کی زبان پر شطح کیوں جاری ہوتی ہے 239
شطحیات اولیاء کی ہر ممکن تاویل کی جائے گی 240
"جس کو تم خدا کہتے ہو ہمارے نزدیک محمد ہے"
شطح کی تاویل از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی 241
لا الہ الا اللہ محمد رسول میں دو شرک ہیں۔ شطح کی تاویل 242
لا الہ الا اللہ صادق رسول اللہ کی تاویل از اشرف علی تھانوی 243
علامہ ابن تیمیہ اور شطحیات 244
علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک صوفیاء تین قسم پر ہیں 245
شطحیات صاحب سکر صوفیاء سے صادر ہوتی ہیں اور وہ معذور ہیں۔
ابن تیمیہ کا اعتراف 246
صاحب حال شخصیت سے عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی ہیں
انہیں ان کے حال پر چھوڑا جائے گا 247
حالت جذب و سکر میں نماز بھی چھوٹ جائے تو صاحب حال مطعون نہ ہوگا 249
صاحب سکر معذور ہیں انہیں اذیت نہ دی جائے (ابن تیمیہ کا فتویٰ) 250
شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال بزرگ تھے اس کے باوجود وہ معذور و ماجور ہیں 251
شطحیات اولیاء کے متعلق علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ کن نظریہ 252
علامہ ابن تیمیہ اور مقام فناء 253
شطحیات کا صدور صوفی کے مقام فناء کی وجہ سے ہوتا ہے 255
علامہ ابن تیمیہ کی عبارات کا نچوڑ 257

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات صوفیاء 260
امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات صوفیاء 264
امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء 267
علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء 269
شطحیات کیوں صادر ہوتی ہیں؟ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر تحقیق 270
غلبہ حال کی بدولت صاحب سکر اولیاء معذور ہیں علامہ ابن حجر کا فتویٰ 271
ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کو غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے معذور قرار دیا ہے 274
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء 275
مجدد الف ثانی غیر مقلدین کے مسلمہ بزرگ ہیں 275
"جسے تم خدا کہتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد ہے" شطح کی تاویل از مجدد الف ثانی 277
منصور کے قول "انا الحق" اور صوفیاء کے دیگر شطحیات کی تاویل 280
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حالت سکر سے کیف ہوئے 282
مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہونے والی شطح اور مجدد صاحب کا اقرار 283
منصور کے کلام "انا الحق" اور "سبحانی ما اعظم شانی" کا بھرپور دفاع از مجدد پاک 284
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء 286
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات 287
اولیاء کے کلام کی ستر وجوہ تک تاویلیں کرو (امام نووی کا ارشاد) 287
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات 288
شطحیات کی وجہ سے صوفیاء پر طعن درست نہیں بلکہ سکوت و تسلیم لازم ہے 288
بزرگوں کے شطحیات کی تاویل کر دیا سکوت (محدث دہلوی کی وصیت) 289
علامہ ابن عجیبہ الناس رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات 290
شطحیات محبت الٰہی میں گرفتار لوگوں سے صادر ہوتی ہیں 290

علامہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات 291
علامہ ابن قیم اور شطحیات صوفیاء 293
صاحب شطح معذور ہے۔۔ ابن قیم کا فتویٰ 294
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شطحیات 295
شاہ ولی اللہ غیر مقلدین کے بزرگ ہیں (مستند کتب اہل حدیث سے حوالہ جات) 295
بزرگوں کی خطاء پکڑنا عین خطا ہے 297
شیخ ابو الرضا رحمۃ اللہ علیہ کی شطح اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع 298
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن الحلاج 300
نواب صدیق حسن بھوپالی اور شطحیات 302
نواب صاحب اور ابن منصور الحلاج 303
مولوی عبد اللہ روپڑی اور شطحیات 304
انور شاہ کاشمیری اور شطحیات 305
حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی اور شطحیات 306
رشید احمد گنگوہی اور شطحیات 307
اشرف علی تھانوی اور شطحیات 308
حالت سکر میں کی گئی خودکشی اور اس کا جواب 309
اگر درخت سے "انا اللہ" کی آواز آسکتی ہے تو منصور سے کیوں نہیں؟ 311
اہل اللہ سے بدگمانی کرنے میں سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے (تھانوی صاحب کی تنبیہ) 312
"قسم بقبلہ رونے تو یارسول اللہ" کی توجیہ از تھانوی 315
عارفین کو ان کی حالت پر چھوڑ دو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم 316
تھانوی صاحب کا شطحیات پر حدیث سے استدلال 317
قاری طیب دیوبندی اور شطحیات 318

شطحیات کے بارے میں مسلک دیو بندیہ ہے کہ............	318
ملکی اعظم من ملک اللہ کی توجیہ............	320
سنتیں ترک کرنے پر نبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی............	321
خواجہ غلام فرید اور شطحیات............	323
مرتضیٰ حسن دیوبندی اور شطحیات............	324
عبدالشکور دیوبندی اور شطحیات............	325
مجذوب، اللہ کا ولی ہوتا ہے............	326
مجذوب مقام قرب پر فائز ہوتا ہے............	326
کیفیت جذب کیا ہوتی ہے............	329
مجذوب کسے کہتے ہیں............	330
مغلوب الحال لوگوں کی تین قسمیں ہیں............	333
مست، قلندر، مجذوب کیا ہوتا ہے............	333
ایک مستانہ مجذوب اور اہل حدیث حضرات............	335
مجذوب معذور ہوتا ہے اور اللہ کا ولی بھی............	336
مجذوب کا تصرف، گھر بیٹھے سمندر میں لوٹا پکڑا دیا............	339
کارخانہ تکوین مجذوبوں کے ہاتھ میں ہے............	340
تھانوی صاحب مجذوب کی دعا سے پیدا ہوئے............	341
اولیاء و انبیاء کو علم غیب حاصل ہوتا ہے............	342
مجذوبہ نے عالم بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کروادی............	343
اپنے آپ کو "رب العالمین" کہنے والے کی نماز جنازہ دیوبندی علماء نے پڑھوائی؟............	343
مجذوب نے مستقبل کی خبر دے دی............	344
"اللہ کے گھر والی" مجاذیب کی پراسرار دنیا کی عجیب کہانی............	345

اولیاء کی عداوت سے بچو ان کے گوشت زہر آلود ہیں 348
جس نے ولی کی توہین کی اس کا خاتمہ برا ہو گا 349
جب دل اللہ سے بے گانہ ہو جائے اس وقت اولیاء اللہ کی شان میں بدگوئی لاحق ہوتی ہے 350
صوفیاء میں اللہ کے مقرب بھی ہوتے ہیں (ابن تیمیہ کا اعتراف) 350
شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے شطحیات 351
میں اللہ کا مرید ہوں (مجدد صاحب کی شطح) 352
میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام پر پہنچ گیا (مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شطح) 355
ہماری ملت کافری ہے (مجدد صاحب کی شطح) 357
چند شطحیات کے محامل 360
حضرت بایزید کی شطح "لا الہ الا انا فاعبدونی" کی تاویل 360
حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ صاحب تقویٰ و صاحب کرامات ولی تھے 362
شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی شطحیات کی تاویل 362
جہنم پر تھوک دوں تو اسے بجھا دوں 363
شبلی رسول اللہ کی تاویل 363
رسول اللہ نے خواب میں شیخ شبلی کا ماتھا چوما 365
"صلی اللہ علیک یا محمد" پڑھنے پر حضور کی کرم نوازی 365
حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی شطحیات کی تاویل 366
حضرت ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی شطحیات کی تاویل 367
حضرت محمد بن موسیٰ فرغانی رحمۃ اللہ علیہ کی شطح کی تاویل 367
آخری گذارش 369

مسئلہ وحدۃ الوجود	371
ٔلہ وحدۃ الوجود کیا ہے	371
حدۃ الوجود دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ تھا مگر	375
ریہ وحدۃ الوجود کا موجد کون ہے؟	377
ریہ وحدۃ الوجود کا مدون اول ابن عربی ہیں	378
جیلانی کے مرشد اور وحدۃ الوجود	380
ضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور نظریہ وحدۃ الوجود	380
ہ ولی اللہ غیر مقلدین کے مسلمہ امام ہیں	381
ضرت شیخ مجدد الف ثانی اور وحدۃ الوجود	385
م فخر الدین رازی اور نظریہ وحدۃ الوجود	400
م غزالی اور نظریہ وحدۃ الوجود	402
ابو القاسم بن ھوازن اور وحدۃ الوجود	407
شہاب الدین سہروردی اور وحدۃ الوجود	408
ہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلدین کے مسلمہ بزرگ ہیں	408
ہ اسماعیل دہلوی و نظریہ وحدۃ الوجود	415
ہ اسماعیل اہل حدیث تھے	415
ئ اللہ امرتسری اور وحدۃ الوجود	423
ب وحید الزمان اور نظریہ وحدۃ الوجود	425
ب وحید الزمان غیر مقلدین کے امام ہیں	425
ے اہل حدیث و وحدۃ الوجود	427
جی امداد اللہ مہاجر مکی اور نظریہ وحدۃ الوجود	438
رشاہ کشمیری صاحب اور نظریہ وحدۃ الوجود	440

اشرف علی تھانوی صاحب اور نظریہ وحدۃ الوجود	441
دیوبندی علماء اور نظریہ وحدۃ الوجود	442
امام احمد رضا خان صاحب اور نظریہ وحدۃ الوجود	444
شیخ محی الدین ابن عربی اور علمائے امت	449
شیخ ابن عربی کے مختصر حالات زندگی	449
ابن تیمیہ صاحب اور ان کے متبعین نے ابن عربی کی تکفیر کی	451
ہزاروں اولیاء شیخ اکبر کے حمایتی ہیں	452
حضرت شہاب الدین سروردی اور امام رازی ابن عربی کے عقیدت مند	453
امام شعرانی نے ابن عربی کو ولی عظیم لکھا	456
امام ذہبی نے بھی شیخ اکبر کی عظمت کا اعتراف کیا	460
متعدد صوفیاء و علماء کی شیخ اکبر سے عقیدت	461
شیخ مجدد الف ثانی کا شیخ اکبر کو خراج عقیدت	475
امام ابن حجر مکی اور شیخ اکبر	476
غیر مقلد امام نذیر حسین دہلوی نے شیخ اکبر کی حمایت میں مناظرہ کیا	477
ثناء اللہ امرتسری صاحب اور شیخ اکبر ابن عربی	479
شاہ اسماعیل دہلوی اور شیخ اکبر ابن عربی	480
نواب صدیق حسن بھوپال اور ابن عربی	481
علمائے دیوبند اور شیخ اکبر	483
بے شمار اولیاء نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے	486
کیا یہ انصاف ہے؟	487
غیر مقلدین مناظر ڈاکٹر طالب الرحمان کو وحدۃ الوجود کے معاملے میں غلطی لگی	488
موجودہ دور کے غیر مقلد عالم کا ابن عربی کی تکفیر کرنا	488

Marfat.com

گدھا، گھوڑا۔۔۔۔ عین خدا ہے (شاہ اسماعیل دہلوی) 789

مسئلہ وحدۃ الوجود اور اہل حدیثوں کے لئے الیہ 490

علامہ ابن تیمیہ اور اکابرین امت 492

علامہ ابن تیمیہ اپنے تفردات کے باعث امت کا متنازعہ ترین شخصیت گزری ہے 492

تفردات ابن تیمیہ 493

ابن تیمیہ پر کفر کا فتویٰ وقت کے جید مفتیوں نے دیا 495

حافظ ذہبی کی زغلل العلم اور ابن تیمیہ 495

امام ابن حجر عسقلانی نے ابن تیمیہ سے اختلاف کیا 499

علامہ ابن حجر مکی نے ابن تیمیہ کو گمراہ قرار دیا 506

وقت کے عظیم القدر علماء و مفتیان نے ابن تیمیہ کی تضلیل کی 506

علمائے دیو بند کی طرف سے ابن تیمیہ کا رد 511

روئیداد مناظرہ: وہابی مناظر (تقریر نمبر 2) 513

حضرت بایزید بسطامی کے غلبہ حال کی کیفیت پر اعتراضات 515

جوابی تقریر از مناظر اہل سنت 517

اگر شجر موسیٰ سے اللہ بول سکتا ہے تو زبان محمد سے کیوں نہیں 518

نذیر حسین دہلوی ابن تیمیہ کی تحقیق کی روشنی میں سید نہیں ہے 520

نسب بدلنے والا کافر ہے (حاشیہ) 520

وہابی مناظر (تقریر نمبر 3) 523

اعلیٰ حضرت کی عبارت پر اعتراض کا زبردست جواب (حاشیہ) 523

حضرت خضر کے حوالے سے سبع سنابل پر اعتراض اور اس کا منہ توڑ جواب 525

مفتی اقتدار نعیمی کی ہمارے مسلک میں کوئی اہمیت نہیں 527

حضرت یوسف علیہ السلام و زلیخا کے حوالے سے اعتراض اور حاشیہ میں جواب 530

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض اور اس کا رد 531
سنی مناظر (جوابی تقریر) مولانا اچھروی کی عبارت پر اعتراض کا جواب 536
میسنی فیل ہو گئے۔ عبارت کا منہ توڑ جواب 537
وحدۃ الوجود اکابرین اہل حدیث کا بھی عقیدہ رہا ہے 539
تشبیہ میں من کل الوجوہ مشبہ اور مشبہ بہ کا ایک جیسا ہونا لازم نہیں آتا 540
(تتمہ گفتگو) نفل والے کے پیچھے فرض والے کی جماعت درست نہیں 542
وہابی مناظر (تقریر نمبر4) 544
لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اور شیخ شبلی کی تکفیر 546
عنایت اللہ اثری وہابی بھی کافر ہو گیا 547
عقل نہ ہو تو موجاں ہی موجاں وہابی فقہ کی جھلک 548
سنی مناظر (جوابی تقریر) 551
شاہ ولی اللہ صاحب غیر مقلد تھے؟ 552
گھوڑا، شجر، حجر، ڈنگر سب عین خدا ہیں (اسماعیلی فتویٰ) 553
وہابی مناظر نے رضاعی بہن سے نکاح جائز قرار دے دیا 554
مرزا قادیانی کا نکاح نذیر حسین دہلوی نے پڑھوایا 556
مزار پر کنیز کا چڑھاوا ..... اعتراض کا منہ توڑ جواب 557
وہابی مناظر (تقریر نمبر5) 561
جنید بغدادی کی ایک کرامت پر اعتراض 562
دیوان محمدی پر احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کی تقریظ نہیں 563
سنی مناظر (جوابی تقریر) 565
شاہ اسماعیل یزید کی طرح ہے اور یزید کافر 568

وحدۃ کی کتنی قسمیں ہیں امام اہل سنت پر کئی خداؤں کے تسلیم کا اعتراض اور اس کا جواب	571
شاہ ولی اللہ کے حوالے سے اعتراض کا جواب	573
وہابی مناظر (تقریر نمبر 6)	575
موسیٰ سہاگ، مجذوب کی مجذوبانہ حرکت والا اعتراض	576
دیوبندیوں سے سہارا	577
غنیۃ الطالبین سے حوالہ اور جواب	581
سنی مناظر (جوابی تقریر)	583
اہل الحدیث سے مراد محدثین ہیں وہابی نہیں	583
موسیٰ سہاگ کے واقع کا منہ توڑ جواب	584
کرامات اہل حدیث سے مجذوب کا واقعہ	585
تین قسم کے لوگوں سے شریعت کا قلم اٹھالیا گیا ہے	586
وہابی یزیدی ہیں	578
الحمد للہ! آج وہابیوں کے چھکے چھوٹ گئے	589
وہابی مناظر (آخری تقریر)	591
مناظرے کے بعد	597

پیش لفظ

الحمد لک یا رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علیک یااشرف الانبیاء واکرم المرسلین وعلی آلک الطیبین الطاہرین واصحابک الراشدین الکاملین۔

اما بعد! بسم اللہ الرحمن الرحیم

فن مناظرہ:

وہ علم ہے جس سے مطلوب کے اثبات کی کیفیت معلوم کی جائے یا اثبات مطلوب کے نفی کی حالت جانی جائے یا اس کے دلیل کی نفی ہیئت مخالف سے باعتبار صحیح وسقم یا مسموع وغیر مسموع کے حاصل کی جائے۔

اصطلاح میں: دو آدمیوں کا دو چیزوں کے بارے میں اظہار صواب کی خاطر باہم دلائل سے بحث کرنا "مناظرہ" کہلاتا ہے۔

مناظرہ کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو تاریخ انسان کے پہلے مناظر جناب حضرت آدم علیہ السلام قرار پاتے ہیں۔ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک مناظرے کا ذکر ہے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدم و موسیٰ علیہما السلام نے ایک دوسرے سے اپنے پروردگار کے سامنے مناظرہ کیا تو حضرت آدم علیہ السلام اس مناظرے میں جناب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہی آدم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا اور آپ کو اپنی جنت میں رہنے کو جگہ عطا فرمائی اور پھر آپ نے اپنی خطا سے

لوگوں کو زمین پر اتارا؟۔ جناب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا آپ وہ موسیٰ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بنا کر اور آپ سے کلام فرما کر چن لیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے تورات کی تختیاں عطا فرمائیں جن میں ہر بات کا بیان ہے اور آپ کو اپنے قریب کیا سرگوشی کے لئے اور یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تورات کو میرے پیدا ہونے سے کتنا عرصہ قبل لکھا ہے؟ جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چالیس سال پہلے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تو کیا آپ نے تورات میں نہیں پڑھا کہ آدم نے اپنے رب کے فرمان کے خلاف کیا اور ۔۔۔۔ گئے جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے پڑھا ہے۔ جناب حضرت آدم نے فرمایا: پھر تم مجھ کو اس کام کے کرنے پر ملامت کرتے ہوئے ہو جو میری تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے میرے پیدا ہونے سے چالیس برس پہلے لکھ دیا تھا: آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔

※ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناظروں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ آپ نے ایک مناظرہ اپنی قوم سے توحید کی بابت فرمایا کہ جس میں آپ نے انہیں لاجواب کر دیا اور دوسرا مناظرہ آپ نے نمرود بادشاہ سے کیا جس کا ذکر سورۂ بقرہ میں موجود ہے۔ نمرود بادشاہ نے خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے "انا ربکم الاعلی" کا قول بدتر از بول کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب تو زندہ بھی کرتا ہے اور موت بھی دیتا ہے اگر تو "الرب الاعلی" ہے تو مردے کو زندہ کر اور زندہ کو موت دے دے۔ نمرود بادشاہ نے ایک سزائے موت کے قیدی کو آزاد کر دیا اور ایک بے گناہ کو قتل کروادیا اور کہنے لگا "انا احیی وامیت" دیکھ میں زندہ بھی کرتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔ نمرود کی یہ دلیل کئی طرح سے باطل تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسری دلیل دے کر اسے شکست سے دو چار کر دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے (اور مغرب میں غروب کر

دیتا ہے) تو اگر سچا ہے تو پھر اسے مغرب سے نکال کر دکھا، آپ کی اس دلیل سے وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مناظرے میں "فاتح" قرار پائے۔

* اسی طرح ہمارے آقا فخر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے "نجران" کے عیسائیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مناظرہ فرمایا۔ نجران کے عیسائیوں کا وفد جو کہ ساٹھ افراد پر مشتمل تھا اور اس میں ان کے چودہ سردار تھے اور ان سب کی قیادت ان کا "اسقف" (بڑا پادری) کر رہا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث کی۔ ان کے عقیدے کے مطابق یا تو حضرت عیسیٰ خدا تھے یا خدا کے بیٹے یا تین میں سے تیسرے۔ انہوں نے بحث میں یہ دلیل دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر خدا نہیں یا خدا کے بیٹے نہیں تو بتائیں پھر ان کا باپ کون ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا خدائی کی دلیل ہے تو پھر تو سب سے پہلے تمہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟، اس لئے کہ وہ تو بغیر ماں اور بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اس مضبوط دلیل کا ان کے پاس کوئی جواب تو نہ تھا لیکن پھر بھی وہ حجت بازی کرنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت مباہلہ نازل فرما کر "مباہلہ" کا چیلنج دیا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء و حسنین کریمین علیہم السلام کو ساتھ لے کر مباہلہ کیلئے روانہ ہوئے۔ پنجتن پاک کا نورانی قافلہ فتنہ عیسائیت کی سرکوبی کیلئے میدان کارزار کی طرف جا رہا تھا چونکہ عیسائیوں کے بڑے بڑے پادری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت سے واقف تھے اس لئے ان میں سے کوئی بھی مباہلہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ آیا اور اپنی شکست تسلیم کر کے جزیہ ادا کرنا قبول کر لیا۔

* خوارج جو کہ "حروریہ" کہلاتے ہیں، یہ وہ بدبخت لوگ ہیں جنہوں نے مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور صحابی رسول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد فرمایا اور ان کا فتنہ ختم کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ آپ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور چچازاد جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ میں کیا خرابی نظر آئی ہے کہ ان سے الگ ہو گئے ہو؟ خوارج نے کہا پہلی برائی تو یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کے دوران تحکیم میں ثالث مقرر کروایا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان الحکم الا للہ" حکم تو اللہ کے لئے ہے۔ اور دوسری برائی یہ ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر سے لڑائی کی لیکن نہ تو ان کو گالیاں دیں اور نہ ان کا مال لوٹا۔ اگر وہ کافر تھے تو ان کا مال حلال تھا اور اگر مومن تھے تو ان سے قتال حرام تھا اور تیسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلح کے وقت صلح کی تحریر سے اپنے نام کے ساتھ "امیر المؤمنین" لکھا ہوا کاٹ دیا تو اگر وہ امیر المؤمنین نہ ہوئے تو پھر "امیر الکافرین" ہوں گے؟۔ (نعوذ باللہ)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم نے کہا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خدا کے دین میں آدمیوں کو "حکم" مانا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یا ایہا الذین آمنوا لاتقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم"۔ (القرآن)

اے ایمان والو! حالت احرام میں شکار کو قتل مت کرو۔ اور اگر تم میں سے کسی شخص نے شکار کو قتل کیا تو اس کا بدلہ اس جانور کے مساوی دوسرا جانور ہے اور اس کا حکم (فیصلہ) تم میں سے دو معتبر شخص کریں گے۔

اب میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ "اگر اللہ کے سوالوگوں کو خرگوش اور دیگر جانوروں کے شکار کے معاملے میں حکم بنانا درست ہے تو انسانوں کے خون کے معاملے میں جب کہ وہ جنگ کے ذریعے بہہ رہا ہے، ان کو حکم بنانا کیوں درست نہیں ہے؟ آپ نے دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا کہ بتاؤ کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دو گے؟ اور ان کے معاملے کو بھی حلال جانو گے؟ اگر ایسا کرو گے تو تم نے کفر کیا اور اگر گمان کرو کہ وہ تمہاری ماں نہیں تو بھی تم کافر ہو گئے اور اسلام سے خارج کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انہیں ماں قرار دیا ہے اور قرآن کا انکار کفر ہے"۔

اور تیسرے اعتراض کا یہ جواب دیا کہ: دیکھو حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ساتھ معاہدہ فرمایا اور معاہدہ کی تحریر پر لکھا گیا کہ یہ معاہدہ محمد رسول اللہ اور کفار مکہ کے درمیان ہے، تو اس پر کفار نے کہا کہ قسم بخدا اگر ہم آپ کو خدا کا رسول مانتے ہوتے تو آپ کو کبھی بھی بیت اللہ کے طواف سے نہ روکتے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تحریر سے "محمد رسول اللہ" کاٹ کر محمد بن عبد اللہ لکھا۔ تو جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام سے خود رسول اللہ کا جملہ کٹوایا تو کیا وہ رسول ہیں یا نہیں؟ جب یقیناً ہیں تو اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے نام سے مخالفین کے اعتراض پر "امیر المؤمنین" کا لفظ کٹوانے کے باوجود امیر المؤمنین ہیں۔ یہ سن کر ان خوارج میں سے تقریباً دو ہزار افراد نے خارجیت سے توبہ کی اور دوبارہ اسلام کے سایہ عاطفت میں آ گئے۔

* اس کے علاوہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے دیگر حضرات کے مناظرے بھی بہت مشہور ہیں لیکن ان چند حوالہ جات سے یہ بتانا مقصود تھا کہ مناظرہ "فی نفسہٖ" کوئی بری چیز نہیں بلکہ یہ انبیاء و اولیاء کی سنت ہے اور احیائے دین کا بہترین ذریعہ بھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے بعد تابعین و تبع تابعین کے مناظرے بھی ہوتے رہے جس طرح امام اعظم ابو حنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں، قدریہ، جبریہ، روافض، دھریہ وغیرہ کے ساتھ بہت سے مناظرے کئے اور ترویج واشاعت اسلام اور تحفظ ایمان کا اہم فریضہ ادا فرمایا۔ پھر اجتہادی مسائل پر آپ کے اور آپ کے شاگردوں کے مناظرے بھی ایک تاریخی حقیقت ہے، جس طرح "رفع الیدین" کے مسئلہ پر حضرت امام اوزاعی رضی اللہ عنہ سے آپ کا مناظرہ کرنا اور امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کا آپ کے بالمقابل جواب دینے سے عاجز آنا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام محمد بن حسن الشیبانی رضی اللہ عنہ کا مناظرہ اور پھر امام شافعی رضی اللہ عنہ کا امام حسن بن زیاد رضی اللہ عنہ سے مناظرہ۔

* اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا خلیفہ معتصم باللہ کے دربار میں "خلق قرآن" کے موضوع پر عبد الرحمان بن اسحاق اور احمد داؤد سے مناظرہ کرنا بھی ایک حقیقت ہے کہ جب آپ کے حریف نے "شکست" کھائی تو خلیفہ نے آپ کو کوڑے مروائے اور اسی وحشیانہ تشدد وبہیمانہ جبر واستبداد کے باعث آپ شہید ہوگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

* اسی طرح تاریخ اسلام کا کوئی دور دینی فتنوں اور فکری ونظری شازشوں سے خالی نظر نہیں آتا لیکن علمائے حقہ نے ہر دور میں اسلام کی حقیقی صورت کو بچانے کی خاطر ہر قسم کی قربانی پیش کی۔

جب آٹھویں صدی ہجری میں "علامہ ابن تیمیہ" نے اپنے تفردات کے باعث امت مسلمہ کو ایک بڑی آزمائش میں ڈالا تو اس کے بعد مناظروں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل نکلا اور خود علامہ ابن تیمیہ کو کئی مناظروں میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور بالآخر ملک الناصر کے دور میں شیخ

صدر الدین ابن الوکیل اور شیخ محمد بن عبد الرحیم صفی الدین ہندی سے مناظرہ ہارنے کے بعد آپ کو قید میں ڈالا گیا اور علامہ ابن تیمیہ کی اسی قید کے دوران وفات ہوئی۔ اسی طرح ماضی میں ہندوستان کے علمائے حق نے بھی احیائے دین کی خاطر اپنا حق ادا کیا۔ جب انگریزوں کی شہ پر خاندان ولی اللہی کے ایک سپوت ناخلف شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنے اکابر کے عقائد و نظریات کے بالکل خلاف ایک خود ساختہ عقیدہ ہندوستان میں پھیلانے کی کوشش کی، اس کی کتابوں میں یہ سوقیانہ عبارات لکھی گئیں:

- اللہ جھوٹ بول سکتا ہے۔
- وہ تمام قبیحات پر قادر ہے۔
- نبی ﷺ مر کر مٹی میں مل چکے ہیں۔
- نبی ﷺ کا ادب بڑے بھائی جتنا کرو۔
- مخلوق ہونے میں جن، فرشتہ، نبی، سورج، چاند، ستارے سب برابر ہیں۔
- نبی، ولی، اللہ کے آگے چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔۔۔۔۔۔۔وغیرہ ذالک

یہ وہ دریدہ دہنی تھی کہ جس نے ہندوستان کے بچے بچے کو تڑپا دیا کچھ لوگ محض خاندانی وجاہت کو دیکھ کر خاموش ہو گئے لیکن اہل حق نے ہر سٹیج پر ان گمراہ کن عقائد کا رد بلیغ کرنا شروع کیا تو ہندوستان میں مناظروں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل پڑا۔ سب سے پہلے علامہ فضل حق خیر آبادی علمائے حق کی طرف سے میدان میں نکلے اور 1240ھ میں دہلی میں شاہ اسماعیل سے مناظرہ کیا اور باطل کو بے نقاب کیا۔

ابھی اسماعیلی فرقہ ضالہ کے عقائد باطلہ کا رد جاری تھا اور ہندوستان کے علمائے حق تقریری و تحریری مناظروں کے ذریعے ان شیطانی نظریات کے تار پور بکھیر رہے تھے کہ قادیان کی سرزمین سے انگریز کے ایک اور خود کاشتہ پودے نطفہ شیطانی، پلید آنجہانی مرزا غلام احمد

قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ علمائے ومشائخ اہل سنت نے مرزائے قادیاں کی خوب خبر لی اور بالآخر فاتح قادیاں، مجدد دوراں، غوث زماں حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کے تاریخی مناظرہ میں مرزائیوں کے اس کفر وضلالت کے فرعون نمابت کو ضربِ حیدری سے پاش پاش کر ڈالا جس کے باعث ہزاروں گمراہوں کو جادہ ہدایت نصیب ہوا۔ اور آپ کو قدم بقدم اس معرکہ حق وباطل میں جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور روحانی توجہ حاصل رہی، سچ کہا گیا ہے:

اے دیدۂ حق بیں دیکھ ذرا کیالم یزلی کے جلوے ہیں
در پردۂ حضرت مہر علی، سرکار علی کے جلوے ہیں

ہندوستان پر اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی وہ اہل حق کو کب امن وآشتی کے ساتھ دین متین کا کام کرنے دیتے تھے، حکومت کی سرپرستی میں آریاؤں، عیسائیوں نے سر اٹھانا شروع کیا اور وادی مجد کے بے کار سنگریزے یک جا ہو کر دربار رسالت مآب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حملہ آور ہونے کی سعی مذموم میں مصروف ہوئے تو اعلیحضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور آپ کے خلفاء وشاگردوں نے ہر میدان میں انہیں شکست سے دوچار کیا۔ اس سلسلے میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے کہ جنہوں نے آریاؤں کو کئی میدانوں میں شکست سے دوچار کیا۔ اس کے ساتھ حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی جیسی ہستیوں نے عیسائیوں کے خلاف اہل حق کی طرف سے مناظرے کئے اور انہیں ہر میدان میں رسوا کیا۔ اسی دوران انگریزوں کی شہ پر مسلمانان ہندوستان میں نفرتوں کی دیوار کھڑی کرنے کے لئے ایک مرتبہ پھر اسماعیلی عقائد کا پرچار شروع ہوا اور اس کے لئے حکومت کی سرپرستی میں فرنگی گورنمنٹ کے تنخواہ دار مولویوں نے "دیوبند" کے مقام پر ایک مدرسہ قائم کیا اور اسماعیلی نظریات کو "شامل نصاب" کر لیا۔ اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ مزید دریدہ دہنی کرتے

ہوئے مسلمانان ہندوستان کے دلوں پر چھریاں چلادیں تو ایسے میں اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ میدان میں اترے اور اپنے تحریری و تقریری مناظروں کے ذریعے اس "کفریہ یلغار" کے آگے بند باندھا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیے ہیں

* امام اہل سنت نے ترجمان دیوبند اور امت دیوبندیہ کے حکیم خاص اشرف علی تھانوی سے مناظرہ کے میدان میں سامنا کرنے کا چیلنج کیا، عین موقع پر تھانوی صاحب نے راہ فرار اختیار کی اور بعد ازاں اعلیحضرت نے اپنی شرعی ذمہ داری نبھاتے ہوئے دیوبندیوں کی متنازعہ عبارات کو علمائے حرمین کے سامنے بطور استفتاء پیش فرمایا جس پر تیس سے زائد مفتیان حرمین نے ان عبارات کو گستاخانہ قرار دیا اور ان کے قائلین و مؤیدین پر "فتوٰی کفر" صادر کیا جس کی تفصیل اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حسام الحرمین" میں موجود ہے۔ بعد ازاں اس فتوٰی کی تصدیق ہندوستان کے 268 مفتیوں نے کی اور اس کی تفصیل "الصوارم الهندیه" میں موجود ہے۔ اس کے بعد ہندوستان میں مناظروں کا ایک غیر منقطع سلسلہ شروع ہو گیا۔

علامہ غلام دستگیر قصوری، مناظر اسلام حضرت علامہ حشمت علی خان صاحب، حضرت مفتی محمد اجمل سنبھلی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمان صاحب، مناظر اسلام مولانا ظفر الدین بہاری، حضرت محدث کبیر عبد العزیز محدث مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مردان حق نے ہر میدان میں اسماعیلیوں (دیوبندیوں وہابیوں) کو شکست فاش سے دوچار کیا۔

تقسیم ہندوستان کے بعد دیوبندیوں کے ساتھ ساتھ "غیر مقلدین" کہ جو عقائد میں بھائی بھائی ہیں نے عملی طور پر شیطنت کا ترجمان بننے کا تہیہ کر لیا تو اعتقادی و عملی حوالے سے مناظرے ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ حضرت سید ابوالبرکات شاہ صاحب، مناظر اسلام مفتی احمد یار نعیمی گجراتی، مناظر اسلام محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد چشتی قادری فیصل آبادی، مناظر اعظم علامہ محمد عمر اچھروی، مناظر اسلام مفتی شریف الحق امجدی، مناظر اسلام علامہ عنایت اللہ سانگلہ ہل، مناظر اسلام مولانا عبد الغفور ہزاروی، مناظر اسلام غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیوں نے ہر میدان میں اہل باطل کو شکست سے دوچار کیا۔ اور نوبت دور حاضر کے مناظرین تک پہنچی تو مناظر اسلام علامہ ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المناظرین استاذی المکرم حضرت علامہ سعید احمد اسعد صاحب، استاذ العلماء مفتی محمد اشرف صاحب مراڑیاں، استاذ العلماء امام المناظرین علامہ محمد اشرف سیالوی، مناظر اسلام حضرت علامہ عبد الرشید جھنگوی جیسی ہستیوں نے قیادت اپنے ہاتھ میں لی۔ علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب کا کفریہ عبارات پر تاریخی مناظرہ "مناظرۂ جھنگ" اپنی مثال آپ ہے کہ جس میں کالعدم سپاہ صحابہ پاکستان کے بانی اور دیوبندیوں کے امام، حق نواز جھنگوی شکست سے دوچار ہوئے اور باقاعدہ گورنمنٹ کی سرپرستی میں ہونے والے اس تاریخی مناظرہ میں منصفین مناظرہ کی طرف سے سند جاری کی گئی کہ "مولانا اشرف سیالوی صاحب جیت گئے ہیں اور دیوبندی مناظر کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے"۔

* استاذ محترم مناظر اسلام علامہ سعید احمد اسعد صاحب کے مناظروں کی تاریخ بھی مناظرہ جھنگ سے مختلف نہیں ہے۔ کفریہ عبارات پر امین صفدر اکاڑوی سے مناظرہ ہو یا فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر رحمت اللہ ربانی غیر مقلد وہابی سے مناظرہ، عقیدہ علم غیب اور دعا بعد از نماز جنازہ کے موضوع پر یوسف رحمانی سے مناظرہ ہو یا گیارہویں شریف کے موضوع پر طالب الرحمان شاہ وہابی سے مناظرہ، ہر میدان میں کامیابی نے آپ کے قدم چومے اور

غیروں نے بھی برملا آپ کی فتح کا اعتراف کیا۔ اسی طرح دور حاضر کے محقق، محدث کبیر حضرت علامہ محمد عباس رضوی ہوں یا شیر اہل سنت سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی، مناظر ابن مناظر علامہ عبدالتواب صدیقی اچھروی ہوں یا مناظر اسلام علامہ محمد شوکت سیالوی، مناظر اہل سنت غلام مرتضیٰ ساقی ہوں یا مناظر اہل سنت علامہ غلام مصطفیٰ نوری، مناظر شہیر علامہ عبدالکریم نقشبندی ہوں یا محقق اہل سنت پروفیسر انوار حنفی، مناظر اسلام علامہ غلام مصطفیٰ شاکر ہوں یا علامہ ڈاکٹر محمد الطاف سعیدی، مناظر اسلام علامہ کاشف اقبال مدنی ہوں یا مناظر اہل سنت مفتی عبدالمجید خان سعیدی، مجاہد اسلام سید مظفر حسین شاہ (کراچی) ہوں یا مناظر اسلام علامہ محمد صدیق نقشبندی (خالوغازی)، علامہ اظہر محمود اظہری ہوں یا محقق اہل سنت ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، فخر السادات علامہ سید حبیب الرحمن شاہ صاحب (مظفر آباد) ہوں یا فخر السادات حضرت علامہ سید زبیر احمد شاہ صاحب بخاری (کہوٹہ) اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو بے شمار مناظرین عطا فرمائے جو مسلک حقہ اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر ہمہ وقت مصروف عمل ہیں تاہم دور حاضر میں جس شخصیت نے میدان تدریس وخطابت سے میدان مناظرہ تک شہرت حاصل کی اور بہت کم وقت میں اپنوں کی آنکھوں کا نور اور غیروں کی آنکھ کا کانٹا بنی وہ شخصیت استاذ العلماء خطیب رزم وبزم مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی کی ہے جنہوں نے تحریر وتقریر کے ذریعے گستاخان انبیاء واولیاء کی نیندیں اڑادی ہیں۔ آپ طالب علمی دور ہی سے مناظرانہ طبع کے مالک ہیں جس کا اظہار آپ کے ہم مکتب علماء اکثر محافل میں کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ راقم آپ کے دور طالبعلمی سے لیکر تاحال تقریباً ہر مناظرے میں بطور معاون مناظر آپ کے ساتھ شامل ہوتا رہا۔ لہٰذا مجھ سے آپ کی مناظرانہ زندگی کا کوئی گوشہ پوشیدہ نہیں۔

* مفتی صاحب نے اپنا پہلا مناظرہ "ذکر بالجہر" کے موضوع پر شکریال راولپنڈی کے مقام پر مولوی ظہیر الدین کیانی فاضل دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کے ساتھ فاروق اعظم مسجد میں طالب علمی دور میں 1998ء میں کیا جس میں اہل علاقہ کے سامنے مخالف فریق کو تھوڑی دیر بعد لاجواب کر دیا۔ اس دوران آپ گلستان مہر علی "جامعہ رضویہ ضیاء العلوم" راولپنڈی میں درجہ سابعہ کے طالبعلم تھے۔

* اس کے بعد اسی سال شہزاد نامی ایک غیر مقلد جو کہ کمرشل مارکیٹ راولپنڈی کا تاجر تھا اس نے اہل سنت کا ناک میں دم کر رکھا تھا اور ہر کسی کو چیلنج دیتا پھرتا تھا چنانچہ قبلہ مناظر اسلام نے مارکیٹ کے تاجروں کے پرزور اصرار پر صرف 10 منٹ میں رفع یدین کے مسئلے پر اس شخص سے شکست تسلیم کروائی جس کے بعد بہت سارے دوکانداروں نے فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھنا شروع کی۔

* اسی طرح 2001ء میں نعمت مسجد ڈھوک علی اکبر ہارون چوک راولپنڈی میں ایک جلسے کے دوران ایک دیوبندی نام نہاد مناظر مفتی مجیب الرحمان نے میلاد شریف کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور چیلنج دیا کہ اس موضوع پر کسی میں دم ہے تو مجھ سے مناظرہ کرے، قبلہ قریشی صاحب نے اسی رات "**چیلنج قبول ہے**" کے بینرز آویزاں کروا دیئے اور 30 جون کی تاریخ مقرر ہوئی دونوں طرف سے مناظرے کی تشہیر کی گئی لیکن عین مناظرے والے دن "یاپولیس المدد" کا روایتی دیوبندی نعرہ بلند ہوا۔ قبلہ قریشی صاحب نے باوجود پابندی کے مقررہ مقام پر حاضر ہو کر منکرین میلاد کو للکارا، دیوبندی مناظر جنازہ والی چارپائی کے ذریعے موقع سے فرار ہو گیا۔ یعنی وہ ایمان کا مردہ تو پہلے سے ہی تھا اب جان کا مردہ بننے کا ڈھونگ رچا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ قبلہ قریشی صاحب نے اس کے فرار کے بعد ہزاروں لوگوں کے اجتماع میں

تقریباً ڈھائی گھنٹے خطاب کیا۔ اس دوران اہل علاقہ نے شرائط کی روشنی میں قریشی صاحب کی فتح کا اعلان کیا کیونکہ شرائط میں تحریر تھا کہ جو مناظر وقتِ مقررہ پر جائے مناظرہ پر نہیں پہنچے گا اس کی شکست ہوگی۔

* دسمبر 2004ء میں قبلہ قریشی صاحب بمقام کھوڑی کھیتر، یونین کونسل نمل، ضلع ایبٹ آباد خطاب کیلئے تشریف لے گئے وہاں پر آپ نے ایک سوال کے جواب میں دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات کا "پوسٹمارٹم" کیا تو مقامی آبادی کے متعدد دیوبندی نوجوانوں نے مسلک اہل سنت قبول کیا۔ ان میں سے کچھ دیوبندی مدارس کے طلباء بھی تھے اور الحمد للہ آج وہ اہل سنت کے مدارس میں منتہی طلباء ہیں۔ بعد ازاں تقریر کے اثر کو زائل کرنے کی خاطر دیوبندیوں نے برائے پروپیگنڈہ اشتہار نکالے اور مناظرے کا چیلنج دیا۔ دونوں طرف سے شرائط طے ہوئیں اور قبلہ قریشی صاحب نے اپنے سابقہ تجربے کے بناء پر یہ شرط بطور خاص تحریر کروائی کہ مناظرین کا نام پہلے لکھا جائے کہ کون شخص مناظر ہوگا اور دوسرا یہ واضح تحریر کیا جائے کہ جو شخص جائے مناظرہ پر مقررہ وقت نہیں پہنچے گا اس کی اور اس کے مسلک کی شکست ہوگی قبلہ قریشی صاحب، راقم اور مناظرہ ٹیم پہلے دن، رات کے وقت ہی احتیاطاً جائے مناظرہ پر پہنچنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ مری میں طوفانی بارش اور شدید برف باری کا سامنا کرنا پڑا۔ موسم کی انتہائی خرابی کے باعث جائے مناظرہ تک ایک دن قبل پہنچنا کوشش بسیار کے باوجود ممکن نہ ہو سکا۔ رات فخر السادات حضرت علامہ سید رضاء المصطفےٰ شاہ صاحب بخاری کے ہاں قیام کیا اور صبح ان کی اور حضرت علامہ محمد آصف قادری صاحب کی معیت میں وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ قبل پیدل سفر کر کے ناظم یونین کونسل گلزار احمد عباسی کے بنگلے پر پہنچے۔

عوام اہل سنت، مناظر اسلام کا یہ جذبہ دیکھ کر حیران ہوئے دوپہر ایک بجے تک وہاں انتظار کیا پھر اپنے میزبان جناب گلزار احمد عباسی سے یہ بات تحریر کروائی کہ اہل سنت کے علماء کی مناظرہ ٹیم مقررہ وقت پر جائے مناظرہ پر پہنچی ہے جبکہ دیوبندی مناظر نہیں پہنچا۔ دیوبندیوں کی جانب سے قاری چن محمد آف اٹک اور مولوی صادق کوہاٹی مناظر مقرر ہوئے تھے جنہوں نے فرار میں عافیت سمجھی۔ جائے مناظرہ سے واپسی پر مناظر اہل سنت پولیس وعقید تمندوں کے جھرمٹ میں کوہالہ پہنچے تو وہاں مقامی انتظامیہ نے پولیس چوکی میں بلایا۔ سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں قریشی صاحب نے چیلنج نامہ اور شرائط نامہ نکال کر دکھایا اور پولیس کی موجودگی میں اعلان ہوا کہ اہل سنت مناظرہ جیت گئے ہیں۔ اس لئے کہ فریق جائے مناظرہ پر شرط کے مطابق نہیں پہنچا۔ قریشی صاحب نے موقع غنیمت جانتے ہوئے دیوبندیوں کی کفریہ عبارات پولیس افسران اور دیگر معززین علاقہ کے سامنے رکھیں تو تمام حاضرین ان گستاخیوں کو دیکھ کر گستاخوں پر تُف کرنے لگے۔ واپسی پر دیوبندیوں نے پھگواڑی (مری) کے مقام پر مناظر اہل سنت وراقم پر فائرنگ کی جس پر مقامی سنی آبادی نے مناظرین حضرات اور باقی لوگوں کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور مرکزی جامع مسجد پھگواڑی میں مختصر اور اہم جلسہ بھی منعقد ہوا۔ ہمارے ان خطبات کو آج تک یاد کیا جاتا ہے۔

☼ 2005ء میں دو میل، جنڈ ضلع اٹک کے مقام پر مناظر اہل سنت جلسے میں تقریر کے لئے تشریف لے گئے اور دوران تقریر دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات پر گفتگو کی۔ بعد ازاں وہاں کے مقامی دیوبندیوں نے مناظرے کا چیلنج دیا جسے قریشی صاحب نے قبول کیا۔ دیوبندیوں کی طرف سے ان کے مناظر یونس نعمانی صاحب کا نام پیش کیا گیا اور شرائط میں یہ طے ہوا کہ جو مناظر وقتِ مقررہ پر جائے مناظرہ پر نہیں پہنچے گا اس کی شکست سمجھی جائے گی اور ساتھ ہی مقامی وغیر مقامی دیوبندیوں نے مل کر قریشی صاحب کے ضلع اٹک میں داخلے پر پابندی عائد کروادی۔ حسن اتفاق کہ یہی دن گذار کے رات کو قریشی صاحب کی شادی کا ولیمہ

تھا۔ دوستوں نے لاکھ منع کیا کہ اب انتظامیہ درمیان میں حائل ہو گئی ہے آپ تشریف نہ لائیں اس کے باوجود قبلہ قریشی صاحب نے فرمایا میں ضرور جاؤں گا۔ جب مقامی دیوبندیوں کو یہ پتہ چلا کہ قریشی صاحب پر ضلع میں داخلے پر پابندی عائد کی گئی اور وہ تشریف نہیں لا سکتے تو انہوں نے "پنڈ سلطانی" کے مقام پر مساجد میں اعلان کرنے شروع کر دیئے کہ دیکھو سُنی بھاگ گئے ہیں۔ مناظرے کا وقت دن 2 بجے مقرر تھا۔ کچے راستوں سے پیدل سفر کرتے ہوئے پولیس کی بھاری نفری کی موجودگی میں راقم اور قریشی صاحب بمع کتب "دو میل" پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور مسجد کا سپیکر آن کر کے اپنے وقت مقررہ پر پہنچنے کا اعلان کیا کہ فقیر حنیف قریشی اور امتیاز شاہ مناظرے کیلئے جائے مناظرہ پر حاضر ہیں لہٰذا چیلنج کے مطابق اپنے مناظر اور معاونین کو سامنے لائیں۔ مقامی دیوبندیوں نے اپنی مساجد کو تالے لگا دیئے اور گھروں میں دبک گئے تھوڑی سی دیر میں رنگلی، دو میل، تھٹہ، پنڈ سلطانی، جنڈ سے سیکڑوں سنی پنڈ سلطانی کی مسجد میں پہنچ گئے اسی اثناء میں مناظر اسلام علامہ محمد صدیق نقشبندی، علامہ ناصر خان صاحب، مناظر اسلام اظہر محمود اظہری بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچ گئے مقامی اہل اثر نے آکر بتایا کہ دیوبندیوں کی طرف سے اعلان ویسے ہی کیا گیا ہے، دیوبندیوں کا کوئی بندہ بھی مسجد میں نہیں ہے۔ ادھر جامع مسجد پنڈ سلطانی میں دیر تک جلسہ جاری رہا اور شام کو قریشی صاحب راولپنڈی پہنچے تو ان کے ولیمے کے مہمان ان سے پہلے پہنچ چکے تھے۔

☆ 2006ء میں سرلہ ہڈورہ یونین کونسل دلولہ ضلع ایبٹ آباد کی دیوبندی مسجد میں سیرت النبی ﷺ کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسے میں مقررین نے عقائد اہل سنت پر کیچڑ اچھالا اور اہل سنت کو چیلنج مناظرہ دیا گیا جس کو موقع پر مقامی سنیوں نے قبول کیا اور اسی وقت شرائط طے کرنے کو کہا۔ دیوبندی مقرر کو لینے کے دینے پڑ گئے اور بمشکل جان چھڑا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تاہم مقامی سنیوں نے مسجد کے خطیب کو واضح کیا کہ اب مناظرہ ہو گا کیونکہ تم نے سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں چیلنج دیا ہے۔ مقامی سنیوں نے قریشی صاحب سے رابطہ کیا

جس پر قریشی صاحب نے انہیں فرمایا کہ دیوبندی لوگ کبھی بھی مناظرہ کرنے نہیں آئیں گے میں ان کی رگ رگ سے واقف ہوں تاہم مقامی لوگوں کے پرزور مطالبہ پر قریشی صاحب نے اپنی طرف سے موضوع "گستاخ کون؟" پر مناظرے کے لئے شرائط لکھ کر روانہ کیں اور مناظرے کی تاریخ 13.08.2006 مقرر ہوئی۔ 13 تاریخ تک دیوبندیوں کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ پھر بتاریخ 22.08.2006 کو شرائط پر مبنی ایک تحریر قریشی صاحب کی طرف رجسٹری کی گئی جس میں مناظرے کی تاریخ 27.08.2006 دن 10 بجے بمقام "نزوکہ" مقرر ہوئی۔

مناظر اہل سنت، راقم الحروف، حضرت علامہ شاہنواز احمد ضیائی اور حضرت علامہ منظور احمد صدیقی ودیگر اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں جائے مقررہ پر صبح 6 بجے پہنچ گئے 2 بجے تک فریق مخالف کا انتظار ہوتا رہا۔ بالآخر 2 بجے مقامی ایس ایچ او کی موجودگی میں مناظرہ ہونا طے پایا اور جائے مناظرہ کو کمال ہوشیاری سے دیوبندی آبادی میں یہ سوچتے ہوئے منتقل کیا گیا کہ یہاں پر مناظر اہل سنت کسی صورت میں نہیں آئیں گے۔ چنانچہ مناظر اہل سنت باوجود مقامی سنیوں کے منع کرنے کے کتابیں اٹھا کر جائے مقررہ (جو کہ وہاں کے ایک دیوبندی کا مکان تھا) پر پہنچے تو دیوبندی مناظر قاری چن اور اس کے حواریوں نے مناظرہ کرنے سے انکار کردیا اور ایس ایچ او کو 20 ہزار روپے رشوت پیش کی گئی تاکہ مناظرہ رکوایا جاسکے۔ قبلہ مناظر اسلام نے ایس ایچ او پر واضح کیا کہ وہ کسی صورت میں مناظرہ کئے بغیر واپس نہ جائیں گے چنانچہ ایس ایچ او نے علی الاعلان کہا کہ جب دوسرے لوگ مناظرہ کرنا ہی نہیں چاہتے تو پھر آپ کیسے مناظرہ کریں گے؟ قریشی صاحب وہیں پر بیٹھ گئے کہ میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جبتک حق وباطل واضح نہیں ہوجاتا یہ پورے علاقے کے مسلمانوں کے ایمان کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ دیوبندی مناظرہ ٹیم گاڑی پر بیٹھ کر عقبی راستے سے "گڑھی حبیب اللہ" پہنچ چکی ہے چنانچہ سینکڑوں لوگوں کے اجتماع میں مناظر اسلام نے

ان کی گستاخانہ اور کفریہ عبارات لوگوں کو دکھائیں تو بہت سارے لوگ توبہ کر کے مسلک اہل سنت میں داخل ہو گئے۔ (ایس ایچ او کی رشوت والی بات انہی کی زبانی سنی گئی) اور اب بھی مقامی طور پر لوگوں کو اس کا علم ہے۔

* 2004ء ایبٹ آباد میں میلاد مصطفےٰ کانفرنس سے قریشی صاحب خطاب فرمارہے تھے کہ دوران خطاب "جماعت المسلمین" کے غیر اسلامی نظریات وعقائد کے حامل افراد کتابیں اٹھا کر جلسہ گاہ میں آ گئے اور مناظرے کا چیلنج کیا قریشی صاحب نے فرمایا: یہیں تشریف رکھیں میرے ایک گھنٹہ خطاب کے بعد مناظرہ ہو گا مگر بات صرف قرآن پاک اور صحیح بخاری شریف کے دلائل کی روشنی میں ہو گی۔ دراصل یہ لوگ چند دن قبل ایک دیوبندی خطیب کے جلسے میں بھی گئے تھے، مناظرے کے چیلنج کے بعد وہ خطیب صاحب فرار ہو گئے تو نام نہاد مسلمین نے فتح کے بگل بجائے لیکن ان بیچارے نام نہاد مسلمین کو کیا خبر تھی کہ یہاں تو اہل سنت کا شیر بیٹھا ہوا ہے اور وہ تو ایسے ہی شکاروں کی تلاش میں رہتا ہے۔ المختصر جب 50 منٹ کا خطاب سنا تو چپکے سے اٹھے اور یہ کہہ کر باہر نکلے کہ آپ خطاب مکمل کریں ہم ساتھ والے کمرے میں بیٹھے ہیں جب خطاب ختم کر کے قریشی صاحب نے "جماعت المسلمین" کے چیلنج دہندہ افراد کو اسٹیج پر بلایا تو پتہ چلا کہ حضرات فرار ہو چکے ہیں۔ ۔۔۔ ایسا بھاگے کہ ۔۔۔۔ آج تک ان کی خبر نہ آئی ۔۔۔۔ اگر کسی پڑھنے والوں کو اس کی خبر ہو۔ یا ان میں سے خود کوئی یہ تحریر پڑھے تو وہ آگاہ ہو جائیں کہ مناظر اہل سنت علامہ قریشی صاحب آج بھی ان کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں۔

* 2005ء میں راولپنڈی میں غیر مقلدین اور اہل سنت کے مابین "گستاخ کون؟" کے موضوع پر مناظرہ ہونا قرار پایا اہل سنت کی طرف سے علامہ شوکت سیالوی صاحب مناظر تھے اور غیر مقلدین کی طرف سے ڈاکٹر طالب الرحمان مناظر مقرر ہوئے چار گھنٹے پر مشتمل

اس مناظرہ میں علامہ قریشی صاحب صدر مناظر تھے۔ چنانچہ علامہ شوکت سیالوی نے بھرپور دلائل کے ساتھ اپنے موقف کا دفاع کیا۔ رئیس المناطقہ علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب نے اس مناظرے میں منصف کے فرائض سرانجام دیئے۔

* 2006ء میں علاقہ گوڑہ مست (کہوٹہ روڈ، راولپنڈی) پر اہل سنت وجماعت اور دیوبندی عوام میں "الاذان علی القبر" کے حوالے سے تنازع طول پکڑ گیا اور بات مناظرہ تک جا پہنچی۔ چنانچہ بتاریخ 28.12.2006 شکریال کے مقام پہ مناظرہ ہونا طے پایا۔ اہل سنت کی طرف سے فخر السادات حضرت علامہ مولانا سید زبیر احمد شاہ صاحب بخاری مناظر تھے اور قبلہ قریشی صاحب نے صدر مناظر کے فرائض سرانجام دیئے۔ دوران مناظرہ، دیوبندی مناظر قاری چن (ویسٹ انڈیز والا) نے خیانت سے کام لیا اور اعلیحضرت کی کتاب کا غلط حوالہ دیا۔ اس پر صدر مناظر اہل سنت جناب قریشی صاحب نے اس کی گرفت کی تو دیوبندی مناظر ڈٹ گیا اور اسی "حوالے" کو فتح وشکست کا معیار بنادیا گیا چنانچہ قبلہ قریشی صاحب نے وڈیو کیمرے کے سامنے کر کے اس کتاب کی عبارت پڑھی اور دیوبندی مناظرہ آرگنائزر سے بھی پڑھائی جس پر دیوبندی مناظرہ آرگنائزر نے اہل سنت پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے، دلائل قاہرہ کی روشنی میں ان کے مؤقف کو تسلیم کرلیا۔ **فللہ الحمد**

* اس کے علاوہ کئی ایک مقامات پر شیعہ حضرات کی طرف سے کئی چیلنج مناظرہ سامنے آتے رہے لیکن چونکہ شیعہ حضرات کے علماء اکثر اس مناظرانہ "مڈبھیڑ" کو پسند نہیں کرتے اس لئے نوبت "چیلنج" تک ہی محدود رہی۔ تاہم کئی مرتبہ شخصی مباحث کے بعد بہت افراد نے گستاخئ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدے سے تائب ہو کر مسلک حق اہل سنت قبول کیا۔ یاد رہے قبلہ مناظر اسلام کے متاثر کن خطابات کے باعث مسلک حقہ کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد سینکڑوں میں ہے، کئی دفعہ آپ کے ایک ایک بیان کے بعد پورا پورا گاؤں

تک بھی سنی ہو گیا۔ علاقہ پوٹھوہار، اٹک، ہزارہ، کشمیر اور مری کے عوام خصوصی طور پر اس حقیقت سے باخبر ہیں۔

اس کے علاوہ اس طرح کے اور کئی واقعات ہیں کہ جہاں پر دیوبندی یا وہابی مناظرین فرار ہوئے۔ اختصار کے پیش نظر ان واقعات کو یہاں درج نہیں کیا جاتا کیونکہ تمام واقعات کو احاطہ تحریر میں لانے کیلئے الگ سے ایک مکمل کتاب کی ضرورت ہے۔

* 2008ء میں وہابی غیر مقلد مناظر ڈاکٹر طالب الرحمان کو ہری پور میں تقریر کے لئے بلایا گیا۔ دوران تقریر انہوں نے اہل سنت و جماعت پر بے جا تنقید کی اور صوفیاء کی حالت جذب و سکر کی کیفیات والی عبارات پیش کر کے اہل سنت و جماعت کو مشرک کہا اور مناظرے کا چیلنج دیا۔ مقامی سنی آبادی نے قبلہ قریشی صاحب سے رابطہ کیا۔ آپ نے جوابی جلسہ میں چیلنج قبول کیا جس کی پوری تفصیل قریشی صاحب کے CD بیان "موجاں ہی موجاں" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ تاہم وہاں کے مقامی غیر مقلدین میں مناظرے کی سکت نہ رہی اور وہ اہل علاقہ کی نظروں سے روپوش ہو گئے، بعد ازاں راولپنڈی میں کالج کے کچھ طلباء کی کوشش سے "گستاخ کون؟" کے موضوع پر مناظرہ ہونا طے پایا۔ چنانچہ حسب شرائط، مناظرہ 16.02.2009 بہارہ کہو اسلام آباد کے مقام پر منعقد ہوا۔ چونکہ یہ مناظرہ انتظامی مجبوری کی بناء پر بہارہ کہو اسلام آباد منتقل کیا گیا تھا حقیقت میں یہ راولپنڈی میں ہونا تھا اس لئے ہم اس کو "مناظرۂ راولپنڈی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس مناظرہ کو انٹرنیٹ اور سی ڈیز کے ذریعے لاکھوں لوگ اس وقت تک دیکھ چکے ہیں اور ہزاروں لوگ ہدایت پا چکے ہیں اس مناظرے کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں پہلی دفعہ خود اپنی ہی زبان سے وہابی مناظر نے عبارت متنازعہ کو کفریہ کہا اور اپنے تین عدد اکابر علماء (سید احمد رائے بریلی، عبدالحی بڈھانوی اور عنایت اللہ اثری) پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اور مناظر اسلام کے دلائل باہرہ کے سامنے لاجواب ہو کر اپنے جد اعلیٰ شاہ اسماعیل دہلوی سمیت اپنے جید علماء سے تعلق کا سرے سے انکار کر دیا۔

اس مناظرہ کی اہمیت کے پیش نظر مخلصی فی اللہ، مجاہد اہل سنت حافظ محمد یسین ضیائی صاحب بانی اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی اور دیگر بہت سے علماء وعوام اہل سنت کے اصرار پر میں نے اس مناظرہ کی روئیداد کو درطہ تحریر میں لانے کا تہیہ کیا۔

اگرچہ میں بذات خود بھی مناظرہ میں قبلہ قریشی صاحب کے ساتھ بطور معاون مناظر موجود تھا تاہم یہ ساری روئیداد مناظرہ CDs سے تحریر کی گئی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے ضروری اضافی بات کو بریکٹ میں لکھ دیا ہے تاکہ تفہیم مسائل میں آسانی رہے۔ اسی طرح مختلف مقامات پر ضروری "حاشیہ" بھی دے دیا گیا ہے اگرچہ یہ اکثر باتیں بھی مناظر اسلام علامہ قریشی صاحب ہی کے "افادات" سے ہیں تاہم اگر ان عبارات میں کسی قسم کا کوئی سقم نظر آئے تو اہل علم راقم کی راہنمائی فرمائیں۔ مناظرے کے "دعویٰ ثانی" میں زیادہ تر عبارات "شطحیات اولیاء" اور "نظریہ وحدۃ الوجود" پر مبنی تھیں اس لئے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے میں نے علامہ قریشی صاحب ہی کے تحریر کردہ دو رسائل "شطحیات اولیاء" اور "وحدۃ الوجود اورشیخ ابن عربی وعلامہ ابن تیمیہ" بالترتیب صفحہ نمبر227 سے لے کر صفحہ 512 تک بتغیر یسیر شامل کر دیئے ہیں۔

یونہی وقت کی قلت کے پیش نظر بعض جگہ عبارات کا جواب دوران مناظرہ نہ دیا جاسکا یا مختصر جواب دیا گیا۔ اس کو "تتمہ گفتگو" کے عنوان سے شامل تحریر کر دیا گیا ہے۔

قارئین! سے گذارش ہے کہ اگر دوران مطالعہ کسی قسم کی لفظی یا معنوی غلطی یا عبارات میں کسی قسم کا کوئی سُقم دکھائی دے تو بندہ کو ضرور مطلع فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ کوئی بھی اہل علم اگر اس سے فائدہ حاصل کرے تو اس فقیر کو اپنی دعوات صالحہ میں ضرور یاد رکھے۔

یکے از فیض یافتگانِ گلستان مہر علی

خادم ابوالخیر سید امتیاز حسین شاہ کاظمی ضیائی

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی پاکستان

مناظرے کا پس منظر

غیر مقلدین وہابی حضرات کے معتمد علیہ عالم دین و مناظر ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب، جماعتِ اہل حدیث حلقہ ٹیکراں (مکھن) ہری پور کی دعوت پر جلسہ کرنے کے لئے گئے اور وہاں پر علی الاعلان کہا کہ "بریلوی بہت بڑے مشرک ہیں" اور اپنے اس دعویٰ کو اپنے طور پر ثابت کرتے ہوئے صوفیائے کرام کی "شطحیات" پر مبنی اور غیر معتمد علیہ علماء کی نامکمل اور ادھوری عبارات لوگوں کے سامنے پیش کیں اور انہیں شرک پر مبنی قرار دیتے ہوئے "بناء الفاسد علی الفاسد" کے مصداق اہل سنت و جماعت کو کافر و مشرک قرار دیا اور مناظرے کا چیلنج دیا اس پر علاقہ "ٹیکراں مکھن" کے سنی عوام میں بالخصوص اور ہری پور کے عوام میں بالعموم تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ غیر مقلدین کے اس دجل و فریب کا جواب ضروری جانتے ہوئے مبلغ اسلام علامہ قاضی عبدالخبیر عباسی صاحب کے فرزندان قاضی جمیل احمد و قاضی شکیل احمد صاحبان نے پاسبانِ مسلکِ حقہ اہل سنت جناب مفتی محمد حنیف قریشی صاحب سے رابطہ کیا اور جامعہ عباسیہ ضیاء العلوم کے زیر اہتمام عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا، جس میں مناظر اسلام مفتی محمد حنیف قریشی صاحب نے غیر مقلدین کے دجل و فریب کی قلعی کھولی اور چیلنج قبول کیا اور مقامی لوگوں سے کہا کہ آپ ڈاکٹر طالب الرحمن کو جس جگہ بلائیں گے اس کی خبر لینے کیلئے اہل سنت کا یہ ادنیٰ کارکن وہاں پہنچے گا۔

کوشش بسیار کے باوجود ڈاکٹر صاحب ہری پور میں مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اسی دوران ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب نے راولپنڈی کے علاقہ مسلم ٹاؤن میں کالج کے کچھ طلباء کو بہکانے کی کوشش کی اور انہیں اپنے خود ساختہ اسلامک سنٹر میں بلا کر "عبارات" پڑھائیں۔ طلباء نے علامہ قریشی صاحب سے رابطہ کیا اور تشفی پائی۔ کالج کے کچھ اہل حدیث طلباء نے منفی پروپیگنڈہ شروع کیا اور علاقے کی فضاء خاصی حد تک خراب ہوگئی اسی دوران جامع مسجد

اہل حدیث مسلم ٹاون راولپنڈی کی انتظامیہ کے افراد جن کی قیادت محمد ثاقب صاحب، محمد فہیم صاحب اور محمد افضل قادری صاحب کررہے تھے، علامہ قریشی صاحب کی مسجد میں آئے۔ علاقہ ناظم چوہدری امتیاز احمد صاحب اور باقی افراد کی موجودگی میں مناظرے کا چیلنج دیا اور شرائط طے کرنے کا وقت مانگا جس پر قریشی صاحب نے بخوشی چیلنج قبول کیا اور شرائط مناظرہ طے کرنے کا وقت مقرر ہوا۔

(اس چیلنج اور وفد کی آمد کی ویڈیو بھی موجود ہے)

یونین کونسل نمبر24 کے ناظم چوہدری امتیاز احمد صاحب کے گھر شرائط طے کرنے کیلئے دونوں مناظر مفتی محمد حنیف قریشی صاحب اور ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب وقت مقررہ پر پہنچے اور تین گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد موضوع مناظرہ اور شرائط طے ہوئیں بعد ازاں یونین کونسل کے دفتر میں دوبارہ مناظرین کی میٹنگ ہوئی اور شرائط میں کچھ ترامیم ہوئیں اور مناظرہ انتظامیہ کا اعلان ہوا اور دونوں فریق اس بات پر متفق ہوگئے کہ جگہ کی تعیین چوہدری امتیاز صاحب کے ذمہ ہے جو عین مناظرہ کے وقت بتائی جائے گی۔

اس فیصلے کے بعد دونوں مناظر اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہوگئے قبلہ قریشی صاحب نے شبانہ روز جانفشانی سے کتب کثیرہ کی جو اوراق گردانی فرمائی، معترضین کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات تیار کئے اور احقاق حق کے لئے جس عرق ریزی سے مختلف کتابیں کھنگالیں اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

موضوعِ مناظرہ:

گستاخ کون؟

- سنی بریلوی علماء کا یہ دعویٰ ہے کہ غیر مقلد وہابی اہل حدیث مذہب، گستاخ مذہب ہے اور ان کے علماء کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ان پر کفر لازم آتا ہے۔
- غیر مقلدین اہل حدیث وہابی علماء کا یہ دعویٰ ہے کہ اہل سنت (بریلوی) علماء کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں۔

مناظرہ کی تاریخ:

مناظرہ کی تاریخ 14 فروری طے ہوئی تاہم چراغ گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اچانک سانحہ ارتحال کی وجہ سے فریقین کی باہم رضامندی سے تاریخ 16 فروری 2009 بروز سوموار رات 8 بجے مقرر ہوئی۔

شرائط مناظرہ:

1. مناظرہ کے پہلے دو گھنٹے میں سنی مناظر اپنا دعویٰ پیش کرے گا اور اہل حدیث مناظر اس کا دفاع کرے گا اس کے بعد 15 منٹ کا وقفہ ہو گا اور پھر اگلے دو گھنٹے میں وہابی مناظر اپنا دعویٰ پیش کرے گا اور سنی مناظر اپنا دفاع کرے گا۔
2. دونوں طرف سے قرآن و حدیث کے علاوہ فریق مخالف کے معتمد علیہ علماء کے اقوال و عبارات بطور حجت پیش کی جا سکیں گی تاہم اپنے علماء کے اقوال کو مسترد کرنے سے پہلے لازم ہو گا کہ ان پر حکم شرعی وارد کیا جائے۔

3. دونوں فریق اپنے دعویٰ کے مطابق انہی علماء کی گستاخانہ عبارات اور عقائد پیش کر سکیں گے جن کی مسلک میں واضح حیثیت ہو۔ لہٰذا اہل سنت مناظر وہابی مسلک کے ایسے علماء کی عبارات پیش کرے گا جن کی اہل حدیث مسلک میں واضح پہچان اور تعارف ہے اور اسی طرح اہل حدیث وہابی مناظر اہل سنت (بریلوی) کے ان علماء کی عبارات پیش کرے گا جن کی مسلک میں واضح حیثیت ہے۔ غیر معتبر علماء کی عبارات قابل قبول نہ ہوں گی۔
4. اگر کوئی فریق کسی متنازع عبارت یا شخص کو نہیں مانتا تو اس کو اس عبارت اور اس کے قائل کے بارے میں حکم شرعی واضح کرنا ہوگا۔
5. مناظرہ دو اشخاص وافراد کے درمیان نہیں بلکہ دو مسلکوں کے درمیان ہے لہٰذا دونوں طرف سے کسی مناظر کا انفرادی مؤقف تسلیم نہ کیا جائے گا بلکہ اس مسلک کے معتبر علماء کا نظریہ ہی جماعتی مؤقف قرار پائے گا۔
6. ایک وقت میں صرف ایک ہی موضوع کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔
7. اگر کسی عبارت کو سکر ومستی سے کیف ثابت کر دیا جائے تو اس پر بحث نہیں ہوگی تاہم سکر ومستی کی کیفیت کو ثابت کرنے کے لئے بحث ہوگی۔
8. اگر زیر بحث عبارت پر مخالف مناظر مدعی کے علماء کی ایسی ہی عبارت پیش کر دے تو وہ زیر بحث عبارت قابل بحث نہ رہے گی۔
9. اگر کوئی عبارت مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہوئی تو زیر بحث لائی جائے گی۔
10. مناظر اور صدر مناظر کے علاوہ کسی شخص کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی، صدر مناظر شرائط پر پابندی کروانے کیلئے ہی بول سکتا ہے۔ مخالف مناظر کے شرائط پر عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں منتظمہ افراد حائل ہوسکتے ہیں۔ جبکہ معاونین آپس میں آہستگی سے گفتگو

کرسکتے ہیں۔ مناظرہ میں مخل ہونے والے شخص کو محفل مناظرہ سے نکال دیا جائے گا۔ کوئی مناظر، دوسرے مناظر کے وقت میں نہیں بولے گا بلکہ اپنی باری پر نشاندہی کرے گا تاہم درمیان میں حوالہ طلب کیا جاسکتا ہے۔

11. دونوں طرف بشمول مناظرین دس دس افراد کو اندر آنے کی اجازت ہوگی تاہم بوقت ضرورت باہم رضامندی سے ایک دو افراد کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

12. اپنے ساتھ مقام مناظرہ میں کسی قسم کا آتشیں وغیر آتشیں اسلحہ لے جانے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی دونوں طرف سے جامہ تلاشی کی اجازت ہوگی۔

13. مناظرہ کی آڈیو اور وڈیو ریکارڈنگ اور نیٹ کی اجازت ہوگی تاہم مناظرہ سے قبل دونوں طرف سے حلفیہ اقرار کیا جائے گا کہ بعد از مناظرہ کسی قسم کی ایڈیٹنگ یا مکسنگ نہ ہوگی۔

14. اگر فریق اول اپنا وقت پورا کرنے کے بعد ایسے حالات پیدا کردے کہ جس سے مناظرہ جاری رکھنا ممکن نہ ہو یا مناظرہ سے فرار اختیار کرے تو وہ بطور جرمانہ انتظامیہ کو دو لاکھ روپیہ کا چیک دے گا جو خلاف ورزی کی صورت میں فریق ثانی کو دیا جائے گا، تاہم اگر فریق ثانی کی طرف سے شرائط مذکورہ پر کاربند نہ ہونے کی صورت میں مناظرہ جاری رکھنا ممکن نہ ہوسکا تو اس میں فریق اول کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور اس بات کا فیصلہ انتظامیہ کرے گی کہ فریقین میں سے کون شرائط سے کوتاہی کررہا ہے۔ نیز اگر فریق مخالف درمیانِ مناظرہ دعویٰ کے مطابق موقف تسلیم کرلیتا ہے تو مناظرہ قبل از وقت بھی ختم ہوجائے گا۔

15. درمیان گفتگو بالفرض اگر کوئی مناظر اپنا وقت کسی جواب کی طلب کے لئے فریق مخالف کو دیتا ہے تو وہ اس کے وقت میں پہلے جواب دے گا پھر اپنی گفتگو کرے گا جواب دینے سے پہلے وہ اپنی گفتگو شروع نہیں کر سکتا۔

16. مقام مناظرہ پر امن وامان کی ذمہ داری مناظرہ آرگنائزر پر ہوگی تاہم وہ دونوں طرف سے اپنی سہولت کیلئے جس طرح کی گارنٹی لینا چاہے لے سکتا ہے۔

17. مناظرہ کا فیصلہ سامعین پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ سی ڈی دیکھ اور سُن کر کس کے مؤقف کو درست اور کس کے مؤقف کو غلط سمجھتے ہیں۔(یعنی اس مناظرہ کا فیصلہ عوام کی عدالت میں ہوگا)۔

جائے مناظرہ:

وقت مناظرہ سے قبل مناظرہ آرگنائزر چوہدری امتیاز احمد صاحب نے فریقین کو بہارہ کہو (اسلام آباد) جانے کو کہا اور وہاں پر حاجی شمریز صاحب کے گھر مناظرے کا بہترین انتظام کیا گیا۔

آغاز مناظرہ

مناظرہ آرگنائزر چوہدری امتیاز احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات! آپ لوگ اس جگہ اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ یہ ثابت کریں کہ ہم حق و سچ پر ہیں اور دونوں پارٹیوں نے یہ درخواست کی تھی کہ ہم دونوں ایک جگہ بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگوں تک حق پہنچے تو اس لئے یہاں اس جگہ پر مناظرہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ آپ دونوں سے میری ایک درخواست ہے کہ یہ حاجی شہریز صاحب کا گھر ہے۔ ان کا ادھر محلہ ہے اس بات کا خاص خیال رکھنا ہے کہ کوئی بدمزگی نہ ہو اور میں نے پہلے بھی دونوں پارٹیوں سے درخواست کی تھی کہ کسی کے پاس اسلحہ نہیں ہونا چاہئیے اور میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کسی کے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ وغیرہ تو نہیں ہے۔ (دونوں طرف سے آواز آئی کہ نہیں ہے) اگر کسی کے پاس اسلحہ وغیرہ نظر آیا تو اس کے ساتھ مہمان والا سلوک نہ ہوگا۔ باقی آپ نے جو شرائط طے کی ہیں تو اس سلسلہ میں آپ کے مناظر اور صدر مناظر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس پر پابندی کروائیں۔ گفتگو کے حوالے سے جو آپ گفتگو کرتے ہیں، طالب الرحمان صاحب یا قریشی صاحب ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہوگا لیکن ایک بات یہ یاد رکھیں کہ دونوں طرف سے کوئی شخص کسی کی طرف انگلی بھی نہیں اٹھائے گا۔ یعنی کسی قسم کی "ہاتھاپائی" کی ہر گز ہر گز اجازت نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کئی دفعہ دونوں طرف سے ماحول بن جاتا ہے تو اس طرح کی اگر کوئی بات ہوئی تو پھر ہماری انتظامیہ کے دوست حرکت میں آئیں گے۔ آپ گفتگو اخلاقی دائرہ میں رہ کر جیسے مرضی کریں لیکن ہاتھاپائی کی اجازت نہیں۔ میری دعا ہے کہ یہ مناظرہ بخیر و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اس کے بعد شرائط پڑھنے کے لئے سنی صدر مناظر کو کہا گیا۔

* سنی صدر مناظر علامہ مفتی نذیر احمد قریشی صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد کہا:
سامعین محترم! آپ کے علم میں ہے کہ آج فریقین کے درمیان انتہائی اہم موضوع پر مناظرہ ہو رہا ہے۔ مناظرہ اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی مسلک اور غیر مقلدین وہابی حضرات کے درمیان ہونا قرار پایا ہے اور شرائط چونکہ پہلے سے طے ہو چکی ہیں۔ لہذا یاددہانی کے لئے ان شرائط کو یہاں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تاکہ ان کی پابندی ہو سکے۔
اس کے بعد سنی صدر مناظر نے موضوع مناظرہ اور شرائط پر مبنی تحریر کو پڑھا۔ یوں سنی صدر مناظر نے کہا کہ بہتر ہے کہ مناظرہ کے شروع ہونے سے پہلے ہی مناظر، صدر مناظر اور معاونین اور ٹائم کیپر حضرات کا اعلان کر دیا جائے تاکہ درمیان میں کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو۔ لہذا ہماری طرف سے قاطع شرک وبدعت پاسبان مسلک اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب مدظلہ العالی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی مناظر ہوں گے اور ان کے معاون خطیب اہل سنت فخر السادات پروردہ نگاہ ابوالخیر علامہ سید امتیاز حسین شاہ کاظمی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ہوں گے۔ اور صدر مناظر کے لئے فقیر مفتی نذیر احمد قریشی ناظم اعلیٰ جامعہ مہریہ ضیاء العلوم ذیلی شاخ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم حسن ٹاؤن ایبٹ آباد کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اب میں وہابی صدر مناظر سے گذارش کروں گا کہ چونکہ شرائط پڑھ کر سنادی گئی ہیں لہذا اگر مزید کوئی اضافی بات کرنی ہے تو وہ کرلیں۔

وہابی صدر مناظر حافظ محمد عمر صدیق صاحب:

خطبہ مسنونہ کے بعد! میرے مدمقابل صدر مناظر صاحب نے آپ کے سامنے شرائط پڑھیں۔ چوہدری امتیاز صاحب نے ابتداء میں کہا تھا کہ دونوں فریق اخلاق کی پابندی کریں لیکن آغاز مناظرہ میں آثار کچھ غلط دکھائی دیتے ہیں شرائط کا صفحہ صدر مناظر کے سامنے تھا انہوں نے جان بوجھ کر لفظ "وہابی" استعمال کیا ہے۔ اگر تو آپ اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں تو ٹھیک وگرنہ ہم بھی آپ کو وجودی، جہمی، رضاخانی کہیں گے۔ دوسری بات حضور نے فرمایا کہ "المسلمون علی شروطهم "مسلمان وہ ہے جو شرائط کی پابندی کرے۔ ہم انشاء اللہ شرائط کی پابندی کریں گے اور آپ سے بھی یہی توقع ہے۔

ایک بات اور! یہاں ایک شرط ہے کہ مناظرہ سے پہلے حلفیہ اقرار کیا جائے گا کہ بعد از مناظرہ سی ڈی میں کسی قسم کی ایڈیٹنگ یا کٹنگ نہ کی جائے گی میں اپنی ٹیم کی طرف سے اس بات کا حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ ہم اہل حدیث کی طرف سے بعد از مناظرہ کسی قسم کی کوئی کٹنگ یا ایڈیٹنگ نہ کی جائے گی۔[1] اس کے علاوہ میں حافظ عمر صدیق جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

---

(1) قارئین! اس حلف کا پاس وہابیوں نے یوں کیا کہ پورے مناظرے کی سی ڈیز کی کٹنگ کر کے حلیہ ہی بگاڑ دیا اور وہابی مناظر نے جہاں عبارت کو کفریہ کہا، سید احمد، عبدالحی اور عنایت اللہ اثری کو کافر کہا اور جہاں جہاں زوردار دلائل تھے وہاں سے کلپ کاٹ دیئے گئے اور اس پر بھی بس نہ کیا پورے مناظرے میں سے اپنی سائیڈ کے کلپ پر مبنی ایک ہی سی ڈی تیار کر کے لوگوں میں عام کی۔ پورے ملک میں جب اصلی سی ڈی پہنچی تو اس بے ایمانی کے بے نقاب ہونے پر کئی غیر مقلدوں کے سنی ہونے کی بھی اطلاع ہے۔ فللہ الحمد۔ لوگوں نے وعدہ خلافی کرنے والوں کے حق میں یہ نعرے بلند کئے کہ

سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

میں خطیب ہوں اور دارالتخصص والافتاء میں علمائے کرام کو تخصص اور افتاء کی مشق
کرواتا ہوں۔ میں صدر مناظر ہوں۔

ہماری طرف سے قاطع شرک وبدعت ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب مناظر ہوں گے اور ان کے دو معاون ہیں پہلے حضرت مولانا صفدر عثمانی صاحب اور ان کے ساتھ محقق شہیر فاضل نبیل۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری مدرس جامعہ اشرفیہ جہلم۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ پروگرام اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ میں صدر مناظر سے گذارش کروں گا کہ آپ بھی حلف اٹھائیں کہ بعد میں کسی قسم کی مکسنگ نہ ہوگی۔

سنی صدر مناظر: حضرات! شرائط نامہ پر دستخط دونوں طرف سے ہو چکے ہیں اس کے باوجود ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ ہماری طرف سے مناظرہ کے اصل میٹیریل میں کوئی کٹنگ یا مکسنگ نہ ہوگی۔ اور دوسری بات صدر مناظر صاحب کو جو لفظ "وہابی" سے چبھن ہوئی ہے تو یہ سب مناظرے کے دوران ثابت ہو جائے گا کہ آپ تو ہیں ہی وہابی (اہل حدیث کا نام تو آپ کو بعد میں انگریز سرکار کی طرف سے ملا ہے)۔

سنی مناظر علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب (پہلی تقریر)

نحمدہ' ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم اما بعد
فاعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمن الرحیم:
"ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ' لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلہم عذابا مہینا"۔

وقال فی مقام آخر:
"یآایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا"۔
ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔
الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

معزز و محترم، سامعین وحاضرین!

میں آج کی اس نشست میں اس بات کا اظہار کرنا چاہوں گا کہ ہم اہل سنت وجماعت کا یہ نظریہ وعقیدہ ہے کہ جو شخص بارگاہ مصطفےٰ ﷺ میں ذرہ سی بھی گستاخی کا ارتکاب کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور مرتد ہے۔ دربار رسالت کی عظمت وشان کا تو یہ عالم ہے کہ جس لفظ میں ذرہ برابر بھی شائبہ توہین وایہام بے ادبی آتا ہو، بارگاہ رسالت میں ایسا لفظ استعمال کرنا حرام وکفر ہے اور اس بات کا پتہ قرآن کریم سے چلتا ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جس وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور سرکار ﷺ کوئی بات ارشاد فرماتے تو اگر صحابہ کرام کو کوئی وضاحت مطلوب ہوتی تو عرض کرتے:
"راعنا یا رسول اللہ "۔اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری رعایت فرمایئے۔

Marfat.com

دشمنان اسلام نے اس بات کا غلط فائدہ اٹھایا اور خبث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "راعنا" کے بجائے "راعینا" کہتے جس کا معنی ہے "اے ہمارے چرواہے"۔ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے ذریعے سے حکم دیا کہ: "یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا"۔

اے ایمان والو! میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آج کے بعد تم نے بھی "راعنا" کا لفظ نہیں کہنا۔ اگرچہ تمہارے کہنے میں کوئی بے ادبی و گستاخی نہیں، تم تو میرے حبیب ﷺ کے پیارے ہو، غلام ہو لیکن چونکہ اس لفظ کو غلط استعمال کیا جارہا ہے (لہذا تمہارے لئے بھی یہ لفظ استعمال کرنا منع ہے) اس سے پتہ چلا کہ ایسا لفظ کہ جس سے توہین رسالت کا ذرہ برابر بھی شائبہ آتا ہو وہ لفظ بارگاہ رسالت میں استعمال کرنا حرام ہے۔

میں نے دعویٰ کیا تھا کہ: "غیر مقلد وہابی اہل حدیث، بے ادب و گستاخ ہیں" اور میرا یہ کہنا حق ہے۔ میں واضح کہتا ہوں کہ غیر مقلد وہابی اللہ تعالیٰ کے گستاخ ہیں اس کے رسول ﷺ کے گستاخ و بے ادب ہیں، حضور اکرم ﷺ کی اہل بیت کے گستاخ و بے ادب ہیں اور صحابہ کرام واولیائے عظام کے بے ادب و گستاخ ہیں۔ اور ان کی ان گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ان پر کفر لازم آتا ہے۔

یہ میرا دعویٰ ہے اور میں آمدہ وقت میں شرائط کے دائرے میں رہتے ہوئے آپ حضرات کے سامنے اپنے دعویٰ پر دلائل عرض کروں گا۔

سب سے پہلے دلیل کے طور پر میں ایک کتاب پیش کرنے لگا ہوں، مسلک اہل حدیث وہابی حضرات کی معتبر شخصیت امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی کی یہ کتاب ہے جس کا نام ہے "صراط مستقیم" یہ (شاہ اسماعیل دہلوی) غیر مقلد وہابی حضرات کا پیر و مرشد اور ان کا بہت بڑا مولوی اور ان کے مذہب کا سرخیل ہے۔ اس کتاب میں شاہ اسماعیل دہلوی نے ہمارے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایسے لفظ استعمال کیے ہیں کہ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں

کہ ایک عام سا مسلمان جو تھوڑا سا علم رکھنے والا ہو، بھی ایسے لفظ حضور ﷺ کے لئے بولنا تو در کنار سننا بھی پسند نہیں کرے گا اور اگر مجھے بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی ناموس کا تحفظ اور ان بے ادبوں کی گستاخیوں کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو میں کبھی بھی ایسے لفظ اپنی زبان پر نہ لاتا۔

(اس دوران وہابی مناظر اور صدر مناظر نے مناظر اہل سنت کو ڈسٹرب کرنے کیلئے زور سے ہنسی نکالی تو مناظر اہل سنت نے مسکراتے ہوئے کہا مولوی جی! ابھی تو ابتداء ہے دانت نہ نکالیئے آگے آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے) ہاں تو یہ کتاب صراط مستقیم ہے اس کی وہ عبارت یہ ہے۔ کتاب صراط مستقیم صفحہ 118، اس میں شاہ اسماعیل دہلوی نے نماز میں آنے والے وسوسوں کے بارے میں بحث کی ہے اور وہ لکھتے ہیں:

"زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ وہ نبی پاک ہی کیوں نہ ہوں اپنے خیال کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے برا ہے"۔ (استغفراللہ)

میں پھر یہ کہنا چاہوں گا کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو وہ ان لفظوں کو پڑھے کہ:

"نماز میں نبی پاک ﷺ کا خیال گدھے اور بیل کے خیال کے برابر بھی نہیں بلکہ اس سے بھی برا ہے"۔ (معاذ اللہ)

آگے اپنے (اس خبیث قول) کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب نماز میں نبی ﷺ کا خیال آئے گا تو یہ نماز میں تعظیم کے ساتھ نبی پاک ﷺ کا خیال آنا بندے کو شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔

حضرات سامعین وحاضرین: اس عبارت میں کئی طرح کی بے ادبی وگستاخی ہے میں آپ کے سامنے یہ بخاری شریف پیش کرنے لگا ہوں بخاری شریف جلد اول صفحہ 73 ، باب استقبال الرجل صاحبه هو يصلى طبع قدیمی کتب خانہ اور بیہقی شریف باب الدليل على ان وقوف المرأة پر ہے کہ:

"ذكر عندها ما يقطع فقالوا يقطعها الكلب والحمار والمرأة قالت جعلتمونا كلابا لقد رايت النبي ﷺ وانى لبينه وبين القبلة وانا مضطجعة على السرير فتكون لى الحاجة فاكره ان استقبله فانسل انسلالا"۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے صحابہ کرام سے سوال ہوا کہ نماز کو کیا چیز توڑ دیتی ہے یعنی نمازی کے آگے سے کون سی چیز گزر جائے تو نماز توڑ دیتی ہے تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ نمازی کے آگے سے اگر کتا، گدھا اور عورت گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ بات بری لگی کیونکہ سیدہ عائشہ عورت ہیں اور عورتوں کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ اکٹھا کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم نے ہمیں کتا بنا دیا (اور ایک اور روایت مسند امام اعظم صفحہ 150 پر ہے کہ آپ نے فرمایا قرنتمونا بهم یعنی تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں سے ملا دیا ہے)۔

اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی پوچھے کہ اے ام المؤمنین انہوں نے تو آپ کو کتا یا گدھا کہا ہی نہیں (پھر آپ کو یہ برا کیوں لگا اور غصہ کیوں آیا) تو وجہ یہ ہے کہ صحابہ نے عورت، کتے اور گدھے کو اکٹھا ذکر کیا ہے (لہذا گدھے اور کتے کے ساتھ ذکر کرنے کو سیدہ نے اپنی توہین سمجھا) تو سیدہ عائشہ کا (ان کے قول) پر اعتراض اٹھانا اور غصہ میں آنا اس بات کی دلیل ہے کہ جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو یہ اس جنس کی توہین ہے۔ تو اب دیکھیں اس کتاب (صراط مستقیم) میں، نماز میں مصطفےٰ کریم ﷺ کے خیال کو گدھے اور بیل کے ساتھ اکٹھا ذکر ہی نہیں کیا گیا بلکہ (گدھے اور نبی پاک ﷺ کے خیال کا تقابل

کرتے ہوئے) کہا گیا ہے کہ نماز کے اندر نبی پاک ﷺ کا خیال گدھے کے خیال سے زیادہ برا ہے، (استغفر اللہ) اس سے بڑی اور کیا گستاخی ہو گی۔ شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت میں واضح گستاخی ہے اور بڑی گستاخی تو یہ ہے کہ نبی ﷺ اور بیل اور گدھے کا اکٹھا ذکر کیا گیا اور پھر دوسرے نمبر پر نبی ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال کے برابر بھی نہیں بلکہ زیادہ برا قرار دیتے ہیں۔ چونکہ آج کے مناظرہ کا فیصلہ مناظرہ سننے والے پر ہے (اور اب پڑھنے والے پر) میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کوئی مسلمان اس طرح کی عبارت سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔

میں اپنے فاضل مناظر سے کہوں گا کہ قرآن وحدیث میں سے کوئی ایک دلیل لے آئیں جس سے یہ واضح ہو کہ واقعی نماز میں نبی ﷺ کا خیال گدھے اور بیل کے خیال سے برا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ یہ عبارت کس نے لکھی ہے (جس نے بھی لکھی عبارت گستاخانہ ہے) میں تو اس سلسلے میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی نمازی نماز پڑھے تو وہ نماز پڑھتے ہوئے کبھی بھی تصور مصطفےٰ ﷺ کے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جب وہ نماز پڑھے گا تو رفع یدین کرے گا تکبیر تحریمہ کے وقت، اب پوچھا جائے کہ ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو وہ کہے گا رسول اللہ ﷺ نے اٹھائے ہیں (رکوع، قعدہ، سجود، جو بھی عمل نماز میں کرے گا نبی ﷺ کا تصور ضرور آئے گا اور پھر تشہد میں جب نبی پاک ﷺ پر درود بھیجے گا تو لازمی ان کا خیال آئے گا لہذا حقیقت تو یہ ہے کہ تصور مصطفےٰ ﷺ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے)۔

(وقت ختم)

وہابی مناظر ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب (جوابی تقریر نمبر1)

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

مفتی حنیف قریشی صاحب جس کتاب کاحوالہ پیش کیا ہے وہ ذرا دے دیں۔

"قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔۔۔۔ آخر سورۃ تک"۔

حضرات سامعین وحاضرین! شرائط آپ نے سن لیں اور شرائط میں سنی حنفی بریلوی علماء کا یہ دعویٰ ہے کہ غیر مقلد اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے اور ان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ان پر کفر لازم آتا ہے۔

یہ ان کا دعویٰ ہے اور مسلک اہل حدیث کیا ہے وہ ہم بیان کرتے ہیں، مسلک اہل حدیث کتاب وسنت کا نام ہے مسلک اہل حدیث کسی شخصیت کا نام نہیں ہے یہاں پر جو بات ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلک اہل حدیث کو گستاخ ثابت کرنا ہے ہماری کتابوں میں سے اور ان کی کتابوں میں ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلک اہل حدیث صرف کتاب وسنت کا نام ہے اور پورے مناظرے میں مسلک اہل حدیث کو یہ گستاخ ثابت نہیں کر سکتے:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جب چیرا تو ایک قطرہ خون بھی نہ نکلا

مسلک اہل حدیث کے بارے میں پڑھتے ہیں یہ کتاب فتاوٰی علمائے حدیث ہے میرے سامنے "مسلک اہل حدیث کا بنیادی اصول صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ رہا قیاس واجماع یہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ماتحت ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

"اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولاتتبعوا من دونہ اولیاء"۔

اصول کی بنیاد پر اہل حدیث کے نزدیک عقل وشعور پر علماء کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاوٰی اور ان کے خیالات کو کتاب وسنت پر پیش کریں اگر موافق ہو تو سر آنکھوں پر تسلیم کریں ورنہ ترک کردیں"۔ یہ ہے مسلک اہل حدیث، فتاوٰی علماء حدیث جلد نمبر 2 صفحہ 18 اور یہ ہے فتاوٰی ثنائیہ: نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اور مسلک اہل حدیث کے بارے میں ان کی وضاحت بھی بالکل واضح ہے کہ مسلک اہل حدیث صرف کتاب وسنت کا نام ہے۔

اب آتے ہیں اس حوالہ کی طرف، تو جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے، ہیوں کو شیعہ بنادے یا شیعوں کو ہیہ بنادے۔ یہ ان کی کتاب ہے میرے ہاتھ میں جس سے انہوں نے حوالہ پڑھا ہے اس کی ابتداء میں ہی لکھا ہوا ہے کہ پہلا باب شاہ اسماعیل دہلوی کا ہے اور دوسرا اور تیسرا باب اور چوتھا باب عبدالحی بڈھانوی کا ہے، یہ دیوبندیوں کی کتاب ہے اور دیوبندیوں کی کتاب پیش کر کے اہل حدیث کے بابت یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسلک اہل حدیث گمراہ مسلک ہے۔ یہ بہتان باندھا ہے آپ نے (یہ لے لیجئے اپنی کتاب) اور یہ کتاب تقویۃ الایمان ہے مولانا شاہ اسماعیل دہلوی کی مکتبہ قادریہ سے شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ نمبر 47 پر بھی بحث ہے کہ یہ کتاب دیوبندیوں کی ہے یا اہل حدیثوں کی ہے اور یہ میرے پاس "مناظرہ جھنگ" ہے جو بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان ہوا ایک طرف حق نواز جھنگوی صاحب تھے اور دوسری طرف اشرف سیالوی صاحب تھے وہاں پر بھی یہی عبارت پیش کی گئی۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ عبارت مولانا اسماعیل دہلوی کی ہو یا سید احمد بریلوی کی ہو یا مولانا عبدالحی بڈھانوی، کسی کی بھی ہو، ہمیں اس کی تعیین سے غرض نہیں ہمیں تو صرف اس سے

غرض ہے کہ علمائے دیوبند کی یہ ایک مسلمہ کتاب ہے (صراط مستقیم) کہتے ہیں اس کے اندر ایک طرف سرکار ﷺ کے خیال اور تصور کو رکھ کر دوسری طرف اس کے مطابق گدھے اور بیل کے خیال اور تصور کو رکھ کر ذکر کیا گیا۔ یہ کتاب سید احمد کی ہے اس کے پہلے باب کو لکھنے والا، ترجمہ کرنے والا اس کی زبان کو نقل کرنے والا پہلا باب لکھا ہے شاہ اسماعیل نے باقی باب لکھے ہیں عبد الحی نے جو عبارت اس (سنی مناظر) نے پیش کی ہے وہ عبارت عبد الحی کی عبارت ہے جو پکا دیوبندی تھا اور شاہ اسماعیل کے بارے میں بھی ہے یہ "تحریک آزادی فکر" کتاب ہے ہمارے مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب نے لکھی ہے انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ سید احمد بریلوی (بریلی کے رہنے والے) حنفی ہیں اور مولانا عبد الحی بھی حنفی ہے شاہ اسماعیل صاحب نہ اس کتاب کے مصنف ہیں اور نہ ہی اس کے ترجمہ کرنے والے یہ تاجر حضرات کی غلطی ہے کہ انہوں نے شہرت کی وجہ سے ان کا نام لکھ دیا ہے شاہ صاحب کے نام ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث بدنام ہو گئی حالانکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ (1)

یہ ہماری کتاب (تحریک آزادی فکر) لکھی جا چکی ہے پہلے ہی سے۔ اور دیوبندیوں نے بھی مانا ہے کہ صراط مستقیم ہماری ہے حق نواز جھنگوی نے اس بات کا انکار نہیں کیا ہے اور بریلوی عالم

---

(1) قارئین وہابی مناظر نے "کتاب تحریک آزادی فکر" اپنی بتائی ہے اور اس میں واضح موجود ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث جماعت کا سرخیل ہے کہ اس کا اس کتاب پر نام ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث بدنام ہوئی۔ آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ڈاکٹر صاحب سرے سے شاہ اسماعیل کے اہل حدیث ہونے کا ہی انکار کریں گے۔ حیرت ہے طرز استدلال کیسا ہے کہ اپنی کتاب اپنے موقف پر پیش کی جا رہی ہے کہ سید احمد اور عبد الحی دونوں حنفی ہیں، حالانکہ انہیں فریق مخالف کی مستند کتب سے ثابت کرنا چاہئے تھا کہ واقعی سید احمد اور عبد الحی اہل حدیث نہیں اور یہ کتاب شاہ اسماعیل نے نہیں لکھی۔

نے بھی کہا ہے کہ یہ کتاب دیوبندیوں کی مسلمہ کتاب ہے، دیوبندیوں کی کتاب اٹھا کر ہمارے ذمہ لگادی؟ اب اس میں نکتہ کیا ہے ذرا اسے بھی غور سے پڑھئے اس نکتہ کی بحث ہمارے سلفی صاحب نے کی ہے وہ کہتے ہیں (صراط مستقیم کی عبارت میں) وسوسے کے بارے میں خیال ہے اور وسوسے سارے برے ہیں گدھے کا وسوسہ آئے گا وہ بھی برا ہے اور نماز میں چونکہ اللہ کے ساتھ تعلق بندگی ہے تو اس میں نبی ﷺ کا وسوسہ زیادہ برا ہے۔[1]

وہ اس پر بحث کر رہے ہیں ہمیں اس بحث کی کوئی ضرورت نہیں انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ یہاں مقابلہ کیا ہے اور مقابلہ میں نبی کو کتنا نیچے گرادیا ہے تو اس مقابلہ کی ایک مثال میں "الاشباہ والنظائر" سے دیتا ہوں یہاں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی قرآن کو نماز کے دوران دیکھ کر پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور شہوت کے ساتھ کسی عورت کی فرج کو دیکھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی۔ قرآن کا مقابلہ عورت کی فرج سے کر دیا ہے۔ اگر یہاں بیل کا مقابلہ نبی ﷺ سے کرواتے ہو تو تم نے قرآن کا مقابلہ عورت کی فرج سے کروا کر عورت کی فرج سے قرآن کو نیچے گرادیا۔[2]

---

(1) (نعوذ باللہ) یہاں اپنے منہ ڈاک ـــــ ٹر صاحب نے سے خود کہہ دیا کہ نبی کا وسوسہ زیادہ برا ہے خیال رہے آگے چل کر وہ اس بات کا انکار کر دیں گے کہ میں نے نہیں کہا۔ خدا جب دین لیتا ہے خباثت آہی جاتی ہے۔

(2) وہابی مناظر کی عجیب سینہ زوری ہے کہ پہلے کہتے ہیں کہ یہ عبارت شاہ اسماعیل کی نہیں بلکہ سید احمد اور عبد الحی کی ہے اور وہ دونوں دیوبندی، حنفی ہیں ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اگر تعلق نہیں تو پھر عبارت کا اتنا لمبا چوڑا دفاع کیوں کیا۔ واضح طور پر اس گستاخانہ عبارت کا رد کیوں نہ کیا، دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ "کچھ باغباں ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے"

اور یہ میرے پاس ان کی کتاب "بہار شریعت" ہے اس میں وہ لکھتے ہیں غیر مقلد وہابی یہ بھی وہابیہ کی ایک شاخ ہے جو چند باتیں حال میں وہابیہ نے اللہ اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں بکی ہیں یہ غیر مقلدین سے ثابت نہیں باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں۔ یہاں انہوں نے جو بات کی ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدین سے گستاخی ثابت نہیں اور ان (مناظر اہل سنت) کا دعویٰ تھا کہ اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے ان کا اپنا مولوی کہہ رہا ہے کہ ان سے گستاخی ثابت نہیں ہے باقی عقائد کی بات ہم کرلیں گے۔

(وقت ختم)

مناظر اہل سنت (تقریر نمبر2)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔
اما بعد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
طالب الرحمان صاحب یہ بہار شریعت ذرا مجھے دے دیں۔

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

مولانا صاحب۔ میٹھا میٹھا ہپ ہپ تے کوڑا کوڑا تھو تھو۔
اگر آپ کا اس عبارت سے تعلق نہیں ہے تو پھر اس عبارت کا جواب کیوں دے رہے ہو۔ رہ گئی بات مناظرہ جھنگ کی تو وہاں بھی حق نواز جھنگوی نے یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی تھی کہ یہ عبارت شاہ اسماعیل کی نہیں بلکہ یہ عبارت سید احمد کی ہے۔ مولانا ہماری بحث اور ہمارا جھگڑا اس وقت متکلم میں نہیں بلکہ کلام میں ہے۔ عجیب بات ہے ادھر یہ کہہ رہے ہو کہ یہ عبارت شاہ اسماعیل نے نہیں لکھی اور ادھر اس عبارت (صراط مستقیم) کا دفاع بھی کر رہے ہو۔ وہ تو میں ابھی آپ ہی کی مستند کتابوں سے دکھاؤں گا کہ شاہ اسماعیل کون ہے اور یہ کتاب صراط مستقیم کس کی ہے۔ مولانا آپ بات کو کہاں پھیر رہے ہیں ہمارا اس وقت اصل جھگڑا اس بات میں ہے کہ یہ عبارت "گستاخانہ" ہے۔ یہ عبارت "کفریہ" ہے۔ قطع نظر اس کے کہ عبارت سید احمد نے لکھی ہے یا شاہ اسماعیل نے ابھی تو ہم اس مسئلہ میں مشغول ہیں کہ آیا یہ عبارت گستاخانہ اور کفریہ ہے یا نہیں ہے۔ عجیب بات ہے دو رنگی چال چلتے ہو، ادھر ہاتھ بھی پکڑتے ہو اور ساتھ دھکا بھی دیتے ہو؟ عبارت کا دفاع بھی کرتے ہو اور جان بھی چھڑاتے ہو؟

تم نے اشرف سیالوی صاحب کے مناظرہ کا حوالہ دیا(کہ انہوں نے حق نواز جھنگوی سے کہا تھا کہ یہ صراط مستقیم تمہاری مسلمہ کتاب ہے) تو دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ہاتھ میں آپ کے بہت بڑے عالم ثناء اللہ امر تسری صاحب کی یہ کتاب ہے "فتاوٰی ثنائیہ" اس کی جلد 1 صفحہ 412 ہے اس پر وہ لکھتے ہیں: آگے چل کر شاہ ولی اللہ کا سلسلہ دو شاخوں میں تقسیم ہوا ایک شاخ حضرت میاں صاحب مولانا نذیر حسین دہلوی مرحوم کی بنی اور دوسری مولانا احمد علی سہارنپوری کی بنی۔

وہابی صدر مناظر: صفحہ نمبر بتادیں۔

مناظر اہل سنت: جلد 1 صفحہ 112۔ ہاں میں پڑھ رہا تھا کہ دوسری (شاخ) مولانا احمد علی سہارنپوری کی بنی۔ سید نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں کی جماعت "اہل حدیث" کہلائی اور مولانا احمد علی صاحب کی جماعت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی پر مشتمل ہے اور یہ دیوبندی ہے۔

(مولوی صاحب) یہ دونوں ایک ہی باپ کی اولاد ہیں اور شاہ اسماعیل دہلوی ان دونوں کے مسلمہ بزرگ ہیں اس لئے مولانا اشرف سیالوی صاحب نے کہا تھا ہمیں اس سے غرض نہیں کہ یہ دیوبندی کی کتاب ہے یا اہل حدیث کی کیونکہ پیچھے سے دونوں ایک ہی ہیں (اور شاہ اسماعیل دونوں کی متفقہ شخصیت ہے)۔

اب رہ گئی یہ بات کہ صراط مستقیم کتاب کس کی ہے تو یاد رکھو تم اس سے جان نہیں چھڑا سکتے حالانکہ ابھی ہماری بحث یہ نہیں کہ یہ کتاب کس کی ہے ہم تو اس عبارت پر بحث کر رہے ہیں کہ یہ کتنی گستاخانہ اور سوقیانہ عبارت ہے کہ جس کا آپ اور آپ کے مولوی دفاع کر رہے ہیں۔

اتنا بڑا ظلم کہ مصطفےٰ کریم ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال سے بُرا قرار دیا جارہا ہے۔ آپ سامعین نے سنا مولوی صاحب نے اپنے منہ سے کہا کہ نماز میں نبی پاک ﷺ کا وسوسہ زیادہ برا ہے، کیوں جی آپ نے سنا؟

سامعین: جی۔

وہابی مناظر: (درمیان میں بولتے ہوئے) نہیں میں نے نہیں کہا۔

مناظر اہل سنت: مولوی صاحب خدا کا خوف کرو لوگوں کے پاس سی ڈی پلیئر ہوتا ہے وہ سی ڈی ریورس کر کے دیکھ لیں گے کہ تم نے (تحریک آزادی فکر کی عبارت پڑھتے ہوئے) نبی ﷺ کے خیال کو زیادہ برا کہا یا نہ کہا۔

لوگو! آداب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں کو دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کی زندگی کی نمازیں کیسی ہوتی تھیں۔ میرے ہاتھ میں بخاری شریف ہے جلد اول صفحہ 103 (باب رفع البصر الی الامام) پر ہے کہ صحابی رسول حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوتا ہے کہ:

"اکان الرسول ﷺ یقراء فی الظهر والعصر؟ قال نعم قلنا بم کنتم تعرفون ذالک، قال باضطراب لحیته"۔

کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں، پوچھا گیا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوتا تھا؟ فرماتے ہیں ہم نمازیں پڑھتے تھے ہماری نظریں والضحیٰ کے چہرے پر لگی ہوتی تھیں حضور اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک ہلتی تھی تو ہمیں پتہ چل جاتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ قرأت فرما رہے ہیں۔ (1)

---

(1) اسی طرح بخاری شریف جلد اول صفحہ 162 پر ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جبکہ سرکار دو عالم ﷺ قبیلہ عمرو بن عوف کی طرف تشریف لے گئے تھے حضور ﷺ صف میں پہنچے تو نماز شروع تھی، پہلی رکعت تھی سرکار صفوں کو چیرتے ہوئے آگے تشریف لائے، حضور جس صف میں پہنچتے صحابہ کرام تصفیق کرتے، پہلی صف میں پہنچے تو پہلی صف والوں نے تصفیق کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوئے جب معلوم ہوا کہ سرکار جلوہ گر ہیں تو آپ نماز چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو پیچھے نہ ہٹو آپ

تم نماز میں نبی ﷺ کے خیال کو برا کہہ رہے ہو اور ادھر صحابہ کرام حضور ﷺ کے چہرے پر دیکھتے دیکھتے نماز ادا کر رہے ہیں اسی لئے میں کہا کرتا ہوں، لوگو!

"صحابی کی مانو وہابی کی نہ مانو"

میں پھر کہتا ہوں ابھی ہمارا جھگڑا صراط مستقیم کی عبارت پر ہے کہ یہ عبارت گستاخانہ ہے۔ ادھر کہتے ہو کہ یہ عبارت ہماری نہیں بلکہ سید احمد نے لکھی ہے اگر اس نے لکھی ہے تو لگاؤ فتوٰی کہ یہ عبارت کفریہ ہے جھگڑا جلد ہی ختم ہو جائے گا وہ تو میں آپ کو دکھاتا ہوں سید احمد کون ہے؟

آپ کے سرخیل مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کتاب "فتاوٰی ثنائیہ" جلد اول صفحہ 99 پر لکھتے ہیں:

> "یہ بات وہابیت کی تاریخ میں واضح طور پر موجود ہے کہ وہابی کی اصطلاح کا عمومی اطلاق "جماعت اہل حدیث" پر ہوتا ہے۔ سید احمد شہید کی جماعت میں فی الحقیقت اہل حدیث ہی کا غلبہ تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت اسماعیل شہید اعتقاداً و عملاً اہل حدیث تھے اور آپ (سید احمد) کے لشکر کے کمانڈر انچیف یا سپہ سالار تھے"۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلی خالی کر دیا۔ نماز ختم ہوئی تو سرکار مدینہ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے مصلی کیوں چھوڑا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا جرات کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں حضور ﷺ کے تصور سے نماز پر فرق نہیں پڑتا بلکہ حضرت صدیق اکبر نے تو ادب و تعظیم کی حد کر دی کہ نماز کے دوران پیچھے ہٹ کر آگئے۔ کتنا واضح فرق ہے صحابہ کرام اور وہابیہ کی سوچ میں۔

مولوی صاحب! ہمارے صدر مناظر نے شروع میں آپ کو کہا تھا کہ تم وہابی ہو تو آپ کو تکلیف ہو گئی تھی یہاں آپ کے ثناء اللہ امرتسری صاحب کہتے ہیں کہ جو سید احمد بریلوی کے ماننے والے ہیں وہ اہل حدیث ہیں اور اہل حدیث جماعت پر لفظ وہابی کا عمومی اطلاق ہوتا ہے۔ (یہاں سے معلوم ہو گیا کہ اہل حدیث دراصل وہابی ہیں اور یہ سید احمد کی جماعت ہے اور شاہ اسماعیل دہلوی سید احمد کے لشکر کا کمانڈر تھا)۔

مولوی صاحب آپ نے بہار شریعت کا غلط حوالہ دیا آپ کی جان اس طرح نہیں چھوٹ سکتی۔ بہار شریعت جلد اول صفحہ 51 پر ہے: جو حال [1] ہی میں وہابیہ نے اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں جو گستاخیاں بکی ہیں یہ غیر مقلدین سے ثابت نہیں ہیں باقی تمام عقائد (کفریہ) میں شریک ہیں ان کے حال اشد دیوبندی کفروں میں وہ یوں بھی شریک ہیں کہ ان پر قائلوں کو کافر جاننے اور ان کی نسبت حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(یہ عبارت تھی جس کے آدھے ٹکڑے کو آپ نے پڑھا اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی کہ دیکھو سنیوں کے اپنے علماء کہہ رہے ہیں کہ غیر مقلد گستاخ نہیں ہیں حالانکہ واضح طور پر لکھا ہے کہ باقی عقائد کفریہ میں برابر کے شریک ہیں)۔

---

(1) اس عبارت میں دیوبندیوں کی نئی گستاخیاں مراد ہیں جو خلیل انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی وغیرہ سے سرزد ہوئی تھیں مصنف چونکہ اس دور کے ہیں لہذا وہ لکھ رہے ہیں کہ وہابیوں کی دو قسمیں مقلد وہابی یعنی دیوبندی اور غیر مقلد وہابی اہل حدیث ہیں۔ جو مقلد وہابیوں سے یعنی دیوبندیوں سے حال میں گستاخیاں سرزد ہوئی ہیں غیر مقلد وہابیوں سے وہ ثابت نہیں البتہ جو باقی عقائد کفریہ ہیں کہ جو ان کے مشترکہ بزرگوں شاہ اسماعیل، ابن عبد الوہاب نجدی جیسے لوگوں سے منقول ہیں جیسے زیر بحث عبارت "صراط مستقیم" وعبارات "تقویۃ الایمان" تو ان کفروں میں دیوبندی اور غیر مقلد برابر کے شریک ہیں۔

آپ نے جو یہ کہا ہے کہ مسلک اہل حدیث کتاب وسنت کا نام ہے تو در اصل تم اہل حدیث تو وہابی ہو اور یہ میرے ہاتھ میں آپ کے مذہب کی کتاب "اشاعۃ السنۃ" ہے محمد حسین بٹالوی صاحب کی کتاب ہے اس میں صفحہ 211 پر ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریز گورنمنٹ کو درخواست دی کہ لوگوں میں لفظ وہابی بڑا نفرت والا لفظ ہے اور لوگ ہمیں وہابی کہتے ہیں، لہذا ہمارا نام وہابی کے بجائے اہل حدیث رکھو۔ چنانچہ 10 مارچ 1886 کو گورنر نے محمد حسین بٹالوی سے ملاقات میں "وہابی فرقہ" کے بجائے "اہل حدیث" خطاب عطا کیا اور پھر چٹھی نمبر 1758، 3 دسمبر 1886 کے ذریعے سرکاری آرڈر جاری ہوا کہ آئندہ کے بعد وہابیوں کو "اہل حدیث" کہا جائے۔

یاد رکھو! ہمارا اختلاف "اہل الحدیث" مصطلح سے نہیں کہ جنہیں محدثین کہتے ہیں ہمارا اختلاف تو آپ وہابیوں سے ہے۔ (جو گستاخ ہیں) آپ کہہ رہے تھے کہ صراط مستقیم ہماری یعنی شاہ اسماعیل کی نہیں ہے۔ اب دل کو تھام کے رکھنا، یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے فتاویٰ ثنائیہ صفحہ نمبر 97 ثناء اللہ امرتسری صاحب شاہ اسماعیل کی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان (مذکورہ کتب) کے علاوہ تصنیف، تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم اور منصب امامت بھی ہیں۔ (اس سے پتہ چلا کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی کتاب ہے اور مذکورہ زیر بحث عبارت اسی کی ہے۔)

حوالہ نمبر 2: یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے "حیات طیبہ" مرزا حیرت دہلوی کی لکھی ہوئی اور یہ شاہ اسماعیل کے حالات زندگی پر سب سے جامع کتاب ہے اس کے صفحہ 360 پر شاہ اسماعیل کی کتابوں کا جہاں تذکرہ ہے وہاں لکھتا ہے "صراط مستقیم تیسری کتاب ہے اگرچہ یہ سید احمد کے نام سے منسوب ہے در اصل یہ کتاب پیارے شہید (شاہ اسماعیل) ہی کی لکھی ہوئی ہے"۔

(اس میں صراحت آگئی کہ کتاب صراط مستقیم سید احمد کی طرف غلط منسوب ہے اصل میں یہ شاہ اسماعیل کی ہے)۔

تیسرا حوالہ: یہ کتاب ہے "تحریک اہل حدیث" مصنف قاضی محمد اسلم سیف صفحہ 234 پر شاہ اسماعیل کی تصانیف کی لسٹ ہے اس میں کتاب صراط مستقیم بھی درج ہے۔

چوتھا حوالہ: کتاب 'تاریخ اہل حدیث" مصنف ابراہیم میر سیالکوٹی یہ اہل حدیث کا بہت بڑا عالم اور مناظر ہے اس کی کتاب کا صفحہ 470 اس میں شاہ اسماعیل کے حضور خراج عقیدت پیش کیا ہے اور آخر میں کتابوں کی فہرست میں یہ دیکھو "صراط مستقیم" بھی موجود ہے۔

پانچواں حوالہ: یہ میرے ہاتھ میں "فتاوی نذیریہ" ہے بانی جماعت اہل حدیث، امام غیر مقلدین نذیر حسین دہلوی، اس کی جلد اول صفحہ 106 پر لکھتے ہیں:

تین برس قبل فضل امام بدایونی نے تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم تصنیف مولوی اسماعیل صاحب مرحوم پر دس شبہات لکھ کر ایک رسالہ، مقولات عشرہ نام سے شائع کیا تھا اور فتاوی نذیریہ صفحہ 253 جلد اول پر ہے:

> "شاہ اسماعیل شہید نے "صراط مستقیم" میں لکھا ہے کہ وہ امام تو شہید ہو کر جنت میں چلے گئے"۔

آگے اور مضمون ہے۔

نذیر حسین دہلوی اہل حدیث جماعت کے امام الکل فی الکل ہیں ان کے فتاوی میں واضح موجود ہے کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ہے اور واقعی یہ متنازعہ کتاب تھی تب ہی فضل امام بدایونی رحمہ اللہ نے اس کا رد لکھا (اس حوالے کے بعد وہابیوں کو یہ ماننے کے علاوہ کوئی سبیل نہیں تھی کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ہے۔ اس کے باوجود وہابی مناظر ڈھٹائی سے ڈٹا رہا کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی نہیں)۔

حضرات میں نے پانچ معتبر کتب کے حوالے سے ثابت کر دیا ہے کہ صراط مستقیم کتاب شاہ اسماعیل دہلوی کی ہے۔[1]

---

(1) اس کے علاوہ بے شمار کتب میں غیر مقلدین علماء نے صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کو تصنیف لکھا ہے مزید چند حوالے حاضر ہیں:

- غیر مقلدوں کے مجدد العصر نواب صدیق حسن بھوپالی جنہیں جماعت اہل حدیث سے نکال دیا جائے تو ان کے پاس بچتا ہی کچھ نہیں وہ اپنی کتاب " خضیرۃ القدس " میں کتاب صراط مستقیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ شاہ اسماعیل کی ہے۔
- تواریخ عجیبہ طبع ساڈھورہ مصنف محمد جعفر تھانیسری صفحہ 149 پر ہے کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل دہلوی ہی کے قلم سے قفس تحریر میں آئی ہے۔
- مقدمہ ایضاح الحق الصریح ص 15 مصنف شاہ اسماعیل کا اقرار کہ صراط مستقیم انہوں نے ہی لکھی
- "ہدیۃ المہدی "صفحہ 36 پر نواب وحید الزمان صاحب نے مذکورہ عبارت "تصور شیخ" پر بحث کی ہے اور اس عبارت کو شاہ اسماعیل کی عبارت قرار دیا ہے۔
- کتاب "تاریخی حقائق "محمد احسن اللہ ڈیانوی غیر مقلد صفحہ 41 پر لکھتے ہیں: شاہ اسماعیل کی تصانیف، تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تنویر العینین اور منصب امامت کا مطالعہ کیا جائے۔
- "تراجم علمائے حدیث ہند "مصنف ابو یحییٰ امام خان نوشہروی نے صفحہ 11 پر صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی تصانیف میں شمار کیا ہے۔
- "فتاوٰی اہل حدیث" جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 102 پر غیر مقلدوں کے مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی نے صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔
- "خطبات بہاولپوری "جلد اول صفحہ 327 پر وفیسر حافظ عبد اللہ بہاولپوری (جنہیں اہل حدیث حضرات مجدد بہاولپوری کے نام سے یاد کرتے ہیں) لکھتے ہیں: تقویۃ الایمان توحید کے بارے میں بڑی معیاری کتاب ہے لیکن اپنے اس ماحول میں جس ماحول میں وہ (شاہ اسماعیل) پلے تھے جس ماحول میں پڑھے چونکہ تصوف کا چکر تھا چنانچہ صراط مستقیم میں انہوں نے وہ کچیں

اب آخری بات غور سے سنو! ہمیں ابھی اس سے غرض نہیں کہ صراط مستقیم کس نے لکھی ہے ہمیں تو یہ بحث کرنا ہے کہ یہ عبارت کفریہ ہے، گستاخانہ ہے۔

مولوی صاحب! ہمارے درمیان طے ہونے والی شرائط میں (شرط نمبر 4 میں) موجود ہے (کہ اگر کوئی فریق کسی متنازع عبارت یا شخص کو نہیں مانتا تو اس کو اس عبارت اور اس کے قائل کے بارے میں) حکم شرعی واضح کرنا ہوگا۔

فتوٰی لگاؤ اس عبارت پر اور صدر صاحب شرائط پڑھو۔ (وقت ختم)

ماری ہیں کہ اللہ میرا معاف کرے! پڑھ کر حیرانی ہوئی کہ یا اللہ یہ شاہ اسماعیل کی باتیں ہیں ایسا آدمی بھی کبھی مسلمان ہو سکتا ہے؟۔ (گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے)۔

- "نزہۃ الخواطر" جلد ہفتم مصنف مولوی سید عبدالحی بن فخر الدین نے صفحہ 128 پر صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی سب سے بہتر کتاب قرار دیا ہے۔

وہابی مناظر (جوابی تقریر 2)

نحمدہ' ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد!
شاہ اسماعیل کو دیوبندی بھی مانتے ہیں اور آپ کے علماء نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ دیوبندی مذہب کی کتاب ہے تو یہ شاہ اسماعیل معتمد علیہ تو نہ ہوا۔ معتمد علیہ تو تب ہو تا جب سب متفق ہوتے کہ یہ اہل حدیث ہے جب آپ کے بریلوی عالم نے کہا کہ یہ دیوبندی ہے تو یہ دیوبندی ہے۔ میں نے جو کتاب دی تھی ان کے گھر کی کتاب اس کے مقدمے میں نشان لگا کر دیا تھا کہ تیسرا باب عبدالحی کا ہے اور وہ بالاتفاق دیوبندی ہے اور یہ عبارت دیوبندی کی گستاخانہ ہے۔[1] کیونکہ تیسرا باب شاہ اسماعیل کا نہیں ہے وہ عبدالحی بڈھانوی کا ہے۔ اب میں آپ کو حوالہ دیتا ہوں یہ "فتاویٰ رشیدیہ" ہے اس میں بھی ہے وہ کہتے ہیں یہ (شاہ اسماعیل) دیوبندی ہے اور دوسرا حوالہ یہ "زلزلہ" کتاب بریلوی عالم کی ہے اس کے صفحہ 29 پر ہے کہ یہ کتاب دیوبندی مذہب کی کتاب ہے دیوبندی کتاب "ارواح ثلاثہ" میں بھی مولانا شاہ اسماعیل شہید صاحب کو دیوبندی لکھتا ہے۔[2]

---

(1) یہاں عبارت کو گستاخانہ کہہ دیا۔

(2). وہابی مناظر کی بوکھلاہٹ کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ وہ پہلے صراط مستقیم کو سید احمد کی کتاب کہہ رہا تھا مناظر اہل سنت کے دلائل سے اس قدر بوکھلایا کہ اب شاہ اسماعیل کو متنازعہ کہہ کر اس کے اہل حدیث ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ چونکہ شاہ اسماعیل کو دیوبندی بھی مانتے ہیں اور اہل حدیث بھی لہٰذا یہ متنازعہ ہے حالانکہ ایک عام فہم آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جسے دونوں مانیں وہ "متنازع" شخصیت نہیں بلکہ "متفقہ" شخصیت ہوتی ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے کہ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اہل سنت بھی مانتے ہیں اور اہل حدیث بھی اب اگر اہل حدیثوں کا کسی شیعہ سے مناظرہ ہو تو کہا جائے کہ بخاری کا

اب آپ میرے پوائنٹ لکھیں اور پھر ان کا جواب دیں، پہلا پوائنٹ یہ ہے کہ اس کتاب صراط مستقیم کے تین باب ہیں، پہلا شاہ اسماعیل اور باقی عبدالحی کے ہیں جو کہ پکا دیوبندی تھا۔[1]

دوسرا پوائنٹ: یہ ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور شہوت کے ساتھ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی لہذا جو کتاب (صراط مستقیم) آپ نے دی تھی وہ کتاب دیوبندی کی ہے اور یہ عبارت دیوبندی کی گستاخی پر مبنی ہے۔[2] دیوبندی کی کتاب اٹھا کر ہم پر ڈال دی اور آپ نے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ اہل حدیث مذہب ہے گستاخ مذہب ہے اور یہ آپ قیامت تک بھی ثابت نہیں کر سکتے، اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ گستاخی ہم لوگ کرتے ہیں۔ یا آپ لوگ کرتے ہیں جو اپنے آپ کو اہل سنت کہلاتے ہیں۔ یہ میرے پاس کتاب ہے اس میں احمد رضا صاحب نے سبع سنابل کتاب کی تعریف کی ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام------

مناظر اہل سنت: ٹائم روکیئے۔۔۔ مولانا! آپ اس وقت یہ عبارت پیش نہیں کر سکتے یہ عبارت آپ اپنے دعویٰ کے وقت ہی پیش کر سکتے ہیں اس پر دونوں طرف سے شور شروع ہو گیا۔

حوالہ نہ دو کیونکہ وہ متنازعہ شخصیت ہے کہ اسے سنی بھی مانتے ہیں اور اہل حدیث بھی۔ متفقہ شخصیت کو متنازعہ کہنا بوکھلاہٹ یا جہالت کی انتہا نہیں ہے؟

(1) آگے چل کر ہم بتائیں گے کہ عبدالحی بڈھانوی پکا "اہل حدیث" تھا اگرچہ دیوبندی بھی اس کو اپنا کہتے ہیں۔ اور یہ بھی دونوں کی متفقہ شخصیت ہے۔

(2) یہاں پر بھی عبارت کو گستاخانہ کہہ دیا۔

وہابی صدر مناظر نے تلخ جملے بولے جواب میں سنی صدر مناظر مفتی نذیر احمد قریشی صاحب نے اسے آڑے ہاتھوں لیا جب بات بڑھ گئی تو چوہدری امتیاز صاحب (آرگنائزر مناظرہ) کھڑے ہو گئے۔

چوہدری امتیاز احمد: جب شرائط طے ہو رہی تھیں تو میں اس وقت موجود تھا کافی ٹائم لگا کر[1] اور بہت سختی سے یہ بات طے ہوئی تھی کہ پہلے جو مناظر دعویٰ کرے گا، دوسرا مناظر اس وقت صرف اس کا جواب دے گا اپنا دعویٰ وہ اپنے ٹائم میں پیش کرے گا۔

مولانا طالب الرحمن صاحب کیا یہی بات طے ہوئی تھی۔

طالب الرحمن صاحب! جی ہاں

چوہدری امتیاز احمد! ابھی مولانا حنیف قریشی صاحب نے یہی اعتراض کیا ہے کہ آپ اس طرح نہ کریں اور آپ لوگوں نے اس پر اتنا زیادہ شور شرابا کر دیا۔

وہابی صدر مناظر حافظ عمر صدیق! درمیان میں پھر بول پڑے اس پر امتیاز صاحب اور ان کی آپس میں نوک جھونک شروع ہو گئی۔

امتیاز صاحب! مولانا آپ بیچ میں شرارت کر رہے ہیں آپ صدر مناظر ہیں اور آپ کا کام ہے مقصد کے مطابق تھوڑا بولیں اور پھر خاموش ہو جائیں جبکہ آپ ہیں کہ تقریر ہی شروع کر دیتے ہیں لگتا ہے آپ مناظرہ خراب کرنا چاہتے ہیں۔

ہم غیر جانبدار ہیں! اگر قریشی صاحب کی طرف سے شرائط کی خلاف ورزی ہوئی تو ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔

فیصلہ کن موڑ

امتیاز صاحب: ٹائم شروع کریں۔

(1) شرائط طے کرتے ہوئے دو نشستوں میں تقریباً 6 گھنٹے کا وقت صرف ہوا۔

مناظر اہل سنت: ابھی ٹائم رکا ہے صرف ایک منٹ۔ مولانا طالب الرحمان صاحب!! لمبے جھگڑے کیوں کر رہے ہیں آپ سے دو ٹوک جواب چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ کیا شاہ اسماعیل آپ کا بزرگ نہیں ہے۔

وہابی مناظر طالب الرحمن صاحب: نہیں ہمارا نہیں ہے۔

مناظر اہل سنت: تو پھر آپ دو ٹوک کہہ دیں کہ یہ صراط مستقیم کی عبارت جو اس نے لکھی ہے کفریہ ہے۔

ڈاکٹر طالب الرحمن: کفریہ ہے۔

اس پر نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند ہوا اور مناظر اہل سنت کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ مناظرہ یہیں ختم کر دیں لیکن مناظرہ انتظامیہ نے کہا کہ نہیں مناظرہ آگے چلنے دیں مزید معلومات بھی ہوں گی۔

امتیاز صاحب: ٹائم شروع کریں۔

وہابی مناظر: پسینے سے شرابور اور انتہائی بوکھلاہٹ کے عالم میں ٹائم پورا کرنے کے سے انداز میں پھر شروع ہوئے۔

حضرات! یہ بات شرائط میں لکھی ہوئی ہے شرط نمبر 2 میں دونوں طرف سے معتمد علیہ علماء کے اقوال پیش کئے جائیں گے ان کو چاہئیے تھا کہ یہ علماء اہل حدیث کے حوالے دیتے انہوں نے جوبات کی کہ نماز میں گدھے کے خیال سے نبی کا خیال برا ہے یہ عبارت عبدالحی دیوبندی کی ہے ان کی کتب اٹھا کر ہمارے ذمہ لگا دی اور ہم سے یہ کہتے ہیں کہ دیوبندی کی یہ عبارت گستاخانہ ہے ہم نے اس کا دفاع نہیں کیا۔ (۱)

---

(1) قارئین آپ پیچھے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ وہابی مناظر نے عبارت کا کتنا دفاع کیا اور اس کے علاوہ سو سال سے زائد عرصہ ہو چکا اس عبارت کا دفاع ہوتا آرہا ہے جیسا کہ "فتاوٰی نذیریہ" جلد اول صفحہ 106 پر موجود ہے کہ نذیر حسین دہلوی نے اپنے دور میں "صراط مستقیم" پر فضل امام بدایونی کے

ہم تو یہ سمجھا رہے تھے کہ یہ کتاب دیوبندی کی ہے لہذا یہ حوالہ تو یہاں پر پیش ہو ہی نہیں سکتا۔ اب اس پر بحث ہونی چاہئیے کہ یہ حوالہ دیوبندی کا ہے یا اہل حدیث کا۔ شاہ اسماعیل معتمد علماء میں سے نہیں۔ کیونکہ بریلویوں نے بھی کہا ہے کہ یہ دیوبندی ہے حق نواز جھنگوی نے کہا یہ دیوبندی ہے اس طرح بعض اہل حدیثوں نے کہا یہ اہل حدیث ہے۔[1] یہ معتمد علیہ علماء میں تو نہ ہوا آپس میں ان کا جھگڑا ہو گیا (پسینے صاف کرتے ہوئے حالانکہ یہ سخت سردی کا موسم تھا) دیوبندی کہتے ہیں ہمارا ہے اور اہل حدیث کہتے ہیں ہمارا ہے اور جو عبدالحی ہے وہ تو بالاتفاق دیوبندی ہے اور وہ عبارت شاہ اسماعیل کی تو ہے ہی نہیں، تیسری بات شاہ اسماعیل متنازعہ شخصیت ہے، بریلویوں نے بھی مانا ہے مناظرہ جھنگ اسی پر ہوا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے یہ دیوبندی ہے اور یہ کتاب بھی دیوبندی کی ہے لہذا یہ شرائط کی وجہ سے اس عبارت پر چل کر آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ یہ شرائط کی خلاف ورزی کر رہے ہیں یا نہیں آیا شرائط کی وجہ سے عبدالحی دیوبندی کی عبارت ہمارے اوپر ڈال دینا اور پھر ہم سے پوچھنا کہ تم نے اتنی بڑی گستاخی کی ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز کل کو مرزائیوں کی عبارت اٹھا کر لے آئیں اور پھر ہم سے پوچھیں

اعتراضات کا جواب لکھا۔ کتاب "تحریک آزادی فکر" میں مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے اس عبارت کے جواب میں اوراق سیاہ کیے۔ ٭ کتاب "حقانیت مسلک اہل حدیث" مصنف ابو معاویہ عبدالرحمان منیر راجو والوی نے اسی عبارتِ صراط مستقیم کو بے غبار ثابت کرنے کیلئے صفحہ 130 سے صفحہ 139 تک جواب لکھا ہے۔ ٭ نیز "فتاوٰی سلفیہ" میں اس عبارت کے دفاع میں بڑا زور لگایا گیا ہے ٭ نواب وحید الزمان صاحب نے "ہدیۃ المہدی" میں اس عبارت پر بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار مواقع پر اس عبارت کو توحید کا اعلیٰ مقام قرار دیا جاتا رہا مگر وہابی مناظر صاحب کچھ ایسے جکڑے گئے تھے کہ بالآخر انہیں اس عبارت کو کفریہ کہہ کر اپنے اکابرین کے خلاف "خودکش "فتوٰی دینا ہی پڑا۔

(1) وہابی مناظر کو چاہے تھا کہ وہ اپنے معتمد علیہ علماء کے حوالے سے ثابت کرتا کہ شاہ اسماعیل ہمارا نہیں ہے لیکن عجب طریقہ استدلال ہے کہ متفقہ شخصیت کو متنازعہ بنا دیا۔

گے کہ اہل حدیثو! یہ جائز ہے یا ناجائز، لہذا یہ تو تم نے شرائط کی خلاف ورزی کر دی اور جو شرائط کی خلاف ورزی کریگا اس کی شکست ہوگی۔ لہذا اس پر بحث چلے گی اس کو ختم کریں۔ (1)

یہ عبارت صراط مستقیم کی آپ میرا پوائنٹ لکھیں کہ میں نے اس کتاب کے مقدمہ میں نشان لگا کر دیا تھا کہ یہ عبارت عبدالحی دیوبندی کی ہے، ہمارے اوپر یہ عبارت کیوں ڈال رہے ہو۔ دوسری بات مناظرہ جھنگ میں بریلوی عالم نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ کتاب دیوبندیوں کی ہے صفحہ 79 پر ہے وہ کہتے ہیں یہ صراط مستقیم کتاب علماء دیوبند کی ایک مسلمہ کتاب کے اندر ہے۔ یہ بات بریلوی عالم اشرف سیالوی کہہ رہا ہے لہذا ایسی کتاب جو دیوبندیوں کی ہو اور اہل حدیثوں پر ڈالنا پھر یہ کہنا ہم نے یہ کر دیا وہ کر دیا یہ سب غلط ہے، ہم اس عبارت کا دفاع نہیں کرتے کیونکہ یہ دیوبندی کی ہے ہم تو شاہ اسماعیل کا بھی دفاع نہیں کرتے کیوں کہ وہ متنازعہ شخصیت ہے ہم کہتے ہیں ہمارے ایسے علماء کی عبارت کا حوالہ دو تم تو مدعی ہو اور تم نے تو آدھا مناظرہ شرائط طے کرتے ہوئے ہی ہار دیا ہے تم نے تو یہ ثابت کرنا ہے کہ اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے، یہ تو تم قیامت تک بھی ثابت نہیں کر سکتے اور مذہب اہل حدیث گستاخ ثابت نہیں ہوتا زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ یہ عبارت عبدالحی کی ہے اور یہ کفریہ ہے۔ (ٹائم ختم)

---

(1) قارئین وہابی مناظر کے بے ربط، بے معنی اور باہم متضاد جملے یہ سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہیں کہ مناظر اسلام کی "ضرب شدید" نے اس کے دماغ کی چولیں ہلا دی ہیں۔

مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 3)

(انتہائی خوشی کے عالم میں)

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم، الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

الحمد للہ! حضرات آپ نے سنا پہلے مولوی طالب الرحمن صاحب نے کہا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، آپ حضرات نے اس کو سنا؟ اس جگہ اس کے بعد انہوں نے شاہ اسماعیل کی عبارت کا جواب بھی دیا آپ نے اس کو بھی سنا؟ اس کے بعد طالب الرحمن صاحب نے کہا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث نہیں ہے (اور صراط مستقیم اس کی کتاب نہیں ہے)۔ میں نے (ان کے مذہب) کی مستند کتابوں کے حوالے دیئے اگر کوئی اسے دیکھنا چاہتا ہے تو پھر دیکھ لے کہ واقعی کتاب صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ہے۔ ہمارا جھگڑا اس بات میں تھا کہ عبارت کفریہ ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! آپ لوگوں نے سنا مولوی صاحب نے اپنی زبان سے اقرار کر لیا، مان لیا کہ یہ عبارت گستاخانہ اور کفریہ ہے اور لکھنے والا کافر ہے۔ ہمارا یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ عبارت کفریہ ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے، جھگڑا یہ ہے، کہ آیا شاہ اسماعیل اہل حدیث ہے یا نہیں (اگر ثابت ہوا کہ وہ اہل حدیث تھا جبکہ یہ ثابت ہو ہی چکا ہے کہ اس کی عبارت کفریہ ہے تو ثابت ہو جائے گا کہ وہابی واقعی گستاخ رسول ہیں) میں اب حوالے دینے لگا ہوں جن سے ثابت کروں گا کہ شاہ اسماعیل دہلوی واقعی غیر مقلدوں وہابیوں کا جد اعلیٰ تھا۔

پہلا حوالہ: کتاب فتاوٰی ثنائیہ جلد نمبر 1 صفحہ 382 پر وہابی اہل حدیث کے بہت بڑے مفتی وعالم مولانا ثناء اللہ امرتسری سے سوال ہوتا ہے کہ حنفی لوگ یہ کہتے ہیں کہ مولانا نذیر حسین، شاہ اسماعیل شہید، نواب صدیق حسن خان صاحب حنفی تھے، کیا یہ حق ہے۔

جواب: یہ تینوں صاحب پکے اہل حدیث (وہابی) تھے۔

اسی کتاب کے صفحہ 99 پر ہے: حضرت اسماعیل شہید اعتقاداً وعملاً اہل حدیث تھے۔ نیز اسی جلد کے صفحہ 34 پر ہے: کہ شہید ملت امیر المومنین شاہ اسماعیل دہلوی سے آپ (ثناء اللہ امرتسری) کو خاص عقیدت تھی شہید کا جب ذکر آتا تو والہانہ انداز میں فرماتے، اسماعیل وما ادراک اسماعیل۔

دوسرا حوالہ: یہ "کتاب تحریک اہل حدیث" ہے اس کے مصنف قاضی محمد اسلم سیف صفحہ 231 پر لکھتے ہیں: "شاہ اسماعیل نے حدیث کا وہ فیضان عام کیا کہ بے حجابانہ، بے باکانہ طور پر عمل بالحدیث کا پرچم سربلند کیا اور کاروان عمل بالحدیث کی حدی خوانی شروع کی" اس کتاب میں چار صفحات پر شاہ اسماعیل کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے کہ وہ اہل حدیث وہابیوں کے اکابرین میں سے ہے۔

تیسرا حوالہ: یہ کتاب ہے "خطبات روپڑی" اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل ان کے بڑے عالم تھے، اہل حدیث کے بہت بڑے مناظر اور عالم عبد اللہ روپڑی اس میں لکھتے ہیں: "جماعت اہل حدیث میں ایسے ایسے خطیب پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی خطابت کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید دہلوی اسطرح کے پائے کے خطیب تھے"۔ یہ کس کے خطیب تھے؟ اہل حدیث کے۔

چوتھا حوالہ: سیرۃ ثنائی یہ ثناء اللہ امرتسری کی سوانح حیات ہے عبد المجید خادم سوہدروی اس کے مرتب ہیں اس کے صفحہ 300 پر مجدد الف ثانی، سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید کو اکابر امت لکھا ہے۔

پانچواں حوالہ: فتاوٰی ثنائیہ جلد اول صفحہ 90 سے لیکر 104 تک شاہ اسماعیل کی تعریفیں لکھی ہیں اور اس کے غیر مقلد ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں اور شاہ اسماعیل کی کتابوں پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

چھٹا حوالہ: کتاب "اٹھتے ہیں حجاب آخر" مصنف پروفیسر زائد حسین مرزا نے شاہ اسماعیل کو اپنے بزرگوں میں لکھا اور خراج تحسین پیش کیا، (طالب الرحمان صاحب اور ان کے ساتھی مجسمہ حیرت بنے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے کہ) مناظر اہل سنت نے کہا مولوی صاحب، حوالے سنو۔

ساتواں حوالہ: کتاب "تاریخ اہل حدیث" مصنف ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب نے صفحہ 466 سے 470 تک شاہ اسماعیل کی شان بیان کی ہے اور انہیں اپنا بزرگ شمار کیا۔ مولانا صاحب! (آپ نے شاہ اسماعیل کا انکار کردیا) ایسا تو نہیں ہوتا کہ کسی کا بیٹا چوری کے کیس میں پکڑا جائے تو وہ انکار کردے یا کسی کا باپ پکڑا جائے تو وہ اپنے باپ ہی کا انکار کردے۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

آٹھواں حوالہ: یہ میرے پاس کتاب ہے "البریلویہ" کا اردو ترجمہ "بریلویت" "وہابیوں اہل حدیثوں کے سرخیل امام العصر یعنی زمانے کے امام، احسان الٰہی ظہیر نے اس کے صفحہ 215 پر لکھا ہے کہ "شاہ اسماعیل شہید وہابی تحریک کے سرخیل تھے"۔

میں اپنے سننے والوں سے کہتا ہوں خدارا اس بحث میں میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے میرے نبی پاک ﷺ کی عزت وناموس کا مسئلہ ہے، اگر ڈنمارک کے اندر چوہڑے حضور اکرم ﷺ کی گستاخی کریں تو ان کے خلاف پورا ملک باہر نکل آتا ہے تو دیکھیں یہ غیر مقلد اہل حدیث گستاخ ہماری بغلوں کے نیچے بیٹھ کر کتنی بڑی گستاخیاں کررہے ہیں۔

نواں حوالہ: یہ میرے پاس ہے "فتاوٰی برائے خواتین" اس کے مقدمے میں صفحہ 8 پر انہوں نے شاہ اسماعیل دہلوی کو اپنے علماء و صالحین میں لکھا ہے۔

دسواں حوالہ: مولوی صاحب! اگر شاہ اسماعیل آپ کا نہیں تو اس کی اتنی تعریفیں کیوں؟ یہ دیکھیں مرزا حیرت دہلوی نے شاہ اسماعیل کے مناقب پر پوری 385 صفحات کی کتاب "حیات طیبہ" لکھ ڈالی جس میں واضح طور پر انہیں اہل حدیث کا سرخیل اور بانی مبانی لکھا ہے۔

گیارہواں حوالہ: "فتاوٰی سلفیہ" مصنف اسماعیل سلفی صاحب نے اس میں شاہ اسماعیل کو اپنا پیشوا لکھتے ہوئے ان کی کتب پر اٹھنے والے اعتراضات کا تفصیلاً جواب دیا ہے اور بالخصوص اس میں صراط مستقیم کی زیر بحث عبارت کا جواب دیا گیا ہے۔

بارہواں حوالہ: "فتاوٰی نذیریہ" آپ غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی جلد اول صفحہ 107 پر لکھتے ہیں: "مولانا (اسماعیل) کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا، اور عالم دیندار، متقی اور پرہیز گار اور محدث اور حافظ قرآن ہونا آفتاب کی مانند ثابت ہے"۔ دہلوی صاحب نے اپنے فتاوٰی میں تقریباً دو درجن سے زائد مقامات پر شاہ اسماعیل کی وکالت کرتے ہوئے انہیں اپنے اکابر میں شمار کیا اور فتاوٰی نذیریہ جلد اول ص 46 پر شاہ اسماعیل کو مجدد لکھا ہے۔(1)

---

(1) اس بات پر کہ شاہ اسماعیل اہل حدیثوں کا امام ہے مزید حوالے جو قلت وقت کی وجہ سے پیش نہ ہو سکے اب ہدیہ قارئین ہیں:

- تیرہواں حوالہ: "تذکرۃ المناظرین" مصنف مولانا محمد مقتدی اثری عمری، شاہ اسماعیل کو اہل حدیث وہابی جماعت کے مناظرین میں شمار کرتے ہوئے صفحہ 96 سے 99 تک ان کے مناظروں کا ذکر کرتے ہوئے ابراہیم میر سیالکوٹی کے حوالے سے لکھتے ہیں: اگر شاہ اسماعیل شہید

جیسا ایک اور اہل حدیث محدث، مجاہد پیدا ہو جاتا تو ہندوستانی مسلمانوں کی قسمت میں کبھی ذلت نہ ہوتی صفحہ 99۔

- چودہواں حوالہ: "حقانیت مسلک اہل حدیث" مصنف ابو معاویہ عبد الرحمن منیر راجووالوی صفحہ 134 پر صراط مستقیم کی عبارت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: صراط مستقیم پر شاہ اسماعیل کا نام ہونے اور آپ کے اہل حدیث ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث بدنام ہو گئی۔
- پندرہواں حوالہ: " تحریک آزادی فکر" مصنف مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب، آپ نے بھی صفحہ 504 پر مذکورہ بالا عبارت لکھی اور دوٹوک انداز میں لکھتے ہیں مولانا شاہ اسماعیل صاحب اہل حدیث تھے۔
- سولہواں حوالہ: دور حاضر کے مشہور اہل حدیث محقق اور کثیر التصانیف مولانا ارشاد الحق اثری صاحب اپنی کتاب "خدمات حدیث" صفحہ 27 میں لکھتے ہیں: شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل نے اہل حدیث کی عملاً تکمیل کی۔
- سترہواں حوالہ: "مقدمہ ہدایۃ المستفید" کا صفحہ 70 ہے اور اہل حدیثوں کے مشہور عالم مولانا بدیع الدین راشدی صاحب شاہ اسماعیل کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں: امام الحق، فرید العصر، وحید الدھر، المجاہد لاعلاء کلمۃ اللہ والشہید فی سبیل اللہ، السید اسماعیل بن عبد الغنی۔
- اٹھارہواں حوالہ: مسلک اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اپنی کتاب "معیار الحق" کے صفحہ 120 پر شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: شہید فی سبیل اللہ الجلیل، محی الدین۔ (دین کو زندہ کرنے والے) مولانا محمد اسماعیل نے ایسے ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شیعہ کا رفض ٹھہرایا ہے۔(اہل حدیثو دیکھو! شاہ اسماعیل آپ کا غیر مقلد ہے کہ جو تقلید کو بدعت حقیقی شمار کر رہا ہے کیا اپنے امام الکل کا حوالہ بھی کافی نہیں)۔
- انیسواں حوالہ: کتاب "تاریخی حقائق" مصنف احسن اللہ ڈیانوی عظیم آبادی یہ کتاب مصدقہ ہے ارشاد الحق اثری صاحب کی اس کا صفحہ 41 ہے اس پر موجود ہے کہ شاہ اسماعیل اور سید احمد، اہل حدیث تھے اس پر لکھتے ہیں: شاہ اسماعیل کی تصانیف تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تنویر

العینین اور منصب امامت کا اگر کھلے دل سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث بلکہ عامل بالحدیث بلکہ تقلید کے سخت مخالف تھے۔

- **بیسواں حوالہ:** "حضیرۃ القدس" مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی جن کے بارے میں "تحریک اہل حدیث" صفحہ 176 پر ہے کہ وہ "مجدد وقت" تھے یہ بھی شاہ اسماعیل کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔
- **اکیسواں حوالہ:** "تواریخ عجیبہ" مصنف، جعفر تھانیسری صفحہ 142 تا150 میں لکھا ہے جس کا خلاصہ ہے کہ شاہ اسماعیل نے تقلید کے خلاف مناظرے کیئے اور رفع یدین کے اثبات پر کتاب لکھی، نماز میں مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا اولیٰ قرار دیا، آمین بالجہر افضل قرار دی (اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ غیر مقلدین ہی کا طریقہ ہے مقلدین کا نہیں)۔
- **بائیسواں حوالہ:** "برصغیر میں اہل حدیث کی آمد" صفحہ 342 پر مصنف لکھتے ہیں: اہل حدیث عوام و خواص نے برصغیر کی سیاست میں ہمیشہ پرجوش انداز سے حصہ لیا۔ 6 مئی 1831 کو بالاکوٹ کے میدان میں حضرت سید احمد بریلوی، مولانا اسماعیل دہلوی اور ان کے رفقاء نے جام شہادت نوش کیا۔ (یہاں واضح طور پر اسماعیل دہلوی اور سید احمد کو اہل حدیث شمار کیا ہے)۔
- **تئیسواں حوالہ:** کتاب "ہدیۃ المہدی" ص 36 پر نواب وحید الزمان صاحب شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: "قال الشیخ اسماعیل من اصحابنا لو تصور الشیخ الخ"۔ یعنی ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ شاہ اسماعیل نے کہا ہے۔۔۔ اس کے بعد مذکورہ عبارت صراط مستقیم ذکر کی ہے۔
- **چوبیسواں حوالہ:** کتاب "مسلمانوں کا روشن مستقبل" صفحہ 28 مسٹر سر جیمس اوکنلے لکھتے ہیں: سید احمد بریلوی کی جماعت دو مختلف اور متضاد گروہوں سے مرکب تھی۔۔۔۔ دوسرے گروہ کے سردار مولوی اسماعیل تھے جو چاروں اماموں کی تقلید سے آزاد تھے اور براہ راست حدیث کو اپنا ماخذ قرار دیتے تھے۔

- •پچیسواں حوالہ: کتاب "حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی" مصنف حکیم محمود احمد برکاتی ص 161 رقمطراز ہیں: شاہ نے علی الاعلان مخالف احناف ترک تقلید اور عمل بالحدیث نہ صرف خود شروع کیا بلکہ اس کی مہم چلائی (ظاہر ہے پھر غیر مقلد ہوا)۔
- چھبیسواں حوالہ کتاب "بریلوی علماء اور انگریز" مصنف غیر مقلد عالم عبد اللہ ایم اے نے صفحہ 197 پر شاہ اسماعیل کو کٹر اور متعصب وہابی لکھا ہے۔
- ستائیسواں حوالہ: کتاب "موج کوثر" مصنف شیخ محمد اکرم اہل حدیث ص 103 پر لکھتے ہیں: وہابی عقائد میں ایک اہم عقیدہ عدم وجوب تقلید شخصی کا ہے اس مسئلہ پر شاہ اسماعیل شہید نے سفر حج کے بعد اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔
- اٹھائیسواں حوالہ: "تراجم علمائے حدیث ہند" مصنف ابو یحییٰ امام خان نوشہروی نے ص67 حصہ اول سے لے کر 112 تک شاہ اسماعیل دہلوی کے مناقب لکھے ہیں اور جگہ جگہ تصریح کی ہے کہ یہ اکابرین اہل حدیث میں سے ہیں اور کتاب کا نام ہی مطلب سمجھنے کے لئے کافی ہے۔
- انتیسواں حوالہ: "خطبات بہاولپوری" جلد اول 327 پر مصنف حافظ عبد اللہ بہاولپوری جسے اہل حدیث مجدد بہاولپوری کے نام سے یاد کرتے ہیں، نے شاہ اسماعیل کو اہل حدیث قرار دیا ہے۔
- تیسواں حوالہ: ابو الحسن علی ندوی کے والد سید عبد الحی "عوارف المعارف فی انواع العلوم والمعارف" میں لکھتے ہیں: پھر اس زمانے میں ان کے اندر ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی جس نے مذاہب اربعہ کی تقلید کو چھوڑ دیا اور کتاب وسنت کو پکڑا، پھر ان میں بعض ایسے ہوئے جنہوں نے افراط و تفریط کے درمیان توسط کی راہ اختیار کی اور وہ اس طرف گئے کہ مقلد کو اپنے امام کے قول کے خلاف روایات تک رسائی کی قدرت ہو تو اسے کسی خاص امام کی تقلید روا نہیں ہے اور مطلق تقلید جائز ہے ورنہ ہر عامی کو اجتہاد کا مکلف قرار دینا لازم آئیگا یہ شیخ ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی ان کے پوتے اسماعیل بن عبد الغنی بن ولی اللہ اور سیدنا امام احمد بن عرفان بن نور شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بیشتر پیروؤں کا یہی مسلک ہے۔

معزز قارئین! جب کثیر حوالہ جات سے ثابت ہو چکا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث ہے تو اب یہ عذر کرنا کہ "وہ متنازع ہے "کیا عذر گناہ بدتر از گناہ نہیں ہے؟

اب میں اپنے سننے والوں کی نذر بے شمار حوالے کر چکا ہوں اور ثابت کر چکا ہوں کہ شاہ اسماعیل اہل حدیثوں وہابیوں کا امام، سرخیل، بزرگ ہے اور یہ بھی ثابت کر چکا ہوں کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی کتاب ہے اور پھر مولوی صاحب آپ اہل حدیثوں پر اس لئے بھی کفر لازم آتا ہے کہ آپ لوگوں نے ایک سو سال سے زائد عرصہ اس عبارت کا دفاع کیا ہے۔ دیکھیں یہ "فتاویٰ سلفیہ" اور یہ "تحریک آزادی فکر" مولانا ایک تو آپ بھول جاتے ہیں یہ کتاب تحریک آزادی فکر شروع میں آپ نے پڑھی تھی اور صراط مستقیم کی عبارت کا جواب آپ نے پڑھا تھا مولوی صاحب اگر شاہ اسماعیل آپ کا نہیں تھا تو یہ آپ کے بزرگوں نے اس کی عبارتوں کا دفاع کیسے کیا۔

آپ صراط مستقیم کی عبارت پڑھیں اس میں انہوں نے نبی ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال سے برا قرار دیا ہے۔ اب میں اس عبارت کا جواب دیتا ہوں جو عبارت انہوں نے فقہ کی کتاب "الاشباہ والنظائر" سے پڑھی تھی کہ اگر قرآن کو دیکھ کر نماز میں پڑھو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر عورت کی شرم گاہ کو دیکھے گا تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

مولوی صاحب! اس کا جواب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھے گا تو وہ قرآن کے صفحات آگے پیچھے الٹے گا اور یہ عمل کثیر ہو گا اور عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔(1)

---

(1) مشہور غیر مقلد عالم مولانا اسماعیل سلفی صاحب "تحریک آزادی فکر" صفحہ 58 پر قرآن مجید کو دیکھ کر نماز میں پڑھنے کی بابت رقمطراز ہیں: "حضرت عائشہ اور اکابر ائمہ تابعین کے عمل کے باوجود دل مانتا ہے کہ مصحف (قرآن) میں پڑھنا ٹھیک نہیں یہ واقعی عمل کثیر ہے عمل کثیر کی کچھ حد ہو، اوراق کی الٹ پلٹ اور صفحات کی طرف توجہ اور حفاظت سے واقعی نماز کی طرف صحیح اور مناسب توجہ

اور شرم گاہ کو صرف دیکھے گا تو صرف دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ اور یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ عورت کی شرمگاہ کی عزت قرآن سے زیادہ ہے اور قرآن شرمگاہ سے برا ہے جبکہ وہاں صراط مستقیم میں نبی ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال سے بُرا قرار دیا گیا ہے اور پھر لکھا کہ نبی ﷺ کی تعظیم بندے کو مشرک بنا دیتی ہے یہ ہے اصل گستاخی۔

اب میں اپنی اگلی عبارت پیش کرنے لگا ہوں یہ ہے میرے پاس کتاب "تقویۃ الایمان" شاہ اسماعیل دہلوی کی۔ اگر مولوی صاحب اس کتاب کا انکار کریں تو میں ان کی معتبر کتب سے سینکڑوں حوالے دے سکتا ہوں کہ اس کا مصنف شاہ اسماعیل ہے۔ اور اہل حدیثوں کی طرف سے اس کتاب کا دفاع کیا گیا ہے۔ حاضرین یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث ہے اور ان کا امام ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ صراط مستقیم اس کی تصنیف ہے اور اس میں گستاخی کی گئی ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے اور یہ مان چکے ہیں کہ عبارت کفریہ ہے جب یہ چیز ثابت ہو چکی ہے تو پیچھے کیا رہ گیا کہ تم اہل حدیث وہابی گستاخ اور کافر نہیں ہو۔

چوہدری امتیاز صاحب: اصولی طور پر مناظرہ یہاں پر ختم ہو رہا ہے اس لئے کہ ہماری شرائط میں لکھا ہے کہ اگر فریق مخالف موقف مان لے تو مناظرہ ختم ہو جائے گا۔

نہیں رہے گی اس لئے مناسب یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے یہ تکلف نہ کیا جائے اور حفظ سے پڑھا جائے"۔ یہی وجہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک نماز میں قرآن پاک پر دیکھ کر قرآن پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ہے دیکھنا اور ایک ہے دیکھ کر پڑھنا دیکھ کر پڑھنا تعلیم و تعلم کے لئے ہے جو نماز سے خارج کر دیتا ہے اور محض دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی جیسے 6 ٹن کھانا دیکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ایک قطرہ پانی پینے سے ٹوٹ جاتا ہے اب یہ نہیں کہ 6 ٹن کم ہو گئے اور ایک قطرہ زیادہ بلکہ دیکھنے کا حکم اور ہے اور کرنے کا اور۔

مناظرہ کی اثر انگیزی: مناظر اہل سنت نے اتنی بات کی ہی تھی کہ وہابی حضرات کی طرف سے ایک نوجوان کھڑا ہوا اور بات کرنے کی اجازت طلب کی، مناظر اہل سنت اور صدر مناظر اور معاونین نے احتجاج کیا کہ کوئی دوسرا شخص بات نہیں کر سکتا۔

اہل حدیث صدر مناظر نے زور دے کر کہا۔ بات کرنے دیں کیا حرج ہے۔ وہابی مناظر اور معاونین بھی بولنے لگے، بات کرنے دیں، کرنے دیں، کرنے دیں۔ مناظرہ انتظامیہ نے مناظر اہل سنت سے کہا کہ اس کا اتنا اصرار ہے تو بات کرنے دیں، تمام لوگ خاموش ہو گئے۔

نوجوان! حضرات میں قرآن وحدیث کا پڑھنے والا طالب علم ہوں، اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جتنے بڑے گستاخ یہ اہل حدیث (آج ثابت ہوئے ہیں) اتنا بڑا اور کوئی گستاخ نہیں (میں ان کے نظریات وعقائد سے آج سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) انتظامیہ نے اس نوجوان کو کہا کہ آپ خاموش ہو جائیں اور باہر چلے جائیں۔

وہ توبہ توبہ کرتا اور بیزاری کا اعلان کرتا ہوا محفل سے رخصت ہوا اس پر وہابی مناظر نے اپنی خفت مٹاتے ہوئے کہا یہ بریلوی ہے۔

مناظر اہل سنت! الحمد للہ اب بریلوی ہو گیا ہے آیا آپ کے ساتھ تھا اب توبہ کر کے بریلوی ہو گیا ہے (تمام وہابیوں کے چہرے لٹک گئے کہ آدھے مناظرے نے اتنا رنگ دکھایا ہے کہ اپنا ہی بندہ ادھر چلا گیا ہے تو نہ جانے جب پورا مناظرہ ہو گا اور لوگ دیکھیں گے تو کیا بنے گا۔ آج ان سطروں کی تحریر تک مختلف علاقوں اور بیرون ملک سے سینکڑوں اطلاعات آئی ہیں کے بے شمار لوگوں نے مناظرہ کی سی ڈیز دیکھ کر وہابی مذہب سے توبہ کر لی ہے۔ (فللہ الحمد)

انتظامیہ مناظرہ! بات جاری رکھیں۔

مناظر اہل سنت: یہ بات مکمل ہو چکی ہے کہ اہل حدیث گستاخ ہیں اور جو میں نے تقویۃ الایمان
کتاب پیش کی ہے اس کے بارے میں فتاوٰی نذیریہ جلد اول صفحہ 105 پر ہے کہ تقویۃ الایمان
میں مندرج مسائل کا اقرار، عین ایمان اور ان سے انحراف اور اعراض عین کفر ہے۔ یہ ان
کے امام نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے۔ تقویۃ الایمان میں صفحہ 68 پر شاہ اسماعیل دہلوی نے
لکھا ہے "اولیاء وانبیاء امام و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور
بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی ہے وہ ہمارے بڑے بھائی ہوئے اور
ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم دیا لہذا ہم ان کے چھوٹے۔ سو ان کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی
کرو"۔ (وقت ختم)

وہابی مناظر (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔
میں تو حیران ہوں ان لوگوں پر، عبارت پیش کی عبدالحی بڈھانوی کی اور حوالہ دیتے ہیں شاہ اسماعیل کا، حیران ہوں میں، میں نے ان کی کتاب پر نشان لگا دیا تھا اور اشرف سیالوی نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ یہ دیوبندیوں کی مسلمہ کتاب ہے جو آپ نے حوالے پیش کئے ہیں کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث، تو یہ عبارت عبدالحی کی ہے یہ شرائط ہمارے سامنے لکھی ہوئی ہیں کیا مناظرہ اس چیز کا نام ہے کہ جو مرضی ہو ہم نے جھوٹ پر جھوٹ بولنا ہے یہ شرط نمبر 2 لکھی ہے۔
آپ ہمارے معتمد علیہ علماء کے اقوال پیش کریں گے۔ یہ عبارت عبدالحی کی ہے اور کتاب بھی دیوبندی کی ہے اور آپ دکھا رہے ہیں شاہ اسماعیل، اس مسئلہ کو حل کریں میں ان کو اپنا دو منٹ ٹائم دیتا ہوں، میں ساری بحث کو چھوڑتا ہوں آپ اس کا جواب دیں کہ یہ عبارت عبدالحی کی ہے یا نہیں۔
مناظر اہل سنت: یہ عبارت عبدالحی کی نہیں۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ عبارت عبدالحی بڈھانوی کی ہے اگر عبارت عبدالحی بڈھانوی کی تھی اور آپ کا اس سے کوئی رشتہ نہ تھا تو آپ کے اکابرین نے اس کا جواب کیوں دیا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ انڈیا کا صدر کوئی غلط بات کرے تو پاکستان کے صدر کا کیا لگے کہ اس کی صفائیاں پیش کرے۔ حق نہیں ہے نا حاصل؟ تو پھر یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے "حقانیت مسلک اہل حدیث" اس کتاب میں اسی صراط مستقیم کی یہی عبارت ہے اس کا انہوں نے اس کتاب میں جواب دیا ہے یہ دیکھیں یہ تصور والی عبارت کا جواب دے رہے ہیں۔ اگر عبارت آپ کے بڑوں کی نہیں تو پھر جواب کیوں دے رہے ہیں

(صاف صاف کہہ دیں بھائی یہ عبارت ہمارے کسی بزرگ کی نہیں ایسی عبارت کو ہم کفریہ سمجھتے ہیں پھر جواب دینے کی کیا تک بنتی ہے)۔

اور پھر اس عبارت کا دفاع صرف اسی کتاب میں نہیں بلکہ کئی اور کتب میں بھی ہے شاید مولانا کی توجہ کہیں اور ہو گئی ہے۔ مولانا آپ کہتے ہیں کہ عبدالحی حنفی تھا، اور اس نے یہ عبارت لکھی ہے (حالانکہ عبدالحی بڈھانوی اہل حدیث کا امام اور شاہ اسماعیل کا پیر بھائی اور سید احمد کا مرید خاص تھا) اور اگر یہ آپ کا نہیں ہے تو آپ کہہ دیں گستاخ کافر ہے اگر آپ کہتے ہیں یہ حنفی ہے تو میں کہتا ہوں یہ کافر ہے آپ کہیں کہ یہ کافر ہے۔

مقصد یہ ہے کہ ایک طرف آپ ان لوگوں کو اپنا امام مانتے ہیں اور ان کی عبارتوں کا دفاع کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ ہمارے نہیں ہیں۔ تم شاہ اسماعیل کا اور عبدالحی کا انکار کر رہے ہونا؟ میں کہتا ہوں جب تمہارے اہل حدیث اس مناظرے کو دیکھیں گے تو خود اہل حدیث ہی طالب الرحمن تمہیں کو جوتیاں ماریں گے کیونکہ ان کے علماء نے پوری زندگی جن لوگوں کا دفاع کیا ہے آج طالب الرحمن نے کہہ دیا ہے کہ گستاخ ہے آپ لوگوں نے کفر کا اتنا عرصہ دفاع کیوں کیا ہے؟

وہابی مناظر: میں کہتا ہوں انتظامیہ سے کہ شرائط کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

چوہدری امتیاز صاحب: معذرت کے ساتھ مولانا! آپ نے خود ہی اپنا دو منٹ کا ٹائم قریشی صاحب کو دیا ہے اور قریشی صاحب نے آپ ہی کی کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ آپ لوگوں نے شاہ اسماعیل کی عبارتوں کا دفاع کیا ہے اور صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ہے اس میں ہمارا کیا قصور کیا ہے۔

وہابی مناظر! ہاں میں کہہ رہا تھا کہ صراط مستقیم کتاب کے چار ابواب ہیں ان میں سے پہلا باب ہے شاہ اسماعیل کا اور باقی جو ہیں وہ عبدالحی کے ہیں اور جو عبارت قریشی صاحب نے پیش کی ہے

وہ پہلے باب کی نہیں وہ عبارت اس باب کی ہے جو عبد الحی نے لکھے ہیں۔ [1] آپ ان لوگوں سے کہیں کہ یہ پہلے باب میں سے عبارت نکال کر دے دیں اور جو کتاب صراط مستقیم ہے اس

(1) وہابی مناظر نے عوام کو بہت بڑا دھوکا دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ اہل علم پر بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگر کوئی مصنف اپنی کتاب میں کسی کی گستاخانہ عبارت کو کتاب کا حصہ بنا کر شائع کرے اور مقصود اس کی تردید کرنا نہ ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ صراط مستقیم پر واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ شاہ اسماعیل کی تصنیف ہے اور اس پر حوالے گزر چکے ہیں۔ بے شک شاہ اسماعیل نے چند ابواب نہ لکھے ہوں عبد الحی بڈھانوی نے ہی کیوں نہ لکھے ہوں لیکن جب شاہ اسماعیل نے ان عبارات کو اپنی کتاب کا حصہ بنا کر شائع کیا تو اس گستاخی میں وہ بھی شامل ہے۔

قارئین کو علم ہے کہ ماضی قریب میں یورپین ممالک میں ایک کارٹونسٹ نے نبی پاک ﷺ کے توہین آمیز خاکے تیار کئے تو جن جن اخبارات نے انہیں شائع کیا وہ اس کارٹونسٹ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اسی طرح شاہ اسماعیل کی کتاب میں اگرچہ کچھ باب عبد الحی بڈھانوی کے ہی کیوں نہ ہوں انہیں ترتیب شاہ اسماعیل نے دیا ہے تو وبال بھی اسی کے سر ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صراط مستقیم کتاب شاہ اسماعیل نے لکھی، چاہے اپنے ذہن سے لکھی یا اپنے پیر و مرشد سید احمد کی باتیں سن کر انہیں لکھا اس میں عبد الحی کے ترجمہ کئے ہوئے چند ابواب نہیں بلکہ چند اوراق تھے جو غلطی سے کتاب کا حصہ نہیں بنے بلکہ بطیب خاطر شاہ اسماعیل نے انہیں اپنی کتاب کا حصہ بنایا ذیل میں کتاب "صراط مستقیم" سے اس "مقدمہ" کا عکس پیش کیا جا رہا ہے جس کے بارے میں بار بار وہابی مناظر نشان لگانے کا کہہ رہا تھا۔

اما بعد، عاجز ذلیل

خداوند جلیل کی رحمت کا امیدوار بندہ ضعیف محمد اسمٰعیل عرض کرتا ہے کہ اس کمترین پر خدا تعالیٰ کی بیشمار نعمتیں ہیں۔ اور سب سے بڑی نعمت ہادی زمانہ مرشد یگانہ حضرت سید احمد صاحب کی حضور ہدایت منزل میں حاضر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو آپ کے دیر تک زندہ رکھنے سے فائدہ دے اور آپ کے اقوال و افعال و احوال کے ساتھ سب طالبان قرب الٰہی کو نفع پہنچاوے اور چونکہ یہ عاجز اس مجلس عالی میں حاضر ہونے کے وقت کلمات ہدایت آیات کے سننے سے کامیاب ہوا تو عام مسلمانوں کی نصیحت اور طالبان قرب الٰہی کی خیرخواہی کا یہ تقاضا ہوا کہ غائبین بھی ان فیوض سے جو حاضرین کے

[illegible]
ساتھ شریک حال ادام اسکا طریق بجز اسکے اور کوئی نہیں کہ اُن بلند پرواز مضامین کو تحریر تحریر
میں قید کیا جاوے اگرچہ بحکم ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + حضور اور غیبت میں بڑا فرق ہے اور
حدیث اَلشَّاهِدُ يَرٰى مَا لَا يَرَاهُ الْغَائِبُ اس پر شاہد عدل ہے لیکن تاہم مقولہ مَا لَا يُدْرَكُ
كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ کے اس امر کے تمام کرنے میں کمر ہمت کو چست باندھکر تہ دل سے نیت خالص کر کے
پوری پوری کوشش کی اور اس کتاب کی اثنائے تحریر میں چند اوراق جناب افادت مآب سمیع فضائل
زبان زبدۂ علمائے زمان مولانا عبد الحی دام اللہ برکاتہ، جو حضرت سید صاحب بارگاہ عالی کے ملازم ہو کے
سالکین میں منسلک ہیں کے لکھے ہوئے جن میں چند مضامین ہدایت آگین حضرت سید صاحب کی زبان
سے سنکر مولانا صاحب نے تحریر کئے تھے اسلئے پس اُن اوراق کو علاوہ بے سود اور غنیمت بے مشقت سمجھکر
اس کتاب کے دوسرے اور تیسرے باب میں بعینہ درج کر دیا اگرچہ اس کتاب کی تالیف میں مناسب بھی
تھا کہ جس طرح اس کتاب کے اکثر مضامین کی تحریر کرنے میں صرف جناب سید صاحب کے فرمائے ہوئے
کلمات کے ترجمہ ہی پر اکتفا کیا گیا اسی طرح تمام کتاب کے مضامین میں یہی طریق اختیار کیا جاتا لیکن
چونکہ آپ کی ذات والا صفات ابتدا فطرت سے جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوات والتسلیمات
کی کمال مشابہت پر پیدا کیگئی تھی اسلئے آپ کی لوح فطرت علوم رسمیہ کے نقش اور تحریر و تقریر کے دانشمندوں
کی راہ و روش سے خالی تھی پس ان گہرے مضامین اور اسرار غامضہ کا سمجھنا تو تمہیدات مقدمات
اور تمثیلات کے اعادہ کرنیکے سوا اور سلف متقدمین کی اصطلاح سے ان مضامین کے مطابق
کئے بغیر ان لوگوں کے اذہان پر، جو کہ علوم رسمیہ کے عادی ہو گئے ہیں محض آپ کی زبان برکت نشان سے
صادر ہوئے کلمات کی ترجمہ سے نہایت دشوار معلوم ہوتا تھا۔ لہٰذا سامعین کے سمجھانے کی سہولت
کیلئے بعض مقامات میں کسی قدر تقدیم و تاخیر اور بعض جگہ چند مقامات کی تمہید اور تمثیلات بڑھا کر اعادہ
کرنے اور سلف کی اصطلاحات سے تطبیق دینے کی ضرورت پڑی۔ خاصکر قطب المحققین فخر العرفاء
المتکلمین افخم باللہ حضرت شیخ ولی اللہ قدس سرہ کی اصطلاح سے مطابق کرنا زیادہ مناسب
معلوم ہوا معہذا اس عاجز نے کتاب کے ہر دو حصہ کو املا کے بعد حضرت سید صاحب کے گوش گذار
کر دیا۔ تاکہ مقصود غیر مقصود سے ممتاز ہو جاوے اور جو نقصان اس ہیچمدان کی مداخلت عقل
کے باعث اس کتاب میں آگیا ہو آنجناب کی اصلاح کی وجہ سے اسکا جبر نقصان ہو جاوے
اور اس کتاب کا نام صراط مستقیم رکھا اور ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر اسکو مرتب
کیا اور بابوں کو فصلوں پر اور فصلوں کو ہدایات پر اور ہدایات کو تمہیدات اور افادات پر تقسیم کیا
اور مبادی کو لفظ تمہید سے اور مقاصد کو لفظ افادہ سے شروع کیا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ

کے ٹائٹل پر کسی پرنٹر نے شاہ اسماعیل کا نام لکھ دیا اور اس کے "مقدمے" میں لکھا ہوا ہے کہ پہلا باب شاہ اسماعیل ہے اور دوسرا اور تیسرا باب عبدالحی کا اور جو عبارت بیل اور گدھے والی ہے وہ دوسرے باب کے اندر ہے اگر یہ پہلے باب میں سے نکال کر دے دیں تو ان کو ایک لاکھ روپے انعام دوں، یہ ثابت کردیں کہ یہ عبارت شاہ اسماعیل کی ہے۔

شاہ اسماعیل متنازع شخصیت ہے معتمد علماء نہیں یہ شرط نمبر 2 کے مطابق مناظرہ ہار گئے کیونکہ شرط میں ہے کہ معتمد علماء کے حوالے دیئے جائیں گے اور ان کے اشرف سیالوی نے بھی کہا ہے کہ یہ کتاب علماء دیوبند کی مسلمہ کتاب ہے اور اگر یہ عبارت دوسرے یا تیسرے باب کے اندر ہو جو باب عبدالحی کا ہے جو دیوبندی ہے اس کی عبارت یہاں پر پیش ہی نہیں کی جاسکتی اور ہم نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ یہ عبارت گستاخانہ ہے ہاں ان کا جو حق بنتا تھا اور جو انہوں نے عبارت پیش کی ہے اور کتاب جس میں تصور نبی کا ذکر ہوا ہے میں نے اسماعیل سلفی کی کتاب پیش کی ہے کہ اس میں انہوں نے لکھا ہے: سید احمد حنفی صوفی بزرگ تھے انہوں نے تصوف پر ایک کتاب لکھوائی جس کا نام صراط مستقیم ہے۔ یہ کتاب فارسی میں ہے۔ اس کے چار ابواب ہیں اس کے دو باب کا ترجمہ عبدالحی نے کیا ہے اس میں ایسی عبارات موجود ہیں جس میں

قارئین! یہ وہ مقدمہ تھا جس کی بابت وہابی مناظر صاحب بار بار کہہ رہے تھے کہ صرف پہلا باب شاہ اسماعیل نے تحریر کیا جبکہ یہاں شاہ اسماعیل خود لکھ رہے ہیں کہ پوری کتاب میری ہے، عبدالحی کے صرف چند اوراق میں نے لئے ہیں اور وہ بھی ملوائے بے دود وغیبت، بے مشقت سمجھ کر۔ اور پوری کتاب لکھ کر سید احمد کو سنائی اور پھر ہر طرح سے مطمئن ہو کر اس کا نام صراط مستقیم رکھا اور خود ہی اس کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا۔ اب مقدمہ کی عبارت اور وہابی مناظر کی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی خود ملاحظہ فرمالیں اور دیکھیں کتنی دیدہ دلیری سے جھوٹ کی پردہ پوشی کی جارہی تھی۔

بریلوی حضرات کو مغالطہ ہوا ہے وہ عبارت کو سمجھ نہ سکے۔ اصل عبارت اور اس کا مفہوم آگے آئے گا لیکن مہربانی فرما کر اس کی دو چیزیں ذہن میں رکھیں۔

سید احمد بریلوی حنفی اور مولانا عبدالحی بڈھانوی حنفی، شاہ اسماعیل نہ اس کے مصنف اور نہ اس کے باب کے ترجمہ کرنے والے وہ تو تاجر کتب حضرات کی ہوشمندی کہ انہوں نے شہرت کی وجہ سے اس کتاب پر شاہ اسماعیل کا نام لکھ دیا اور بریلوی حضرات کی لاعلمی کا نشانہ بن گئے حالانکہ وہ بے چارے بے قصور ہیں اور شاہ صاحب کے نام اور اہل حدیث ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث۔ [1] بدنام ہو گئی۔

ارے سید احمد بھی حنفی اور عبدالحی بھی حنفی اور شاہ اسماعیل کا پہلا باب نہیں اگر آپ شاہ اسماعیل کے باب میں عبارت دکھادیں تو میں ایک لاکھ روپیہ انعام دوں گا آپ خوش ہو رہے ہیں کہ انہوں نے شاہ اسماعیل کو اہل حدیث مانا ہے تو میں پہلے کہہ رہا ہوں کہ بریلویوں نے کہا دیوبندی اور دیوبندیوں نے کہا ہمارا اور اہل حدیثوں نے کہا ہمارا تو یہ متنازعہ شخصیت اور بعض اہل حدیثوں نے کہا کہ ہمارا نہیں ہے۔ [2]

---

(1) یہاں خود اعتراف کر رہا ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث تھا پھر کلابازیاں کھائے گا کہ متنازع شخصیت ہے۔

(2) غیر مقلد اہل حدیث حضرات کے چوٹی کے علماء، عصر حاضر کے محققین بالاتفاق مانتے ہیں کہ شاہ اسماعیل غیر مقلد اہل حدیث تھا تو یہاں بعض اہل حدیثوں سے طالب الرحمن خود مراد ہے کیونکہ یہ پہلا اہل حدیث ہے جس نے شاہ اسماعیل کے اہل حدیث ہونے کا انکار کیا لیکن "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ" کے مصداق طالب الرحمن کی مسلک میں کیا پوزیشن ہے کہ اس کے تمام اکابرین کے برعکس اس

دیوبندیوں نے ایک کتاب لکھی جس میں لکھا ہے: شاہ اسماعیل اور شاہ ولی اللہ ان سے اہل حدیثوں نے انکار کر دیا ہے اس لئے کہ بعض اہل حدیثوں نے کہا یہ اہل حدیث اور بعض نے کہا نہیں۔ (وقت ختم)

کی رائے کو لیا جائے جبکہ شرائط مناظرہ میں یہ لکھا جا چکا ہے کہ کسی مناظر کی اپنی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اس کے مسلک کے جید علماء کہ جن کی وجہ سے مسلک کا تشخص قائم ہے، کا نظریہ ہی جماعتی و مسلکی نظریہ ہوگا۔

مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 4)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!
آپ لوگوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ ہم لوگوں نے مولوی صاحب کی بات کتنے تامل سے سنی ہے۔
بھائیو دوستو! ہمارا جھگڑا اس بات میں تھا کہ یہ عبارت گستاخانہ اور کفریہ ہے اور اس کے لکھنے والے کافر ہیں۔
مولانا بار بار کہہ رہے ہیں کہ دیوبندی بھی شاہ اسماعیل کو اپنا مانتے ہیں اور اہل حدیث بھی اپنا مانتے ہیں تو وہ متنازع ہے یہ تو اس طرح ہے کہ جس طرح بہت سارے بزرگ ایسے ہیں جنہیں ہم سنی بریلوی بھی اپنا مانتے ہیں اور غیر مقلد بھی مثلاً شیخ عبد القادر جیلانی بریلویوں کے بھی بزرگ ہیں اور اہل حدیث بھی ان کو اپنا کہتے ہیں اگرچہ یہ ان کے نظریے اور طریقے پر نہیں لیکن پھر بھی یہ ان کو اپنا کہتے ہیں اب یہ کسی بات پر کہیں کہ یہ بریلوی کہتے ہیں ہمارا ہے اور اہل حدیث کہتے ہیں ہمارا ہے، لہذا متنازع شخصیت ہے تو یہ جہالت کے سوا کچھ نہیں (اگر دیوبندی اہل حدیث دونوں شاہ اسماعیل کو اپنا کہتے ہیں تو وہ متنازعہ شخصیت نہ ہوئی بلکہ متفقہ شخصیت ہوئی پھر اس کی باتوں سے جان کیسے چھڑائی جا سکتی ہے)۔
میں پہلے فتاوٰی ثنائیہ کے حوالے سے عرض کر چکا ہوں کہ وہ لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ کا سلسلہ آگے چلا آدھے مقلد ہوئے اور آدھے غیر مقلد ہوئے جو مقلد ہوئے وہ دیوبندی اور جو غیر مقلد ہوئے وہ اہل حدیث (تو یہ دونوں کا مشترکہ آدمی ہوا پھر انکار کیسا) اور میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ اہل حدیث 1886 میں بنے ہیں پہلے ان کا نام "وہابی" تھا۔

میں کہنا چاہوں گا کہ تم کس منہ سے کہتے ہو کہ شاہ اسماعیل تمہارا نہیں ہے اگر تمہارا نہیں تھا تو درجنوں کتب میں اسکا دفاع کیوں کیا ہے؟

الحمد للہ! آپ لوگوں نے سنا انہوں نے اپنی زبان سے کہا کہ مذکورہ عبارت لکھنے والا کافر ہے۔ اب وہ لکھنے والا کون تھا اہل حدیث تھا۔ آپ لوگوں نے کتنی کلابازیاں کھائی ہیں کبھی کہتے ہو دیوبندی ہے۔ کبھی کہتے ہو اہل حدیث ہے یہ دیکھو میرے پاس فتاوٰی نذیریہ ہے آپ کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کا یہ ان غیر مقلدوں کا سب سے بڑا عالم ہے۔ یہ لکھتا ہے اس سے تین برس قبل فضل امام بدایونی نے تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر دس شبے لکھ کر شائع کئے ہم نے اس کا جواب دیا۔

یہ آپ پڑھیں آپ کہتے ہیں کہ صراط مستقیم ہماری نہیں ہے۔ اگر آپ کی نہیں ہے تو اس کا دفاع کیوں کیا؟ اور یہ میرے پاس کتاب ہے "حیات طیبہ" اس میں لکھا ہے کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل دہلوی کی ہے اگرچہ منسوب سید احمد کے نام سے ہے۔

مولوی صاحب! لاکھ روپیہ ــــــ بہر حال ایسے پیسے پر لاکھ لعنت۔ آپ نے کتاب "تاریخ اہل حدیث" منگوائی تھی اس کا جواب نہیں دیا کہ اس میں صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی تصنیف لکھا گیا ہے۔

کتاب "تحریک اہل حدیث" بھی دو دفعہ منگوائی جواب نہیں آیا۔

دراصل جھوٹ کا کوئی جواب نہیں ہوتا، "تحریک اہل حدیث" میں بھی لکھا ہے کہ یہ کتاب "صراط مستقیم" شاہ اسماعیل کی ہے اس کے علاوہ بہت ساری کتابیں ہیں جن میں موجود ہے کہ شاہ اسماعیل ان کا ہے اور کتاب صراط مستقیم اس کی تصنیف ہے۔

اس فقیر (حنیف قریشی) نے ثابت کر دیا کہ جو میرا دعوٰی تھا وہ سچا تھا میرا دعوٰی تھا۔ اہل حدیث وہابی گستاخ ہیں ــــــ بولو غیر مقلد وہابی اہل حدیث کون ہیں، گستاخ ہیں۔ میں نے "تقویۃ الایمان" کی عبارت پڑھی مولوی صاحب نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اس عبارت

میں شاہ اسماعیل دہلوی نے درس دیا کہ "نبی کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کرو"۔استغفر اللہ۔

یہ بات سن کر اہل حدیثوں کے ساتھ آیا ہوا ایک نوجوان انتہائی پریشان ہوا اور بے قرار بھی، تو مناظر اہل سنت نے کتاب تقویۃ الایمان اس کی طرف بڑھادی اور کہا۔۔۔۔۔بھائی صاحب آپ پڑھو اس کو۔

پھر مناظر اسلام بولے: مسلمانو! سنو یہ ان بے ادب وہابیوں کی کتنی بڑی گستاخیاں ہیں۔یہ دیکھیں یہ رسول اللہ ﷺ کا ادب بڑے بھائیوں جتنا کروانا چاہتے ہیں۔

مولوی صاحب! غور سے سننا اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کسی کو بھائی یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے نبی پاک ﷺ کو بھائی کہا۔ ہمیں تو اس بات پر اعتراض ہے کہ جس نبی ﷺ کی بابت قرآن کہتا ہے:

"لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی "۔

نبی پاک ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو، اس نبی ﷺ کے بارے میں یہ تعلیم اور حکم دینا کہ ان کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کرو۔یہ کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ایک بات غور سے سنیں! ایک ہوتا ہے نبی علیہ السلام کا اپنے بارے میں خود کچھ کہنا اور ایک ہے نبی علیہ السلام کے بارے میں کسی کا کچھ کہنا۔دیکھیں ایک نبی علیہ السلام اپنے بارے میں عاجزی کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین"۔

اے اللہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں ظالموں میں سے ہوں۔

اب کوئی بے ادب وہابی اٹھ کر یہ کہہ دے کہ معاذ اللہ نبی ظالم ہے اور دلیل کے طور پر قرآن پیش کرے کہ دیکھو قرآن میں ہے نبی نے خود کہا ہے کہ میں ظالموں میں سے ہوں، اگر میں نے کہہ دیا تو کونسا جرم ہے؟۔ارے! اللہ کا نبی عاجزی کرتے ہوئے اپنے لئے جو مرضی کہے

وہ کہہ سکتا ہے تجھے اور مجھے اجازت نہیں۔ یہ دیکھو میرے پاس بخاری شریف ہے اس کی جلد اول صفحہ 379 پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں عروہ بن مسعود ثقفی سفیر بن کر آیا واپس مشرکین کے پاس گیا تو مشرکین نے پوچھا کہ تم نے کیا دیکھا؟ کہنے لگا، تم کبھی بھی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو نیچا نہیں دکھا سکتے۔ پوچھا کیوں نہیں ہرا سکتے؟ کہنے لگا، اس لئے کہ میں نے محمد ﷺ کے غلاموں کو ان کا اتنا ادب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سنو! یہ بخاری ہے اس پر جرح نہیں کر سکتے اور یہ بھی سنو مولوی صاحب!

عروہ نے صحابہ کرام کی نمازیں بھی دیکھیں، داڑھیاں بھی دیکھیں، اور ہاں (داڑھی تو تمہاری بھی بہت لمبی ہے) داڑھیاں لمبی کرنے اور عینک لگانے سے دین نہیں ملتا، دین نبی ﷺ کے پیار اور عشق وادب سے ملتا ہے۔

سنو! عروہ بن مسعود میرے نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام کے ادب کا انداز بتا رہا ہے کہتا ہے میں نے محمد ﷺ کے غلاموں کو دیکھا:

"ما تنخم النبی نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم فدلک بھا وجھہ وجلدہ واذا امرہم ابتدروا امرہ' واذا توضاء کادوا یقتتلون علی وضوءہ واذا تکلم حفضوا اصواتہم عندہ ومایحدون الیہ النظر تعظیما لہ"۔

جب اللہ کے نبی ﷺ لعاب دھن ڈالتے تو صحابہ کرام نیچے اپنا ہاتھ رکھتے اور اسے نیچے نہ گرنے دیتے تھے بلکہ اسے اٹھا کر اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں۔ یہ ہے نبی پاک ﷺ کے

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ادب۔ اور جب محمد ﷺ کسی بات کا اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کو بجالانے میں جلدی کرتے ہیں اور جب محمد ﷺ وضو کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ اس کے اصحاب اس کے وضو کے پانی کی خاطر باہم قتال کریں گے اور جب ان کے سامنے باتیں کرتے ہیں تو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں اور محمد ﷺ کی تعظیم میں ان کے سامنے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔

مولوی صاحب! یہ بخاری ادب سکھاتی ہے اس لئے ہم لوگوں سے کہتے ہیں خدا کا واسطہ صحابی کے عقیدے پر چلو، وہابی کے عقیدے پر مت چلو۔ (وقت ختم)

وہابی مناظر (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

انتظامیہ! میں نے تو ایک لاکھ کا چیلنج کیا تھا وہ جو کتاب مناظرہ جھنگ اٹھائی تھی اس میں ہے یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی ہو یا عبدالحی کی ہو یا سید احمد کی ہو ان میں سے کسی کی بھی ہو ہمیں اس کی تعیین سے کوئی غرض نہیں ہمیں صرف اس سے غرض ہے کہ یہ علمائے دیوبند کی ایک مسلمہ کتاب کی عبارت ہے۔ ایک بریلوی عالم نے مانا ہے یہ کتاب دیوبندیوں کی ہے کتاب کے اوپر لکھا ہے شاہ اسماعیل اس کے تین باب ہیں پہلا شاہ اسماعیل کا دوسرا اور تیسرا باب عبدالحی کا کتاب سید احمد کی، سید احمد بریلوی حنفی اور دوسرا باب لکھنے والا عبدالحی حنفی عبارت دوسرے باب میں ہے شاہ اسماعیل متنازع، پہلے باب میں عبارت نکال کر دکھاؤ تب تو ہم سے مطالبہ کرو ایک لاکھ انعام بھی لو، ایک لاکھ کو چھوڑ دو لاکھ انعام دیتا ہوں۔ چلئے دو لاکھ کو چھوڑو اپنی شکست لکھ کر دیتا ہوں پہلے باب میں نکال کر دکھاؤ کہ شاہ اسماعیل نے یہ کہا ہو۔ دنیا میں صراط مستقیم نامی کتاب چھپی ہی نہیں کہ جس میں یہ ہو پہلا باب شاہ اسماعیل کا دوسرا باب بھی شاہ اسماعیل کا تیسرا باب بھی شاہ اسماعیل کا کائنات کے اندر وہ کتاب چھپی ہی نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں صراط مستقیم کتاب کے تین باب ہیں پہلا باب شاہ اسماعیل کا اور دوسرا اور تیسرا باب عبدالحی۔[1] کا کتاب سید احمد بریلوی کی اپنے گھر کے مولویوں کو کافر منوانے کے لئے ہم سے پوچھتے ہو کہ وہ کافر تھے یا نہیں۔

---

(1) یہاں پھر وہی رٹ اور ڈیڑھ، دو درجن حوالوں کے باوجود ڈھٹائی کی انتہا کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی نہیں حالانکہ مقدمہ میں تصریح موجود ہے کہ پوری کتاب شاہ اسماعیل نے لکھی صرف چند اوراق خوشی سے عبدالحی بڈھانوی کے شامل کئے تھے۔

ہم تو پہلے بھی کہتے ہیں بریلویو تمہارے عقائد کفریہ اور دیوبندیو تمہارے عقائد بھی کفریہ۔ لہٰذا ایک لاکھ روپے انعام رکھا۔ ارے انعام چھوڑو اپنی شکست لکھ کر دیتا ہوں آپ کو پہلے باب میں یہ عبارت ملے تو اہل حدیث پہ گستاخی کا فتویٰ دینا غلط نہ ہے۔ دوسری بات شاہ اسماعیل تو متنازع جو انہوں نے عبارت پیش کی اس کے بارے میں ہمارا عقیدہ سنئیے فتاویٰ ثنائیہ نبوت حضرت آدم سے شروع ہوئی اور محمد کی ذات پر ختم ہوئی آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا جو شخص آپ کے بعد کسی کو نبی مانے یا آپ کو خاتم النبیین نہ مانے وہ کافر ہے آپ تمام انبیاء سے افضل اور اولاد آدم کے سردار ہیں۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ۔(1)

یہ تقویۃ الایمان کتاب اٹھائی تھی اس میں ہے "بڑے بھائی جتنی عزت کرو" اگر صرف بڑا بھائی ہوتا ناتو اس پر یہ الزام آجاتا اس میں ہے ہمارے آقا تمام جہاں کے سردار ہیں اللہ عزوجل کی نگاہ میں آپ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ یہ شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان کے اندر لکھا ہے (انتہائی بوکھلاہٹ اور مخبوط الحواسی کے عالم میں) یہ شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان کے اندر لکھا ہے۔(2)

---

(1) یہاں عقیدے کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں گیا کہ صاحب! تمہارا کیا عقیدہ ہے یہاں تو جھگڑا ایک گستاخانہ عبارت کا ہے کہ عبارت میں مصنف نے گستاخی کی ہے۔

(2) حالانکہ مسئلہ یہ نہیں کہ کتاب میں اس نے نبی پاک کی تعریف کی ہے مسئلہ تو یہ ہے کہ جو عبارت مناظر اسلام نے پیش کی تھی کہ "نبی پاک کا ادب اور تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو" یہ عبارت گستاخی کی ہے یا نہیں؟ وہابی مناظر سے جواب ہی نہ بن سکا۔ کہنے لگا شاہ اسماعیل نے یہ کہا ہے کہ نبی کی بڑے بھائی جتنی عزت کرو یہ تو نہیں کہا کہ بڑا بھائی ہے حالانکہ عبارت میں صراحت موجود ہے کہ "اولیاء انبیاء، امام، شہید، جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں اور وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے"۔ بقول وہابی مناظر کے اگر بڑا بھائی کہا ہوتا تو "گستاخی کا الزام آجاتا" لہٰذا اس کے بقول خود ہی گستاخی کا اقرار ہو چکا۔ یہ کہنا کہ کتاب میں جگہ جگہ

کیا بڑے بھائی جتنا مرتبہ بتایا ہے، یہ حنیف قریشی نے چھوڑ دیا تھا پوری کتاب میں نچوڑ کر کہا۔ یہ شاہ اسماعیل کا عقیدہ ہے کیا یہ انصاف ہے؟ انصاف اس چیز کا نام ہے کہ کسی آدمی کے ساتھ زیادتی نہ کرو اگر اس نے کسی صفحہ پر یہ کہا کہ بڑے بھائی جتنا تو اس کے آگے والے صفحہ پر لکھ دیا کہ سارے جہان کا سردار ہے اور اللہ عزوجل کی نگاہ میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے یہ ایک جگہ نہیں بلکہ آگے والے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ اے ہمارے آقا رحمۃ للعالمین تم پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو جس طرح آپ نے ہم جیسوں پر دین کی سر توڑ کوشش فرمائی ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ پر نبی اکرم ﷺ کو تمام انبیاء کا سردار کہا لہذا یہ کہنا کہ شاہ اسماعیل نے یہ کہا ہے کہ بڑے بھائی جتنا ادب کرو تو یہ تو حدیث بھی کہتی ہے۔[1]

تعریف کی ہے تو ایک آدمی پچاس جگہ پر کسی کے تعریفی کلمات لکھ کر ایک جگہ اس کو گالی لکھ دے تو کیا یہ توہین نہ ہو گی؟ کیا ایک قطرہ پیشاب پانچ کلو دودھ کو ناپاک کرنے کے لئے کافی نہیں؟ حالانکہ کتاب تقویۃ الایمان میں تو متعدد مقامات پر نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی گئی ہے پھر دیگر مقامات پر تعریف، چہ معنی دارد۔

(1) کونسی حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نبی ﷺ کی بیوی امت کی ماں اور نبی ﷺ امت کے روحانی باپ ہوئے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کو نبی پاک ﷺ نے نماز میں اپنے برابر کھڑا کیا تو آپ پیچھے ہٹ گئے سرکار ﷺ نے پوچھا تو عرض کی "من یستطیع ان یقوم بحذائک وانت رسول اللہ" کس کی جرات ہے کہ آپ کے برابر کھڑا ہو جب کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طرز زندگی ہے اور وہابیہ لوگوں کو یہ درس دے رہے ہیں کہ نبی ﷺ کا ادب بڑے بھائی جتنا کرو۔ فیا للعجب

(کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے، اپنے بڑوں پر کفر کا فتویٰ)

میں پھر کہتا ہوں پہلا باب شاہ اسماعیل کا اور دوسرا باب عبد الحی حنفی کا اور کتاب سید احمد حنفی کی شاہ اسماعیل کے علاوہ آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہ بھی کافر تھے یا نہیں تو ہم کہتے ہیں دونوں پکے کافر تھے۔

مولانا حنیف قریشی صاحب اور باقی تمام حضرات اہل سنت:
ماشاء اللہ، ماشاء اللہ مان گئے۔
مولانا حنیف قریشی صاحب:
شکر ہے آپ نے خود کہا سید احمد کافر ہے۔ یہ تو میں اپنے وقت میں آپ کو دکھاؤں گا کہ سید احمد کون ہے، وہ تو آپ کا اپنا اہل حدیث ہے۔
طالب الرحمن صاحب! اس میں شاہ اسماعیل کی بات ہی نہیں یہ میرے ہاتھ میں بریلویوں کی کتاب "تمہید الایمان" ہے احمد رضا خان کی اس میں کہتے ہیں شاہ اسماعیل دہلوی پر کفر کا حکم نہیں چلتا، میں اس کو کافر نہیں کہتا کیونکہ ہمارے نبی پاک ﷺ نے "لا الہ الا اللہ" والے کی تکفیر سے منع فرمایا۔ تمہارا احمد رضا خان کہتا ہے کہ شاہ اسماعیل کو میں کافر نہیں کہتا کیونکہ اس نے "لا الہ الا اللہ" پڑھا ہے اور ملفوظات میں بھی یہی عبارت ہے آپ ان کی تکفیر ثابت کر دیں۔

(وقت ختم)

مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 5)

نحمدہ' ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد:
آپ حضرات نے سنا مولانا صاحب نے کتنی کلابازیاں کھائی ہیں۔ مولانا صاحب! آپ کی مناظرہ کرنے کی عمر نہیں رہی ابھی آپ بات کر کے بھول جاتے ہیں آپ نے دوران گفتگو اپنی زبان سے کہہ دیا، سید احمد کافر ہے کیا آپ (سامعین) نے سنا؟ (جی ہاں)
اور انہوں (طالب الرحمان) نے ساتھ ہی کہا عبد الحی بڈھانوی بھی کافر ہے آپ لوگوں نے یہ بھی سن لیا؟ (جی ہاں)
الحمد للہ ! اہل سنت کا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ جب اہل حدیثوں کے پیر و مرشد اور شاہ اسماعیل کے پیر، اہل حدیثوں کے امیر المومنین کو انہوں نے خود کافر مان لیا ہے تو جب امیر کافر ہے تو مریدوں کے کفر میں کیا شک۔
آپ حضرات نے سنا! طالب الرحمن صاحب عبد الحی کو زور لگا کر "حنفی" کہہ رہے تھے اور سید احمد کو زور لگا کر "بریلوی" کہہ رہے تھے تاکہ سننے والا یہ سمجھے کہ طالب الرحمن بریلویوں (عقیدے کے) کو کافر کہہ رہا ہے جو کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے عشق رسول ﷺ کی وجہ سے اپنے آپ کو ان سے منسوب کرتے ہوئے بریلوی کہلواتے ہیں، جبکہ اطلاعاً عرض ہے کہ سید احمد کو بریلوی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ رائے بریلی کا رہنے والا تھا (اور مصطلح بریلوی تو امام احمد رضا کی نسبت سے بریلوی کہلواتے ہیں اور امام احمد رضا بریلوی تو سید احمد کے سالہا سال بعد بریلی میں جلوہ گر ہوئے) یہ طالب الرحمن صاحب نے لوگوں کو بہت بڑا دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ عبد الحی کون تھا؟

آیئے! اب دیکھتے ہیں کہ یہ سید احمد کون ہے؟ اور عبد الحی کون ہے؟ یہ میرے پاس فتاوی ثنائیہ صفحہ 99 جلد اول ہے اس میں لکھتے ہیں: یہ بات وہابیت کی تاریخ میں واضح طور پر موجود ہے وہابی کی اصطلاح کا عمومی اطلاق جماعت اہل حدیث پر ہوتا ہے سید احمد شہید کی جماعت میں فی الحقیقت اہل حدیث ہی کا غلبہ تھا، آپ حضرات نے بار بار سنا کہ مولوی صاحب نے سید احمد شہید کہا اور فتاوی ثنائیہ میں بھی اس کو شہید لکھا ہے اور مولوی طالب الرحمن نے آج اسے کافر کہہ دیا ہے تو بتایئے کہ کافر کو شہید کہنے والا کون ہے؟۔ آپ نے لفظ بریلوی پر بڑا زور دیا کہ سید احمد "بریلوی" تو یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس کو بریلوی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بریلی کا رہنے والا تھا لیکن اس کا عقیدہ کیا تھا۔۔۔۔ وہ اہل حدیث وہابی تھا۔ یہ ان غیر مقلدوں کی بے شمار کتب میں موجود ہے جگہ جگہ سید احمد کو امیر المومنین لکھا ہے اور شاہ اسماعیل نے سید احمد سے بیعت کی تھی اور اسی کی ہمراہی میں بالاکوٹ جا کر پٹھانوں سے جنگ کرتے ہوئے ہلاک ہوا تھا۔ (دیکھیئے تواریخ عجیبہ از جعفر تھانیسری)۔

دیکھیئے یہ کتاب ہے "تاریخی حقائق" اس کے مصنف مشہور اہل حدیث رائٹر احسن اللہ ڈیانوی عظیم آبادی ہیں اور اس کتاب کی تصدیق کی ہے عصر حاضر کے اہل حدیث محقق ارشاد الحق اثری صاحب نے اس کے صفحہ 41 پر سید احمد صاحب کو واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ اہل حدیث تھے وہ لکھتے ہیں "جناب شاہ محمد حسین صاحب عظیم آبادی جو سید احمد شہید کے اولین خلفاء میں سے ہیں انہیں آپ نے جو سند خلافت عطا کی ہے اس کا ایک ایک لفظ سید احمد شہید کے اہل حدیث ہونے کی شہادت دیتا ہے۔۔"(۱)

---

(۱) مزید حوالہ جات اس بات پر کہ سید احمد اور عبد الحی بڈھانوی دونوں اہل حدیثوں کے امام تھے:

- کتاب "تاریخ اہل حدیث" صفحہ 464 پر سید احمد کو امیر المجاہدین لکھا اور صفحہ 467 پر بھی مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں۔ آپ (شاہ اسماعیل) نے سید احمد بریلوی مرید شاہ عبد العزیز دہلوی

سے بیعت کی ہوئی تھی اور آپ ان کے حجاج اور مجاہدین کے قافلہ کے سردار تھے۔ مشرق سے مغرب تک کا یہ تمام رواج اور بدعت و محدثات کا قلع قمع، علوم کا چرچا، نماز اور زکوۃ کی کثرت اور مساجد کی آبادی جو ہندوستان اور پاکستان میں نظر آ رہی ہے آپ کی اور مولوی عبدالحی مرحوم کی کوشش اور اجتہاد کے طفیل ہے۔ (نیچے حاشیہ میں لکھتے ہیں یہ مولانا عبدالحی سید احمد صاحب رائے بریلوی کی جہادی مساعی میں خلیفہ تھے) اس عبارت سے واضح ہوا کہ سید احمد صاحب ان اہل حدیثوں کے امیر المجاہدین اور امیر المومنین ہیں اور شاہ اسماعیل کے اور عبدالحی کے پیر۔ یہ وہی عبدالحی ہے جسے وہابی مناظر نے کافر قرار دیا۔ (پیر مرید دونوں کافر)۔

- کتاب "تذکرۃ المناظرین" میں صفحہ 98 پر ہے: "زمانہ جہاد و تحریض میں بے شک صاحب لواء سید احمد شہید رحمۃ اللہ تھے مگر مشیر خاص و معتمد محمد اسماعیل تھے"۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں درجنوں مقامات پر سید احمد کو امیر المومنین اور شہید لکھا گیا یہ وہی سید احمد ہیں۔ جنھیں وہابی مناظر نے کافر کہہ کر ایوان غیر مقلدین میں اراکین بے ادبی پارلیمنٹ کے عین بیچ میں کھڑے ہو کر خود کش دھماکہ کر دیا یہی وجہ ہے کہ پورے ملک میں اہل حدیث محافل ماتم کدے بن گئے اور ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب کی تعریفوں کا پل باندھنے والوں نے کئی جگہوں سے انہیں بے عزت کر کے بھگایا۔ یہ تو دنیا کی ذلت ہے اخروی انجام تو ابھی باقی ہے۔

قارئین! جس عبدالحی بڈھانوی کو طالب الرحمن صاحب بار بار حنفی کہہ کر یاد کر رہے تھے اور بالآخر ان پر کفر کا فتویٰ بھی دے دیا آیئے دیکھیں کہ ان کا اہل حدیث حضرات کے نزدیک کیا مقام ہے۔

- "تذکرۃ المناظرین" میں مولانا محمد مقتدی اثری عمری صفحہ 101 پر لکھتے ہیں: "مولانا عبدالحی بڈھانوی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھے تقویٰ، عمل وعظ، صبر، لباس، غذا کی سادگی، تنفر بدعت و مراسم میں بے مثال تھے نور ایمان ان پر چھایا ہوا تھا۔۔۔۔ وہ اتنے جامع صفات تھے کہ قلم جس کے بیان کرنے سے قاصر ہے"۔

مزید اسی صفحہ پر لکھتے ہیں: آپ سید احمد کے اولیٰ و افضل خلفاء میں سے تھے آپ شاہ عبدالعزیز کے داماد تھے اور پھر صفحہ 100 پر ان کے اہل حدیث غیر مقلد ہونے پر فیصلہ کن تحریر پڑھئے لکھتے ہیں: "شاہ عبدالحی بڈھانوی نے سفر حجاز میں قاضی شوکانی امام محمد بن علی (اہل حدیثوں کے مجدد، نیل الاوطار کے

مصنف) کی شہرت سنی ادھر امام شوکانی نے بھی آپ کے علم وفضل کی شہرت سن کر اپنی تصنیفات مع اسناد واجازت حدیث از خود پیش کیں"۔

لیجئیے! اہل حدیثوں کے اجل امام شوکانی کے سند یافتہ فی الحدیث پر خود اپنے ہی مناظر نے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ یہ مناظرے میں اہل سنت کی واضح فتح اور غیر مقلدوں کی عبرتناک شکست کا ایک نظارہ ہے۔

- کتاب "سیرۃ ثنائی" صفحہ 300 سیرت ثناء اللہ امرتسری مرتبہ عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتے ہیں: "ہندوستان میں اگرچہ توحید وسنت کی تبلیغ اور قرآن وحدیث کی اشاعت کا پرچم لہرایا جاچکا تھا اور اکثر بزرگان دین اس فرض مہتمہ کی بجاآوری میں مصروف تھے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، مولانا سید احمد بریلوی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الٰہی کے احیاء اور کتاب وسنت کے بقاء کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی"۔ واضح لکھا ہوا ہے کہ سید احمد اکابرین اہل حدیث میں دوسرے نمبر پر ہیں۔
- کتاب "حیات طیبہ" حصہ دوم تالیف مرزا حیرت دہلوی 59 صفحات پر مشتمل سید احمد کے حالات زندگی تحریر کئے اور اس کتاب میں درجنوں مقامات پر سید احمد کے ساتھ شہید رحمۃ اللہ علیہ اور امیر المومنین لکھا ہے اور اس میں کئی مقامات پر تحریر ہے کہ عبدالحی بڈھانوی سید احمد کا خلیفہ تھا۔
- کتاب "فتاوی سلفیہ" مصنفہ مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب اس کتاب میں بھی درجنوں مقامات پر سید احمد صاحب کے ساتھ شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے اور عبدالحی بڈھانوی کے لئے بھی کئی مقامات پر رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔

نیز صفحہ 184 پر لکھتے ہیں "تحریک حریت فکر اور حریت وطن اور تحریک اعتصام بالسنۃ اسی تحریک کے اہم اجزاء تھے جو گیارہویں صدی کے اواخر سے آج تک مختلف محاذوں پر کام کرتی رہی اس کے بانی سید احمد شہید تھے لیکن اس کے روح رواں شاہ شہید تھے جب تک شاہ شہید زندہ رہے تحریک کے ہر حصہ میں سید صاحب کے ساتھ پیش پیش رہے شہادت کے بعد اس کی تمام تر ذمہ داریاں پٹنوی خاندان نے سنبھال لیں یہ حضرات شاہ شہید سے زیادہ متاثر تھے اور کھلے اہل حدیث تھے"۔ دیکھئے یہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی اور دوٹوک لکھا ہے کہ "کھلے اہل حدیث تھے"۔

- "فتاوی ثنائیہ "جلد اول کے دیباچہ میں فتاوی کے مرتب مولانا محمد داؤد راز صاحب علامہ ثناء اللہ امر تسری کے حالات میں رقمطراز ہیں "حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسری نے حضرت اسماعیل شہید کی تحریک ـــــ اشاعت توحید وسنت کو پروان چڑھانا آپ نے اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا اور شہید ملت اور امیر المومنین سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو خاص عقیدت تھی"۔ ماشاء اللہ جن ہستیوں سے اہل حدیث وہابی مسلک کے بزرگ عقیدت رکھیں جنہیں امیر المومنین کہیں ان پر کفر کا فتویٰ؟؟ کافروں سے عقیدت رکھنے اور کافر کو شہید اور امیر المومنین کہنے والا اور ان سے عقیدت رکھنے والا کون ہو گا؟ یہ تمام اہل حدیثوں کے لئے لمحہ فکر یہ ہے۔
- کتاب "تحریک اہل حدیث تاریخ کے آیئے میں "مصنف قاضی محمد اسلم سیف نے کئی مقامات پر لکھا "امیر المومنین سید احمد شہید" اور سید احمد، شاہ رفیع الدین کے بیٹے شاہ محمد مخصوص اللہ ـــــ شاہ اسماعیل دہلوی شاہ عبد العزیز اور شاہ اسحاق دہلوی کے بھائی شاہ محمد یعقوب، عبد الحی داماد شاہ عبد العزیز کے پیر تھے صفحہ 231 تا 242
- "فتاوی سلفیہ "صفحہ 163 پر لکھا ہے: اہل حدیث نے تو بحمد اللہ اس وقت بھی یہ جرم نہیں کیا بلکہ بحیثیت جماعت ان کا تعلق سید شہید کی جماعت سے رہا۔
- "تواریخ عجیبہ "جس کے مصنف محمد جعفر تھانیسری ہیں ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں وہ سوانح احمدی (تواریخ عجیبہ) صفحہ نمبر 139 پر سید احمد بریلوی کے خلفاء کا تذکرہ کرتے ہیں" آپ کے خلفاء میں مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی مولانا محمد اسحاق صاحب ــــ یاد رہے مولوی ولایت علی اہل حدیث کے بڑے عالم گزرے ہیں"۔
- مولانا عبد المجید سوہدروی صاحب کی "کتاب انگریز اور وہابی "صفحہ 29 اس میں مولانا صاحب ایک انگریز مسٹر ہنٹر کے حوالے سے لکھتے ہیں "شمالی ہند میں ایک وہابی جانباز سید احمد نے مسلمانوں کو ابھار کر حقیقتاً ایک مذہبی سلطنت قائم کر لی تھی مگر ان کی ناگہانی موت (شہادت) سے وہابی فتوحات کا امکان جاتا رہا لیکن جب انگریزوں نے اس ملک کو فتح کیا تب بھی وہابی عقائد کی ان سلگتی ہوئی چنگاریوں نے بہت عرصہ پریشان کئے رکھا"۔ یعنی سید احمد وہابیوں کا امام تھا۔

ہم تو کھل کر کہتے ہیں کہ یہ عبارت لکھنے والا کافر ہے۔

مولوی صاحب آپ نے گھنٹہ ضائع کیوں کیا ہے آخر آج آپ سے سید حسین الدین شاہ صاحب کے شاگرد نے منوالیا ہے کہ تمہارے اکابرین کافر ہیں۔ رہی بات اعلیحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں آپ کے شاہ اسماعیل کے کفر کے حوالے سے تو وہاں پر آپ نے حوالہ دینے میں پھر خیانت کی ہے۔ اس میں لکھا ہے: میرا مسلک یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی یزید کی طرح ہے اگر کوئی اس کو کافر کہے منع نہ کریں گے البتہ غلام احمد قادیانی سید احمد، خلیل احمد،

- کتاب "تحریک اہل حدیث "قاضی محمد اسلم صاحب؛ عبدالحی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں "عبدالحی بڈھانوی اللہ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں اور انہیں سند حدیث اور تصنیفات کی اجازت قاضی شوکانی امام غیر مقلدین نے عطا کی"(صفحہ 240)
- کتاب "برصغیر میں اہل حدیث کی آمد "مصنف محمد اسحاق بھٹی صفحہ 342 پر لکھتے ہیں "اہل حدیث عوام وخواص نے برصغیر کی سیاست میں ہمیشہ پرجوش انداز سے حصہ لیا۔
- 6 مئی 1831 کو بالا کوٹ کے میدان میں حضرت سید احمد بریلوی مولانا اسماعیل دہلوی اور ان کے بہت سے رفقائے کرام نے جام شہادت نوش کیا بعد اس کے اس جماعت کا انگریزی حکومت سے مقابلہ شروع ہوا تو یہ پوری جماعت اہل حدیث حضرات پر مشتمل تھی"۔

لیجیئے! جب انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جنگ کا کریڈٹ لینا ہو تو اس وقت شاہ اسماعیل اور سید احمد دونوں اہل حدیثوں وہابیوں کے امام ہوتے ہیں اور جب ان کی کفریہ عبارات کی باری آئے تو ان دونوں بڑوں کو اپنی طالب الرحمن جیسی ذریت کی طرف سے "کفر بم" کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

- "تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء "کتاب کے مصنف عبدالرشید عراقی صاحب ہیں صفحہ 53 پر لکھتے ہیں "سید احمد کی بیعت اسماعیل دہلوی اور عبدالحی دونوں نے کی اور صفحہ 319 پر لکھتے ہیں سید احمد امیر المومنین۔
- کتاب "تذکرہ اہل صادق پور "عبدالرحیم زبیر صادق پوری صفحہ 168 پر "جناب سید احمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں"۔ کیا کافروں کو ایسے ہی القاب دیے جاتے ہیں؟۔

رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی ان لوگوں کے کفر میں جو بھی شک کرے گا وہ بھی کافر ہے۔ آپ حضرات نے سنا کہ میں نے درجن بھر کتابوں کے حوالے دیئے کہ صراط مستقیم کتاب شاہ اسماعیل کی ہے اور اہل حدیثوں کی متعدد کتابوں نے اس کا دفاع کیا ہے۔ بتاؤ کافروں کا دفاع کرنے والا کون ہے؟ کافر ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں طالب الرحمن صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ "آیئے عقیدہ سیکھیئے" اس کتاب کے اوپر مصنف لکھا ہوا ہے ڈاکٹر طالب الرحمن اور دیکھیں یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے صراط مستقیم ان غیر مقلدوں کے مکتبے کی چھپی ہوئی اور اس پر بھی لکھا ہوا ہے: "مصنف شاہ اسماعیل دہلوی"۔

خدارا آپ (سامعین) دیندار ہیں پڑھے لکھے ہیں یہ بتائیں کہ کیا ایسا ہوتا ہے کہ کتاب کسی اور کی ہو اور اندر مواد کسی اور کا آجائے۔

وہابیو! خوف خدا کرو لوگوں کو پاگل مجنوں سمجھا ہوا ہے آپ نے کہ پہلا باب اس کا اور دوسرا اس کا جس کی کتاب میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ دوسری عبارت (نبی کی تعظیم بھائی جتنی کرو) کے متعلق ہم نے پہلے کہہ دیا ہے کہ نبی کسی کو اپنا بھائی کہے یہ اس کی مرضی ہے امتی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے الفاظ بولے ایک نبی نے عاجزی کرتے ہوئے فرمایا میں ظالموں میں ہوں کوئی بے ایمان اہل حدیث کھڑا ہو جائے اور کہہ دے کہ نبی ظالم ہے میں کہتا ہوں اس کے پاگل (اور گستاخ) ہونے میں کون شک کرے گا؟

سارا اختلاف اس بات میں ہے کہ جس کتاب تقویۃ الایمان میں یہ لکھا ہے کہ نبی کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کرو اس کتاب کے بارے میں یہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس کا ماننا عین ایمان اور اس کا انکار عین کفر ہے۔

طالب الرحمن صاحب نے کتاب تقویۃ الایمان منگوائی تھی اس کا جواب نہیں دیا چپ رہے، سعودیہ کے ریال سمجھ کر کھا گئے۔ کیا یہ دین ہے کہ نبی ﷺ کا ادب بڑے بھائی جتنا کرو، اگر میں اپنے بڑے بھائی کو تھپڑ مار دوں تو کیا میں کافر ہو جاؤں گا؟ ہرگز نہیں اور نبی پاک ﷺ کی

بارگاہ کا مقام تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے بال کی بھی توہین کردے تو وہ بھی کافر ہوجاتا ہے۔

مسلمانو! ان غیر مقلدوں وہابیوں کا کام ہی گستاخیاں کرنا ہے اب میں مزید ان کی گستاخیوں پر مبنی عبارات پڑھنے لگا ہوں، میرے پاس یہ کتاب ہے "عرف الجادی" اس کے مصنف ہیں ان غیر مقلدوں کے مجدد عصر نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے بیٹے نور الحسن قنوجی اس کے اندر اس کا صفحہ نمبر 60 ہے، اس میں لکھا ہے:

"نبی ہو یا ولی ان کے مزارات کو گرانا واجب ہے"۔[1] اور یہ دوسری کتاب ہے "تحفہ وہابیہ" یہ اسماعیل غزنوی کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے، آج کل انبیاء واولیاء کی قبریں "بت" ہیں اور ان قبروں پر بنائے جانے والے گنبد بھی بت ہیں اور یہ تیسری کتاب "درر البہیہ" کی شرح "الروضۃ الندیہ" ہے نواب صدیق حسن بھوپالی کی ہے اس میں صفحہ 178 طبع قدیمی کتب خانہ اس میں ہے "نبی ﷺ ہو یا ولی اس کی قبر کو گرانا واجب ہے" یہ چوتھی کتاب ہے "یہ قبے مزارات" اس میں لکھا ہے کہ یہ قبے اور مزارات گرانا واجب ہے اور اسی طرح "ہدایۃ المستقید" کتاب ہے (نیز کتاب "شرح الصدور" میں ہے کہ نبی علیہ السلام کی قبر ہر معنی سے بت ہے) ان کتب میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی قبر بت ہے اور بت کا گرانا واجب ہے۔

---

(1) عبارت یہ ہے: "ہرچہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغتہً راست آید از منکرات شرعیہ باشد وانکار بران وبرابر وساختن بخاک واجب است بر مسلمین بدون فرق درآنکہ گور پیغمبر باشد یا غیر او" یعنی جو بھی جگہ اٹھی ہوئی یا بلند ہوگی لغوی طور پر قبر کا معنی اس پر سچا آتا ہے اور اس قبر کا اونچا ہونا یہ منکرات شرعیہ میں سے ہے اس کا انکار کرنا اور اسے گرا کر مٹی کے ساتھ ملانا یہ مسلمانوں پر واجب ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں، چاہے نبی ﷺ کا روضہ ہو یا کسی غیر کی قبر۔

مسلمانو! میں تم سے سوال کرتا ہوں ذرا دل میں سوچو! کہ میرے مصطفیٰ کریم ﷺ کا روضہ جسے دیکھنے کیلئے مسلمان کا سینہ جذبہ محبت میں تڑپ رہا ہوتا ہے اس کو بت کہہ کر گرانے کو واجب کہا۔ کیا یہ صریح گستاخی نہیں ہے؟

میرا سوال ہے کہ آج اگر یہودیوں کا کوئی وزیر یہ کہہ ڈالے کہ میں محمد ﷺ کے روضہ کو گراؤں گا تو پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج بنیں گے یا نہیں؟ تو پھر سوچو! کہ ان (غیر مقلد) یہودیوں کا کیا کیا جائے۔ ان کے فتویٰ کو پڑھو اور پھر دیکھو کہ ان کے فتویٰ نے کیا گل کھلائے ان کے اس فتویٰ کی روشنی میں وہابیوں نے میرے نبی پاک ﷺ کے ہزاروں صحابہ اور اہل بیت رسول (سیدہ زہراء، امام حسن، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے مزارات کو گرادیا)۔

وہابی مناظر اور صدر مناظر اونچی آواز سے بولے الحمد للہ (کیا یہ بے ادبی کی انتہا نہیں) قریشی صاحب پھر بولنے لگے مسلمانو! میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ وہابی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا مزار بت ہے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"انکم وماتعبدون من دون اللہ حصب جہنم (انبیاء 98)"

اور اس کی تفسیر میں ہے بتوں اور پتھروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ تو واضح ہوا کہ بت جہنم میں جائیں گے۔

ارے او مولوی! ایمان ہے تو بتاؤ کہ کیا نبی ﷺ کا مزار جہنم میں جائے گا۔[1] ان وہابیوں کا ظلم ادھر ہی ختم نہیں ہوا بلکہ میرے مصطفیٰ کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا

(1) واضح ہوا کہ وہابیوں کا حضور ﷺ کے روضہ اطہر کو بت قرار دینا حدیث کے بھی خلاف ہے نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی مشہور دعا مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 487 اور موطا امام مالک صفحہ 159 پر ہے: رسول اللہ ﷺ نے عرض کی "اللھم لاتجعل قبری وثنا

مزار گرا دیا گیا، ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کے مزارات کو گرایا گیا۔ یہ اہل حدیث جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث کا درس دینے والے ہیں، مسلمانو! اگر تمہیں ہوش نہ آیا تو یہ دنیا میں جتنے بھی عظمتوں کے نشان ہیں ختم کر دیں گے۔

یہاں پر مناظر اہل سنت نے سعودیہ سے چھپا ہوا ایک البم دکھایا ایک تصویر 1326 ہجری کی، اس میں تمام صحابہ کرام کے مزارات تعمیر کئے ہوئے دکھائے اور ساتھ "جنت البقیع" کی حالیہ تصویر دکھائی جس میں تمام صحابہ واہل بیت کے مزارات کو منہدم کر دیا گیا تھا۔

او مسلمانو! میرے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کی قبر پر مت بیٹھو کیونکہ اس سے مسلمان مردے کو تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے بھوپالی صاحب نے یہ حدیث خود "الروضۃ الندیہ" صفحہ 182 پر نقل کی ہے، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن خزام فرماتے ہیں:

"رانی رسول اللہ متکئا علی قبر فقال لا توذ صاحب القبر"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے ٹیک۔[1] لگا کر بیٹھے دیکھا تو فرمایا اس قبر والے کو تکلیف مت دو، اس طرح ایک اور روایت ہے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا آگ کے شعلہ پر بیٹھنا کہ جو اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اس کے لئے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

یعبد" اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ جس کی عبادت کی جائے۔ اس حدیث کی رو سے کسی صورت میں بھی نبی علیہ السلام کی قبر منور کی عبادت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی آج تک کبھی ایسا ہوا ہے۔

(1) اس سے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قبریں اتنی اونچی بنتی تھیں کہ جن سے ٹیک لگائی جا سکتی تھی۔ آج وہابیہ قبور کو خاک سے ملانے کی بات کرتے ہیں، بتائیں یہ کونسی شریعت ہے؟

مولوی! اگر کوئی تیری ماں کی قبر پر بیٹھے یا اس پر چلے تو بتاؤ اس کو تکلیف ہو گی یا نہیں (اور کیا تمہیں بھی تکلیف ہو گی یا نہیں) اگر تجھے تکلیف ہو گی اور تیری ماں کو تکلیف ہو گی تو بتاؤ کیا سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار کو جب گرایا گیا انہیں تکلیف نہ ہوئی ہو گی؟ اور کیا رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ ہوئی ہو گی؟ اور پھر ان وہابیوں نے میرے نبی ﷺ کے ماں باپ کو کافر تک کہہ دیا ہے۔ (معاذ اللہ) اور یہ فتاوی ثنائیہ جلد دوم صفحہ 68 کے اندر لکھا ہوا ہے ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ نبی ﷺ کے ماں باپ کافر ہوں۔ (وقت ختم)

وہابی مناظر (جوابی تقریر)

نحمدہ' ونصلی علی رسوله الکریم۔ اما بعد۔

میرے پاس کتاب ہے شاہ اسماعیل کی (تقویۃ الایمان) اس میں حدیث نقل کی ہے۔ اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام کرو یہ حدیث ہے حضرت عائشہ سے ہے تم حدیث کے منکر ہو، اگر شاہ اسماعیل کہتے نبی بھائی کی طرح میرا بھائی ہے تو یہ نبی ﷺ کے بارے میں ہوتا تو اور بات تھی دیکھیں، قرآن مجید میں ہے:

"انما المومنون اخوة"۔ (مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں)۔

جب یہ ہو سارے مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم تو آیت قرآنی کے بھی منکر ہو اور نبی ﷺ کی حدیث مسلم مسلم کا بھائی ہے لہذا ایمانی بھائی کہنے میں کوئی حرج نہیں۔۔[1] لیکن درجہ اور مقام کتنا ہے بہت اونچا ہے۔

شاہ اسماعیل کے بارے میں احمد رضا خان فرماتے ہیں ملفوظات میں کہ یہ یزید کی طرح ہے اگر کافر کہے منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں اور جو کافر ہیں غلام احمد قادیانی، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی تھانوی ان کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے لیکن شاہ اسماعیل کو کافر نہیں کہا۔ فتاوی رضویہ جلد نمبر 14 میں ہے کافر کو کافر نہ کہو تو خود بھی کافر۔ حنیف قریشی صاحب نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہا ہے اور احمد رضا خان کہتے ہیں اس کو کافر نہیں کہتا تو پتہ چلا احمد رضا خان خود بھی کافر ہے۔ میں پھر کہتا ہوں صراط مستقیم کا پہلا باب

---

(1) شاہ اسماعیل نے ایمانی بھائی کی بات نہیں کی بلکہ اپنے درس دیا کہ نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو اور یہ اصل گستاخی ہے۔

شاہ اسماعیل کا دوسرا باب عبدالحی کا اور وہ عبارت کہاں ہے دوسرے باب میں ہے، شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب کی بعض عبارتوں سے ان کا اہل حدیث ہونا ثابت ہو سکتا ہے اور ان کا حنفی ہونا واضح حقیقت ہے۔ فریق ثانی بھی اس کو تسلیم کرتا ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان۔[1] شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ وہ حنفی تھے: دیوبندیوں نے مانا وہ حنفی تھے اہل حدیث نہیں تھے بعض اہل حدیث کہتے ہیں ہمارا ہے اور دیوبندی بعض کہتے ہیں ہمارا، تو یہ متنازع ہوا معتمد علیہ علماء سے نہ ہوا عبدالحی حنفی سید احمد حنفی اور وہ عبارت دوسرے باب کی آپ دوبارہ بھی پیدا ہو کر آجائیں تب بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ عبارت کفریہ شاہ اسماعیل کے پہلے باب میں ہے۔[2] میرے پاس ایک بریلوی کی کتاب ہے اس میں ہے اہل حدیث، عبدالوہاب نجدی کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کافی دور ہو چکے ہیں۔ اشرف سیالوی نے بھی مانا کہ یہ کتاب صراط مستقیم دیوبندیوں کی ہے ہم کہتے ہیں دیوبندی بھی مشرک ہیں۔

اور سنو! ہائے قبریں مٹ گئیں!! یہ کس نے منوائیں، محمد رسول اللہ نے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے ابی حیات ثقفی میں تم کو

---

(1) حیرت ہے وہابی مناظر نے دعویٰ کیا کہ فریق ثانی بھی اس کو تسلیم کرتا ہے اور دلیل کے طور پر نواب صدیق حسن بھوپالی کا حوالہ دیا۔ کیا نواب صدیق حسن ہمارے لئے حجت بن سکتا ہے؟

(2) جب کتاب صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ثابت ہو گئی اور اس نے یہ عبارت لکھی ہی پہلے باب میں ہے تو ظاہر ہے پہلے باب کی عبارت دوسرے تیسرے میں تو اپنی طرف سے کوئی نہیں ڈال سکتا اور حیرت ہے اتنی وضاحت کے بعد بھی وہابی مناظر پھر اپنی ڈھٹائی پر اڑا ہوا ہے۔

اس کام کے لئے نہ بھیجوں، جس کام کے لئے محمد رسول اللہ نے بھیجا تھا کہا ہاں۔ فرمایا جا جو تجھے اونچی قبر ملے اس کو گرا دے۔

(تمسخرانہ انداز اور واہیانہ اشارہ کرتے ہوئے) ٹریکٹر چلا دے، بلڈوزر چلا دو، یہ قبریں گریں گی تب آپ انسان بنیں گے۔ یہ کس نے کہا محمد رسول اللہ نے۔ ثابت ہوا تم حدیث کے منکر ہو کوئی آدمی یہ ثابت کرے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے یہ بخاری اور مسلم میں ہے۔

(وقت ختم)

سنی مناظر (تقریر نمبر 6)

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم۔
اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ "قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا"۔

حضرات گرامی! میں یہ عرض کرتا چلوں میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمیں اس پر کوئی جھگڑا نہیں کہ نبی ﷺ کسی کو اپنا بھائی کہہ دیں یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بھائی کہا، ہم تو یہ پوچھتے ہیں کہ جس کتاب کو تم نے نصاب توحید بنایا ہے، اس میں لوگوں کو یہ درس دینا کہ نبی ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو۔ (کیا یہ گستاخی نہیں ہے) اور دوسری عبارت نماز میں گدھے والی۔ میرا مد مقابل مناظر اس کو گستاخانہ مان چکا ہے اور وہ عبارت شاہ اسماعیل کی ثابت ہو چکی ہے اور اب کبھی کچھ کہہ رہا ہے اور کبھی کچھ۔
مولوی طالب الرحمن وہابی کا پسینہ نکل گیا ہے اور جواب کوئی نہیں آیا۔ دوسری بات انہوں نے آیت پڑھی:
"انما المومنون اخوۃ"۔ کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں ہمیں اس پر اعتراض ہی نہیں ہمیں تو اعتراض یہ ہے کہ "نبی کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کروانا" کیا یہ توہین نہیں؟ لیکن مولوی صاحب اگر اس آیت کو دیکھ کر میں قرآن پڑھوں:
"الملک القدوس السلام المومن المھیمن"۔
تو اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سلام ہے مومن ہے مھیمن ہے تو اب اللہ بھی مومن اور ہم بھی مومن اور "انما المومنون اخوۃ" سب مومن بھائی بھائی تو کیا اللہ تعالیٰ کو بھی آپ کے بنائے ہوئے قانون کے تحت بھائی کہیں گے؟

طالب لرحمن صاحب نے لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل کو احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کافر نہیں کہا تو یہ دیکھیں میرے پاس فتاوٰی رشیدیہ موجود ہے اس میں ہے کہ شاہ اسماعیل کی توبہ مشہور ہوگئی تھی (تو غالباً) احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے جب یہ سنا کہ اس کی توبہ کی باتیں ہو رہی ہیں۔ احتیاط کے پیش نظر انہوں نے کہا میں اس کو کافر نہیں کہتا کوئی اسے کہہ دے تو میں اس کو روکتا نہیں ہوں۔ ہمارے خلاف یہ بات تو تب ہوتی جب احمد رضا کہتے کہ اس کو کافر مت کہو اور وہ کافر نہیں ہے اور یہ عبارت صراط مستقیم کی کفریہ نہیں حالانکہ احمد رضا بریلوی نے شاہ اسماعیل کی عبارات کو واضح طور پر کفریہ کہا ہے۔[1]

---

(1) عبارت صراط مستقیم مذکورہ کے بارے میں فتاوٰی رضویہ جلد 14 صفحہ 687 پر لکھتے ہیں: "یہ ملعون بات ضرور کلمہ توہین اور اس کے خبیث قائل پر بلاشبہ کفر لازم ہے۔ حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی یا فرشتہ کی توہین اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ برا کہنا بلاشبہ کفر ہے۔" اس کے علاوہ اسی جلد کے صفحہ 616 پر لکھتے ہیں کہ: امام الوہابیہ پر 70 وجوہ سے کفر لازم آتا ہے۔ قارئین! یقیناً آپ کے ذہن میں سوال اٹھتا ہو گا کہ جب شاہ اسماعیل دہلوی نے کفریات بکی ہیں تو پھر امام اہل سنت نے اسے کافر کیوں نہ فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ علم کی دنیا کا نیر تاباں ہے آپ علم کلام اور علم فقہ کی اصطلاحات اور علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ دراصل تکفیر دو طرح کی ہے تکفیر فقہی اور تکفیر کلامی۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے، فقہاء کرام کفر کے لازم آنے پر قائل پر حکم کفر صادر کرتے ہوئے اس کی تکفیر کر دیتے ہیں یہ "تکفیر فقہی" کہلاتی ہے اور علم کلام میں لزوم کفر پر تکفیر نہیں کی جاتی بلکہ التزام پر کی جاتی ہے، اس کو ت "کفیر کلامی" کہتے ہیں۔ اعلیحضرت کا امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہ فرمانا فقہی حوالے سے نہ تھا، بلکہ کلامی تھا اس لئے امام اہل سنت فتاوٰی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:

دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت و گمراہی و بددینی ہے جس میں بلا مبالغہ ہزارہا وجہ سے کفر لزومی ہے جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہم باتباع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر نہیں کہنا چاہتے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 15 صفحہ 452)

جس کلام سے کسی شخص کی تکفیر فقہی بھی لازم آئے اس کو اگر کوئی کافر کہنا چاہے تو کہہ سکتا ہے۔ شاہ اسماعیل دہلوی کے کلام سے کفر لازم آتا تھا اس لئے اعلیحضرت نے فرمایا کہ وہ شاہ اسماعیل کو خود کافر نہیں کہتے اگر کوئی کہے تو روکتے نہیں، اس لئے کہ متکلمین کے نزدیک لزوم والتزام کا فرق کیا جاتا ہے۔ یعنی متکلمین کے نزدیک لزوم کفر، کفر نہیں بلکہ التزام کفر، کفر ہے۔ لزوم کفر کا معنی ہے کفر کا لازم آنا اور التزام کفر کا معنی ہے کفر کو اپنے اوپر لازم کر لینا: بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا اور اس کے کلام میں تاویل بعید کی گنجائش ہوتی ہے تو یہ لزوم کفر ہے۔ مگر جب اس قائل کو کفر کے متعلق بتا دیا جائے کہ تیرے کلام سے کفر لازم آرہا ہے اور وہاں تاویل بعید کی گنجائش بھی نہ ہو اور وہ اس کفریہ کلام پر اڑ جائے تو یہ التزام کفر ہے۔ مثلاً ایک شخص تقریر کرتے ہوئے جوش خطابت میں کلمہ کفر زبان سے نکال دیتا ہے۔ اس کے باوجود متکلمین کے نزدیک اسے کافر نہیں کہیں گے کیونکہ ابھی تک لزوم کفر ہوا لیکن جب اس خطیب کو کہا جائے کہ تو نے یہ کفریہ کلمہ کہا ہے اب مطلع ہونے کے باوجود وہ اپنی بات پر ڈٹ جائے کہ میں نے صحیح کہا ہے یا فاسد تاویلیں کرنا شروع کر دے تو یہ اس نے التزام کفر کر لیا ہے اب اس شخص کو کافر کہیں گے۔ شرح عقائد کی شرح نبراس صفحہ 199 پر علامہ پرہاروی اسی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "انه تقرر فی الشرع ان التزام الکفر کفر لا لزومه"۔ یعنی یہ بات شریعت میں مقرر ہے کہ التزام کفر کفر ہے لزوم کفر کفر نہیں ہے اور شرح مواقف میں ہے: "من یلزمه الکفر ولایعلم به فلیس بکافر"۔ ایسا شخص جس پر کفر لازم آیا اور وہ اس کو جانتا نہ ہو وہ کافر نہیں ہے۔ اور محقق علی الاطلاق محدث دہلوی تکمیل الایمان صفحہ 145 پر لکھتے ہیں: "اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیے اگرچہ ان سے ایسے کلمے صادر ہوں جن سے کفر لازم آتا ہے جب تک کہ وہ ان کا التزام نہ کریں"۔ اس تفصیل کے بعد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے قول کہ "میں شاہ اسماعیل کو کافر کہتا نہیں اور اگر کوئی کہے روکتا نہیں"۔ کا جائزہ لیں تو بات عیاں ہو چکی ہے کہ یہاں آپ کا شاہ اسماعیل دہلوی کو کافر نہ کہنا کفر کلامی کی بناء پر، التزام ولزوم کے فرق کو روا رکھنے کی بناء پر تھا۔ اور کہنے والوں کو نہ روکنے کا قول اس بناء پر تھا کہ اس کی عبارات کفریہ ہیں اور کہنے والے اگر کافر کہہ رہے ہیں تو فقہی حوالے سے تکفیر جائز ہے اور وہ کہہ سکتے ہیں۔ یونہی لزوم لزوم والتزام کے فرق کی وجہ سے اعلیحضرت کے شاہ اسماعیل کی تکفیر نہ کرنے کے حوالے سے "لزوم والتزام کفر اور مولوی اسماعیل

دہلوی" کے عنوان سے عصر حاضر کے مشہور محقق جناب ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی صاحب کا ایک مضمون بلفظہ یہاں شامل کر دیا جاتا ہے تاکہ قارئین کو مزید فائدہ حاصل ہو۔

لزوم والتزام کفر اور مولوی اسماعیل دہلوی

پس منظر: اللہ کے مقبول بندے امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرضوان نے ابو الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی مختلف عبارات پر لزوم کفر کا فتویٰ دیا مگر مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر نہ کہا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ۔۔۔ "لزوم والتزام میں فرق ہے، اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے"۔ (تمہید ایمان ص50)

یہ بات دیوبندی اور غیر مقلدین کو سمجھ نہ آئی اور وہ تحریر و تقریر میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے خلاف اس احتیاط کو الزام سمجھ کر پیش کرتے رہے، بارہا جواب پا کر بھی پروپیگنڈا سے باز نہ آئے، ان کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر بعض بھولے بھالے اہل سنت بھی متاثر نظر آنے لگے، ان حالات کی وجہ سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس موضوع کو کھول کر بیان کر دیا جائے تاکہ اپنوں کو اطمینان مزید ملے اور مخالفین پر ایک بار پھر حجت تمام کر دی جائے۔ **(وماتوفیقی الاباللہ)**

لزوم والتزام کی تعریف: "لزوم کفر" کے معنی ہیں کسی بات پر کفر کا لازم آنا، اور "التزام کفر" کے معنی ہیں کسی شخص کا کفر کو اپنے اوپر لازم کر لینا، اس کی وضاحت یوں سمجھئے کہ کسی مسلمان کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جو از روئے شرع کفر ہے، تو یہ لزوم کفر ہے، اب اس مسلمان کو بتایا جائے کہ تیری اس بات پر لزوم کفر آتا ہے اور وہ شخص توبہ کرنے کی بجائے اپنی بات پر اڑ جائے تو یہ التزام کفر ہو گا اور اب اس شخص کو کافر ماننا پڑے گا۔ ہاں اگر وہ اڑ جانے اور ضد کرنے کی بجائے توبہ کر لے تو وہ مسلمان ہو گا کیونکہ التزام کفر ثابت نہ ہوا۔ حالت اکراہ، حالت سکر، غلبہ حال، نیند اور جنون بھی التزام کفر کے منافی ہیں، یعنی ان حالتوں میں بھی لزوم کفر والی بات منہ سے نکل جائے تو التزام کفر ثابت نہیں ہوتا، اس لئے صاحب کلام کافر نہیں ہوتا۔

اس بات کی مثالوں سے وضاحت: مشکوٰۃ شریف میں باب الاستغفار والتوبۃ میں بحوالہ مسلم شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے، اُس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا جس کا اونٹ جنگل میں اس سے بھاگ گیا اور اس پر اس کا کھانے پینے کا سامان بھی تھا وہ شخص اپنے اونٹ سے مایوس ہو گیا، ایک درخت کے سائے میں آکر ستانے کے لئے لیٹا اور بے شک وہ اونٹ سے مایوس تھا کہ اچانک اس کا اونٹ ساز وسامان سمیت اس کے سامنے تھا پھر اس شخص نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور "قال من شدۃ الفرح اللہم انت عبدی وانا ربک" یعنی اس نے خوشی کے غلبہ سے مغلوب الحال ہو کر کہ "اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا"، "خطاء من شدۃ الفرح" یعنی اس نے خطا کی بہ سبب غلبہ حال خوشی کے۔

ملاحظہ کیجئے اس حدیث شریف میں یہ الفاظ (اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا) کفر ہیں اور اس کلام پر کفر لازم آتا ہے، مگر صاحب کلام اپنے غلبہ حال کے سبب اس لزوم کفر سے بے خبر اور لاعلم ہے، اس لئے اس کا التزام کفر ثابت نہ ہوا، لہٰذا وہ صرف خطاکار ٹھہرا۔

2۔ بعض مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور جناب رسالت مآب ﷺ کو سب اور اپنے بتوں کی تعریف کے الفاظ جبراً کہلوائے، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا، حضور ﷺ نے پوچھا تمہارا دل کس حال میں تھا؟ عرض کی ایمان کے ساتھ کامل طور پر مطمئن، تو آپ ﷺ نے انہیں تسلی دی، سورۃ النحل کی آیت نمبر 106 کی ایک شان نزول یہ بھی ہے، آیت ملاحظہ: "من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔۔۔ الخ" یعنی جو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ کفر کرے سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو، ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

ملاحظہ کیا آپ نے! مشرکوں نے جو کلمات کہلوائے ہوں گے وہ یقیناً لزوم کفر کے کلمات تھے مگر حالت اکراہ کے سبب صحابی کا "التزام کفر" ثابت نہیں ہوتا اور اس بات کی تصدیق اللہ جل جلالہ اور اس کے حبیب ﷺ نے فرما کر صحابی کو مطمئن کر دیا۔

3۔ مثنوی مولانا روم میں درج ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک چرواہے کو دیکھا جو محبت الٰہی کے غلبہ حال میں کہہ رہا تھا کہ خدا تو کہاں ہے میں تیرا خادم بننا چاہتا ہوں، میں تیری جوتیاں سینا چاہتا ہوں، تیرے سر میں کنگھا کرنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تیرے کپڑے سی دوں، تیری جوئیں ماروں، تیرے لئے دودھ لاؤں، تو بیمار ہو تو تیمارداری کروں، تیرے ہاتھ چوموں اور پاؤں دباؤں، تیری خواب گاہ صاف کروں، گھی اور شربت پنیر اور پراٹھے تجھے دوں، میرا کام یہ چیزیں لانا ہو اور تیرا کام یہ چیزیں کھانا ہو، الغرض وہ ایسی باتیں کر رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اسے ٹوکا اور پوچھا کس کو کہہ رہے ہو؟

بولا اپنے خدا کو: گفت موسیٰ ہائے خیرہ سرشدی ــــ خود مسلماں ناشدہ کافر شدی (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہائے تو دیوانہ ہو گیا تو مسلمان نہ رہا کافر ہو گیا)

وہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان سننے کے بعد سخت پریشان ہوا، اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور روتا ہوا جنگل کو نکل گیا، موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی اور آپ کو اس "مغلوب الحال" پر حکم لگانے سے روکا گیا، واضح ہو چکا ہے کہ اس شخص کے کلمات پر "لزوم کفر" آتا تھا مگر صاحب کلام کو اس غلبہ حال اور لاعلمی نے التزام کفر سے بچالیا۔

ایک دیوبندی عالم کی گواہی:

مولانا احمد اللہ الداجوی پشاوری فاضل سہارنپور لکھتے ہیں:

"فنقول انه فرق بين لزوم الكفر والتزامه فان التزام الكفر كفر واما لزوم الكفر فليس بكفر ــــ قال فی المواقف من يلزمه الكفر فلايعلم به فليس بكافر"۔

اور ہم کہتے ہیں کہ بے شک فرق ہے لزوم کفر اور التزام کفر میں، پس بے شک التزام کفر تو کفر ہے، مگر لزوم کفر کفر نہیں ہے، مواقف میں ہے کہ جس پر کفر لازم آئے اور وہ بے خبر ہو تو کافر نہیں ہے۔

"وذكر المفسر الآلوسی ــــ فلو قال شخصا ومن برسالة ولاادری البشرام جنی ولاادری امن العرب او من العجم فلاشک فی کفره لتكذيبه القرآن ــــ فلو كان غيبا لايعرف ذلک وجب تعليمه اياه فان جحد بعد ذلک حكمناه بكفره۔ انتهی ــــ فانظر الی العلماء المحققين المحتاطين فی امر التكفير وكذا يعلم من الحديث المعروف الذی فيه (اللهم انت عبدی وانا ربک) فهذه كلمة كفر لاالتزام فيه"۔ (البصائر لمنكر التوسل باهل المقابر صفحہ 19, 18 مطبوعہ استنبول ترکی)

اور مفسر آلوسی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا کہ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں آپ ﷺ کو رسول مانتا ہوں مگر نہیں جانتا کہ آپ بشر ہیں یا جن؟ عربی ہیں یا عجمی؟ تو اس کے کفر میں شک نہیں، قرآن جھٹلانے کے باعث اور اگر وہ غبی یہ بات نہیں جانتا تو اس کو بتانا لازم ہے، پھر بھی اگر وہ ضد کرے اور اڑا رہے تو ہم اس کے کفر کا حکم جاری کریں گے، بات ختم، پس امر تکفیر میں تو محقق و محتاط علماء کا رویہ دیکھ اور یہی پتہ چلتا ہے اس مشہور حدیث سے جس میں "اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا" تو یہ کلام کفر ہے مگر التزام کفر یہاں ثابت نہیں۔

احتمال کی قسمیں اور لزوم والتزام کفر:

احتمال کی تین قسمیں ممکن ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

نمبر1۔**احتمال فی الکلام:** یعنی کلام میں کوئی جائز توجیہ و تاویل ہو سکتی ہو، یہ احتمال لزوم کفر کی نفی کرتا ہے، یاد رہے کہ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔

نمبر2۔**احتمال فی التکلم:** یعنی اس بات میں شبہ آجائے کہ قائل نے وہ کفری کلمہ بولا یا نہیں، یہ احتمال جب آئے گا تو قائل کا التزام کفر ثابت نہ ہو سکے گا۔

نمبر3۔**احتمال فی المتکلم:** یعنی خود قائل کے متعلق شبہ ہو کہ اس نے بے خیالی و بے خبری میں یا حالت سکر یا غلبہ حال میں یہ کلام کیا اور اس کی قباحت پر آگاہ نہ کیا گیا یا کوئی ضعیف قول اس کی توجیہ کا مل جائے تو بھی قائل کا التزام کفر ثابت نہ ہو گا۔

احتمال کی قسمیں اور مولوی اسماعیل دہلوی:

نمبر1۔**احتمال فی الکلام:** مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات پر لزوم کفر آتا ہے ان میں تاویل کی گنجائش نہیں ملتی، وہ صریح کفر ہیں۔

نمبر2۔**احتمال فی التکلم:** بعض دیوبندی حضرات کا موقف یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان نامی کتاب نہیں لکھی، چنانچہ مولوی حسین احمد مدنی نے مکتوبات میں اور صاحب تفسیر الاقوام نے اپنی تفسیر میں یہی موقف اختیار کیا ہے، ان سے مولوی حق نواز جھنگوی نے مناظرہ جھنگ

میں بھی موقف نقل کیا اور اسی موقف کو اختیار کیا، احمد رضا بجنوری اپنی کتاب "انوار الباری" جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۷ پر مولوی حسین احمد مدنی کا موقف بیان کرتے ہیں اور اسی کی تائید کرتے ہیں۔

مولانا حکیم عبدالشکور مرزاپوری کے حوالے سے حضرت محقق زید ابوالحسن فاروقی مجدد دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1414ھ / 1993ء (خانقاہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں، دہلی) نے اپنی کتاب "مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان" میں لکھا ہے کہ صراط مستقیم تنویر العین اور ایضا الحق الصریح، آپ کی تالیفات میں سے نہیں ہیں اور تقویۃ الایمان بھی محرف اور غیر معتبر ہے۔(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکادمی دہلی 1984ء ص 47)

مولوی سرفراز صفدر دیوبندی (گوجرانوالہ، پاکستان) نے اپنی کتاب "عبارات اکابر" میں صراط مستقیم کی متنازعہ فیہ مشہور عبارت کو مولوی اسماعیل دہلوی کی ذاتی عبارت ماننے میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی طرح بعض غیر مقلد بھی کر رہے ہیں اگرچہ دلائل وشواہد کی روشنی میں یہ ایک ضعیف ترین قول ہے جو اکثر کے خلاف ہے اور بالکل شاذ قول ہے تاہم اس سے "التزام کفر" میں تو احتمال آ گیا لہذا یہاں امام احمد رضا کے موقف کی تائید ان حضرات کی زبان سے ہی ہو گئی ہے۔

نمبر 3۔احتمال فی المتکلم: مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں یہ احتمال دو طرح سے ممکن ہے، اولا احتمال ہے کہ اسے اپنے کلمات کے کفریہ ہونے کا علم ہی نہ ہوا ہو اور اپنے خلاف لگائے گئے فتوائے کفر کا اسے علم ہی نہ ہوا ہو۔ "تحقیق الفتوٰی" اس کے سامنے پیش ہونا مجھے معلوم نہ ہو سکا، مناظرۂ دہلی میں جو مسائل زیر بحث لائے گئے تھے ان میں اس کی کفریہ عبارات پر بحث نہیں ہوئی تھی، لہذا یہ احتمال عقلاً ممکن ہے اور التزام کفر میں احتمال ہے۔

ثانیاً "افکار وسیاسیات علماء دیوبند" صفحہ 38 پر مولانا محمد شریف نوری نے کتاب "ہدایت الصالحین برحاشیہ توقیر الحق" مصنف نواب قطب الدین دہلوی، صفحہ 87 کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مناظرہ پشاور میں مولوی اسماعیل دہلوی کو ایسی عبرت ناک ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کہ توبہ کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا تو مجبوراً اپنے عقائد سے توبہ کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے زمانے میں ان سے ایک سوال ہوا جس میں ذکر ہے کہ "ایک بات مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے"، مولوی گنگوہی

صاحب نے جواب دیا کہ "توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 85,84)

ظاہر بات ہے کہ اہل بدعت کا لفظ یہ حضرات اہل سنت کے لئے استعمال کرتے ہیں، تو اہل سنت میں یہ قول کہیں نہ کہیں مل جاتا تھا کہ اسماعیل دہلوی نے اپنے غلط مسائل سے توبہ کی تھی (یعنی توبہ کرنے کی بات مشہور تھی) یہاں اگرچہ کفریہ عبارات سے توبہ کی صراحت تو نہیں ہے مگر احتمال تو ہے اور وہی اس کے التزام کفر میں احتمال ہے۔

بعض چند شبہات کا ازالہ:

نمبر 1: مولانا فضل حق خیر آبادی اور سترہ دیگر علماء نے 1240ھ / 1825ء میں تقویۃ الایمان کی ایک عبارت پر فتوی لگاتے ہوئے لکھا ہے "اس بیہودہ کلام کا قائل ازروئے شریعت کافر اور بے دین ہے اور ہرگز مسلمان نہیں ہے۔۔۔ جو اس کے کفر میں شک وتردد لائے۔۔۔ کافر بے دین اور نامسلمان ولعین ہے"۔ یہ فتوی مولانا احمد رضا خاں کے خلاف ہے کیونکہ اس میں لزوم والتزام کی تاویلات کا دروازہ بند کردیا گیا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ یہ فتوی مولانا احمد رضا خاں کے بالکل خلاف نہیں ہے، بلکہ امام احمد رضا خاں کا بھی یہی فتوی ہے، معترض کو یہ علم نہیں ہے کہ جس کا التزام کفر ثابت نہ ہو وہ حقیقتاً قائل قرار نہیں دیا جاتا اگرچہ بظاہر قائل وہی ہو اس کی مثالیں ہم پیش کرچکے ہیں اور "التزام کفر" سے بچنے کا دروازہ توبہ ہے جسے موت بند کرتی ہے، مفتی کا فتوی بند نہیں کرتا۔

نمبر 2: 1240ھ میں مناظرہ دہلی میں اسماعیل دہلوی نے کفریہ عبارات سے توبہ نہیں کی۔

جناب اس مناظرہ میں کفریہ عبارات کو زیر بحث ہی کب لایا گیا تھا، وہاں تو چند دیگر اختلافی مسائل کو زیر بحث لایا گیا تھا۔

نمبر 3: 1246ھ / 1831ء میں مرتے وقت تک اسماعیل دہلوی نے گستاخانہ عبارات سے توبہ نہیں کی، ورنہ بعد کے علماء اہل سنت مثلاً مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی وغیرہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہ کرتے۔

جواباً عرض ہے کہ "تحقیق الفتویٰ" کے چھ سال بعد تک مولوی اسماعیل دہلوی زندہ رہا، کیا ہمارے مہربانوں کو مولوی اسماعیل دہلوی کی اس عرصے کی وہ ڈائری مل گئی ہے جو کراماً کاتبین نے لکھی تھی اور اس میں توبہ مذکور نہیں ہے۔ کیونکہ نفی کے مدعی کو علم محیط درکار ہے اور واقعات نادرہ میں اثبات واقعہ کا قول نفی پر مقدم ہوتا ہے، ممکن ہے کہ مذکورہ علماء تک یہ قول نہ پہنچا ہو یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ توبہ کا قول تو ان تک بھی پہنچا ہو مگر شرعی فقہی پیمانے پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے انہوں نے اس قول کو تسلیم نہ کیا ہو، اور توبہ کا شبہ صرف احتیاط کی ترغیب دیتا ہے اور امام احمد رضا کسی کو احتیاط پر مجبور نہیں کرسکتے۔

نمبر 4: اسماعیل دہلوی کے کفر کو یزید کے کفر سے تشبیہ دینا غلط ہے کیونکہ یزید کے ساتھ مناظرے نہیں ہوئے۔

جواباً عرض ہے کہ تشبیہ من کل الوجوہ ہونا لازمی نہیں، جس طرح یزید کو بعض مسلمان، بعض کافر کہتے ہیں، بعض توقف کرتے ہیں، یہی حال اسماعیل دہلوی کا ہے، من بعض الوجوہ تشبیہ یہاں ثابت ہے اس سے انکار کرنا تاریخ سے آنکھیں چراتا ہے۔

نمبر 5: لزوم والتزام کفر اور اسماعیل دہلوی کے سوال پر اہل سنت کا مناظر نہایت بے چارگی اور بے بسی محسوس کرتا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ اہل سنت کا مناظر یہاں قطعاً بے چارگی اور بے بسی محسوس نہیں کرتا، وہ تو اس سوال کا منتظر بیٹھا ہوتا ہے جونہی سوال آتا ہے وہ پوری وضاحت کے ساتھ معترض کا منہ بند کردیتا ہے، راقم نے مناظرہ بریلی، مناظرہ اودی، مناظرہ جھنگ اور مناظرہ بنگال وغیرہ کی روئیداد پڑھی ہیں، کئی مناظروں کی کیسٹس بھی سنی ہیں، ہمیں تو اس مسئلے میں دیوبندی، وہابی مناظر ہر جگہ دبکا ہوا نظر آیا ہے ان بے چارو ں

کو تو اس مسئلہ میں بات بھی کرنی نہیں آتی اور انہیں لزوم والتزام کفر کا فرق بھی معلوم نہیں ہوتا، چنانچہ مناظرۂ جھنگ میں دیوبندی مناظر حق نواز جھنگوی نے مولانا محمد اشرف سیالوی سے پوچھا تھا کہ "باقی رہی ایک بات یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے لزوم والتزام کی وجہ سے کافر نہیں کہا آپ بتائیں کہ لزوم کے لفظ کون سے ہوتے ہیں اور التزام کون سے ہوتے ہیں؟"۔ (مناظرہ جھنگ، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال ص107)

جو بے چارے اتنا بھی نہیں جانتے کہ لزوم والتزام میں لفظ ایک ہی ہوتے ہیں یا لفظوں میں فرق ہوتا ہے ان مناظرین کا میدان مناظرہ میں ہونے والا حشر کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، یہی وجہ ہے کہ دیوبندی، وہابی مناظرین اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات پر مناظرہ سے ہر جگہ کنی کتراتے ہیں یقین نہ آئے تو چیلنج دے کر دیکھ لیجیے۔

نمبر6: مفتی خلیل خاں بجنوری (دیوبندی) نے اپنی کتاب "انکشاف حق" میں لزوم والتزام اور احتمال کے انہی لفظوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دیگر اکابر دیوبند کی کفریہ عبارات کی بناء پر انہیں کافر کہنے سے احتیاط اور کفِ لسان کا قول کیا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ مفتی مذکور کی کتاب "انکشاف حق" میں نے پڑھی ہے جن اکابر دیوبند کو وہ بچانا چاہتا ہے نہ ان کی عبارات میں اسلامی احتمال دکھا کر انہیں لزوم کفر سے بچا سکا ہے اور نہ ہی ان افراد کے التزام کفر کی نفی پر کوئی دلیل یا احتمال دکھا سکا ہے، کتاب کو قواعد یا نظائر سے ضخیم بنانے کی کوشش کی گئی ہے، مگر ہر جگہ قیاس مع الفارق سے کام لیا گیا ہے، فی الحال اتنا اجمال کافی ہے۔

نمبر7: جب اسماعیل دہلوی کو مولانا احمد رضا خاں نے مسلمان کہا ہے تو اس کی عبارات دیوبندیوں اور اہل حدیثوں کے خلاف کیوں پیش کرتے ہو؟

جواباً عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا موقف، توقف کرنا ہے وہ نہ اسے مسلمان کہتے ہیں اور نہ ہی احتیاطاً اسے کافر کہتے ہیں، البتہ اس کی گستاخانہ عبارات کو دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابی درست اور حق مانتے ہیں، اس لئے اس کی کفریہ عبارات کو درست اور اسلامی مان کر یہ التزام کفر کے

اگلی بات یہ ہے کہ انہوں نے حوالہ کس کا دیا دیوبندیوں کا کہ دیوبندی کہہ رہے ہیں کہ شاہ اسماعیل حنفی ہے میں طالب الرحمن صاحب اور اس کے صدر سے سوال کرتا ہوں کہ کیا دیوبندیوں کی بات ہمارے لئے حجت بن سکتی ہے؟ نہیں ہمارے لئے کوئی حجت نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت بریلوی کی کوئی کتاب دکھاؤ جس میں یہ ہو کہ یہ عبارت درست ہے اور شاہ اسماعیل تمہارا نہیں ہے پھر تو بات بنے۔ (مناظرہ دیوبندیوں سے نہیں ہو رہا اہل سنت سے ہو رہا ہے)۔

مرتکب قرار پاتے ہیں، چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الکل مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں: "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 78) بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص85)۔

لہٰذا مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے پیروکار تو تقویۃ الایمان کے کفریات کا التزام کر چکے ہیں، رہ گئے غیر مقلد وہابی تو وہ تو تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف پر فدا ہیں، یقین نہ آئے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے: "تقویۃ الایمان اور اس کا مصنف عالی شان "اسماعیل وما ادراک ما اسماعیل"، آج کل بعض اخباروں میں مجاہد فی اللہ شہید فی سبیل اللہ مولانا اسماعیل رضی اللہ عنہ کی تقویۃ الایمان پر ذکر اذکار ہو رہا ہے۔۔۔۔ مختصر یہ کہ شہید مرحوم نے جو کچھ لکھا ہے قرآن حدیث اور اقوال صوفیاء کے بالکل مطابق ہے"۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص101)

اندریں حالات مولوی اسماعیل دہلوی کا التزام کفر محتمل و ظنی بھی ہو جائے تو بھی مذکورہ دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کو تقویۃ الایمانی کفریات کا التزام کفر قطعی غیر محتمل اور صریح قرار پاتا ہے۔

وماعلینا الا البلغ المبین والحمد للہ رب العالمین۔

مسلمان بھائیو! دیکھو تمہارے سامنے انہوں نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا کہ ساری قبروں کو گرا دو، اب دیکھیں رسول اللہ ﷺ کی قبر منور اٹھی ہوئی ہے۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ 186 پر ہے حضرت سفیان التمار فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کی قبر منور کو وہ مسنم تھی، اٹھی ہوئی تھی۔ اور یہ کہہ رہے ہیں اور ان کا منصوبہ ہے کہ نبیوں ولیوں کی قبروں کو گرا دو۔ وہ تو میں اگلے وقت میں جواب دوں گا (جو انہوں نے حدیث پڑھی ہے کہ) نبی علیہ السلام نے کن قبروں کو گرانے کا حکم دیا ہے۔ ابھی پہلے ایک نئی گستاخانہ عبارت سنیئے میرے ہاتھ میں یہ کتاب نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی ہے لیکن اس سے پہلے یہ بات سن لیں کہ ڈاکٹر طالب الرحمن اور اس کے صدر صاحب کسی اہل حدیث کے سامنے گئے تو وہ ان دونوں کو جوتیاں ماریں گے کیونکہ انہوں نے اپنے ہی اکابرین کو کافر کہہ دیا ہے۔

یہ ہے کتاب نواب صدیق حسن بھوپالی کی "حجج الکرامہ" اس میں صفحہ 178 پر لکھتے ہیں کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بعض انبیاء سے افضل ہیں جبکہ ہم تو کہتے ہیں (ترنم کے ساتھ مناظر اہل سنت نے شعر پڑھا)

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل　　　　اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

نبی سے کوئی امتی افضل نہیں ہو سکتا۔

حضرات! انہوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو اللہ کی ذات کو بھی نہیں چھوڑا، یہ میرے پاس کتاب ہے شاہ اسماعیل کی "ایضاح الحق" اس کا صفحہ 77 ہے۔ اس میں لکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان، جہت، ماہیت اور ترکیب عقلی سے پاک سمجھنا یہ بدعت حقیقی ہے۔ ترکیب عقلی جسم وغیرہ (یعنی اللہ کو زمانے، جگہ، جہت، ماہیت کے ساتھ مقید کر دیا اور اس کے برعکس عقیدے کو بدعت قرار دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ زمانے، وقت، جگہ، جہت، ماہیت جسم

سے بالکل پاک ہے۔)میرے پاس یہ شاہ اسماعیل ہی کی دوسری کتاب ہے "یک روزہ" اس میں لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔"

یہ ایک اور کتاب ہے "ہدیۃ المھدی" اس کے مصنف علامہ وحید الزمان ہیں جو کہ غیر مقلدین کے بہت بڑے بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔اس کا صفحہ 85 ہے اس پر موجود ہے:

نواب وحید الزمان خان لکھتا ہے لکشمن، فیثا غورث، رام چندر، یہ سارے نبی ہیں اور ان کا ادب کرنا ہم پر واجب ہے۔(استغفر اللہ)

اور یہ کتاب "تقویۃ الایمان" ہے اس میں لکھا ہے کہ:

"نبی نے فرمایا میں مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔(استغفر اللہ)

میں کہتا ہوں میرے رسول ﷺ نے کہاں فرمایا؟ ان کا تو مقام یہ ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق"۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے رزق دیئے جاتے ہیں۔لہذا نبی علیہ السلام کے لئے کہنا کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں یہ کھلی توہین ہے اور اس کتاب "تقویۃ الایمان "میں آگے لکھا گیا ہے:

"جتنی بھی چیزیں ہیں خواہ نبی ہوں یا ولی ہوں، اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔"

(معاذ اللہ)

یہاں پر اللہ کے مقابل یہ چیزیں کم نہیں بلکہ یہاں پر یہ ہے کہ اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز کی تو کوئی حیثیت ہے مگر نبی اور ولی اس سے بھی کم تر ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مسلمانو! دیکھو یہ کتنی بڑی گستاخی ہے دیکھو ذرا قلم کدھر جا رہا ہے۔

یہ اہل حدیث وہابی جو بظاہر کہتے ہیں ہم قرآن وحدیث کا درس دیتے ہیں لیکن یہ کتنے بڑے گستاخ ہیں۔

اگلی عبارت: اس کتاب تقویۃ الایمان کے اندر صفحہ نمبر 43 پر لکھا ہے: "مخلوق ہونے میں سورج، چاند، ستارے، نبی، ولی سب برابر ہیں" اب اس عبارت پر میں اس طرح کہہ سکتا ہوں مخلوق ہونے میں وہابی صدر مناظر، وہابی مولوی طالب الرحمن، خنزیر، کتا، بلا سب برابر ہیں، مولوی صاحب کیا یہ ٹھیک ہے؟

وہابی مناظر: انتہائی پریشانی اور بوکھلاہٹ کے عالم میں جواب دیتا ہے۔

ٹھیک ہے برابر ہیں۔

اس پر سامعین کی طرف سے ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا۔

قریشی صاحب مسکراتے ہوئے بولے: واہ مولوی صاحب! یہ بتاؤ کہ پھر انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا کیا مطلب ہے۔

حضرات! میں یہ ایک اور عبارت گستاخی کی پڑھنے لگا ہوں اسی کتاب تقویۃ الایمان میں شاہ اسمٰعیل نے صفحہ 16 پر لکھا ہے:

"چھوٹی مخلوق ہو یا بڑی وہ اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔ (معاذ اللہ)

اور اسی کتاب کے اندر خود مصنف نے چھوٹی اور بڑی مخلوق کی وضاحت کر دی ہے اور لکھا ہے کہ:

بڑی مخلوق رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ نے گذشتہ وقت میں سنا ہے کہ طالب الرحمن صاحب نے خود ہی یہ عبارت پڑھی تھی۔ تو کیا رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں؟

یہ میرے پاس کتاب ہے ان وہابیوں کے جد اعلیٰ ابن عبدالوہاب نجدی کی "کتاب التوحید" اس کے صفحہ نمبر 168 پر لکھا ہے:

"آدم و حواء نے شیطان کا صرف کہا مانا تھا اس کی عبادت نہیں کی تھی یعنی ان کا یہ شرک "شرک فی الطاعة" تھا نہ کہ "شرک فی العبادة"۔ (استغفر اللہ)

او ظالمو! کیا نبی بھی مشرک ہو گیا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اس کتاب کے مصنف ابن عبد الوہاب نجدی ہیں اور ہماری شرائط میں یہ بات موجود ہے اگر کوئی شخص کسی کو اپنا امام نہیں مانتا تو اس پر فتویٰ لگائے اور دوسری بات انہوں نے میری اس بات کا جواب نہیں دیا کہ ان کے امام نے نبی پاک ﷺ کے ماں باپ کو کافر کہا ہے کہ وہ کافر ہیں۔

میں کہتا ہوں او طالب الرحمن کافر کے بچے او مشرک کے بچے۔[1] اس پر وہابی مناظر کا پسینہ نکل آیا۔ (وقت ختم)

(1) قارئین اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قبلہ قریشی صاحب نے مناظرہ میں گالیاں دی ہیں بلکہ دراصل قریشی صاحب نے یہ انداز اس لئے اختیار کیا تھا تا کہ ڈاکٹر صاحب کو اندازہ ہو کہ ان کے ماں باپ کو کافر کہا جائے تو انہیں کس قدر تکلیف ہوتی ہے تو ان کے بڑوں نے تو رسول اللہ ﷺ کے والدین کو کافر کہا ہے۔ کیا اس میں نبی پاک ﷺ کی اذیت نہیں

وہابی مناظر (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔
آدم علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ آدم کو منع کیا دانا کھانے سے انہوں نے غلطی کی اور دانا کھالیا۔ ابن عبد الوہاب نے اس کا تذکرہ کیا تو اس میں کیا فرق پڑا۔[1]
دوسرا جواب، یہ ہے کہ یہ میرے پاس ایک کتاب ہے غلام فرید کی اس میں یہ کہا ہے سب سے قدیم مذہب ہندو کا تھا کیونکہ آدم علیہ السلام کا مذہب تھا۔
دوسری بات انہوں نے پیش کی کہ شاہ اسماعیل نے کہا ہے کہ چوہڑے چمار کے برابر ہے ساری مخلوق۔ تو یہ آپ کی کتاب نظام الدین اولیاء کی اس میں ہے ساری مخلوق کو اونٹ کی مینگنی کے برابر سمجھے۔[2] اس میں نبی ولی سب شریک ہیں اور انہوں نے بات کی مٹی میں ملنے کی نبی

---

(1) قارئین غور فرمائیں! اللہ کے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو ابن عبد الوہاب نجدی نے "مشرک" کہا تو وہابی مناظر کہتا ہے کہ اس میں کیا فرق پڑا حالانکہ اس بات پر پوری امت متفق ہے کہ اللہ کا نبی گناہوں سے پاک ہوتا ہے ورنہ نبی علیہ السلام اور ایک عام مجرم میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اور حضرت آدم علیہ السلام کا دانا کھانا ان کا زحول تھا، نہ کہ گناہ۔ اور وہابیہ نے اس زحول کو شرک قرار دیا آپ غور فرما سکتے ہیں کہ بات بات پر اہل سنت پر شرک وکفر کے فتوے لگانے والے اتنے منہ پھٹ ہو گئے کہ ان کے فتویٰ شرک سے اللہ کے معصوم انبیاء علیہم السلام بھی نہیں بچ سکے۔ (معاذ اللہ)

(2) شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت تھی کہ تمام چھوٹی مخلوق اور بڑی مخلوق اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ اس پر مناظر اہل سنت نے واضح کیا تھا کہ مصنف نے خود اپنی عبارت میں بڑی مخلوق کی

وضاحت کی ہے کہ بڑی مخلوق سے مراد اللہ کا نبی ﷺ ہے تو کیا اللہ کا نبی ﷺ اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہے؟۔(معاذ اللہ)

اس کے رد میں وہابی مناظر نے حضرت نظام الدین اولیاء کی کتاب کا حوالہ دیا کہ ساری مخلوق کو اونٹ کی مینگنی کے برابر سمجھے، یہ نظام الدین اولیاء کا قول نہیں بلکہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 521 حلیۃ الاولیاء جلد 5 صفحہ 212 اور الزہد والرقاق لابن المبارک جلد اول صفحہ 312 پر ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لایکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عندہ کالاباعر" یعنی انسان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک لوگ اس کے سامنے مینگنی کی طرح نہ ہو جائیں۔وہابی مناظر نے اس سے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ دیکھو یہاں پر بھی یہ درس دیا جارہا ہے کہ سارے انسان اللہ کے سامنے مینگنی کی طرح سمجھے جائیں، حالانکہ یہ اس گستاخانہ عبارت کا جواب ہرگز نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ ایک ہے کسی چیز یا ذات کا ذکر "تحت العموم" اور ایک ہے "ذکر بالتخصیص"۔ذکر تحت العموم کا معاملہ اور ہے اور تخصیص کے ساتھ ذکر کا معاملہ اور۔ مثلاً ایک ہے: "اللہ خالق کل شیء" کہنا یعنی اللہ ہر شیء کا خالق ہے، یہ اس کی عظمت کا بیان ہے۔ اب ہر شیء کے اندر انسان، حیوان، بندر، خنزیر سب داخل ہیں اب اگر کوئی شخص تخصیص کر کے کہتا ہے: "اللہ خالق الخنازیر" اللہ خنزیروں کا پیدا کرنے والا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔ اسی طرح ایک حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم اومتعلم" (ابن ماجہ، ترمذی جلد2 صفحہ 52 مشکوۃ صفحہ 441)

"آگاہ رہو دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اس سے محبت کرے اور عالم اور علم سیکھنے والے" اب یہاں چار چیزوں کا لعنت سے استثناء ہے ذکر، ذکر سے محبت والے، عالم اور متعلم۔ اس حدیث کو اس طرح بیان کیا جائے تو کوئی طبقہ اسے اپنی توہین نہیں سمجھتا لیکن اگر تخصیص کر کے کہا جائے کہ سارے ڈاکٹر، سارے فوجی، سارے پولیس والے، سارے دکاندار، سارے کھلاڑی، سارے سیاستدان ملعون ہیں تو یقیناً اس میں گستاخی ہوگی اور اس پر اگر مذکورہ حدیث کو بطور دلیل پیش کیا جائے تو کیا یہ قابل قبول ہوگا؟ تخصیص کی صورت میں؟ اس طرح ایک ہے یہ کہنا

کہ "ساری مخلوق اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز کی طرح ہے" تو یہ اور بات ہے۔ اور "تمام انبیاء اور تمام شہداء، تمام اولیاء، امام، امام زادہ" کو ذکر کر کے کہنا کہ یہ اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں تو یہ اور بات ہے۔ یہاں انبیاء و اولیاء کی تخصیص نے اس عبارت کو گستاخانہ بنا دیا ہے اور یہاں سنگینی تخصیص کی وجہ سے آئی ہے۔ اس کی مثال یوں بھی سمجھئے کہ ابن ماجہ کتاب الزہد کی روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! "دلنی عمل اذا عملته احبني الله واحبني الناس" حضور مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جسے بجالا کر میں اللہ کا بھی محبوب بن جاؤں اور لوگ بھی مجھ سے پیار کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ازہد فی الدنیا یحبک اللہ" دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تجھ سے پیار کرے گا اور "ازہد فیما عن الناس یحبک الناس" تمام انسانوں سے بے رغبت ہو جا تو لوگ تجھ سے پیار کریں گے۔ اب غور کریں یہاں کہا گیا کہ لوگوں سے بے رغبت ہو جا، تو کیا اس سے کوئی یہ ثابت کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ سے بے رغبت ہو جانا چاہئے کیونکہ وہ بھی "الناس" میں شامل ہیں؟ جب یقیناً نہیں تو اس طرح مذکورہ مینگنی والی روایت میں بھی جب کہا گیا کہ "بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ لوگوں کو اللہ کے سامنے مینگنی کی طرح نہ سمجھے" تو یہاں پر بھی انبیاء، اولیاء و اتقیاء اس میں شامل نہیں، جبکہ شاہ اسماعیل کی عبارت میں انبیاء و اولیاء کی تخصیص اور بڑی مخلوق سے نبی ﷺ کو مراد لینے کی تشریح موجود ہے، لہٰذا اس کا یہ جواب قطعاً نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: "انه کان ظلوما جهولا" وہ (انسان) بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔ (ترجمہ از مولانا محمد جوناگڑھی) اب اگر اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے بندہ کہے کہ انبیاء، اولیاء، علماء، صلحاء، اتقیاء اور ائمہ ظالم و جاہل ہیں تو کیا یہ گستاخی نہ ہوگی؟ یقیناً یہ گستاخی تخصیص کی وجہ سے آئی ہے۔ اسی طرح ایک شہر میں ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں امیر غریب، سید، عباسی، چوہڑے، مسلی۔ شہر کا ناظم آئے تو اگر اعلان کیا جائے کہ یہ شہر کے ناظم صاحب آئے ہیں، تو اس میں اس "ناظم" کی عزت ہے لیکن اگر تخصیص کر کے کہا جائے کہ "چوہڑوں اور مسلیوں کے ناظم آئے ہیں" تو اس میں اس کی توہین ہے۔

مذکورہ مینگنی والی روایت کو مولانا نذیر حسین دہلوی صاحب فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ 109 پر ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں "یہ جو تمام مخلوقات کو اونٹ کی مینگنی سے تشبیہ دی ہے یہ صرف اس بات میں ہے کہ

کسی بھی معدوم چیز کو موجود کرنے کی یا موجود کو معدوم کرنے کی "ذاتی" طاقت نہیں ہے"۔ لیجئے وہابی مناظر کے شیخ الکل نے بات ہی ختم کردی کہ یہاں پر یہ تشبیہ ذاتی طاقت کے حوالے سے ہے ذلت ورسوائی کے حوالے سے نہیں پھر اس روایت کو گستاخانہ عبارت "انبیاء، اولیاء، امام، امام زادے سب اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں"۔ اور "ہر چھوٹی بڑی مخلوق اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہے" کے دفاع کے طور پر کس طرح پیش کیا جاسکتا ہے؟۔

کیونکہ روایت میں ہے: "حتی یکون الناس عنده کالاباعر" یہاں پر "اباعر" پر کاف تشبیہ کا داخل ہوا ہے اور اباعر کو "مشبہ بہ" بنایا گیا ہے جبکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں تھوڑی سی مناسبت بھی تشبیہ کے لئے کافی ہوتی ہے اور پھر شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی نے بھی وضاحت کردی ہے کہ یہاں اس روایت میں تشبیہ ذلت وکم تری کی مناسبت سے نہیں ہے۔ اب اگر شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی عبارت پر غور کریں تو انہوں نے انبیاء واولیاء کو چمار اور ذرہ ناچیز سے تشبیہ نہیں دی، بلکہ صراحتاً کہہ دیا "انبیاء واولیاء امام، امام زادے جتنے مقرب بندے ہیں یہ اللہ کے آگے ذرہ ناچیز سے کم تر ہیں" اور "ہر مخلوق خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی وہ اللہ کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے" جب یہاں پر تشبیہ نہیں بلکہ تقابل ہے تو پھر وہابی مناظر کا اس حدیث کو گستاخانہ عبارت کے مقابلے میں پیش کرنا سعی لاحاصل ہے۔ اگر شاہ اسماعیل دہلوی صاحب اپنی عبارت میں یہ کہہ دیتے کہ ساری مخلوق اللہ کے سامنے ذلیل ہے۔ یا ذرہ ناچیز ہے تو پھر ہم اس کو "عام مخصوص منه البعض" کے قبیل سے بناسکتے تھے لیکن جب دہلوی صاحب نے ہر مخلوق کے بعد چھوٹی بڑی کا اضافہ کردیا تو "عام مخصوص منه البعض" کا دروازہ ہی بند کردیا اور یہ ظاہر ہے کہ بڑی مخلوق انبیاء، اولیاء، ملائکہ ہی کو کہتے ہیں اگر نہیں تو ذریت دہلوی بتلائے کہ انبیاء واولیاء مخلوق کے کس قبیل سے ہیں؟ چھوٹی مخلوق سے یا بڑی مخلوق سے؟ اور پھر "انبیاء واولیاء امام، امام زادہ اور جتنے مقرب بندے" کی صراحت نے ہر تاویل کا دروازہ بند کردیا ہے۔

وہابی، انبیاء واولیاء کو اللہ کے سامنے ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کم تر کہہ رہے ہیں جبکہ قرآن کہتا ہے: "لله العزة ولرسوله وللمومنین ولکن المنافقین لایعلمون" عزت اللہ کیلئے ہے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اور مومنین کیلئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی عزتیں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے، "واتخذ الله ابراهیم خلیلا" اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔

مر کر مٹی میں مل گئے تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ میرے پاس فتاویٰ ثنائیہ ہے اس میں ہے کہ انبیاء کے جسم قبروں میں سڑتے گلتے نہیں بلکہ جوں کے توں باقی رہتے ہیں اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔(1) امام مہدی جو نبیوں سے افضل ہیں یہ ابن ابی شیبہ محدث نے کہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا: "کان عند اللہ وجیہا" وہ اللہ کے ہاں عزت والے ہیں، اولیاء کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے "الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون" اور پھر قیامت کے دن حضور ﷺ کے سر انور پر تاجِ شفاعت اور مقام محمود پر جلوہ گری اور لواء الحمد کے نیچے تمام مومنین کا اکٹھا ہونا، کیا یہ اللہ کے سامنے انبیاء کی عزت کی دلیل ہے یا ذلت اور کمتری کی؟

(1) قارئین! وہابی مناظر نے کس طرح مکاری سے کام چلانے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہاں عقیدہ "حیات النبی" کے متعلق نہیں پوچھا گیا کہ تمہارا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے بلکہ یہی تو اعتراض کیا گیا کہ پوری امت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھا سکتی، تو شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں جو لکھا ہے کہ "نبی مر کر مٹی میں مل گئے ہیں" تو کیا یہ گستاخی نہیں ہے؟ بجائے اس کا جواب دینے کے وہابی مناظر نے اپنا عقیدہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ نیز وہابیہ بھی شاہ اسماعیل کی اس دریدہ دھنی کو گستاخی سمجھتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ تقویۃ الایمان کا جدید ایڈیشن نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور کا چھپا ہوا ہے اس کے صفحہ 114 پر اس عبارت کو "میں مر کر مٹی میں ملنے والا" کی جگہ "میں بھی فوت ہو کر آغوش لحد میں جا سوؤں گا" سے بدل دیا گیا ہے۔ اگر یہ گستاخی نہ تھی تو اس عبارت کو بدلنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بعد از وصال حیات کاملہ عطا فرما رکھی ہے اور انبیاء کے اجساد طیبات کو ان کی عظمت کے پیش نظر سلامت رکھا ہے حدیث مبارکہ ہے "ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء"

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو نقصان پہنچائے یہ حدیث پاک ابن ماجہ باب فضل الجمعہ صفحہ 118، ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ 157، نسائی شریف جلد اول صفحہ 203، مسند

احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 577، مصنف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن خزیمہ، سنن بیہقی میں موجود ہے اور وہابیہ کے معتمد علیہ علامہ البانی صاحب نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے "فنبی اللہ حی یرزق" یعنی اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور (منجانب اللہ) رزق بھی دیا جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے "الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون" اللہ کے نبی اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں (بیہقی شریف) اور اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے جلد 6 صفحہ 148 پر اور یہ حدیث صحیح ہے اور اس روایت کی تائید مسلم شریف کی روایت سے بھی ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں معراج والی رات کثیف احمر کے پاس موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ (مسلم شریف جلد 2 صفحہ 268، مصنف ابن شیبہ عن انس، مسند ابی یعلی، صحیح ابن حبان، سنن نسائی باب ذکر صلوۃ نبی موسیٰ، مسند احمد بن حنبل اور حدیث صحیح ہے)

نیز بخاری شریف جلد اول صفحہ 186 پر حدیث مبارکہ ہے حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن عبد الملک بن مروان کی حکومت کے دور میں حضرت عائشہ کے حجرے کی دیوار گری تو لوگ اسے بنانے لگے تو جبھی ایک قدم دکھلائی دیا لوگ گھبرا گئے۔ اور سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کا مبارک قدم ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ عروہ بن زبیر نے ان سے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم یہ آنحضرت ﷺ کا قدم مبارک نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا "قدم" ہے۔ یاد رہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال 23 ہجری میں ہوا اور تعمیر کا مذکورہ واقعہ 87 ہجری کا ہے۔
(تاریخ الخلفاء)

بخاری کی روایت کے مطابق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جسم مقدس 64 سال بعد بھی صحیح سلامت رہا اگر رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی رضی اللہ عنہ کے جسم کو مٹی نہ کھا سکی اور غلام مٹی میں نہ مل سکا تو اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ مٹی میں کیسے مل سکتا ہے؟ کرامات اہل حدیث صفحہ 19 پر قاضی سلیمان منصور پوری کی بابت لکھا ہے کہ قاضی صاحب 1910 میں مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ پر حاضر ہوئے اور مراقبہ کیا قاضی صاحب نے دل میں کہا شاید ان بزرگوں (ضیاء معصوم اور مجدد صاحب) نے آپس میں کوئی راز کی بات کرنی ہو تو یہ سوچ کر اٹھے ہی تھے کہ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ

مناظر اہل سنت: مولانا ابن ابی شیبہ محدث نے کہاں کہا ہے حوالہ دے دیں تو میں یہ عبارت واپس لے لوں گا، ابن ابی شیبہ نے کہاں کہا ہے کہ "امام مہدی انبیاء سے افضل ہیں"۔

وہابی مناظر: بغلیں جھانکنے لگا اور کوئی جواب نہ بن سکا، پھر بات کو شروع کیا، حنیف قریشی نے بات کی ہے کہ مخلوق ہونے میں سب برابر ہیں تو میں کہتا ہوں ساری مخلوق اللہ کی ہے کافر بھی اللہ کی مخلوق ہے اور مسلمان بھی لیکن محمد رسول اللہ کا کیا مقام ہے، فتاوٰی ثنائیہ میں ہے تمام انبیاء کے سردار ہیں لہٰذا مخلوق تو سب ہیں۔ (۱)

سلیمان بیٹھے رہو کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے، قاضی صاحب نے بیان کیا کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے۔ سردست اس کرامت پر میں حاشیہ آرائی نہیں کرنا چاہتا قارئین سے التماس ہے کہ وہ غور کر لیں کہ دل میں سوچ کر اٹھے تو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو قبر میں لیٹے ہیں انہیں کیسے پتہ چل گیا؟ اور پھر کتنا اختیار ہے کہ بیداری کے عالم میں اپنے ہاتھ سے قاضی صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا، بس اگر غلام کی قبر زندہ ہے تو نبیوں کے امام ﷺ کے بارے میں یہ نظریہ کیسے درست مانا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔ یقیناً امام الوہابیہ شاہ اسماعیل کا نظریہ قرآن وحدیث سے ٹکرا رہا ہے اور احادیث کا واضح انکار ہے۔

(۱) یہاں پر بھی وہابی مناظر نے بات گول مول کرنے کی کوشش کی حالانکہ مناظر اہل سنت، قریشی صاحب کا اعتراض تو یہ تھا کہ شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ مخلوق ہونے میں چاند اور سورج اور نبی اور ولی سب برابر ہیں۔ تو یہاں سورج چاند کو نبیوں ولیوں کے برابر کہا، مخلوق ہونے میں بھی عام انسان اشرف المخلوقات ہے چہ جائیکہ انبیاء واولیاء۔ حالانکہ نبی ﷺ کی شان تو یہ ہے کہ چاند ان کے اشارے پر دو ٹکڑے ہو گیا، سورج آپ کے کہنے سے ڈوبا ہوا واپس پلٹا (شفاء شریف، الحاوی للفتاوی، عمدۃ القاری مجمع الزوائد، مقاصد حسنہ، نسیم الریاض) اور پھر انبیاء علیہم السلام بھی باہم برابر نہیں بلکہ "تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض" "وہ بعض بعضوں پر فضیلت رکھتے ہیں پھر یہاں چاند اور سورج کو نبی اور ولی کے ساتھ ذکر کر کے برابری کی تعلیم دینا بھی بے ادبی ہے اور پھر شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان صفحہ نمبر 8 پر تو حد ہی کر دی، لکھتا ہے: " قدرت تصرف ثابت کرنے میں اولیاء، انبیاء، جن،

رہی بات شاہ اسماعیل کی کسی دیوبندی نے کہا ہے یہ دیوبندی اور کسی اہل حدیث نے کہا ہے اہل حدیث پھر تو یہ شخصیت متنازع بن گئی (عجیب حرکتیں ہیں وہابی مناظر کی شاہ اسماعیل کا انکار اور اسے متنازع شخصیت بھی بتارہا ہے اور ساتھ ساتھ اس کی عبارات کا جواب بھی دے رہا ہے)۔

میں نے دعویٰ کیا تھا ایک لاکھ، دولاکھ شکست لکھ کر دینے کو تیار ہوں، جو تمہادعویٰ کرتا ہوں میں تمہارے مذہب میں آتا ہوں ثابت کردو کہ گدھے والی عبارت شاہ اسماعیل دہلوی کی ہے۔

احمد رضا نے کہا تھا جو اس کو کافر کہے گا رو کیں گے نہیں اور حنیف قریشی نے کہا کہ وہ کافر تھا۔ اور انہوں نے وحید الزمان کا حوالہ دیا تھا وہ خود لکھتا ہے لغات الحدیث میں کہتا ہے مجھ کو میرے ایک دوست نے خط لکھا کہ جب سے تم نے "هدية المهدى" تالیف کی ہے تو اہل حدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس العلوم مرحوم مراد آبادی، فقیر الحق پنجابی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ تم سے بددل ہی ہوگئے ہیں اور اہل حدیث کا اعتماد تم سے جاتا رہا (یعنی یہ ہمارا نہیں ہے)۔ (1)

شیطان، بھوت اور پری میں کوئی فرق نہیں" یہاں اولیاء وانبیاء کو جنات اور شیاطین کے برابر قرار دیا حالانکہ انبیاء واولیاء میں طاقت تصرف نورانی ہے اور اللہ کی عطا کردہ ہے اور حسن ہے جبکہ شیطان اور بھوت پری کا تصرف خسیس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ واقعتاً اہل اللہ کی توہین کا نام "مذہب وہابیہ" ہے۔

(1) قارئین ایک ہے باہم علماء کا آپس میں جھگڑا اور ایسا ہوتا رہتا ہے جس طرح سیرت ثنائی صفحہ 460 پر موجود ہے کہ روپڑی اور ثنائی گروپوں میں تنازعہ ہوا اور فیصلہ سلطان سعود نے کروایا۔ اسی طرح غزنوی اور دیگر اہل حدیث پارٹیوں کے اختلاف چلتے رہے ہیں، یونہی احسان الٰہی ظہیر اور مولوی عطاء اللہ حنیف "پبلشر الاعتصام" کا جھگڑا چلتا رہا۔ اور عطاء اللہ صاحب نے الاعتصام پر قبضہ کیا۔ چالیس علمائے اہل حدیث) وہابی مناظر کا اتنا کہنا کہ وحید الزمان کو کسی نے خط لکھا کہ علماء تجھ سے ناراض ہیں۔ کسی کا خط لکھنا اہل حدیث کو مولانا وحید الزمان کی گستاخانہ عبارات سے بری نہیں کرسکتا۔ جب تک

کہ اہل حدیث کے اکابرین کی طرف سے ان کے خلاف واضح فتویٰ نہ آجائے کہ یہ شخص اپنی عبارات کی وجہ سے گستاخ ہے۔ حالانکہ نواب وحید الزمان کو اہل حدیث علماء اپنے اکابرین میں شمار کرتے ہیں اس پر چند حوالہ جات کہ علامہ وحید الزمان ان کا چوٹی کا عالم گزرا ہے۔

- کتاب "چالیس علمائے اہل حدیث"، مصنف عبد الرشید عراقی صفحہ 103 تا 109 پر آپ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا، عبد الرشید عراقی لکھتے ہیں: مولانا وحید الزمان کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ایک نئے رنگ میں خدمت حدیث کی ہے۔ آگے لکھتے ہیں: مولانا ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر قرآن، محدث، فقیہہ، مورخ، متکلم، معلم، مترجم، نقاد، دانشور، مبصر، مصنف اور عربی فارسی اور اردو کے بلند مرتبہ ادیب تھے اور انہیں سند فراغت وسند حدیث سید نذیر حسین دہلوی سے ملی آپ نے اپنے بھائی سے متاثر ہو کر اہل حدیث مسلک قبول کیا۔ کتاب کے مقدمہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز لکھتے ہیں کہ: مولانا وحید الزمان کی خدمات حدیث ناقابل فراموش ہیں۔
- اہل حدیث کے چوٹی کے عالم بدیع الدین الراشدی صاحب جن کے والد میاں نذیر حسین دہلوی کے سند یافتہ تھے اور بدیع الدین راشدی ثناء اللہ امرتسری کے شاگرد ہیں (چالیس علمائے حدیث صفحہ 403)، آپ "ہدایۃ المستفید" کے مقدمے میں اہل حدیث علماء کی خدمات دینیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اور علامہ وحید الزمان کو ان میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "نواب عالی جاہ، عالم باعمل، فقیہ وقت، محب السنہ، وحید الزمان"۔

قارئین! وہابی مناظر نے ثناء اللہ امرتسری اور وحید الزمان صاحب کے اختلاف کا حوالہ دے کر جان چھڑانے کی کوشش کی تھی، علامہ بدیع الدین راشدی صاحب ثناء اللہ امرتسری کے شاگرد ہیں اگر واقعی نواب وحید الزمان کی گستاخانہ عبارات امرتسری صاحب کے نزدیک سنگین ہوتیں تو ان کے شاگرد راشدی صاحب علامہ وحید الزمان کی تعریف کیسے کرتے؟۔

- تحریک اہل حدیث صفحہ 330 پر ہے: وحید الزمان رحمہ اللہ شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔

یاد رہے کتاب ہدیۃ المہدی 1906 میں شائع ہوئی (مقدمہ لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 2) 1906 کے بعد اہل حدیث کے حافظ عبد اللہ غازی پوری، مولانا احمد حسن، مولانا ثناء اللہ امر تسری، محمد بن ابراہیم جونا گڑھی، قاضی سلیمان منصور پوری، ابراہیم میر سیالکوٹی، عبد المجید خادم سوہدروی جیسے 34 چوٹی کے اہل حدیث علماء گزرے اور ان کی 1395 تصانیف ہیں۔ کیا اہل حدیث وہابی حضرات دکھا سکتے ہیں کہ ان علماء میں سے کس کس نے علامہ وحید الزمان صاحب کی گستاخانہ تحریروں پر فتویٰ صادر کیا ہے؟

- محمد اسحاق بھٹی الحدیث اپنی کتاب "برصغیر کے اہلحدیث خدام قرآن" صفحہ نمبر 661 پر نواب وحید الزمان خان کے اہل حدیث ہونے کا اقرار بایں الفاظ کرتے ہیں: برصغیر کے جن علمائے حدیث نے کسی نہ کسی انداز میں قرآن مجید کی خدمت کو اپنے لئے ضروری قرار دیا ان میں علامہ نواب وحید الزمان خان کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک اہل حدیث اہل علم، مولانا وحید الزمان کو اپنا اکابر سمجھتے ہیں اور جگہ جگہ ان کے نام کے ساتھ دیگر القابات کے ساتھ ساتھ رحمہ اللہ جیسے دعائیہ کلمات بھی لکھ رہے ہیں جیسے:
- کتاب "اہل حدیث کی خدمات حدیث" مصنف ارشاد الحق اثری صاحب صفحہ 80
- "اہل حدیث کی علمی خدمات" مصنف نوشیروی صاحب صفحہ 59
- "احادیث ہدایہ" مصنف ارشاد الحق اثری صاحب صفحہ 17
- تحفہ حنفیہ" مصنف داؤد ارشد صاحب صفحہ 389 پر لکھتے ہیں: مولانا وحید الزمان بلاشبہ ایک فاضل شخص تھے۔
- "تاریخ اہل حدیث" مصنف مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی صفحہ 482 امام الکل نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں میں شمار کیا۔

مناظر اہل سنت نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا وحید الزمان خان اگر آپ کا نہیں ہے تو اس پر فتویٰ دو کیونکہ اس نے رام چندر اور لکشمن وغیرہ کو نبی کہا اور اس کے علاوہ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین بھی کی ہے اور اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملعون کہا ہے مولوی صاحب دیانت بھی کوئی چیز ہوتی ہے اگر یہ تمہارا نہیں اور اگر تم قرآن وسنت کو ماننے والے ہو تو پھر لگاؤ اس پر فتویٰ آگے نہیں چلنے دوں گا۔

- "عقیدہ مسلم" مصنف یحییٰ گوندلوی صاحب نے صفحہ 13 تا 15 پر علامہ وحید الزمان کو خراج تحسین پیش کیا۔

وہابی مناظر نے جواب دیا کہ دیکھیں یہ میرے پاس کتاب ہے مقابیس المجالس خواجہ غلام فرید کی اس میں ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا رام لکشمن وغیرہ کون تھے انہوں نے جواب دیا یہ سب اپنے اپنے وقت کے نبی تھے۔ (1)

---

(1) قارئین کرام! وہابی مناظر نے گستاخانہ عبارت کا جواب "مقابیس المجالس" کے ذریعے دینے کی کوشش کی، مقابیس المجالس کی حقیقت کیا ہے اس عنوان پر مناظر اسلام علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب ہی کا ایک مقالہ شامل تحریر کیا جاتا ہے۔

مقابیس المجالس کی اصلیت: مقابیس المجالس جس کا نام "اشارات فریدیہ" ہے یہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف کی تصنیف نہیں بلکہ یہ کتاب مولوی رکن الدین نے ترتیب دی ہے اور اس میں اس نے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ یہ کتاب روز اول سے ہی متنازعہ رہی ہے اور کسی دور میں اس کو مستند حیثیت حاصل نہ ہو سکی اس کی وجہ یہ ہے کہ معاندین حق وصداقت ابتداء ہی سے مذہب حق کے لباس میں ملبوس ہو کر خفیہ طریقہ سے اپنے زہریلے جراثیم سے اہل حق کو ملوث کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں بدیں صورت ایک مرزائی مسمی غلام احمد اختر ساکن اوچ، دربار عالیہ فریدیہ پر اکثر حاضر ہوا کرتا، بظاہر سنی تھا لیکن درپردہ اس کو مرزائیوں کی طرف سے ایک اہم مشن سونپا گیا تھا۔ اس سنی نما مرزائی مولوی غلام احمد اختر کے چاچڑاں میں قیام سے چار سال پہلے مولوی رکن الدین حضرت بابا غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کرنے میں مصروف تھا۔ مرزائی غلام احمد اختر جو کہ انتہائی چالباز، ہوشیار اور جعلساز آدمی تھا، نے مولوی رکن الدین کی دربار فریدی میں حیثیت دیکھی تو اس کو اپنے جال میں لانے کے لئے مرزائیوں کی طرف سے ملنے والی رقوم کا بے دریغ استعمال کیا۔ چنانچہ جب مولوی رکن الدین مکمل قابو میں آیا تو اس غلام احمد نے جعلی طور پر مرزا قادیانی سے خط وکتابت کا سلسلہ شروع کروادیا۔ چنانچہ مقابیس المجالس جلد سوم مقبوس 17 پر یہ شہادت موجود ہے۔

مولوی رکن الدین لکھتا ہے: "اندریں اثنا اخوی صاحب مولوی غلام احمد اختر جواب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی که بفرمان حضور بعبارت عربی نوشته بود پیش حضور کرد حضور تمام مکتوب را مطالعه نمودند آنگاه فرمودند که بروئے مهرمن زده ارسال نمایند"۔ اسی اثنا میرے بھائی مولوی غلام احمد اختر نے مرزا غلام احمد قادیانی کا جواب جو کہ حضرت (خواجہ فرید) کے فرمان سے عربی زبان میں لکھا گیا تھا حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضور نے پورے خط کا مطالعہ فرمایا اور پھر فرمایا کہ اس پر میری مہر لگاؤ اور اس خط کو ارسال کر دو۔

مرزائیوں کا مشن اس وقت پورا ہوا جب مولوی غلام احمد اختر نے مقابیس المجالس کی تیسری جلد میں مرزا قادیانی کیلئے ایک خط لکھوایا اور اس میں مرزا قادیانی کے متعلق تعریفی کلمات درج کئے اور اس میں لکھوایا کہ مرزا قادیانی "من عباد الله الصالحين" ہے۔

پھر مولوی رکن الدین جلد ثالث میں لکھتا ہے: مولوی عبد الجبار و مولوی عبد الحق (جو کہ مشہور وہابی تھے) نے حضور کی خدمت میں چند خطوط بھیجے کہ حضور نے مرزا قادیانی کو من عباد اللہ الصالحین کیوں لکھا ہے تو خواجہ صاحب کی طرف سے جوابا تحریر کیا گیا کہ جس طرح میں مرزا صاحب کو نیک سمجھتا ہوں اسی طرح آپ صاحبان کو نیک تصور کرتا ہوں اگرچہ لوگ تمہیں وہابی کہتے ہیں۔

پھر یہی مولوی رکن الدین جلد چہارم مقبوس نمبر 60 (فارسی) پر حضرت خواجہ صاحب کی طرف ایک افتراء منسوب کرتا ہے: "کہ عیسیٰ علیہ السلام باقی انبیاء و اولیاء کی طرح مرفوع ہوئے ہیں"۔ یعنی وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وصال فرما کر دیگر انبیاء و اولیاء کی طرح مرفوع ہوئے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث کا ادنیٰ سا علم بھی رکھنے والا اس حقیقت کو جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر موجود ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے متعلق اس مرتب نے یہ ملفوظ کیوں لکھا۔؟ اس کا آسان سا جواب یہ ہے کہ چونکہ مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ نہیں بلکہ وصال فرما گئے ہیں اور مسیح موعود مرزا (لعنتی) ہے تو چونکہ اس مرتب کا مقصد مرزا قادیانی کے دعویٰ کے اثبات کے لئے خواجہ صاحب کے تائیدی ملفوظات مہیا کرنا تھا لہذا اس

نے مذکورہ حرکت کی۔ حالانکہ حضرت خواجہ صاحب کا مرزا قادیانی کو "من عباد اللہ الصالحین" قرار دینا تو دور آپ اس کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے۔

اس پر سب سے پہلی گواہی خود خواجہ صاحب کی اپنی تصنیف "فوائد فریدیہ" ہے آپ نے اس کتاب میں صفحہ 53 پر جہنمی اور مردود فرقوں کا ذکر کیا ہے جو کہ خود کو مسلمان کہلاتے ہیں حالانکہ وہ در حقیقت جہنمی ہیں ان جہنمی اور مردود فرقوں میں انہوں نے "احمدیہ مرزائیہ" فرقہ بھی ذکر کیا ہے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اپنی تصنیف میں ایک فرقے کو جہنمی اور مردود لکھے اور اپنے "ملفوظ" میں وہ اس فرقے کے بانی کو "من عباد اللہ الصالحین" قرار دے؟

اس کے علاوہ فوائد فریدیہ میں علامات قیامت کے عنوان کے تحت آپ لکھتے ہیں: جاننا چاہیئے کہ دجال پلید کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اس پلید کو قتل کریں گے اور تخت سلطنت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹھیں گے آنحضرت ﷺ کے دین پر ہوں گے اور چالیس سال حکومت کریں گے۔ اب خود سوچیں! اپنی تصنیف میں جو شخص نزول عیسیٰ علیہ السلام کو علامات قیامت میں سے بڑی علامت قرار دے وہ اپنے ملفوظات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کی بابت کس طرح ارشاد فرما سکتے ہیں؟

اور پھر مرزائیوں نے اپنے اس گماشتے کے ذریعے بہت سارا فائدہ حاصل کر لیا۔ مقابیس المجالس کی اشاعت کے بعد مرزائیوں کی طرف سے حسب پروگرام خوب پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مرزائیوں کی طرف سے "شہادات فریدی" کے نام سے رسالہ چھپا جس میں لوگوں کو ورغلانے کی خاطر یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب بھی مرزا قادیانی کے "تائیدی" ہیں چنانچہ مشہور "مقدمہ بہاولپور" کہ جس میں ایک مسلمان عورت نے دعویٰ کیا کہ اس کا خاوند مرزائی ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ کئے گئے اس کے نکاح کو منسوخ کیا جائے چنانچہ "مقدمہ بہاولپور" میں ہے کہ:

"مدعا علیہ (قادیانی) کے گواہان نے ریاست ہذا کے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کہ جن کا نہ صرف ریاست بہاولپور کا ایک حصہ معتقد اور مرید ہے بلکہ جن کے سندھ، بلوچستان اور پنجاب میں بھی بکثرت مرید پائے جاتے ہیں کی ایک کتاب

"اشارات فریدیہ" (مقابیس المجالس) سے یہ دکھلایا ہے کہ ان کے نزدیک مرزا صاحب عقیدہ اہل سنت وجماعت اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہیں پائے جاتے بلکہ خواجہ صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ اپنے تمام اوقات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں اور حمایت دین پر کمربستہ ہیں اور یہ کہ علمائے وقت تمام مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر اس نیک آدمی کے پیچھے پڑ گئے ہیں جو کہ اہل سنت وجماعت میں سے ہے اور صراط مستقیم پر قائم ہے"۔

اس مقدمہ میں مدعاعلیہ کی طرف سے پیش ہونے والے گواہان کون تھے۔

فیصلہ مقدمہ بہاولپور کے صفحہ 23 پر درج ہے: "مدعاعلیہ (قادیانی) کی طرف سے دو گواہان مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی غلام احمد پیش ہوئے اور یہ دونوں گواہان قادیانی مبلغین میں سے تھا"۔

آپ کچھ سمجھے! جی ہاں! یہ وہی مولوی غلام احمد ہے جس نے کمال ہوشیاری وفن کاری ومال گزاری سے مولوی رکن الدین سے "مقابیس المجالس" میں مرزا قادیانی کے متعلق تعریفی کلمات لکھوا لیئے اور حسب ضرورت ان مقابیس کو عدالت میں اپنی تائید کے لئے پیش کرنے بطور قادیانی مبلغ خود ہی پہنچ گیا لیکن چونکہ جھوٹ اور فراڈ زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا۔ اس لئے اس مقدمہ بہاولپور میں اس مسلمان عورت کی طرف سے ان "مقابیس المجالس" کا جواب خود مرزا قادیانی کی کتاب سے یوں دیا گیا کہ:

"مرزا صاحب کی اپنی تحریر کتاب "انجام آتھم" ص 69 پر پایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب بھی مرزا صاحب کے مکفر اور مکذب (کافر اور جھوٹا کہنے والے) ہو گئے تھے مرزا صاحب اس تحریر میں لکھتے ہیں: اب ہم ان مولوی صاحبان کے نام ذیل میں لکھتے ہیں کہ جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں مگر مفتری اور مکذب اور دجال نام رکھتے ہیں بہرحال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو میرے مکفر اور مکذب ہیں۔ اور ان کے ساتھ مرزا صاحب نے ہر دو گروہوں کی فہرستیں دی ہیں اس فہرست میں حضرت خواجہ غلام فرید چشتی چاچڑاں کا نام بھی درج ہے"۔

اب اس مقدمے میں اور خود مرزا صاحب کی کتاب "انجام آتھم" سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب مرزا قادیانی کو کافر سمجھتے تھے اور کتاب انجام آتھم مرزا نے 1315ھ 1897ء میں تحریر کی اور "مقابیس المجالس" کی تکمیل 1319ھ 1901ء میں کی گئی جیسا کہ اس کے مقابیس پر درج تاریخ سے پتہ چلتا ہے تو ایک شخص جو کہ مرزا قادیانی کو کافر قرار دے اور اس کا اعتراف خود مرزا کر رہا ہے تو خود ہی مرزا کو کافر کہنے والا شخص اس کو "من عباد الله الصالحين" اور صراط مستقیم پر گامزن اور اہل سنت وجماعت کیسے قرار دے سکتا ہے؟

اور پھر مرزا قادیانی جس شخص کے بارے میں 1897 میں اعتراف کر رہا ہے کہ خواجہ غلام فرید میرا مکفر اور مکذب ہے تو کتاب مقابیس المجالس میں خواجہ صاحب کے 1901ء تک کے ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے جبکہ حیرت ہے کہ اس کتاب میں مرزا قادیانی کی اس تکفیر کا ذکر تک نہیں؟ اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مقابیس کا "مرتب" درپردہ مرزائیوں کا نمک خوار تھا اس لئے وہ اس تکفیر کو مقابیس میں کب شامل کر سکتا تھا۔ اب جبکہ اس مقابیس المجالس کا مرتب بکاؤ، خائن اور غدار دین ٹھہرا تو اس کے مرتب کردہ ملفوظات پر کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان کو کلیم خواجہ صاحب سے منسوب کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ ان ملفوظات کو دیکھا جائے تو اس میں ایسے ایسے رطب ویابس ہیں کہ **الامان والحفیظ**۔

مقابیس المجالس کے خواجہ صاحب کے ملفوظات نہ ہونے پر ایک شاہد یہ بھی ہے کہ خواجہ صاحب کی کتاب "فوائد فریدیہ" میں جہاں باطل، جہنمی اور مردود فرقوں کی فہرست دی گئی ہے وہاں 63 ویں نمبر پر "فرقہ وہابیہ" کو ذکر کیا گیا ہے۔

فہرست کے بعد خواجہ صاحب لکھتے ہیں: "لیکن باطل مذاہب میں سے چار بہت ہی عام ہیں:

1۔ رافضیہ 2۔ خارجیہ 3۔ وہابیہ، جو کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ حتی کہ حضور اکرم ﷺ بھی وفات کے بعد قبر شریف میں زندہ نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ قبروں کے نزدیک دعا مانگنے والا کافر ہے۔

4۔ معتزلہ"۔ (فوائد فریدیہ صفحہ 55)

اپنی تصنیف میں خواجہ صاحب نے واضح طور پر وہابیہ کو جہنمی اور مردود و باطل فرقہ لکھا ہے اور ان کے عقائد میں سے ان کے جد اعلیٰ شاہ اسماعیل دہلوی اور ابن عبد الوہاب نجدی کے "ممات" کے نظریہ کو بھی بیان کر دیا۔ اب مقابیس المجالس کے مرتب مولوی رکن الدین کے افتراء کو ملاحظہ کریں:
مقبوس نمبر 85 جلد چہارم میں نذیر حسین دہلوی امام غیر مقلدین و وہابیین کے متعلق خواجہ صاحب سے منسوب ایک ملفوظ ذکر کرتا ہے:
"اس کے بعد مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کا ذکر ہونے لگا قطب الموحدین حضرت خواجہ محمد بخش نے عرض کیا حضور لوگ مولوی نذیر حسین دہلوی کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے؟ آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کیلئے یہی کافی دلیل ہے کہ دنیا میں اس کی مانند کوئی نہ ہو۔ چنانچہ آج کل کے زمانے میں علم حدیث میں ان کا کوئی نظیر نہیں"۔
قارئین! خود اندازہ لگائیں جو شخص اپنی تصنیف میں 1894ء میں ایک فرقے کو جہنمی قرار دے رہا ہو وہ ملفوظات میں اس کے "بانی" کو صحابی معلوم ہوتے ہیں، جیسا قول بدتر از بول کیسے کر سکتا ہے؟۔ پھر اسی مقبوس میں نیچریوں کے امام سید احمد خان کہ جن کی گمراہی پر تمام مسالک کے علماء متفق ہیں کے متعلق مرتب آپ کا ملفوظ لکھتا ہے: "نواب قیصر خان گھسی نے عرض کیا کہ قبلہ، سید احمد خان نیچری کس قسم کا آدمی تھا؟ آپ نے فرمایا نہایت ہی اچھے آدمی تھے اور ان کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی، ان کا اسلام کے کسی فرقے سے اختلاف نہیں تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کی رگ رگ میں سرایت کر چکی تھی"۔
ایسا شخص کہ جس کی گمراہی پورے ہندوستان میں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ جس کے نظریات پر پورے ہندوستان کے علماء گمراہی اور کفر کا فتویٰ دے چکے ہوں، جو ایک نئے فرقہ "نیچری" کا بانی ہو اس کے متعلق خواجہ صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا تعلق کسی فرقے سے نہ تھا، ان کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی، رگ رگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سرایت کر چکی تھی۔ کیا یہ کھلی جہالت نہیں؟ یقیناً یہ خواجہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت شخص کا ملفوظ نہیں بلکہ مولوی رکن الدین کا خواجہ صاحب پر افتراء ہے۔

اگرچہ "مقابیس المجالس" کے مترجم الحاج کپتان واحد بخش سیال صاحب نے مولوی رکن دین کو بچانے کی خاطر بے سروپا تاویلیں ضرور کی ہیں اور یہ صاحب بھی دیوبندی وہابی ذہن رکھنے والے ہیں۔ ملفوظات میں موجود مرزا قادیانی کی تعریف والے ملفوظ کو مولوی غلام احمد اختر کی شرارت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسنے یہ مکاتیب اپنی طرف سے لکھے تھے لیکن یہ سوال بدستور قائم ہے کہ ایک مرزائی کی اتنی بڑی جسارت مرتب کے ملوث ہوئے بغیر کیونکر ممکن ہو سکتی ہے؟ اور واحد بخش سیال صاحب بھی جرد مرد قسم کے آدمی ہیں جو جگہ جگہ اکابرین وہابیہ کے لئے "رحمہ اللہ" جیسے دعائیہ جملے لکھ رہے ہیں اور ان کی ایک اور کتاب "وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود" ہے اس میں بھی کئی جگہ پر انہوں نے شاہ اسماعیل اور دیگر وہابیہ کے لئے شہید اور رحمۃ اللہ جیسے دعائیہ جملے لکھے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کپتان صاحب بھی دیوبندی اور وہابی سوچ رکھنے والے ہیں۔ اسی طرح کتاب مقابیس المجالس کے صفحہ 352 پر دیوبندی اکابرین، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہم کے لئے تعریفی کلمات لکھے گئے اور انہیں اہل طریقت قرار دیتے ہوئے انگریز کے خلاف مجاہد قرار دیا گیا اور ان کے ناموں کے ساتھ "رحمہ اللہ" جیسے دعائیہ جملے لکھے گئے ہیں، یہ مقبوس 1314ھ 1894ء کا ہے اور اس میں یہ بتایا جارہا ہے کہ خواجہ صاحب دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتے تھے اور انہیں اہل طریقت سمجھتے ہوئے ان کی عزت کرتے تھے۔

حالانکہ تاریخی "مناظرہ بہاولپور" جو کہ حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری اور خلیل احمد انبیٹھوی کے درمیان 1306ھ میں منعقد ہوا اس کے فیصل اور حکم حضرت خواجہ غلام فرید صاحب تھے اس مناظرے میں خواجہ صاحب نے غلام دستگیر قصوری صاحب کو فاتح قرار دیا اور دیوبندیوں کو وہابی قرار دے کر گستاخ اور جہنمی قرار دیا۔ اس مناظرہ میں فیصلہ کن شکست کے بعد خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست بہاولپور سے والیٔ ریاست نے نکال دیا۔ اور اس مناظرہ کی روئیداد علامہ غلام دستگیر قصوری نے "تقدیس الوکیل" کے نام سے 1307 میں لکھی اور اس پر حرمین کے جید علماء سے تقاریظ حاصل

کیں۔ اب جبکہ 1306ھ میں خواجہ صاحب دیوبندیوں کو گستاخ قرار دے چکے ہیں تو پھر 1314ھ میں وہ اسی فرقہ کے بانیوں کو کس طرح اہل طریقت اور سنی قرار دے سکتے ہیں۔؟ یہ واضح اور بین تضاد ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ "مقابیس المجالس" ملفوظات نہیں بلکہ منسوبات ہیں۔

اب جبکہ قارئین کے علم میں ہے کہ اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سید احمد خان، نذیر حسین دہلوی کی تکفیر کی ہے اور کتاب "مقابیس المجالس" میں ان لوگوں کو ولایت کے درجے سے بھی اونچا اٹھایا گیا ہے اور یہ ساری کارستانی اس کتاب کے مرتب کی ہے تو ایسے مرتب کردہ ملفوظات جو محض "منسوبات" ہیں وہ کسی مناظرے میں مسلک اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے منکر حجت ہو سکتے ہیں؟۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مقابیس المجالس اپنے مرتب کی جہالت وخباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور یہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت ہستی کے ملفوظات ہرگز ہو ہی نہیں سکتے بلکہ اس کتاب کو خباثتوں، جہالتوں، شرارتوں کا مجموعہ قرار دیں تو بے جا نہ ہو گا ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ شاید کچھ باتیں مرتب نے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سنی ہوں اور کچھ رطب ویابس اپنی طرف سے ملایا ہو۔

اس سلسلے میں ہم یہی موقف دہراتے ہیں کہ اس "مقابیس المجالس" میں حضرت خواجہ صاحب سے منسوب ملفوظات میں سے وہ ملفوظات کہ جو واقعتا قرآن وحدیث اور مسلک اکابرین امت کے عین مطابق ہیں ان کو خواجہ صاحب کے ملفوظات قرار دینا تو قرین قیاس ہو سکتا ہے اور جن میں جہالتیں اور خباثتیں ظاہر ہیں وہ خواجہ صاحب کے ملفوظات ہرگز ہرگز نہیں ہیں بلکہ سنی نما مرزائی ایجنٹ کی تحریف وخباثت کے آئینہ دار ہیں۔

شاید کچھ طبیعتوں پر میرا یہ جملہ گراں گزرے لیکن اس پر کئی شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں۔

شاہد نمبر 1: مقبوس نمبر 62 جلد چہارم میں ایک ملفوظ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ: امام مالک کے نزدیک کتے کا گوشت حلال ہے اور یہ بھی ایک واقعہ بیان کیا کہ شیخ ابو عبد اللہ خفیف سفر کے دوران راستہ بھول گئے اور صحرا میں کچھ کھانے کو نہ ملا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ ہمیں

شکار عطا فرما، اتنے میں ایک کتا نمودار ہوا تو انہوں نے کتے کو ذبح کیا اور امام مالک کے مذہب کے مطابق اس کے ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لئے اور کتے کا سر حضرت ابو عبد اللہ کے حصے میں آیا سب لوگوں نے مجبور ہو کر کتے کا گوشت کھایا"۔

اب اس ملفوظ پر حاشیہ آرائی کی ہر چند ضرورت نہیں ہے کیا خواجہ صاحب جیسا علوم ظاہری و باطنی کا عالم ایسی کچی بات کر سکتا ہے؟۔ اور پھر حضرت ابو عبد اللہ، اللہ کے ولی تھے جب انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ شکار بھیج تو کیا اللہ نے اپنے ولی کی دعا پر کتے جیسا نجس جانور بھیجا؟ اس کے پاس حلال جانوروں کی کمی تھی؟ اور پھر فقہ مالکی میں کس جگہ لکھا ہے کہ کتا حلال ہے؟ ایک ضعیف قول بھی اس پر موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اسی مرزائی نواز مرتب کی کارستانی ہے اس کو معلوم تھا کہ کپتان واحد بخش سیال جیسے اندھی عقیدت والے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے سامنے پیروں کا نام دے کر کتا بھی حلال کر دیا جائے تو وہ اس کو بھی کوئی راز ہی سمجھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح کی اندھی عقیدت نے اسلامی تصوف اور حقیقی لوگوں کو بھی بدنام کیا ورنہ کپتان صاحب کو مقابیس المجالس کے مقدمہ میں مولوی رکن دین کے حوالے سے اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی اور انہوں نے اس شخص کو بچانے کیلئے مقبوس نمبر 60 کا ترجمہ بھی اس کی فارسی عبارت کے مطابق نہیں کیا۔ حالانکہ اس مقبوس کی غلطی کی طرف حضرت علامہ غلام جہانیاں معینی رحمہ اللہ اپنی کتاب "ارشاد فرید الزمان متعلق بمرزا قادیان" میں کپتان صاحب سے بہت عرصہ پہلے نشاندہی کر چکے ہیں اور انہوں نے اس غلطی پر گرفت بھی کی تھی اور انہوں نے بھی اپنی تصنیف میں دوٹوک انداز سے مولوی رکن دین کے مرزائی نواز ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور اس میں دوٹوک انداز سے لکھا گیا ہے کہ خواجہ صاحب کی اولاد بھی مولوی رکن دین کی خباثت ظاہر ہونے کے بعد اس سے بری ہو گئی تھی۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "مولانا فاضل اجل سراج احمد صاحب ساکن مکھن بیلہ و میاں الٰہ بخش صاحب خلیفہ ساکن چاچڑاں نے بطور شہادت بیان کیا کہ حضرت غریب نواز شیخ المشائخ قطب مدار زماں خواجہ محمد بخش صاحب نازک کریم نے بوقت ملاحظہ "اشارات فریدی" (مقابیس المجالس) ارشاد فرمایا تھا۔

"میاں رکن دین نے ملفوظ شریف جمع کر کے اپنی نجات کا اچھا سامان کیا تھا مگر مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق اور دیگر جو افتراعات درج کئے ہیں اپنی محنت رائیگاں کی ہے اور آخرت بھی خراب کی ہے"۔

کپتان صاحب کیلئے حضرت خواجہ قطب مدار کے اتنے جملے کافی تھے کہ مولوی رکن دین نے آخرت خراب کر لی ہے پھر نجانے کپتان صاحب کو ان مقابیس، جن میں رطب ویابس جمع ہے کا ترجمہ کر کے کون سے نوافل کا ثواب حاصل ہوا ہے ؟اور پھر موصوف نے مقابیس کا ترجمہ کرتے ہوئے مرزا کے متعلق تمام ملفوظات کو مجموعے سے نکال دیا ہے اگر انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا تو آنجناب وہ ملفوظات بھی حذف کر دیتے جن میں سراسر غیر شرعی باتیں اور گستاخیاں موجود ہیں جو کسی صورت میں خواجہ صاحب کے شایان شان نہیں ہیں جبکہ مرزائیوں کی طرح اہل سنت کے دیگر مخالفین ان کو بطور ہتھیار عقیدہ حقہ کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔

حالانکہ مقدمہ بہاولپور سے ہی "مقابیس المجالس" کے غیر معتبر اور افترائی ہونے کا معاملہ آشکار ہو چکا تھا پھر ایسی کتاب جو خود صاحب ملفوظات کے خلاف استعمال نہ ہو سکتی ہو وہ مسلک اعلیحضرت کے خلاف کس طرح استعمال ہو سکتی ہے اور پھر مولوی رکن دین جو کہ خواجہ صاحب کے ملفوظات جمع کر رہا تھا، 1310ھ سے 1319ھ تک اس نے 382 مقابیس پانچ جلدوں میں جمع کیئے، جہاں اس نے ہر طرح کا رطب ویابس جمع کیا وہاں پر پورے تین صد بیاسی مقابیس میں کسی ایک مقبوس میں بھی حضرت خواجہ صاحب کی کتاب "فوائد فریدیہ" کا تذکرہ تک نہیں۔ عادی طور پر ممکن ہی نہیں کہ اتنے سالوں میں صاحب ملفوظ کی تصنیف کا تذکرہ ہی نہ ہو۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ فوائد فریدیہ میں 1896 میں حضرت خواجہ صاحب نے مرزائیوں اور وہابیوں کو جہنمی فرقہ قرار دیا تھا اور مولوی رکن الدین مرزائیوں کا ایجنٹ اور وہابیوں سے متاثر شخص تھا اس لئے اس نے خواجہ صاحب کی اس تصنیف اور مندرجات کا ذکر تک نہ کیا تاکہ کہیں اس کے انوسٹرز حضرات ناراض نہ ہو جائیں۔

سنی صدر مناظر: حضرات ہماری شرائط میں یہ بات موجود ہے کہ اگر کوئی فریق کسی کو اپنا امام یا اپنا بڑا نہیں مانتا تو اس پر اور اس کی عبارت پر فتویٰ لگانا ہوگا، طالب الرحمن صاحب آپ کھڑے ہو کر کہہ دیں کہ یہ کافر ہے اور اس کی عبارات بھی کفریہ ہیں۔

وہابی مناظر بوکھلاہٹ کا شکار ہو کر بولنے لگے، پہلی کتاب پیش کی جس کے دوسرے باب میں کفریہ عبارت ہے وہ عبد الحی کا باب ہے شاہ اسماعیل کا نہیں اور اب میرے پاس کتاب ہے "مقالات کاظمی" سید احمد سعید کاظمی کی وہ کہتے ہیں غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث بھی ان وہابیوں کے ہم مسلک ہیں اگرچہ ان سے اس قسم کی عبارت ثابت نہیں اور آخری بات غنیۃ الطالبین میں پیران پیر نے لکھا ہے اہل حدیث جنتی ہیں اور حنفی جہنمی ہیں۔

حرف آخر کے طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ مقابیس المجالس کو گہری نظر سے پڑھنے کے بعد یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ در حقیقت یہ شخص خواجہ صاحب کی شخصیت کو متاثر کرنے کی خاطر ہر طرح کا رطب یابس ان کے نام منسوب کر کے لکھتا رہا۔
ہذا کتاب مقابیس المجالس کے مندرجات نہ تو خواجہ غلام فرید صاحب کی قطعی نمائندگی کرتے ہیں اور نہ ہی مسلک احمد رضا بریلوی کے خلاف کوئی حیثیت رکھتے ہیں۔

مناظر اہل سنت (آخری تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

میں اپنے سننے والوں سے کہوں گا کہ یہ میرا آخری وقت ہے شرائط کے مطابق میں نے کوئی نئی بات نہیں کرنی بلکہ مولوی صاحب کے سوالوں کا جواب دینا ہے۔

طالب الرحمان صاحب نے دیکھئیے کتنی بڑی خیانت کی ہے اہل علم طبقہ جانتا ہے کہ مقالات کاظمی کے مصنف سید احمد سعید شاہ کاظمی ہیں اور آپ کی کتاب میں اس طرح کی کوئی بات نہیں لکھی یہ ان کی کتاب پر کسی نے حاشیہ لکھا ہے اور جو عبارت طالب الرحمن صاحب نے پڑھی ہے وہ کتاب کی نہیں حاشیے کی ہے انہوں نے کہا کہ احمد سعید کاظمی یہ بات کہتے ہیں تو یہ انہوں نے صراحتاً جھوٹ بولا ہے اس لیئے کہ انہیں بھی پتہ ہے کہ حاشیہ مصنف کے کھاتے میں نہیں جاتا۔

دوسری بات میں نے "حجج الکرامۃ" کی عبارت پیش کی تھی جس میں بھوپالی صاحب نے کہا تھا کہ امام مہدی بعض انبیاء سے افضل ہیں۔

طالب الرحمن صاحب نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا تھا کہ میں ابن ابی شیبہ محدث سے ثابت کروں گا، میں اب بھی کہتا ہوں کہ کہاں کہا ہے ابن ابی شیبہ نے کہ امام مہدی بعض انبیاء سے افضل ہیں۔ لاؤ حوالہ اگر حوالہ آگیا تو میں عبارت واپس لے لوں گا۔ اس پر وہابی مناظر نے ایک کتاب نکالی، قریشی صاحب نے وہ کتاب منگوائی اور فرمایا لوگو! ہماری شرائط میں یہ بات طے تھی کہ حوالہ معتمد علماء کی کتب سے ہوگا کہ جن کا مسلک میں کوئی تشخص ہے اب میں مرزا

قادیانی کی بابت کہوں کہ وہ ان کا تھا اور اس کی باتیں ان کے کھاتے میں ڈالوں تو یہ بے انصافی ہو گی، ادھر دیکھو یہ مولوی صاحب نے کتاب نکالی ہے اس کے اوپر لکھا ہے مصنف ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر راولپنڈی، بھائی اس کی ہمارے مسلک میں کیا حیثیت ہے لہذا یہ کتاب کوئی حجت نہیں۔

اور مولوی صاحب نے کتاب "غنیۃ الطالبین" کا حوالہ دے کر کہا تھا کہ اس میں لکھا ہے کہ حنفی جہنمی ہیں اور اہل حدیث جنتی تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ غنیۃ الطالبین پوری کتاب کے اندر کہیں بھی یہ بات نہیں لکھی ہوئی کہ حنفی جہنمی ہیں اگر ہے تو نکال کر دکھاؤ اور جو کہا کہ پیران پیر نے کہا ہے کہ اہل حدیث جنتی تو سنو! پیران پیر نے آپ جیسے گستاخ وہابیوں کو نہیں کہا بلکہ انہوں نے محدثین کی بابت ارشاد فرمایا ہے (اور تمہیں تو اہل حدیث کا نام انگریز سرکار نے الاٹ کیا ہے اور تم تو اس وقت تھے ہی نہیں) ۔

اب دیکھیے پاکستان میں ایک "جماعت المسلمین" بنی ہوئی ہے ان کا فتویٰ ہے کہ سارے (حنفی، شافعی، دیوبندی، سنی، اہل حدیث) کافر ہیں اور ہم مسلمان ہیں اور ہمارا نام جماعت المسلمین ہے اور اس پر قرآن کی آیت پڑھتے ہیں سورۃ حج کی آیت 78 "ھو سماکم المسلمین من قبل وفی ہذا" یعنی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اس سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی۔ لہذا ہم جماعت المسلمین ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جو مسلمان قرآن بیان کرتا ہے وہ اور ہیں اور یہ "جماعت المسلمین" اور ہے اسی طرح جو "اہل الحدیث" یعنی محدثین ہیں وہ اور ہیں اور ان کے بارے میں ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ وہ جنتی ہیں اور یہ نام نہاد اہل حدیث، وہابی اور ہیں اور یہ گستاخ ہیں۔

ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب نے بڑا زور دے کر کہا تھا کہ نبی پاک ﷺ نے قبریں مٹانے کا حکم دیا ہے اس پر ان کے بڑوں نے لکھا تھا کہ نبی پاک ﷺ کے مزار کو معاذ اللہ گرانا واجب ہے تو آیئے دیکھیں کہ نبی پاک ﷺ نے کون سی قبروں کو مٹانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ لیجئے میرے ہاتھ میں یہ بخاری شریف ہے اس کی جلد نمبر 1 اور صفحہ نمبر 59 ہے اس میں امام بخاری نے باب باندھا ہے:

"هل ينبش قبور مشركى الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد"

کیا جاہلیت کے مشرکوں کی قبروں کو گرایا جائے، اس باب میں حدیث بیان کی گئی ہے کہ مشرکوں کی قبروں کو گرایا جائے یا نہ گرایا جائے تو حدیث کے الفاظ ہیں "امر النبى عليه السلام بقبور المشركين فنبشت "نبی کریم نے حکم دیا مشرکوں کی قبروں کے بارے میں تو انہیں گرا دیا گیا، اب پڑھو بخاری کی شرح فتح الباری جلد 2 صفحہ 466 پر امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"اى دون غيرها من قبور الانبياء واتباعهم لما فى ذالك من الاهانة لهم بخلاف المشركين فانهم لاحرمة لهم"۔

یعنی یہ جو نبی کریم انے قبریں گرانے کا حکم دیا ہے یہ مشرکوں کی قبروں کا حکم ہے رہی بات نبیوں اور ان کے غلاموں کی قبروں کی تو بلاشبہ ان کی قبور (مزارات) کو گرانا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں ان کی توہین ہے۔ (۱)

(۱) اسی طرح صفحہ 468 پر لکھتے ہیں فی الحدیث جواز تصرف فی المقبرة المملوكة وجواز نبش قبور الدراسة اذا لم يكن محترمة یعنی جو قبرستان کسی کی ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبور کو اکھاڑنا بھی درست ہے بشرطیکہ وہ قبور قابل احترام بزرگوں کی نہ ہوں۔

وہابی مناظر نے اپنے وقت میں کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اونچی قبر ملے اس کو گرادو، میں پوچھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کی قبر منور اونچی بنی ہوئی تھی جیسا کہ بخاری شریف جلد اول صفحہ 186 پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر منور اونٹ کی کوہان کی طرح اونچی تھی تو حضور ﷺ کی قبر منور کو اونچا کس نے بنایا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنایا اور پھر حضور اکرم ﷺ کا مزار کس نے بنایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنایا۔[1] (تو کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود

(1) یادرہے کہ قبر مسلم کا احترام ہر مسلمان پر لازمی ہے یہی وجہ ہے کہ قبرستان میں قبروں پر کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے اور پھر اونچی قبریں تو خود رسول اللہ ﷺ کے دور میں بنائی گئی ہیں، بخاری شریف جلد اول صفحہ 181 پر حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں تھے اور اس وقت تک بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر اتنی اونچی تھی کہ ہم میں سے کم ہی کوئی آدمی اس کو پھلانگ سکتا تھا۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر منور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی اور نشانی کے طور پر قبر کے سرہانے ایک پتھر بھی نصب فرمایا تھا جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ یہاں قبر عثمان بن مظعون پر نشان اس لئے لگایا ہے کہ میں یہاں اس قبر کے قریب اپنے اہل بیت کے لوگوں کو دفن کروں گا جو ان میں سے فوت ہو گیا۔ (ابوداؤد جلد 2 صفحہ 101) جب رسول اللہ ﷺ خود قبر کا نشان باقی رکھ رہے ہیں اور قبر کو اونچا بنارہے ہیں تو پھر کون سی قبروں کو گرانے کا حکم آپ نے ارشاد فرمایا تھا، یقیناً وہ مشرکوں کی ہی قبریں تھیں جنہیں گرائے جانے کا نبوی حکم آیا جیسا کہ محدثین کرام نے تصریح فرمائی ہے اب غور کریں، کہاں مشرکوں کی قبریں اور کہاں مومنوں کی قبریں اور پھر انبیاء و صحابہ واہل بیت واولیاء کے مزارات کی تو بات ہی اور ہے۔

وہابیوں ظالموں نے کہاں تک ان پاک ہستیوں کے ساتھ ظلم کو روا رکھا ہے، (فاعتبروا یا اولی الابصار)۔ اور پھر مزارات انبیاء پر قبے بنانا بھی شرک نہیں اور نہ ہی ان قبوں کا گرانا واجب ہے، مسلم شریف جلد اول صفحہ 117 پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے آپ فرماتے ہیں، خطبنا رسول اللہ ﷺ فاسند ظهره الی قبة ادم فقال الا لا یدخل الجنة الا نفس

ہی رسول اللہ ﷺ کے حکم کی دھجیاں اڑادیں؟) اور پھر ان وہابیوں کے ائمہ نے حضور اکرم ﷺ کے والدین کو کافر کہا اور ان کی قبور کو منہدم کر دیا، اس کا جواب طالب الرحمن صاحب نے نہیں دیا۔

او مسلمانو! دیکھو ایک حافظ قرآن ہو اس کے ماں باپ کے سر پر قیامت والے دن نور کا تاج پہنایا جائے گا، بھائیو! حافظ قرآن کے ماں باپ تو جائیں جنت میں اور صاحب قرآن ﷺ کے ماں باپ جہنم میں جائیں گے؟ (استغفراللہ) یہ ہیں اہل حدیثوں کے گندے نظریات، میں کہتا ہوں جس نے جہنم جانا ہے وہ ان اہل حدیثوں کے ساتھ جائے، اور ہمارا ان سے اختلاف یہ نہیں کہ یہ کہتے ہیں ہاتھ سینے پر باندھو، یا رفع یدین کرو بلکہ ان سے ہمارا اصل اختلاف ان کی یہ گستاخیاں ہیں۔

مسلمانو! سوچو نبی ﷺ کے ماں باپ کو کافر کہہ کر انہوں نے ظلم کیا ہے یا نہیں؟

مسلمة۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبہ آدم علیہ السلام کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا آگاہ رہو جنت میں سوائے مسلمان کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ (الحدیث)

ثابت ہوا قبہ گرانا واجب نہیں اگر واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے سے پہلے اس قبہ کو گرانے کا حکم ارشاد فرماتے، اسی طرح مشہور محدث علامہ سخاوی رحمہ اللہ الباری متوفی 902 ہجری حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "وجعل علی قبرہ قبه فهو یزار و یتبرک به"۔ (التحفة اللطيفه في تاريخ المدينة الشريفة جلد اول صفحہ 307) ان کی قبر مبارک پر قبہ بنایا گیا ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ جلیل القدر محدثین وائمہ "قبہ" سے برکات کی حکایت کریں اور وہابیہ خبیثہ ان کو گرانے کی مذموم حرکات؟۔ فیا للعجب

نبی ﷺ کے مزار پاک کو بت کہا گیا اور اس کو گرانا واجب ہے کا فتویٰ دیا گیا، یہ ظلم اور گستاخی ہے یا نہیں؟ اور ہاں! آج ان کے بڑے بڑے امام، عنایت اللہ اثری، سید احمد اور عبدالحی بڈھانوی ان کی اپنی زبان سے کافر بنے (اور یہی ہم اہل سنت کی اس مناظرے میں فتح اور ان کی شکست ہے) اور ان کے ساتھ ساتھ اس نے دوران مناظرہ علامہ وحید الزمان، شاہ اسماعیل جیسے اہل حدیثوں سے بے زاری کا اعلان کیا ہے یہ بھی ان کی شکست کی دلیل ہے۔

مسلمانو! یہ بات بھی توجہ سے سنو! ایک سو سال سے زائد عرصہ سے صراط مستقیم کی عبارت پر جھگڑا اچل رہا تھا، آج اللہ کے فضل و کرم سے ایک سنی بیٹے نے منکر و مخالف کی اپنی زبان سے کہلوایا کہ یہ "عبارت کفریہ" اور اس کا لکھنے والا کافر ہے۔ آج میرے اکابر کی قبریں ٹھنڈی ہوں گی۔

او سید حسین الدین شاہ! میں تجھ پہ قربان آپ نے محنت و کرم کر کے پڑھایا، اور ساری زندگی اہل حدیث جن کا دفاع کرتے رہے آج خود ان کو ان کے مناظر نے کافر کہہ دیا، اہل حدیثوں کی متعدد کتابوں میں ان کے بزرگوں نے اس عبارت صراط مستقیم کا دفاع کیا میں نے مولوی صاحب سے پوچھا تھا کفر کا دفاع کرنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے، جواب نہیں آیا۔

عبارت تقویۃ الایمان "نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو" میں نے پیش کی تھی جواب نہیں آیا۔

نبیوں ولیوں کو چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل کہا اور نبیوں ولیوں کی تخصیص کی گئی اس کا جواب ان سے نہ بن سکا۔ اور پھر وحید الزمان کے بارے میں کہا لیکن اس کی عبارت پر فتویٰ نہیں دیا۔

نواب بھوپالی کی حجج الکرامۃ کی عبارت کہ مہدی انبیاء سے افضل ہیں میں نے پیش کی، جواب نہیں آیا۔

پھر انہوں نے اور جو گستاخیاں کیں حضور اکرم ﷺ کے روضے کو بت کہہ کر گرانے کا فتویٰ دیا، اس گستاخی کا جواب نہیں آیا اور آپ نے دیکھا مولوی صاحب نے مان لیا کہ وہ "سور" کے برابر ہیں اور سنو واقعی یہ گندہ مذہب "سور" سے زیادہ پلید ہے اور پھر میرا دعویٰ تھا کہ غیر مقلد اہل حدیث گستاخ ہیں اور ان پر کفر لازم آتا ہے سو یہ ثابت ہو چکا۔ اس کے بعد ایک چیز کا اور اضافہ کر لو کہ یہ سور کے برابر بھی ہیں اور یہ انہوں نے اپنے منہ سے مانا ہے اب جس کی مرضی آئے وہ سوروں جیسی پلید جماعت میں جائے اور جس کی مرضی آئے غلامانِ مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ جائے۔ اور پھر آدم علیہ السلام کو مشرک کہا تھا ابن عبد الوہاب نجدی نے اس کا جواب نہیں آیا۔

مسلمانو! پھر دل تھام کے سنو جس نبی ﷺ کے گنبد خضراء پر ہم مسلمان جان دینے کے لئے تیار ہیں اس کو گرانے کا فتویٰ کس نے دیا، ان اہل حدیثوں وہابیوں نے دیا اور نبی ﷺ کو اپنے بڑے بھائی جیسا کس نے کہا؟ ان اہل حدیثوں وہابیوں نے۔ کیا اب بھی آپ کو سمجھ نہ آیا کہ واقعی یہ "وہابی، اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب" ہے۔

تتمہ حصہ اول (منجانب اہل سنت)

قارئین! مناظر اہل سنت نے اپنے وقت میں غیر مقلدین وہابیوں کی جو گستاخانہ عبارات پیش کی تھیں۔ ایک دفعہ پھر ان پر اجمالی نظر ڈالتے ہیں:

- عبارت صراط مستقیم "نماز میں نبی کا خیال گدھے کے خیال سے برا ہے"۔
- نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو اگر زیادہ کی تو شرک ہو گا۔ (تقویۃ الایمان)
- غیر مقلدوں وہابیوں کی 6 معتبر کتب سے عبارت پیش کی گئی کہ نبی ﷺ کا روضہ مقدسہ بت ہے اور ان مزارات اولیاء وانبیاء کا گرانا واجب ہے۔
- امام مہدی انبیاء سے افضل ہیں، یہ عبارت حجج الکرامۃ سے پیش کی گئی۔
- شاہ اسماعیل کی کتاب "ایضاح الحق "سے اللہ تعالیٰ کی توہین پر مبنی عبارت پیش کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جسم سے پاک ماننا بدعت ہے۔
- اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔
- رام چندر، کشن جی، کنفیوشس، سقراط وغیرہ اللہ کے نبی ہیں اور ان کی تعظیم ہم پر واجب۔
- نبی مر کر مٹی میں مل گیا ہے۔ (تقویۃ الایمان)
- انبیاء واولیاء، اللہ تعالیٰ کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔
- مخلوق ہونے میں سورج، چاند، ستارے نبی ولی برابر ہیں۔

- ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی وہ اللہ کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے اور بڑی مخلوق نبی ہیں۔
- آدم علیہ السلام نے شرک کیا تھا۔
- نبی علیہ السلام کے ماں باپ کافر ہیں۔

اب ذیل میں غیر مقلدوں وہابیوں کی وہ گستاخانہ عبارات پیش کی جارہی ہیں جو مناظر اسلام نے پیش فرمانا تھیں لیکن تنگی وقت کے پیش نظر وہ پیش نہ کر سکے۔

عبارت نمبر1: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا شرک ہے۔[1]

وضاحت: غور فرمائیں کہ وہابیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی طرف سفر کی نیت کر کے جانے کو شرک و حرام لکھا ہے حالانکہ ہر مسلمان کے دل کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے در رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی توفیق میسر آجائے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور زیارت کی سعادت حاصل کرنا، محمود من اللہ، مامور من النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قربت خداوندی کا ذریعہ ہے۔

سنن بیہقی باب زیارۃ قبر النبی کتاب الحج میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

(1) تقویۃ الایمان• فتح المجید شرح کتاب التوحید صفحہ 208• فتاویٰ اسلامیہ جلد1 صفحہ 129

"من زار قبری او قال من زارنی کنت له شفیعا اوشهیدا"۔

یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی یا جس نے میری زیارت کی میں اس کی شفاعت کرنے والا اور اس کا (شہید) اس کے حق میں گواہی دینے والا ہوں گا۔

سنن دار قطنی جلد 2 صفحہ 244 پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے آپ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "من زار قبری وجبت له شفاعتی"۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

اسی سند کے ساتھ یہی مذکورہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کی ہے اور فتاوی ابن تیمیہ جلد 14 میں بھی یہ روایت ذکر کی گئی ہے اسی طرح طبرانی معجم الکبیر جلد 12 صفحہ 291 پر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من جاء نی زائرا لایعمله حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامۃ"۔

جو کوئی شخص خالصتاً میری زیارت کی غرض سے آیا اپنی کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر لازم ہے کہ قیامت والے دن میں اس کی شفاعت کرنے والا بن جاؤں۔

وہابیہ خبیثہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی حاضری کے خلاف ایک حدیث مبارکہ پیش کرتے ہیں جسے صحاح میں ذکر کیا گیا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لاتشدوالرحال الا الی ثلاثة مساجد"۔(1)

سوائے تین مساجد کے سفر کے لئے کجاوے نہ کسو۔

(1) ابن ماجہ صفحہ 101 • مسند ابو یعلی 10/283 • مصنف ابن ابی شیبہ 2/150 • صحیح مسلم باب سفر المرءۃ مع محرم • الجامع الکبیر حدیث نمبر 595 • طبرانی 12/337

ان کا استدلال یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان تین مساجد کے سفر کے علاوہ سفر کرنے سے منع کیا ہے تو پھر روضہ اطہر کی حاضری کے لئے سفر کرنا بھی ناجائز ہو گا۔

حالانکہ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہاں پر ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے کی ممانعت ہے۔

یہاں پر مستثنیٰ منہ مساجد ہے اور عبارت یوں ہے:

"لا تشدو الرحال الی المساجد الا الی ثلاثۃ مساجد"۔

یعنی تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف نماز پڑھنے کی خصوصیت کے لئے سفر نہ کرو۔

ابن ماجہ صفحہ 101 میں اسی حدیث کے حاشیہ پر شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالغنی دہلوی لکھتے ہیں:

"ان المراد انہ لا تشدو الرحال الٰی مسجد من المساجد للصلوٰۃ فیہ غیر ہذہ واما قصد زیارۃ قبر صالح ونحوہا فلا یدخل تحت النہی"۔

یعنی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے خصوصی طور پر سفر نہ کرے، رہا صالحین اولیاء وانبیاء کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا تو وہ اس حدیث کی ممانعت کے تحت داخل نہیں ہے۔

اگر یہاں پر مستثنیٰ منہ مساجد کو نہ مانا جائے تو پھر صرف کسی قبر کی زیارت کی ممانعت ہی لازم نہ آئے گی بلکہ ان تین مساجد کے سفر کے علاوہ ہر قسم کا سفر منع ہو جائے گا، تبلیغی، تحریکی اور دیگر معاملات کے لئے کیا جانے والا سفر بھی منع ہو گا، حیرت ہے وہابیہ پر کہ اگر یہاں "قصر" کا معنی لیتے ہیں تو اس میں سے صرف زیارۃ القبور ہی کی ممانعت کیوں؟

عبارت نمبر 2: رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔(تقویۃ الایمان)

اس عبارت میں بھی نبی کریم ﷺ کی شان کو گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور ان کی یہ شان ہے کہ ان کی چاہت پر اللہ تعالیٰ نے قبلہ بدل دیا:

"فلنولینک قبلہ ترضاہا"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی:

"ترجی من تشاء منہن وتووی الیک من تشاء"۔ (احزاب 51)

اے حبیب ﷺ اپنی ازواج میں سے جسے چاہو ہٹا دو اور جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ آپ جس بی بی کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی:

"یا رسول اللہ ما اری ربک الا یسارع فی ھواک"۔[1]

یارسول اللہ! میں نے آپ کے رب کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کی چاہت کو پورا کرنے میں بہت جلدی کرتا ہے۔

اور اسی طرح کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یا عائشہ لو شئت لسارت معی جبال الذہب والفضۃ"۔[2]

---

(1) مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 373 • بخاری شریف جلد 2 صفحہ 766

(2) مسند ابی یعلی حدیث نمبر 4920 • فتح الباری جلد 12 صفحہ 248 • ابن کثیر جلد 4 صفحہ 588

اے عائشہ! اگر میں چاہتا تو سونے اور چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے۔

اور پھر سورۃ زمر آیت 33:

"والذی جاء بالصدق وصدق به اولٰئک هم المتقون لهم ما یشاؤن عند ربهم"۔

اور جو شخص سچی تعلیم لایا اور سچ کی تصدیق کرتا ہے ایسے لوگ متقی ہیں جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے ہاں ملے گا۔ (ترجمہ ثنائی ثناء اللہ امرتسری صاحب)

جب عام متقین کو ان کی چاہت کے مطابق ملے گا اور وہ جو چاہیں گے انہیں ملے گا تو کیا رسول ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا؟ دراصل وہابیہ کے مذہب کی پہچان ہی تنقیص شان مصطفی ﷺ ہے اور وہ اپنی یہ پہچان کیسے چھپا سکتے ہیں۔

عبارت نمبر3: جس طرح ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان 56)

اس عبارت میں بھی نبی علیہ السلام کو گاؤں کے زمیندار اور قوم کے چودھری کے ساتھ لا کھڑا کیا ہے۔ حالانکہ ان کی شان تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وتعزروه وتوقروه"۔ میرے نبی ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں مبالغہ کرو۔

"استجیبوالله وللرسول اذا دعاکم"۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ (اگرچہ تم نماز ہی کیوں نہ پڑھ رہے ہو اگر نماز پڑھ رہے ہو تو نماز چھوڑ کر آجاؤ)۔

اور پھر گاؤں کا چودھری وغیرہ اکثر لوگ بدعتی ہوئے ہیں اور حضور ﷺ کا فرمان ہے:

"من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام"۔[1]

جس شخص نے صاحب بدعة کی تعظیم کی اس نے اسلام کی عمارت کو گرانے پر تعاون کیا۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ادب اتنا اہم ہے کہ ان کے سامنے بلند آواز نکالنے سے تمام اعمال اکارت چلے جاتے ہیں اور ان کی تعظیم فرض ہے، حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حالت نماز میں بھی آپ کی تعظیم کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ وہ گاؤں کے چوہدری کی سی عزت نبی ﷺ کی بتاتے ہیں۔

عبارت نمبر4: نبی ﷺ کے مزار سے آنے والی آواز شیطان کی ہوتی ہے۔

غیر مقلدین کے امام اول ابن تیمیہ صاحب کی کتاب الوسیلہ صفحہ 15 پر ہے:

"ولكن الشياطين قد تعنهم وتتصور لهم فی صور الآدميين فيرونهم باعينهم ويقول احدهم، انا ابراهيم، انا المسيح، انا محمد، انا الحضر، انا ابوبكر انا عمر انا عثمان انا علی وقد يقول بعضهم عن بعض، هذا هو النبی فلان او هذا هو الحضر ويكون اولئك كلهم جنا يشهد بعضهم ببعض "۔

اس کے برعکس شیاطین لوگوں کی امداد کرتے ہیں اور انسانوں کا روپ دھار کر ان کے سامنے آتے ہیں، لہذا لوگ ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ان شیاطین میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں ابراہیم ہوں، میں مسیح ہوں، میں محمد ہوں، میں خضر ہوں، میں ابو بکر ہوں، میں عمر ہوں، میں عثمان ہوں، میں علی ہوں۔

---

(1) بیہقی شعب الایمان 7/61

کتاب الوسیلہ صفحہ 22 پر یہ بھی ہے:

"وجعل القبور اوثانا هو اول الشرک ولهذا يحصل عند القبور لبعض الناس من خطابه يسمعه وشخص يراه وتصرف عجيب مايظن انه من الميت ويكون من الجن والشياطين مثل ان يرى القبر قد انشق وخرج منه الميت وكلمه وعانقه وبهذا يرى عند قبور الانبياء وغيرهم ——"۔

قبروں کو بت بنالینا شرک کا آغاز ہے اسی لئے بعض لوگوں کو قبروں کے پاس کچھ آوازیں سنائی دیتی ہیں بعض صورتیں دکھائی دیتی ہیں اور تصرف کے عجیب وغریب کرشمے نظر پڑتے ہیں لوگ ان تمام باتوں کو فوت شدہ بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ یہ سب جنوں اور شیطانوں کی شعبدہ بازیاں ہوتی ہیں، بعض اوقات ایک شخص مشاہدہ کرتا ہے ایک قبر پھٹی ہے اس سے مردہ باہر آتا ہے جو اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس سے معانقہ کرتا ہے ایسے مشاہدات انبیاء وغیرہم کی قبروں کے پاس اکثر ہوتے ہیں-----

بحث: یہاں یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ انبیاء واولیاء کی قبروں سے آنے والی آوازیں شیطانوں کی ہوتی ہیں اور شیطان صورت محمد ﷺ میں متمثل ہو کر کہتا ہے کہ معاذ اللہ میں محمد ہوں۔

یہ تیمی تعلیمات قرآن وسنت سے ٹکرا رہی ہیں اور مسلمانوں کو انبیاء واولیاء سے برگشتہ کرنے کی سازش ہے اور احادیث وروایات صحیحہ کا انکار ہے مستدرک حاکم کتاب تعبیر الرویاء، حدیث نمبر 8186، مصنف ابن ابی شیبہ باب قالوا فیمن رأ النبی حافظ ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من رانى فى المنام فقد رانى ان الشيطان لايتمثل بى"۔

جس نے خواب میں مجھے دیکھا تحقیق اس نے مجھ (محمد) ہی کو دیکھا بے شک شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

امام طبرانی اوسط میں ایک حدیث لائے ہیں، سرکار نے ارشاد فرمایا:

"من زارنی فی المنام فکانما زارنی فی الیقظه ان الشیطان لایتمثل بی"۔

جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ ایسے ہے جیسے اس نے عالم بیداری میں مجھے دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح بخاری میں ہی حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے مجھے دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھ ہی کو دیکھا۔

"فان الشیطان لایتکوننی"۔ اس لئے کہ شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔

اور بخاری میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من رانی فی المنام فقدرانی فان الشیطان لایتخیل بی"۔

جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے مجھ ہی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

اور بخاری شریف میں ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:

"من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولایتمثل الشیطان بی"۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 1035)

اس کا ترجمہ نواب وحید الزمان صاحب یوں کرتے ہیں:

جو کوئی خواب میں مجھ کو دیکھے وہ عنقریب (یعنی مرنے کے بعد) مجھ کو بیداری میں بھی دیکھے گا۔(تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح البخاری جلد 6 صفحہ 456)

اس روایت "فسیرانی فی الیقظة" کے تحت محدثین کرام کی مختلف آراء ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی اس پر اللہ کا کرم ہو گا اور وہ بیداری میں بھی آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو گا اور یہی بات حدیث کے ترجمے سے بھی عیاں ہو رہی ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

"ومعناه انه لو راه فی الیقظة لطابق ماراه فی المنام فیکون الاول حقا وحقیقة والثانی حقا وتمثیلا"۔

یعنی اگر دیکھنے والے نے نبی پاک ﷺ کو عالم بیداری میں دیکھا اسی صورت پر جس پر اس نے خواب میں دیکھا تھا تو پہلا دیکھا جانا حق ثابت ہوا اور اس نے حقیقت میں رسول اللہ ﷺ ہی کو دیکھا اور بیداری میں جو اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اس کا دیکھنا حق ہے لیکن اس نے آپ ﷺ کی صورت مثالیہ کو دیکھا۔

اور یہی امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر امام قزاز رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"من آمن به ولم یره انه لابد ان یراه فی الیقظة قبل موته"۔

جس نے آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی زیارت نہ کر سکا تو مرنے سے پہلے عالم بیداری میں آپ ﷺ کی ضرور زیارت کرے گا۔(فتح الباری جلد 13 صفحہ 329)

جب عالم بیداری میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جانا محقق ہے تو یہ کہنا کہ شیطان آکر کہتا ہے کہ میں محمد ہوں کون سی تعلیمات کا عکس ہے؟ اور پھر یہ کہنا کہ انبیاء واولیاء کی قبروں سے شیطان کی آوازیں آتی ہیں یہ بھی غلط ہے۔

خود علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاوٰی جلد6 صفحہ 153 پر لکھتے ہیں اور محدث دہلوی نے "جذب القلوب" میں اور امام ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں اور علامہ ذہبی نے "تاریخ اسلام" میں اور علاوہ ازیں کثیر علماء نے لکھا ہے کہ جب ایام حرہ میں لشکر یزید پلید نے مدینہ طیبہ میں غارت گری کی اور اہل مدینہ کو بے دریغ شہید کیا اور مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے تو تین دن تک مسجد نبوی شریف میں آذان اور جماعت نہ ہوئی، حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لشکر یزید نے مجھے مجنون سمجھ کر چھوڑ دیا اس کے بعد ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"کان سعید المسیب فی ایام الحرۃ یسمع الآذان من قبر رسول اللہ ا اوقات الصلوٰۃ وکان المسجد قد خلا فلم یبق غیرہ"۔

ایام حرہ میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نماز کے اوقات میں رسول اللہ ﷺ کی قبر انور سے اذان کی آواز سنا کرتے تھے اور مسجد نبوی خالی ہو چکی تھی اس میں آپ کے علاوہ کوئی شخص نہ تھا۔

اب جب خود ابن تیمیہ سے ثابت ہوا کہ قبر رسول اللہ ﷺ سے آذان کی آواز سنائی دیتی تھی اور اس بات کی تصریح بھی موجود ہے کہ ابن مسیب رضی اللہ عنہ اسی آذان پر نماز ادا فرماتے تھے اور ایسا تین دن تک ہوا تو پھر یہ آواز کس کی تھی ـــــــ؟ اور پھر شیطان تو آذان سے بھاگتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ جلد 1 صفحہ 207 مسند ابی یعلی جلد 10 صفحہ 392 اور بخاری کی روایت ہے:

"ان الشیطان اذا سمع نداءً بالصلوٰۃ احال یعنی لہ ضراط"۔

جب شیطان آذان کی آواز سنتا ہے تو گوزیں مارتا ہوا بھاگتا ہے۔

اور مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 504 پر بھی حدیث ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان الشیطان اذا سمع نداء الصلوٰة فر بعد ما بین الروحاء والمدینة له ضراط"۔

بے شک جب شیطان آذان کی آواز سنتا ہے تو روحا کے مقام تک گوزیں مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

جب شیطان آذان سے بھاگتا ہے تو پھر قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آواز آذان کی جس پر مشہور تابعی تین دن تک نماز ادا فرماتے رہے وہ کس کی تھی؟

اور پھر مشہور کرامت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جسے کئی ایک محدثین مفسرین نے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار انور کے دروازے پر لے جایا گیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی:

"السلام علیک یارسول الله ہذا ابو بکر بالباب فاذ الباب قد انفتح واذا بهاتف یهتف فی القبر ادخلوا الحبیب الی الحبیب"۔

(الشمامۃ العنبریہ، تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 433)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں آپ کے دروازے پر، جبھی دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آئی حبیب رضی اللہ عنہ کو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملادو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ندا کی تھی، جواب میں یہ آواز کس کی تھی۔۔۔؟ اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک اس کو کرامت کے طور پر روایت کیا جاتا رہا ہے تو کیا یہ عیاں نہیں ہوا کہ وہابیہ کا اس بابت عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے کے

سراسر خلاف ہے۔ اس طرح تحقیقی والزامی طور پر بے شمار واقعات اور روایات پیش کی جاسکتی ہیں کہ اہل اللہ، خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے حیات کاملہ کے ساتھ ایسی طاقت عطا فرمائی ہوتی ہے کہ اگر کسی کو آواز سنانا چاہیں تو سنا سکتے ہیں اور پھر انبیاء واولیاء کی تخصیص کر کے کہنا کہ ان کی قبروں سے شیطان کی آوازیں آتی ہیں حد درجے کی جسارت ہے۔

عبارت نمبر5: نواب وحید الزمان حیدر آبادی کی کتاب "ہدیۃ المہدی"

اسمیں العقائد الصحیحہ لاہل الحدیث کے تحت صفحہ 9 پر نواب صاحب لکھتے ہیں:

"للہ تعالیٰ صورۃ ھی احسن الصور ویقدر ان یتجلی ویظہر فی ای صورۃ شاءَ"۔

اور آگے لکھتے ہیں:

"ولہ تعالیٰ وجہ وعین وید وکف و قبضۃ واصابع وساعد وذراع وصدر وجنب وقدم ورجل وساق وکتف"۔

اللہ تعالیٰ کی صورت ہے اور تمام صورتوں سے بہتر صورت ہے اور اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے۔

اور پھر لکھا کہ:

"اللہ تعالیٰ کا چہرہ بھی ہے آنکھیں، ہاتھ، ہتھیلی، مٹھی، انگلیاں، کلائیاں، بازو، سینہ، پہلو، قدم، پاؤں، پنڈلیاں اور کندھے بھی ہیں۔ (معاذ اللہ)

بحث: اللہ تعالیٰ کے لئے صورۃ اور اعضاء ثابت کرنا یہ مشبہ کا عقیدہ ہے اور مشبہ کے باطل اور جہنمی اور خارج از اسلام ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہے اس پر فتاویٰ ابن تیمیہ میں صراحت موجود ہے اور قرآن میں اللہ کے لئے لفظ "ید" ہاتھ وغیرہ یہ متشابہات کے قبیلے سے ہے اور متشابہات سے عقیدہ بنانا جہل اور ظلم ہے۔

عبارت نمبر6: اللہ کے لئے مکان کا اثبات

ہدیۃ المہدی صفحہ 101:

"وکذالک الاستواء علی العرش ای العلو والجلوس او الاستقرار علی العرش، وحکی ابن تیمیه انه ینزل کما انا انزل من المنبر"۔

اور اسی طرح عرش پر اس (اللہ) کا استواء یعنی اس کا عرش پر چڑھنا اور بیٹھنا اور عرش پر قرار پکڑنا۔ اور ابن تیمیہ سے حکایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اس طرح نیچے اترتا ہے جس طرح میں منبر سے نیچے اترتا ہوں۔ (معاذ اللہ)

اسی طرح تفسیر وحیدی میں ہے:

"اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے کرسی پر پاؤں رکھے ہیں اور کرسی چر چر کرتی ہے"۔

ہدیۃ المہدی صفحہ 10 پر ہے:

"جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے تو عرش خالی ہو جاتا ہے"۔

بحث:

مذکورہ عبارات میں اللہ عزوجل کیلئے جسم کے ساتھ ساتھ مکان بھی ثابت کیا گیا ہے اور اسے مقید بالمکان کردیا گیا ہے اور اللہ کی ذات کو "محدود فی الکم ومحدود فی الاین ومحدود فی الکیف" کرنا سراسر گمراہی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وتری الملائکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمدربھم"۔(سورۃ زمر 75)

اور تو فرشتوں کو دیکھے کہ اللہ کے عرش کو گھیرے اور حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد وتسبیح کرتے ہیں۔

اب اگر اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستقر مانا جائے تو ملائکہ عرش الٰہی کو گھیرے ہوئے ہیں اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ "محاط" ہے ملائکہ اس کے محیط ہیں اور یہ قرآن کے واضح خلاف ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"لاتدرکہ الابصاروھویدرک الابصار"۔(انعام 103)

اس کو توکسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔

(ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی)

دوسری جگہ فرمایا:

"وان اللہ قد احاط بکل شیء"۔(سورۃ الطلاق 12)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیرے رکھا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"الا انہ بکل شیء محیط"۔(حم السجدہ آیت نمبر 54)

سنو لاریب وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔(ترجمہ ثنائی)

جب اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے گھیرنے والا ہے، تو اس کو "محاط" گھیرا ہوا بنایا جائے تو یہ سراسر قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے اور قرآن کے خلاف عقائد باطلہ بھی وہابیہ کی پہچان ہے۔ پھر سورہ مومن آیت 7 میں ارشاد ہوتا ہے:

"الذين يحملون العرش ومن حوله يسبحون بحمد ربهم و يومنون به"۔

عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتے اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور اسی طرح سورۃ الحاقہ آیت نمبر 17 میں ارشاد ہوتا ہے:

"ويحمل عرش ربک فوقهم يومئذ ثمانيه"۔

(اور تیرے پروردگار کا عرش اس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ (ترجمہ جوناگڑھی صاحب)

ان آیات سے صراحتاً ثابت ہوا کہ اللہ کے عرش کو فرشتوں نے اٹھار کھا ہے، تو جب اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستقر مانا جائے تو لازم آئے گا کہ فرشتوں نے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات کو سر پر اٹھار کھا ہے، اور یہ کفریہ عقیدہ ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لئے جسم، مکان، جہت ثابت کرنا یہ اس کی بارگاہ کی گستاخی ہے جو وہابیہ نے اپنی تصانیف میں کر رکھی ہے اور پھر اللہ کے لئے یہ کہنا کہ وہ اس طرح اترتا ہے جس طرح میں اترتا ہوں یہ اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ ہے اور علامہ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 166 پر فرماتے ہیں:

"سلف صالحین مثل امام مالک اور اوزاعی اور سفیان ثوری، ابن سعد امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اس کے علاوہ دیگر ائمۃ المسلمین کا قدیماً وحدیثاً مذہب یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کیفیت و تشبیہ سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سے کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جاسکتی کیونکہ "لیس کمثلہ شیء" اس کی مثل کوئی شیء نہیں ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

"بل الامر کما قال الائمة منهم نعیم بن حماد الخزاعی شیخ البخاری من شبه الله بخلقه فقد کفر"۔

فیصلہ کن بات وہ ہے جو ائمہ دین نے فرمائی ہے ان میں سے امام بخاری کے شیخ امام نعیم بن حماد خزاعی بھی ایک ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے تشبیہ دی تحقیق اس نے کفر کیا ہے۔

اب مذکورہ "گستاخانہ عبارات" پر غور کریں، تو نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

عبارت نمبر 7: "سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے"۔(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان)

توضیح:

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم، ازلی، ذاتی ہے، اور دریافت کرنا یہ "علم اکتسابی" پر دلالت کرتا ہے جبکہ اللہ کا علم قدیم ہے وہ ہر وقت جانتا ہے اسے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں یہ دریافت کرنا مخلوق کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ اس میں "حدوث" لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات قدیم ہیں حادث نہیں ہیں۔ اس لئے کہ جو حادث ہو وہ متغیر ہوتا ہے تو اگر اللہ کی صفات کو حادث مانیں تو پھر انہیں متغیر ماننا پڑے گا اور اللہ کی ذات کو متغیر ماننا یہ اجماع امت سے کفر ہے۔

وہ الگ بات ہے کہ غیر مقلدین کے نواب وحید الزمان ہدیۃ المہدی میں صفحہ 10 پر لکھتے ہیں:
"الصفات الفعلیہ حادثۃ عند الاکثر من اصحابنا"۔
"یعنی ہمارے اکثر اہل حدیثوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ حادث ہیں۔
جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
"اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم"۔
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ ہمیشہ سے زندہ اور قائم ہے۔

عبارت نمبر8:

فتاویٰ ستاریہ جلد نمبر2 صفحہ 84 پر اہل حدیث غیر مقلدین کے مایہ ناز عالم عبد الجبار سلفی صاحب لکھتے ہیں:
"اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ ماننا یہ جہمیہ معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ کا باطل عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بذاتہ بنفسہ عرش پر مستوی ہے"۔
اور دوسری جگہ عبد الجبار سلفی صاحب "استواء علی العرش "صفحہ 37 پر لکھتے ہیں:
"اللہ تعالیٰ ہر جگہ نہیں عرش پر ہے"۔
اہل اسلام کے متفقہ عقیدہ کو معتزلہ کا عقیدہ اور جہمیہ کا باطل عقیدہ قرار دے کر کیا "وہابی علماء" نے دین سے خروج نہیں کیا۔
اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:
"وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ"۔(بقرہ آیت نمبر115)
مشرق ومغرب کا مالک اللہ ہی ہے تم جدھر کو منہ کرو اللہ کا منہ ادھر ہے۔
(ترجمہ محمد جونا گڑھی)

جبکہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر استویٰ کے حوالے سے اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا تو معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جب کیفیت مجہول ہے تو پھر یہ کہنا کہ وہ ٹانگیں لٹکا کر کرسی پر پاؤں رکھ کر بیٹھا ہے اور وہ عرش کے برابر ہے نہ چھوٹا ہے نہ بڑا ہے یہ کیفیت مجہول میں عقل کے گھوڑے دوڑا کر عقائد اسلام سے اعتزال نہیں تو پھر اس کا اور کیا نام ہے۔

عبارت نمبر 9: اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔(فتاوٰی سلفیہ صفحہ 55)

رسالہ یکروزہ مصنف شاہ اسماعیل دہلوی۔ اس میں بھی وہ لکھتے ہیں:

"کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اگر اس کو قادر نہ مانو تو پھر لازم آئے گا کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے بڑھ جائے"۔

توضیح:

اہل ایمان کا اس بات پر واضح اور دو ٹوک عقیدہ ہے کہ ہر وہ چیز جس میں عیب و نقص ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے محال ہے اور محال تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں ہے، چونکہ جھوٹ عیب ہے اس لئے یہ اللہ کی ذات کے لئے محال ہے۔

جیسا تفسیر "ابوالسعود" جلد نمبر 3 صفحہ 361 پر ہے:

"والكذب محال عليه سبحانه دون غيره"۔

جھوٹ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے محال ہے اس کے غیر کے لئے نہیں۔

اسی طرح "تفسیر کبیر" جلد 4 صفحہ 167 پر ہے:

"ان الكذب والخلف فی قوله محال"۔

یعنی اللہ کے قول میں جھوٹ اور خلف محال ہے۔

تفسیر "مدارک" میں ہے:

"لاحد اصدق منه فی اخباره و وعده و وعیده لاستحالة الکذب علیه لقبحه"۔

اخبار میں اور وعدہ وعید میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں اس لئے کہ جھوٹ اپنے قبح کی وجہ سے اس کی ذات کے لئے محال ہے۔

جب جھوٹ محال ہے تو اسی کتاب یکروزہ میں شاہ اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"محال ممتنع لذاته است که تحت قدرت الٰهیه داخل نیست"۔

یعنی محال ممتنع لذاتہ ہے جو کہ تحت قدرت الٰہیہ نہیں ہے۔

لہذا ثابت ہوا جھوٹ تحت قدرت الٰہیہ نہیں ہے۔

پھر غور کیا جائے! کہ شاہ اسماعیل صاحب جھوٹ کو تحت قدرت الٰہیہ ثابت کرنے کیلئے دلیل دیتے ہیں کہ "جھوٹ پر اگر اللہ تعالیٰ کو قادر نہ مانیں تو پھر لازم آئے گا کہ انسانی قدرت اللہ تعالیٰ سے بڑھ جائے"، یہ کس قدر جسارت ہے کیونکہ اس دلیل کے تحت تو اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے تمام قبیحات کے دروازے کھل جائیں گے پھر انسان تو ظلم، زنا، چوری اور دیگر قبیحات پر بھی قادر ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے لئے ان تمام نقائص وعیوب کو ثابت کر دیا جائے؟

وہابیہ سے جب سوال پوچھا جائے کہ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ تم ہر چیز کو قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہو تو بتاؤ تمہارے اس باطل عقیدے پر کوئی حدیث یا قرآن کی نص ہے؟ تو اس کے جواب میں آیت "ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر" پڑھی جاتی ہے کہ دیکھو جھوٹ ایک شیء ہے اور اللہ ہر شیء پر قادر ہے لہذا اللہ جھوٹ پر بھی قادر ہے۔

اس کے جواب کے طور پر یہ تفریعہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ "شیء" کا معنی ہے

"موجود" علامہ ابن تیمیہ مجموعۃ الفتاوٰی جلد 1 صفحہ 512 پر لکھتے ہیں:

"الشیء یعم کل الموجود بالاتفاق"۔

شیء کا اطلاق بالاتفاق ہر موجود پر ہوتا ہے۔

اور فتاوٰی کی جلد 4 صفحہ 421 پر لکھتے ہیں:

"ان المعدوم لیس بشیء فی الخارج عند الجمہور وھو الصواب"۔

جو چیز خارج میں نہ ہو وہ شیء نہیں ہوتی اور یہ جمہور کا مذہب ہے اور یہی صحیح بات ہے۔

تفسیر "بیضاوی" صفحہ 40 پر ہے:

"الشیء یختص بالموجود لانہ فی الاصل مصدر شاء"۔

شیء موجود کے ساتھ مختص ہے کیونکہ یہ اصل میں شاء کا مصدر ہے۔

اسی طرح "شرح عقائد نسفیہ" صفحہ 575 پر ہے:

"الشیء عندنا الموجود والثبوت"۔

یعنی شیء موجود اور ثابت شدہ کو کہتے ہیں۔

اس کے تحت حاشیہ برخوردار ملتانی میں ہے:

"فکل شیء موجود وکل موجود شیء"۔

ہر شیء موجود ہے اور ہر موجود شیء ہے۔ یعنی موجود اور شیء مترادف ہیں۔

اور علامہ ابن تیمیہ فیصلہ کن بات کرتے ہیں:

"وقدیطلقون ان الشیء ھو الموجود"۔

موجود پر ہی شیء کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ (فتاوٰی ابن تیمیہ جلد 4)

ان عبارات سے ثابت ہوا "شیء" موجود کو کہتے ہیں اور تفسیر بیضاوی صفحہ 40 پر ہے:

"ان الموجود ما یوجد فی احد الازمنۃ الثلاثہ"۔

موجود وہ ہے جو تین زمانوں میں سے ایک زمانے میں پایا جائے۔

اب جواب کچھ یوں بنے گا:

اگر جھوٹ کو شیء مان کر اللہ کو اس پر قادر مانا جائے تو شیء وہ ہے جو موجود، ثابت ہو اب معنی بنے گا جھوٹ اللہ کے لئے موجود و ثابت ہے اور پھر موجود وہ ہوتا ہے جو تین زمانوں میں سے کسی ایک میں پایا جائے جب جھوٹ شیء ہے تو جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کے لئے کسی ایک زمانے میں ثابت ماننا جائے گا کہ یا تو اس نے جھوٹ بول دیا، یا بول رہا ہے یا بولے گا۔ اور ان تینوں زمانوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ کو ثابت کرنا کفر ہے، تو پھر ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یہ کفریہ عقیدہ ہے اور اس طرح کا عقیدہ "دہابیہ" ہی رکھ سکتے ہیں کوئی مسلمان نہیں۔

عبارت نمبر 10:

ہدیۃ المہدی صفحہ 8 علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"انه اذا ولد زید فیعلم انه ولد ثم اذا مات فیعلم انه مات"۔

اللہ کی شان یہ ہے کہ جب زید پیدا ہوتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ زید پیدا ہو گیا اور جب زید مرتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ وہ مر گیا۔

توضیح:

یہ عقیدہ بھی باطل ہے اور یہ عبارت بھی تنقیص شان الوہیت پر مبنی ہے اس لیئے کہ اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے علم قدیم؛ ذاتی کا انکار اور علم کسبی کا اقرار پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زید کے پیدا ہونے کے بعد اور اس کے مرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ وہ پیدا ہو گیا یا وہ مر گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کو ازل سے جاننے والا ہے بلکہ ہمارے دلوں میں

اٹھنے والے خیالات کو وہ ازل سے جانتا ہے اللہ تعالیٰ کو ازل سے علم ہے زید کب پیدا ہو گا اور کب مرے گا۔

وقوع امر کے بعد اللہ کا کسی موجود کے جان لینے کا عقیدہ باطلہ معتزلہ کا دیا ہوا ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہابی اہل حدیث دراصل معتزلہ ہی کی ایک صورت ہے۔ اس لئے کہ جس طرح معتزلہ نے تحریف قرآن کا ارتکاب کیا اسی طرح سبیل مومنین سے ہٹ کر وہابیہ غیر مقلدین نے بھی قرآن کی تحریف کی ہے۔ غیر مقلدین وہابی حضرات کے مجدد العصر نواب صدیق حسن خان کے بیٹے نور الحسن خان عرف الجادی صفحہ 111 پر لکھتے ہیں:

کہ ایک شخص ایک وقت میں چار سے زائد شادیاں کر سکتا ہے اور آیت "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث وربع" کا یہ مطلب ہے کہ کوئی مرد اگر اکٹھی دو دو تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا اور یہ آیت چار سے زائد شادیوں سے ممانعت کو ثابت نہیں کرتی۔

غور کریں سبیل مومنین سے ہٹ کر کس طرح سے تحریف قرآنی کا ارتکاب کیا گیا ہے غالباً ان وہابیہ ہی کی مہربانی ہے کہ آج سعودی عرب، کویت، بحرین، عرب امارات وغیرہ ممالک میں عرب شیخوں نے اپنے "حرموں" میں کئی کئی درجن عورتیں رکھی ہوئی ہیں۔

عبارت نمبر11:

اس بادشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبریل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔(تقویۃ الایمان 35)

توضیح:

یہ بھی غلط ہے اگرچہ بظاہر شاہ اسماعیل صاحب اللہ تعالیٰ کی شان بیان کر رہے ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ عبارت گستاخی پر بھی مبنی ہے۔

اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں: "کافۃ للناس بشیرا ونذیرا" آپ ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ شاہ اسماعیل صاحب کے کہنے کے مطابق جو کروڑوں نبی محمد ﷺ کے برابر پیدا ہوں گے وہ خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین اور دیگر اوصاف وخصائص مصطفےٰ ﷺ سے متصف ہوں گے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ وہ مذکورہ اوصاف سے متصف نہیں ہوں گے تو پھر شاہ اسماعیل کا دعویٰ غلط ہے اور اگر مذکورہ اوصاف سے متصف ہوں یعنی جو نیا نبی آئے گا تو وہ بھی خاتم النبیین ہو گا تو ظاہر ہے "خاتم" کی صفت سے ایک ہی متصف ہو سکتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ یا پھر وہ نیا نبی۔ ایک وقت میں دونوں کا صفت "خاتم" سے متصف ہونا محال ہے، اور شاہ اسماعیل کو یہ امر تسلیم ہے کہ محال تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں (یکروزہ) جب محال تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں تو ثابت ہوا کہ کوئی ایک بھی شخص نبی پاک ﷺ جیسا پیدا نہیں ہو سکتا تو کروڑوں نبیوں کے آنے کا قول یقیناً بد تر از بول ہوا۔

گستاخانہ عبارت نمبر12:

"ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور ناداں"۔
صفحہ 23 تقویۃ الایمان، اور صفحہ 8 پر ہے: "اس بات میں اولیاء وانبیاء میں اور جن اور شیطان میں اور بھوت وپری میں کچھ فرق نہیں"۔

توضیح:

اس طرح کی اور بھی عبارات ہیں جن میں دہلوی صاحب نے مقبولان بارگاہ اور مقربین ہستیوں کے ساتھ جن، شیطان، بھوت وپری کو ملا کر ذکر کیا اور سب کو بے اختیاری میں برابر اور بے خبری اور نادانی میں یکساں بتایا اور کہا کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ الفاظِ دہلوی مقبولانِ بارگاہ رب العزت کی گستاخی، باطل اور مخالف قرآن ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
"هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون "۔
کیا عالم اور جاہل برابر ہیں؟ یعنی عالم وجاہل برابر نہیں ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:
"لايستوى اصحاب النار واصحاب الجنة "۔
جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:
"ما يستوى الاعمیٰ والبصير"۔
اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں۔

جب عالم اور جاہل برابر نہیں، جنتی اور دوزخی برابر نہیں، اندھا اور بینا برابر نہیں، تو یہ کہنا کہ سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان یہ واضح گستاخی ہے، نیز اللہ کے محبوب بندوں کا ذکر جن، شیطان کے ساتھ ملا کر کرنا بھی بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر یوں کہا جائے۔

اس بات (ذی روح ہونے) میں شاہ اسماعیل دہلوی کتے، خنزیر، بندر، بلی سب یکساں ہیں۔ تو کیا یہ شاہ اسماعیل دہلوی کی ذریت برداشت کرے گی؟ اگر جواب نہ میں ہو تو پھر ایک بندہ مومن، انبیاء واولیاء کا اکٹھا ذکر جنوں اور شیطانوں کے ساتھ کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔؟

گستاخانہ عبارت نمبر13:

وہابیہ غیر مقلدین کے مشہور عالم عنایت اللہ اثری اپنی کتاب "عیون زمزم" صفحہ 161 پر لکھتے ہیں:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد یوسف تھے اور انہیں یتیم چھوڑ کر فوت ہو گئے"۔

نیز صفحہ 40 پر لکھا ہے:

"ابراہیم علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام نامرد تھے"۔

توضیح:

عنایت اللہ اثری "جسر البلیغ" کے صفحہ نمبر 1 پر واشگاف الفاظ میں لکھتا ہے کہ میں شروع سے ہی اہل حدیث ہوں۔ مذکورہ دونوں عبارات صراحتاً، بداہتاً مبنی بر توہین اور کفریہ ہیں اور واضح طور پر قرآن کی آیات کا انکار۔ کیونکہ قرآن نے بے شمار مواقع پر "عیسیٰ بن

مریم" کہا ہے اور سورۃ آل عمران اور سورۃ مریم میں صراحتاً مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قدرت الٰہیہ سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام خود فرماتی ہیں:

"لم یمسسنی بشرولم اک بغیا"۔

مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا اور نہ ہی میں بدکارہ عورت ہوں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے اور ان حضرات کی ولادت کا تذکرہ بھی صراحتاً قرآن میں مذکور ہے اور دوسری عبارت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے نسب پر طعن اور گالی ہے۔ کیونکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام نامرد تھے تو پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کس کے بیٹے تھے؟ حضرت اسحاق علیہ السلام کس کے بیٹے تھے؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام کس کے بیٹے تھے؟ یہ عبارت صراحتاً کفر عظیم ہے۔

گستاخانہ عبارت نمبر14 :

جو کسی انبیاء واولیاء کو اپنا وکیل، سفارشی سمجھے اور نذر ونیاز کرے وہ ابوجہل کی طرح مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان)

توضیح:

پوری امت محمدیہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت کریں گے اور آپ کی شفاعت کبریٰ کے بعد انبیاء واولیاء، حفاظ، علماء اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت فرمائیں گے۔

یہ عقیدہ خود ساختہ نہیں بلکہ اس پر سیکڑوں نصوص شاہد ہیں اور عقیدہ شفاعت کا انکار اور اس

کے قائل کو مشرک کہنا یہ قرآن کی تحریف کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ صاحب تقویۃ الایمان نے جس آیت کو مستدل بنایا ہے وہ آیت ہے:

"فما تنفعهم شفاعة الشافعين"۔

پس انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی۔

اس آیت کے بارے میں مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور دراصل شفاعت کا انکار "معتزلہ" کا مذہب ہے اور آج کے وہابی "معتزلہ" ہی کی ایک صورت ہیں، اس لئے کہ معتزلہ اور وہابیہ کے عقائد کو آمنے سامنے رکھیں تو ان میں، انیس بیس کا فرق بھی نظر نہیں آتا۔ مشہور محدث اور ممدوح وہابیہ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "شرح فقہ اکبر" میں رقمطراز ہیں:

"واستدلوا بقوله تعالىٰ فما تنفعهم شفاعة الشافعين مع ان الآية فى الكفار باجماع المفسرين"۔

یعنی معتزلہ شفاعت کے انکار میں قرآن کی آیت "فما تنفعهم شفاعة الشافعين" سے استدلال کرتے ہیں باوجودیکہ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے۔

اور یہ امر بھی اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ آج کل کے وہابیہ خوارج ہیں کہ جن کی مذمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار دفعہ کلام فرمایا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی بابت بخاری شریف میں روایت ہے جس میں ان کی ایک نشانی ذکر کی گئی ہے کہ:

"كان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت فى الكفار فجعلوها على المومنين"۔(بخاری جلد 2 صفحہ 1024)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان خوارج کو بدترین مخلوق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ خوارج کفار کے بارے میں اترنے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے ہیں۔ اور یہی حالت وہابیہ کی ہے کہ جو آیات کفار اور بتوں کے بارے میں اتری ہیں ان کو محبوبان خدا، انبیاء، اولیاء، شہداء پر چسپاں کر کے عامۃ المسلمین کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں اور اس کی جھلک "تقویۃ الایمان" میں واضح دیکھی جا سکتی ہے۔ انبیاء، اولیاء کو اذن شفاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور یہ امت محمدیہ پر فضل عظیم ہے:

"من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ"۔

کون ہے وہ شخص کہ جو اللہ کے ہاں شفاعت و سفارش کرے مگر ہاں اسی کے اذن کے ساتھ۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہے:

"ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ"۔

البتہ اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے۔

مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "جب تک میں اپنی امت کا ایک ایک فرد جنت میں داخل نہ کرا لوں گا اس وقت تک میں راضی نہ ہوں گا"۔

اور پھر ارشاد ہوتا ہے:

"عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا"۔ (بنی اسرائیل آیت نمبر 79)

عنقریب آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

ترمذی اور صحیح بخاری میں موجود ہے:

"سئل رسول اللہ ﷺ عن المقام المحمود فقال ھو الشفاعۃ"۔ (بخاری حدیث نمبر 4441۔ ترمذی حدیث نمبر 3148)

یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا مقام محمود کے متعلق (کہ وہ کیا ہے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس سے مراد مقام شفاعت ہے۔

یہی روایت امام احمد بن حنبل اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اسی طرح بیہقی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار ﷺ نے فرمایا:

"انا اول شافع واول مشفع"۔ (1)

یعنی میں ہی وہ پہلا شخص ہونگا بروز قیامت، کہ جو گنہگاروں کی شفاعت کروں گا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا کہ جس کی شفاعت کو بروز قیامت قبول کیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"وبی تفتح الشفاعة ولافخر"۔ (2)

بروز قیامت مجھ ہی سے شفاعت کا دروازہ کھلے گا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔

"شفاعتی لا اہل الکبائر من امتی"۔ (3)

میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

---

(1) بیہقی فی شعب الایمان 1/284

(2) روی ابو نعیم عن ابن عباس "سبل الهدیٰ والرشاد" 2/468 • خصائص کبریٰ للسیوطی 2/328

(3) سنن ترمذی رقم الحدیث 2435 • صحیح ابن حبان باب الحوض والشفاعة • مسند احمد بن حنبل حدیث 13245 • سنن ابی داؤد باب فی الشفاعة • سنن الکبریٰ للبیہقی 10/190

Marfat.com

علاوہ ازیں سیکڑوں روایات ہیں جن میں صراحتاً مذکورہ ہے، کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی سفارش فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش وشفاعت کو قبول فرما کر اپنے فضل وکرم سے گناہ گاران امتِ مصطفےٰ کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ لیکن کیا کریں فرقہ ضالہ اہل حدیث وہابیہ کا جو اصل میں عقائد خوارج ومعتزلہ کے ترجمان ہیں اور کہہ رہے ہیں:

"جو کسی انبیاء واولیاء کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھے وہ ابوجہل کی طرح ہے"۔

گستاخانہ عبارت نمبر15:

(1) "اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ 9)

(2) اس کے دربار میں تو ان کا یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتے ہیں تو وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ 16)

توضیح:

عبارات مذکورہ میں سے پہلی عبارت میں کہا گیا ہے کہ "اللہ کے سوا کسی کو نہ مان" یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا چاہیئے اور کسی پر ایمان نہیں لانا چاہیئے یہ کفر خالص ہے، اس لئے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملائکہ، آسمانی کتابوں، اللہ کے تمام نبیوں، یوم آخرت اور خیر اور شر کے منجانب اللہ مقدر ہونے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان نہ لایا جائے اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا اور پھر انبیاء واولیاء وملائکہ مقربین کے بارے میں کہنا کہ وہ بے حواس ہو جاتے ہیں یہ غلط ہے اگرچہ ملائکہ مقربین پر خوف الٰہی اور خشیت کا طاری ہونا حق ہے لیکن ان عظیم ہستیوں کو "بے حواس" کہنا ان کی شان میں بے باکی اور گستاخی ہے۔

عبارت نمبر16:

شاہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں صفحہ 189 پر لکھتے ہیں:

"سید احمد کو خواب میں حضرت علی ﷺ نے غسل دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کپڑے پہنائے"۔

عبارت نمبر 17، نبی پاک ﷺ گنہگار تھے:

پارہ نمبر26 سورۃ فتح آیت نمبر27 پر ہے:

"انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر"۔

مشہور غیر مقلد اہل حدیث عالم خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھی نے ترجمہ کیا:

"بے شک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے"۔

اور انہی آیات کا ترجمہ اہل حدیثوں کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری یوں کرتے ہیں:

"(اے نبی) ہم نے تجھ کو کھلی فتح دی ہوئی ہے تاکہ اللہ تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے ہوئے ہیں"۔

توضیح:

یہ دونوں ترجمے غیر مقلدین کے چوٹی کے علماء نے کئے ہیں اس معاملے میں کسی تفصیل کی ضرورت نہیں صرف اتنی سوچ دینا مقصود ہے کہ کیا "نبی ﷺ گنہگار ہو سکتا ہے' اگر نہیں تو پھر نبی ﷺ کے گناہوں کے بخشنے کا کیا سوال ہے؟"۔

مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ:

کچھ عرصہ ہوا آپ کے ہاتھ پر پانچ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا، خبر اخبار میں چھپی تو اسلام آباد کے ایک مشہور اخبار کا ایک سب ایڈیٹر عیسائی نوجوان، قریشی صاحب کے ایک دوست جو اس کے ساتھ کام کرتے تھے کے ساتھ قریشی صاحب سے ملنے آمنہ مسجد آیا اور دوران گفتگو اسلام پر اعتراضات کیئے جب قریشی صاحب نے اسے انجیل کھول کر جواب دیئے تو خاموش ہو گیا۔

تھوڑے سے توقف کے بعد اس نے پھر سوال کیا، مولانا یہ بتائیں کہ ایک شخص ایسا ہے جس نے زندگی میں کبھی کوئی گناہ نہیں کیا اور ایک شخص ایسا ہے جس نے بہت گناہ کیئے لیکن اسے کسی وجہ سے معافی دے دی گئی بتائیں ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟ قریشی صاحب نے جواب دیا "یقیناً جس شخص نے کبھی گناہ نہیں کیا وہی افضل ہے"۔

عیسائی نوجوان نے اگلا سوال کیا، مولانا یہ بتائیں کہ آپ کے اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا شان ہے؟

قریشی صاحب! آپ اللہ کے سچے رسول علیہ السلام ہیں، آپ روح اللہ ہیں اور آپ کلمۃ اللہ ہیں۔

عیسائی نوجوان! آپ سے کس قدر گناہ سرزد ہوئے؟

قریشی صاحب! معاذ اللہ، آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبی علیہ السلام گناہوں سے معصوم ہوتا ہے، گناہوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عیسائی نوجوان! مولانا تو پھر آپ افضل نبی کو چھوڑ کر ادنیٰ نبی کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھیں اس لئے کہ (معاذ اللہ) آپ کا نبی تو گناہ گار تھا بعد میں اللہ نے اسے بخشا۔

قریشی صاحب! آپ مہمان ہیں لیکن آپ بات سوچ سمجھ کر کریں یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ سرزد ہوئے ہیں؟

عیسائی نوجوان! ذرا یہ قرآن تو اتاریں اور دیکھیں آپ کے قرآن میں لکھا ہوا ہے، کھولیں اس کو اور سورۃ فتح کی آیت نمبر 2 نکال کر اس قرآن (مترجم محمد جونا گڑھی) سے پڑھیں اور یہ قرآن وہ ہے جو سعودی عرب سے واپسی پر حاجی صاحبان کو بطور تحفہ دیا جاتا ہے لہذا آپ کا بھی عقیدہ ہے کہ قرآن میں غلطی نہیں تو پھر پڑھیں یہاں لکھا ہے "تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے ہوئے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے"۔

دیکھئے آپ کے قرآن سے پتہ چلا کہ آپ کا نبی گناہ گار تھا پھر بخشا گیا اور آپ نے خود کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی گناہ نہیں ہوا لہذا آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں۔ ہم سب حاضرین اس کے اس سوال پر حیران و ششدر رہ گئے۔

مناظر اہل سنت نے اسے جواب دیا! بھائی یہ بتاؤ کہ ہمارا قرآن عربی زبان میں ہے یا اردو میں۔

نوجوان! عربی میں۔

قریشی صاحب! بھائی صاحب یہاں عربی میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ نبی علیہ السلام گناہ گار ہے یہاں اردو ترجمہ کرتے ہوئے مترجم کو غلطی لگی ہے۔

نوجوان! جناب کیا یہ ترجمہ غلط ہے ؟ حالانکہ مکہ، مدینہ سے واپسی پر حاجی اس کو لے کر آتے ہیں۔

قریشی صاحب! بھائی! یہ ترجمہ غلط ہے آپ نے اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن "کنزالایمان" اٹھالاؤ، ترجمہ کنزالایمان لایا گیا تو آپ نے انہی آیات کا ترجمہ پڑھا:

"بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے"۔

پھر قریشی صاحب نے اس کے ایک سابقہ سوال کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ دراصل اسی طرح کی چیزیں ہوتی ہیں کہ جن کی بناء پر باہم مخالفت ہوتی ہے اور اسی سے مسالک معرض وجود میں آتے ہیں جیسے یہ ترجمہ ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور مولانا محمد جونا گڑھی کے ماننے والے کہتے ہیں درست ہے تو اس سے باہم اختلافات ہوئے وگرنہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس پر عیسائی نوجوان خاموش ہوا۔

نوجوان جاچکا تو قریشی صاحب بولے بھائی اگر آج اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن پاک نہ ہوتا تو سوچو کہ ہم اس عیسائی کو کیا جواب دیتے۔

معزز قارئین! میرا یہی سوال آپ سے ہے کہ اگر مذکورہ آیات کا ترجمہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ "کنزالایمان" سے نہ کریں بلکہ اشرف علی تھانوی، ثناء اللہ

امرتسری، مولانا محمد جونا گڑھی، عبدالماجد دریا آبادی، شاہ رفیع الدین کے تراجم قرآن پاک سے کریں کہ جنہوں نے ترجمہ کیا ہے:

"تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشے" تو پھر اس طرح کا سوال کرنے والے عیسائی، یہودی کو کیا جواب دیں گے؟ کہ جنہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ترجمہ سنی کا ہے یا وہابی کا، ان کے نزدیک تو یہ "قرآن" میں لکھا ہے۔

تنبیہ واپیل:

میں اپنے پڑھنے والوں سے ایک گذارش کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا ہے تو پھر عشق و محبت میں ڈوبا ہوا اور مقام الوہیت و نبوت وولایت کی ترجمانی کرتا ترجمہ قرآن "کنزالایمان" ہی پڑھیں۔ اور سعودی عرب کے وہابی حضرات کی طرف سے ملنے والی تفسیر و ترجمہ جو مفت تقسیم ہوتی ہے اور دیگر نام نہاد مترجمین کے تراجم سے گریز کریں کیونکہ ان میں کئی مقامات پر مقام الوہیت و نبوت کی تنقیص کی گئی ہے۔ مثلاً سعودیہ سے مفت ملنے والی تفسیر میں صفحہ 1098 پر سورۃ قصص کی آیت نمبر 86 کے تحت لکھا گیا:

"یعنی نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آپ ﷺ کو رسالت کے لئے چنا جائے گا اور آپ ﷺ پر کتاب الٰہی کا نزول ہوگا"۔ حالانکہ میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ہے "میں تب بھی نبی تھا کہ آدم کا ابھی جسد بھی تیار نہ ہوا تھا"۔ پھر جس نبی ﷺ کا جھولا جبریل جھولائے، ولادت کے ساتھ ہی یہودی اور عیسائی آپ کی نبوت کی نشانیاں دیکھ کر پہچان لیں، درخت آپ پر سلام پڑھیں تو آپ کو وہم و گمان ہی نہ ہو؟

اسی طرح سورۃ والضحیٰ پارہ نمبر 30 آیت نمبر 7:

"ووجدک ضالا فہدی"۔ اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی۔

اس کے تحت تفسیری نوٹ لکھا: یعنی تجھے شریعت وایمان کا پتہ نہ تھا ہم نے تجھے راہ یاب کیا، نبوت سے نوازا اور کتاب نازل کی ہے ورنہ اس سے پہلے تو ہدایت کے لئے سرگرداں تھا۔ کیا یہ نوٹ مقام نبوت ورسالت کے مطابق ہے؟ اور پھر ذرا دوسرے وہابی تراجم پر بھی اسی مقام پر نظر ڈالئے:

مولانا وحید الزمان غیر مقلد: "اس نے تجھ کو بھولا بھٹکا پایا پھر راہ پر لگایا"۔

مولانا شاہ رفیع الدین: "پس پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی"۔

شاہ عبد القادر: "پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی"۔

مودودی صاحب: "تمہیں ناواقف راہ پایا پھر ہدایت بخشی"۔

محمود الحسن دیوبندی صاحب: "پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی"۔

مولانا احمد علی لاہوری:

"اور آپ کو شریعت سے بے خبر پایا پھر شریعت کا راستہ بتایا"۔

قارئین: آپ نے وہابی نظریات کے حامل افراد کا ترجمہ پڑھا اب عاشق صادق امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن "کنز الایمان" اس مقام پر دیکھیں:

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"۔

مقام نبوت کے مطابق آپ دیکھیں گے کہ یہی ترجمہ ہے وگرنہ، بھٹکا ہوا ہونا، بے خبر ہونا، ناواقف راہ ہونا، راہ بھولا ہوا ہونا یہ مقام نبوت کی ترجمانی نہیں ہے۔

اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 54 کو بھی دیکھئے:

"مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین"۔

محمود الحسن دیوبندی:

"اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا مکر سب سے بہتر ہے"۔

شاہ عبد القادر:

"فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے"۔

شاہ رفیع الدین:

"اور مکر کیا انہوں نے یعنی کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر مکر کرنے والا ہے"۔

---"آپ غور فرمائیں کہ کیا اللہ مکر و فریب کر سکتا ہے؟"---

اب امام اہل سنت احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کنز الایمان پڑھئیے:

"کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالی نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالی بہتر تدبیر کرنے والا ہے"۔

اور سورۃ طٰہٰ کی آیت 121 پر بھی نظر ہو:

"وعصٰی آدم ربه فغوٰی"۔

ترجمہ عاشق الٰہی دیوبندی:

"اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے"۔

مولانا محمد جونا گڑھی (سعودیہ والی تفسیر):

"آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا"۔

اشرف علی تھانوی:

"اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے"۔

محمود الحسن دیوبندی:

"اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا"۔

احمد علی لاہوری:

"آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بھٹک گیا"۔

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد:

"اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا"۔

قارئین: غور فرمائیں کیا آدم نے نافرمانی کی، گمراہ ہوئے، بہک گئے، قصور ہو گیا اپنے رب کا، غلطی میں پڑ گئے، بھٹک گیا، جیسے تراجم مقام نبوت کی ترجمانی ہے یا تنقیص شان نبوت؟

آیئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا منفرد اور ادب و تعظیم سے بھرپور ترجمہ ملاحظہ فرمائیں!

"اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی"۔
(کنزالایمان)

اور یہ مقام بھی قابل توجہ ہے سورۃ محمد آیت 19:

"واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات"۔

تفسیر ثنائی، ثناء اللہ امرتسری:

"اور اپنے گناہوں اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش مانگا کرو"۔

احمد علی لاہوری:

"اور اپنے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیئے"۔

محمود الحسن دیوبندی:

"اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لئے"۔

شاہ عبد القادر:

"اور معافی مانگ اپنے گناہ کو اور ایماندار مردوں کو اور عورتوں کو"۔

مولانا مودودی:

"اور معافی مانگو اپنے قصور کے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی"۔

مولانا محمد جونا گڑھی (سعودیہ والی تفسیر):

"اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی"۔

قارئین! آپ نے وہابی حضرات کے تراجم ملاحظہ فرمائے۔ خود سوچیں کہ کیا نبی ﷺ کے گناہ ہو سکتے ہیں کہ جن کی معافی مانگنے کا حکم ہو رہا ہے؟ اور کیا یہ ترجمہ تقدیس رسالت کے خلاف نہیں؟ اب ترجمہ کنز الایمان پڑھیئے اور فیصلہ کیجئے کہ صحیح معنوں میں مقام وشان نبوت کی ترجمانی کون کر رہا ہے:

"اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں وعورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو"۔

اور یہ مقام بھی ملاحظہ ہو، سورۃ توبہ آیت 67:

"نسوا اللہ فنسیھم"۔

مولانا محمد جونا گڑھی: "یہ (منافق) اللہ کو بھول گئے اللہ انہیں بھول گیا"۔

ثناء اللہ امر تسری: "اللہ تعالیٰ کو بھول گئے پس اللہ تعالیٰ بھی ان کو بھول چکا ہے"۔

مولانا مودودی: "یہ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے انہیں بھلا دیا"۔

مولانا فتح محمد جالندھری: "انہوں نے خدا کو بھلایا تو خدا نے ان کو بھلا دیا"۔

شاہ رفیع الدین: "بھول گئے خدا کو پس بھول گیا ان کو اللہ"۔

ان وہابی تراجم میں تقدیس الوہیت کا خیال نہیں رکھا گیا اس لئے کہ بھول جانا یا بھلا دیا جانا یہ مخلوق کے ساتھ خاص ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں بھولتا کیونکہ وہ علیم وخبیر ہے اور اس کا علم ازلی ابدی ہے اور اس کی ذات غیر متغیر ہے۔ اس مقام پر بھی امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقدیس الوہیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا:

"وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا"۔

محترم قارئین کرام!

یہ تو چند مثالیں تھیں ورنہ سیکڑوں ایسے مقامات ہیں کہ جہاں وہابی مترجمین ومفسرین ڈگمگاتے اور شان الوہیت وتقدیس رسالت کی دھجیاں اڑاتے دکھائی دیتے ہیں، جب کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی تو چور مچائے شور کے مصداق علمائے اہل سنت پر الزام تراشیاں کرتے ہیں کہ انہوں نے ترجمہ صحیح نہیں کیا اور کبھی کہتے ہیں بس جی ہماری تفسیر تو اور ہے بس لفظی ترجمہ ایسا ہی بنتا ہے۔

میں اب فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ بے ادب کون ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخیاں

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" کا مژدہ ان ہستیوں کیلئے منجانب اللہ ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مشکبار ہے:

"ان اللہ تعالٰی اختارنی واختاربی اصحابا فجعل لی منہم وزراء وانصارا واصہارا فمن سبہم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہم یوم القیامۃ صرفا وعدلا"۔[1]

بے شک اللہ تعالٰی نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو منتخب فرمایا ان میں سے میرے وزیر انصار اور داماد بنائے پس جو انہیں برا کہے گا ان پر اللہ تعالٰی فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور قیامت کے روز اللہ تعالٰی ان سے کوئی بھی نفلی و فرضی عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

نیز ارشاد فرمایا:

"ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابا واصہارا وسیاتی قوم یسبونہم وینتقصونہم فلا تجالسوہم ولاتشاربوہم ولاتواکلوہم ولاتناکحوہم"۔ (بیہقی)

(1) المستدرک للحاکم 3/722، المعجم الکبیر للطبرانی 140/7 و قال الذہبی صحیح۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیئے اصحاب اور داماد بھی منتخب فرمائے، عنقریب ایک قوم ہو گی جو ان کو برا کہے گی اور ان کی تنقیص کرے گی تم ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا اور نکاح شادی مت کرنا۔

اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر سے ایک روایت یوں بھی ہے:

"میرے صحابہ، انصار، دامادوں کے بارے میں میرا تحفظ کرو، جو ان کے بارے میں میری حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت دنیا و آخرت میں فرمائے گا اور جس نے ان کے بارے میں میرا تحفظ نہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کو چھوڑ دے گا اور جس کو اللہ تعالیٰ چھوڑ دے قریب ہے کہ وہ اس کی گرفت میں آجائے"۔

اس کے علاوہ ایک روایت یوں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوہم غرضا بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یاخذہ"۔[1]

یعنی میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو میرے بعد انہیں اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے

---

1) سنن ترمذی رقم حدیث 3866• بیہقی فی شعب الایمان 2/191• صحیح ابن حبان باب فضل الصحابہ • مسند احمد بن حنبل رقم حدیث 20568•فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1/47

ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے بغض رکھتا ہے جس نے انہیں ایذا دی اس
نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جو
اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے قریب ہے کہ وہ اس کی گرفت میں آجائے۔

اس کے علاوہ سینکڑوں روایات ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احترام، ادب، محبت کا درس دیا گیا ہے اور ان سے بغض اور ان پر تنقید سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن وہ "وہابی ہی کیا جو گستاخ نہ ہو" کے مصداق، گروہ وہابیہ کے اکابرین نے اصحابِ پیغمبر و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ ہستیوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا۔ لیجئے حوالے حاضر ہیں:

- کتاب "خلافت راشدہ" مصنف فیض عالم صدیقی اس میں لکھتا ہے:
  "حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت راشدہ حاصل نہ تھی"۔
- یہی فیض عالم صدیقی اپنی کتاب "سیدنا حسن بن علی" صفحہ نمبر 80 پر لکھتا ہے:
  "حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ صحابی نہ تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے بلکہ کثرت جماع، تپ محرقہ اور ذیابیطس سے ان کی موت ہوئی"۔
- نواب وحید الزمان اپنی کتاب "نزل الابرار" جلد 3 صفحہ 94 پر لکھتا ہے:
  "معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ فاسق تھے اور "من کان مومنا کمن کان فاسقا" والی آیت ان کے بارے میں اتری ہے"۔
- حکیم فیض عالم صدیقی جن کا مقام جماعت اہل حدیث میں کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے اپنی کتاب "صدیقہ کائنات" صفحہ 288 پر اپنے اندر کا نفاق کچھ یوں ظاہر کرتے ہیں: "حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے"۔

نواب وحید الزمان اپنی کتاب "کنز الحقائق" صفحہ 234 پر لکھتے ہیں:

"صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا مستحب ہے سوائے ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندب کے"۔

- کتاب "وحید اللغات" میں بھی نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"معاویہ کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہنا چاہیئے"۔

- کتاب "تنویر الآفاق" مصنف مولانا رئیس ندوی صفحہ 459 پر لکھتے ہیں:

"بہت سے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم بہت سی آیات کی خبر رکھنے اور تلاوت کرنے کے باوجود بھی مختلف وجوہ سے ان کے خلاف عمل پیرا تھے"۔

- مزید لکھتے ہیں: "واضح مثالیں موجود ہیں جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا کسی بھی خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ نے نصوصِ کتاب و سنت کے خلاف اپنے اختیار کردہ موقف کو بطور قانون جاری کر دیا تھا"۔

(تنویر الآفاق صفحہ 108)

- ہدیۃ المہدی صفحہ 110 پر وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:
- "جمعۃ المبارک کے خطبے میں خلفائے راشدین کا نام لینا بدعت ہے"۔
- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غصہ میں خلافِ سنت حکم جاری کر دیا۔

(تنویر الآفاق صفحہ 103)

یہ حوالہ جات مشتے از خروارے کے مصداق ہیں۔

قادیانیت نوازی

قارئین !اگر غور کیا جائے تو جتنے باطل فرقے و مذاہب ہیں ان کی جھلک غیر مقلدین وہابیہ میں دیکھی جا سکتی ہے، آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے کہ معتزلہ، مشبہ، مجسمہ (جو اللہ کے جسم کے قائل ہیں) خوارج، روافض وغیرہم کے نظریات ہی دراصل غیر مقلدین کے نظریات و معمولات ہیں، اس کے علاوہ ماضی قریب میں اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا فرقہ "قادیانیوں" کا گزرا ہے جسے بعد ازاں پاکستان کی پارلیمنٹ نے "غیر مسلم اقلیت" قرار دیا۔ ذرا جائزہ لیں کہ ان اہل حدیثوں کے اکابرین کے اس فرقہ کے بانیاں کے ساتھ کس قدر گہرے روابط تھے اور خود مرزا قادیانی بھی پہلے غیر مقلدیت کی گمراہی میں گھرا اور بعد ازاں دعویٰ نبوت کر دیا۔

اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے چند حوالہ جات حاضر خدمت ہیں:

- غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب کے مرزا قادیانی کے ساتھ گھریلو تعلقات تھے یہی وجہ ہے کہ ان کا دوسرا نکاح نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا۔

(حیات طیبہ از شیخ عبدالقادر مربی قادیانی صفحہ 76)

اور یہ کتاب مرزا بشیر احمد خلیفہ مرزا قادیانی کی تائید اور ہدایت سے لکھی گئی۔

- اسی کتاب حیات طیبہ صفحہ 369 پر موجود ہے کہ: ابوالکلام آزاد جن پر غیر مقلدین کو ناز ہے کے بھائی ابوالنصر مولانا غلام یسین، مرزا صاحب کے گھر آتے رہے اور مرزا صاحب

کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتے رہے اور واپس آکر اخبار وکیل میں ان کی تعریف کے دہ پل باندھے کہ الامان والحفیظ۔

- "سیرت مہدی" جو مرزا قادیانی کے بیٹے نے اپنے والد کے حالات زندگی پر تحریر کی ہے
- اس کے صفحہ 49 پر مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"عقائد و تعامل کے لحاظ سے مرزا صاحب کا طریق حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے"۔

- "تحریک آزادی فکر" صفحہ 188 پر مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب غیر مقلد تھے۔
- اور پھر مرزا صاحب نے خود لکھا "ہماری جماعت بنسبت عبد اللہ چکڑالوی کے اہل حدیث سے اقرب ہے"۔(مجدد اعظم جلد 2 صفحہ 917)
- "مکتوبات احمدیہ" جلد 5 صفحہ 53 پر ہے۔ "مرزا صاحب، حنفی تقلید پر قائم نہیں اور نہ ہی اسے اچھا جانتے ہیں"۔
- اکثر احمدی اہل حدیث ہوئے ہیں۔(عطر التبلیغ جلد 2 صفحہ 156)

اب ذرا معمولات مرزا پر غور ہو:

- مرزا صاحب سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قائل تھے۔(ذکر حبیب صفحہ 24)
- فقہ احمدیہ جلد اول صفحہ 32 پر نماز احمدی کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ہاتھ سینہ پر باندھنے چاہئیں۔
- مجھے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کبھی پسند نہیں ہوا۔(فرمان مرزا قادیانی)۔(سیرت مہدی صفحہ 102)

- مرزا صاحب ایک وتر پڑھتے تھے۔ (سیرت مہدی جلد 3 صفحہ 48)
- تراویح کی آٹھ رکعتوں کے قائل تھے۔ (سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 12)
- کوہ حلال جانتے تھے۔ (سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 132)
- مرزا صاحب ہاتھ سینہ پر باندھتے، آمین بالجہر کرتے اور رفع یدین کرتے تھے۔

(سیرت مہدی جلد 3 صفحہ 68)

- جرابوں کے مسح کے قائل تھے۔

(مجدد اعظم جلد 2 صفحہ 1250 • سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 27)

- قصر کے لئے سفر کی تعیین کے قائل نہ تھے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد 1 صفحہ 199)
- فاتحہ خلف الامام کو فرض قرار دیتے تھے (سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 50)
- فاتحہ خلف الامام واجب ہے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 41)

یاد رہے کہ یہ تمام معمولات غیر مقلدین وہابی حضرات کے ہیں۔

نوٹ: معزز قارئین! آپ کو یقیناً گزشتہ صفحات کے مطالعہ سے پتہ چل چکا ہوگا کہ شاہ اسماعیل دہلوی غیر مقلدین اور دیوبندیوں کا مشترکہ بزرگ ہے لہٰذا شاہ اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارات دیوبندی مکتبہ فکر کے خلاف بھی حجت ہیں اور اس کے علاوہ دیوبندیوں کے دیگر معتمد علیہ علماء، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہم کی گستاخانہ عبارات ان کے علاوہ ہیں۔ تفصیل کے لئے علامہ نصیر الدین سیالوی کی کتاب "عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" کا مطالعہ فرمائیں اس کے علاوہ علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الحق المبین" اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تمہید ایمان، سبحان السبوح وغیرہ بھی انتہائی مفید ہیں۔

دوسرا دعوٰی

وہابی مناظر کا دعوٰی تھا کہ

"اہل سنت بریلوی کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں"

وہابی مناظر: (تقریر نمبر1)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد:

غیر مقلدین علماء کا یہ دعوٰی ہے کہ علماء اہل سنت کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں۔

یہ ہمارا دعوٰی ہے اب ہم اس کو ثابت کرنے لگے ہیں۔ یہ پہلی کتاب احمد رضا خان صاحب کی ان بریلویوں کا امام فتاوٰی رضویہ جلد 15 صفحہ 298۔ سوال ہوتا ہے احمد رضا خان سے کہ "میم کی چادر مکھ پہ ڈالے احمد بن کر آیا"۔

اس کا جواب احمد رضا دیتے ہیں اگر آیا کی ضمیر حضرت عزت اللہ عزوجل کی طرف ہے تو بے شک عوام کا ایسا لکھنا کفر صریح کلمہ ہے اور اگر حضور اقدس ﷺ کی طرف ہے تو آپ ﷺ بے شک احد واحد ہیں۔ دونوں حضور ﷺ کے اسماء طیبہ سے ہیں اور معنی یہ کہ حضور ﷺ مظہر شان احدیت ہیں، تجلی احدیت حضور ﷺ کی عبدیت میں جلوہ گر ہے، نعوذ باللہ۔ یعنی محمد اللہ کے مظہر ہیں اور اللہ جلوہ گر ہے، محمد میں۔ پھر سنو اس کو کہ احمد رضا کہتا ہے اگر آیا کی ضمیر نبی کریم ﷺ کی طرف ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ بے شک آپ ﷺ

احد واحمد ہیں، حالانکہ احد کون ہے۔ اللہ ۔ ثابت ہوا کہ احمد رضا نے نبی کریم ﷺ کو احد یعنی اللہ مان لیا ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

یہ کتاب ہے میرے ہاتھ میں تذکرہ علمائے اکابر اہل سنت عبدالحکیم شرف قادری کی اس کتاب میں لکھا ہے:

حضرت علامہ مولانا یار محمد گڑھی شریف یہ کہتا ہے کہ دیوان محمدی کے نام سے جو کتاب طبع ہوئی ہے یہ انہی کی ہے آداب دیوان محمدی پڑھیں صفحہ 156۔

شعرنمبر1:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا

پھر تو سمجھو کہ مسلماں ہے دغاباز نہیں

استغفر اللہ! یعنی محمد یار گڑھی کہتا ہے محمد یار محمد ﷺ کو خدا مان لیتا ہے پھر تو مسلمان ہے ورنہ دغاباز ہے۔

صفحہ نمبر133۔ شعر نمبر2:

خدا کی پاک صورت کو محمد میر کہتے ہیں

محمد بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں

استغفر اللہ!

صفحہ نمبر154۔ شعر نمبر3:

کہتے ہیں احمد احد میں فرق نہیں محمد اہ!
عشاق یار رکھتے ہیں ایماں نئے نئے

صفحہ 166۔ شعر نمبر4:

خرام ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا
محمد مصطفیٰ یعنی خدا مٹھن کی گلیوں میں

یعنی محمد مصطفیٰ مٹھن کی گلیوں میں خدا بن کے پھر رہے ہیں۔

صفحہ نمبر167۔ شعر نمبر5:

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں
خدا بے پردہ ہے جلوہ نما مٹھن کی گلیوں میں

صفحہ نمبر147۔ شعر نمبر6:

خدا جسے کہتے ہیں وہ مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے
جسے کہتے ہیں خود بندہ خدا معلوم ہوتا ہے

شعر نمبر7:

محمد محمد کریندے گزر گئی
احد نال احمد ملیندیں گزر گئی

صفحہ نمبر22۔ شعر نمبر8:

محمد سائیں تیرے مکھ ڈکھاون توں صدقے
خدا سائیں تیرے محمد بناون توں صدقے
تیرے میم دے برقعے پاون توں صدقے
احد ہو کے احمد سڈاون توں صدقے

اور یہ تیسری کتاب ہے "فوائد فریدیہ" غلام فرید چاچڑاں والا اور ان کی کتاب ہے اکابر اہل سنت کا تذکرہ عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف اور صفحہ 321 ہے۔ اس پر لکھا ہے، غلام فرید چاچڑاں والا ان کے علماء میں سے ہیں۔ ان کی کتاب فوائد فریدیہ مسلک توحید اور اعتقادی مسائل پر بہترین کتاب ہے۔حالانکہ اس کتاب میں صریحاً کفر لکھا ہے۔ اس میں ہے:

"کسی نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ متکبر کیوں ہیں فرمایا اپنا غرور تکبر ختم ہو گیا ہے اس کے بجائے حق جل جلالہ 'کا تکبر آگیا ہے۔" (استغفر اللہ)

اور اس کتاب میں ہے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں عرش ہوں، کرسی ہوں، لوح ہوں، قلم ہوں، میں جبرئیل ہوں، میکائیل ہوں، عزرائیل ہوں میں ہی موسیٰ ہوں، میں ہی عیسیٰ ہوں، میں ہی محمد ہوں۔" (استغفر اللہ)۔

صفحہ 73 پر ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"سبحانی ما اعظم شانی۔۔۔ جبکہ اللہ کہتا ہے۔۔۔سبحان ربی الاعلیٰ۔۔۔ اور یہ بدبخت کہتا ہے سبحانی ما اعظم شانی۔۔۔ یعنی میں پاک ہوں اور میری کتنی

عظمت والی شان ہے۔۔۔اور یہ کہتا ہے۔۔۔ **لا الہ الا انا فاعبدونی**۔۔۔یعنی میں اللہ ہوں میری عبادت کرو۔۔۔ارے ایسے بد بخت کو سولی پر چڑھا دو۔"

صفحہ 74 پر ہے حضرت حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں میں ایک دنبہ کی آواز آئی فرمایا:

"لبیک جل شانہ (استغفر اللہ) دنبہ کو خدا کہہ دیا"۔

ابو الحسن خراسانی نے فرمایا کہ صبح سویرے میرے ساتھ اللہ نے کشتی کی میں نے پچھاڑ دیا اور یہ بھی فرمایا کھانے والا سونے والا مختلف چیزیں ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں۔[1]

---

(1) وہابی مناظر نے "فوائد فریدیہ" کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں رحمۃ اللہ علیہ والے کے عقائد و نظریات ہیں حالانکہ اس کتاب میں مذکورہ عبارات مصنف بطور مثال لے کر آئے ہیں۔ در اصل وہ مسئلہ "وحدۃ الوجود" اور "شطحیات اولیاء" پر بحث کر رہے ہیں کہ بعض اوقات صاحب حال لوگوں سے خلاف شریعت کلام صادر ہو جاتا ہے اور وہ اس کی مثالیں ذکر کر رہے ہیں کہ جیسے فلاں فلاں بزرگوں سے اس اس طرح کا کلام صادر ہوا ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ ان کے کلام کو تو غلط کہیں گے یا حتی الامکان اس کی تاویل کریں گے تاہم غلبہ حال اور حالت سکر والے صوفیاء کو ان کی حالت اور جذب کی کیفیت کی بنا پر فتوٰی کفر سے بچائیں گے۔ لیکن وہابی مناظر نے اسے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں والے کا کلام اور عقیدہ بنا کر بیان کیا اور دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اگر محض امثلہ ذکر کرنے سے فتوٰی مصنف کے خلاف ہے تو پھر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتوٰی صادر ہونا چاہئے کہ جنہوں نے شطحیات اولیاء کو "انفاس العارفین" میں صرف ذکر ہی نہیں کیا بلکہ عبارات کی تاویلیں بھی کیں اور جواب بھی دیا ہے۔ اسی طرح مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکتوبات شریف میں شطحیات اولیاء کا جواب دیا ہے۔ اور خود علامہ ابن تیمیہ نے فتاوٰی ابن تیمیہ میں کئی مقامات پر شطحیات اولیاء کو موضوع سخن بنا کر ان شطحیات کی تاویل کی ہے۔ تو اگر محض شطحیات کو

ذکر کر کے ان کی تاویل کرنے کے باعث حضرت غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں والے مطعون ہو گئے ہیں تو پھر وہابیوں کا مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن تیمیہ کے بارے میں کیا خیال ہے جبکہ یہ حضرات ان کی مسلمہ بزرگ ہستیاں ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بذاتِ خود نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں نہ کہ اتحاد و حلول کے۔ آپ لکھتے ہیں: "جاننا چاہئے کہ صوفیائے کرام (وجودی) کا مذہب ہے کہ حق جل شانہ ایک ہستی مطلق ہے اور ایک وجود محض اور یہ ہستی اور وجود عدد اور شکل پر منحصر نہیں۔ تمام موجودات میں ساری ہے یہاں تک کہ کوئی قطرہ کوئی ذات اس وجود سے خالی نہیں"۔ (فوائد فریدیہ ص 65)

اتحاد و حلول کی بابت لکھتے ہیں: جاننا چاہئیے کہ جب ہر صورت میں وہی ذات پاک جلوہ نما ہے جو ہر مرتبہ میں مختلف نام رکھتی ہے پس چاہئے کہ عبودیت کے مراتب کے اسماء کا اطلاق الوہیت کے مرتبہ پر نہیں کیا جائے گا نہ رتبہ الوہیت کے اسماء کا اطلاق مراتب عبودیت پر، کیونکہ یہ کفر ہے، اتحاد ہے اور بے دینی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

نیز خواجہ صاحب اولیاء کرام علیہم الرضوان کی کیفیت جذب و مستی کی بابت لکھتے ہیں: وہ (بندہ مومن) ذکر و فکر میں اس طرح مستغرق ہو جاتا ہے، ہر لحظہ سوائے اللہ کے نام کے اس کی زبان پر کوئی اور نہیں ہوتا اور سوائے صفات حق کے فکر کے اور کوئی چیز اس کے دل میں نہیں ہوتی۔ دنیا کے سارے کام اس کی خبر سے دور ہوتے ہیں ہر نفع و نقصان جو اسے خلق سے پہنچتا ہے وہ اسی سے جانتا ہے نہ خلق سے۔ نفع بھی اور نقصان بھی اسی سے جانتا ہے بلکہ ہر چیز کو وہم و خیال سمجھتا ہے سوائے اللہ عزوجل کی صفات کے۔ پس اسے ایک مقام حاصل ہوتا ہے چنانچہ دوزخ اہل بہشت کی نسبت ناجائز ہے اور بہشت بھی اسی مقام کی نسبت اسی طریقہ سے ہے اور مالوہیت کا مقام ہے کہ جتنے صاحب اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق و مستی کا کلام فرمایا ہے صوفیاء کرام ان کو "شطح" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

(فوائد فریدیہ ص 71)

دیکھیں میں اب عقیدہ بیان کرتا ہوں:

یہودیوں نے کہا: عزیر ابن اللہ (عزیر اللہ کا بیٹا ہے) اللہ نے فرمایا کافر۔ عیسائیوں نے کہا عیسیٰ، مریم اور اللہ یہ تین اللہ ہیں اللہ نے کہا کافر، اور یہ عقیدہ کفریہ بنا اب اگر کوئی کہے کہ ہم سب اللہ ہیں تو وہ بھی کافر ہے قرآن کی رو سے۔ یہ میرے پاس فوائد فریدیہ ہے صفحہ 8 کہتے ہیں:

نصاریٰ اس سبب سے گمراہ ہیں کہ انہوں نے اللہ کو تین میں متعین کر دیا اگر اس کو ہر جگہ مانتے تو کوئی گمراہی نہ تھی۔ (استغفر اللہ)، اور عیسائی تین کو اللہ نہ کہتے بلکہ سب کو اللہ کہتے تو وہ گمراہ نہ ہوتے اور ان کے عقیدے کے مطابق ہر ایک اللہ ہے ایک شخص خواجہ معین الدین چشتی کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے اپنا مرید بنالیں فرمایا کہ "لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ" (استغفر اللہ) او، نبوت کے ڈاکا ڈالنے والو! اور یہ کتاب ہم نے پیش کی ہے ان ہی کے اکابر کی ہے اور آپ دیکھیں گے کہ ہر ایک ثابت کریں گے کہ یہ اللہ کے ساتھ کفر و شرک کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیائے کرام کے ذوق و مستی کے کلام اور ان کی "شطحیات" کو اکٹھا کیا ہے کہ بطور شطح کس بزرگ کی زبان سے کیا کلام سرزد ہوا ہے ان امثلہ میں حضرت بایزید، حضرت حسین منصور الحلاج، حضرت فضیل عیاض، حضرت معین الدین چشتی اجمیری، حضرت شبلی، حضرت حمزہ خراسانی اور دیگر کثیر صوفیائے کرام علیہم الرضوان کے شطح کے کلام کو ذکر فرمایا ہے اور ان کے اس کلام کی بابت یہی نظریہ ہے کہ جب کلام ظاہراً شریعت کے خلاف ہو گا تو ہم اس کلام کی ہر ممکن تاویل کریں گے اگر تاویل نہ ہو سکی تو کلام کو غلط کہیں گے لیکن صوفیاء کو ان کی حالت کے پیش نظر فتویٰ سے بچائیں گے۔ شطحیات کے حوالے سے تفصیل صفحہ ــــ پر دیکھیں۔

مناظر اہل سنت (جوابی تقریر نمبر 1)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

حضرات! میرے مدمقابل مناظر نے شرائط میں سے شرط نمبر 2 کی خلاف ورزی کی ہے ہماری یہ بات طے شدہ تھی کہ دونوں طرف سے معتمد علیہ علماء کی عبارات پیش کی جائیں گی۔ مولوی صاحب نے وہ صوفیاء جو غلبہ حال والے تھے ان کی عبارات کو پیش کر کے لوگوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ عقیدے علماء اہل سنت بریلویوں کے ہیں۔ میں عرض کرتا چلوں کہ مولانا صاحب نے پہلے دعویٰ میں کہا تھا کہ بریلویوں کے عقیدے کفریہ شرکیہ ہیں۔ میں مولوی صاحب سے کہوں گا کہ سب سے پہلے عوام کی سہولت کے لئے کفر اور شرک کی تعریف پیش کریں اور شرک کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے جو بریلویوں کو مشرک کہا ہے تو آپ اس شرک کی قسم کا تعین فرمائیں کہ ان پر شرک کی کون سی قسم لازم آتی ہے تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

رہی بات امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوٰی رضویہ شریف کی تو مولوی صاحب نے فتاوٰی رضویہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے یہ ہے فتاوٰی رضویہ اس کو میں دوبارہ پڑھتا ہوں۔

یہاں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"حضور ﷺ مظہر شان احدیت ہیں"۔ آپ نے حضور ﷺ کو خدا نہیں فرمایا خدا کی شان کو ظاہر کرنے والے ہیں کہا ہے۔ میں پوچھتا ہوں ظالم انسان اس میں کونسا شرک ہے۔[1]

آپ نے فتاویٰ رضویہ پڑھ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اب میں اس مسئلے کا حل کرتا ہوں۔ آپ لوگ بتائیں عیسیٰ علیہ السلام کون ہیں؟ روح اللہ۔ اب عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہہ کر کوئی یہ کہنا شروع کردے کہ دیکھو جی انہوں نے اللہ کی روح مان لی ہے تو بتائیں کہ ایسا کہنا بے وقوفی اور جہالت ہے یا نہیں ہے؟ پھر انہوں نے کہا کہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کو "احد" کہا ہے کہ وہ احد ہیں تو ساتھ استغفر اللہ کہہ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ بہت بڑا شرک ہو گیا ہے (اس کا جواب یہ ہے)۔

میں پوچھتا ہوں رحمان کون ہے ۔۔۔ اللہ۔۔۔ رحیم کون ہے ۔۔۔ اللہ۔۔۔ اب قرآن مجید سورۂ توبہ کی سیکنڈ لاسٹ آیت پڑھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا نبی رؤف ہے میرا نبی رحیم ہے۔ اب تم جیسا کوئی بیوقوف اٹھ کر کہہ دے کہ یہ شرک ہے تو کیا قرآن شرک بیان کر رہا ہے؟ دیکھو اللہ بھی رحیم ہے اور نبی ﷺ بھی رحیم ہے جو لفظِ رحیم، اللہ کے لئے ہے وہی نبی ﷺ کیلئے ہے۔

---

(1) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت محمد ﷺ حضرت وجود عزوجل کا آئینہ اور اس کا مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمدیہ تعیین اول وجامع تعینات ومظاہر ہے اور تمام کا ظہور ان کے نور سے ہوا ہے۔ (انفاس العارفین ص234)، کیا ان پر بھی یہ حضرات فتویٰ لگائیں گے۔۔۔؟

مولوی صاحب! نبی علیہ السلام جو رحیم ہیں تو وہ اللہ کی صفت رحمت کا مظہر ہیں اسی طرح اللہ احد ہے نبی احد ہے یعنی وہ خدا کی شان احدیت کا جلوہ ہے، وہ خدا کی شان کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ کی صفات غیر اللہ کے لئے استعمال ہوئی ہیں مثلاً سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے "انه هو السميع البصير" جبکہ قرآن ہی کی سورۂ دھر میں انسان کیلئے اس صفت کا اثبات ہوا ہے:

"انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه وجعلناه سميعًا بصيرًا"۔(۱)

یہ میرے پاس اسی طالب الرحمن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی لہٰی کتاب ہے "آیئے عقیدہ سیکھیں"

---

(1) یوں ہی "حلیم" اللہ کی صفت ہے ارشاد ہوتا ہے "والله غفور حليم" جبکہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر 114 میں یہی صفت حضرت ابراہیم کیلئے بیان کی گئی ہے: "ان ابراهيم لاواه حليم"۔ یونہی اللہ کی صفت ہے علیم قرآن میں سو سے زائد مقامات پر اللہ کے لئے یہ صفت ذکر کی گئی ہے، اور حفیظ بھی اللہ کا صفاتی نام ہے جبکہ سورۃ یوسف آیت نمبر 55 میں یہی دونوں صفات حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے لئے بیان کی ہیں: "اجعلني على خزائن الارض انی حفيظ عليم" اور یونہی صفت علیم سورۃ حجر آیت نمبر 53 میں حضرت اسحاق کیلئے فرشتوں نے ذکر کی ہے۔ اسی طرح اللہ کی صفت ہے "رب" پالنے والا اور سورۃ یوسف آیت 23 میں حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے بارے میں فرما رہے ہیں: "انه ربی احسن مثوىٰ" وہ عزیز مصر میرا پرورش کرنے والا ہے اور میری اچھی جائے پناہ۔ یہ چند امثلہ ہیں کہ جو صفات اللہ نے اپنے لئے ذکر کی ہیں وہ اپنے بندوں کیلئے بھی ذکر کی ہیں اب اگر وہابی مناظر کے مذکورہ اصول کو مدنظر رکھیں تو پھر ان امثلہ میں شرک ماننا پڑے گا حالانکہ قرآن شرک مٹانے آیا ہے شرک پھیلانے نہیں۔ ان امثلہ کا وہی جواب ہے کہ اللہ کی صفات ذاتی ہیں اور مخلوق کو اسی نے یہ صفات عطا فرمائی ہیں اور اس کے محبوب بندے اس کی صفات کا مظہر ہیں۔

اس میں پہلا سوال ہے کہ ہم نے اللہ کو کیسے پہچانا۔ جواب دیا کہتے ہیں پہاڑ دریا دیکھ کر ہم نے اللہ کو پہچانا۔ حالانکہ اللہ کو پہچاننے کا سب سے بڑا ذریعہ پہاڑ و دریا نہیں بلکہ اللہ کو پہچاننے کا سب سے بڑا ذریعہ ذاتِ مصطفےٰ ﷺ ہے۔ اب جب مصطفےٰ کریم ﷺ کی ذات میں خدا کے جلوے نظر آتے ہیں تو مولوی صاحب! اس میں شرک کی کیا بات ہے اور پھر مولوی صاحب آپ نے صوفیاء کی عبارات اور اشعار پڑھے اور حوالہ پیش کیا کہ بایزید بسطامی نے فرمایا "سبحانی ما اعظم شانی" تو اس طرح کی باتوں کو اصطلاح میں "شطحیات" کہتے ہیں۔

میرے ہاتھ میں یہ کتاب ہے "شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" کی "انفاس العارفین" جو کہ آپ اہل حدیثوں کے بھی بزرگ ہیں۔[1] اس میں اسی مذکورہ بات "سبحانی ما اعظم

(1) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کی مستند کتب سے چند حوالے ذکر کر دیئے جائیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں۔

- "فتاوی ثنائیہ" جلد اول صفحہ 412 غیر مقلدین کے مناظر اعظم ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین شاہ ولی اللہ ہی کے سلسلے کے لوگ ہیں نیز جلد ثانی ص 68 پر لکھتے ہیں: جو شخص شاہ ولی اللہ کو برا بھلا کہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
- "تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" از مولوی محمد اسماعیل سلفی صفحہ 106 پر لکھتے ہیں، شاہ ولی اللہ اہل حدیث تھے نیز صفحہ 170 پر شاہ ولی اللہ کو حکیم الامت اور بارھویں صدی کا مجدد قرار دے رہے ہیں۔
- کتاب "تاریخ اہل حدیث" ص 462 از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: آپ بلانزاع بارھویں صدی کے مجدد تھے نیز امام الائمہ اور تاج المجتہدین گنے جاتے۔
- "تاریخ التقلید" ص 150 پر ہے: شاہ ولی اللہ کو مسلک اہل حدیث کا مجدد اعظم سمجھے ہوئے ہیں۔

- کتاب "اہل حدیث کی خدمات حدیث" ص 69 پر ارشاد الحق اثری صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات حدیث پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے اور ان کو اہل حدیث ائمہ میں شمار کیا ہے۔
- "تحریک اہل حدیث" ص 181 پر قاضی محمد اسلم سیف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حجۃ اللہ فی الارض قرار دیتے ہوئے ص 207 پر لکھتے ہیں، امام شاہ ولی اللہ ہرگز ہرگز مقلد نہ تھے۔
- "کتاب اہل حدیث کی برصغیر آمد" میں مصنف محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں: شاہ صاحب کسی امام فقہ یا مجتہد کے مقلد نہ تھے۔ اور اپنی اس کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث امام لکھتے ہیں۔
- کتاب "حقانیت مسلک اہل حدیث" میں عبدالرحمان منیر راجو والوی ص 289 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو ہی اپنا مسلک قرار دے رہے ہیں۔
- "صراط مستقیم" ص 4 پر شاہ اسماعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: قطب المحققین، فخر العرفاء المکملین اعلمہم باللہ حضرت شیخ ولی اللہ قدس سرہ۔
- "فتاوٰی برائے خواتین" ص 31 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث علماء میں شمار کیا ہے۔
- کتاب "سیرت ثنائی" ص 300 پر عبدالمجید خادم سوہدروی صاحب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، مولانا سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الٰہی کے احیاء اور کتاب و سنت کے بقاء کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔
- کتاب "ہدایۃ المستفید" کے مقدمہ میں غیر مقلدین کے بلند پایہ عالم بدیع الدین راشدی صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہویں صدی کے امام الہند اور عقیدہ توحید کے محافظ لکھا ہے۔
- کتاب "عبقات" میں شاہ اسماعیل دہلوی نے جگہ جگہ شاہ ولی اللہ کو اپنے بزرگوں میں لکھا ہے۔
- "فتاوٰی نذیریہ" کے مقدمہ میں ص 5 پر نذیر احمد سبحانی منیجر اہل حدیث اکادمی نے نذیر حسین دہلوی کو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ فکر کے گل سرسبد قرار دیا ہے۔

شانی" کے متعلق شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں اور ہاں آپ سن چکے کہ وہابی مناظر نے اپنی تقریر میں یہ کہنے والے کو کافر کہا تھا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صفحہ 226 پر جس نے کہا "سبحانی ما اعظم شانی" یا "اناالحق" کہا غلبہ حال اور اپنی نظر سے جہت امکان کی نفی کرتے ہوئے کہا ورنہ اسمائے الوہیت کا اطلاق سوائے تمام معلومات کے عالم کی کسی چیز پر روا نہیں۔

مولوی صاحب! آپ کی مسلک اہل حدیث میں حیثیت ہی کیا ہے؟ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ شطحیات کے قبیلے سے ہے اور انہوں نے "سبحانی ما اعظم شانی" کہنے والے کو کافر نہیں کہا بلکہ تاویل کی ہے۔ میرے پاس آپ کے بزرگوں کی کتاب ہے جس میں انہوں نے خدا کو گھوڑا کہا ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے تفسیر ثنائی اس کا صفحہ 994 جلد دوم ہے

اس میں آپ کے مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

"عشق وہ آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کسی کو خاکستر کر دیتی ہے جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہو گئے ہیں وہ تمام چیزوں سے رو گرداں ہو چکے ہیں حتیٰ کہ ان کو حسب و نسب کا بھی خیال نہیں رہتا وہ تو اس قدر عشق الٰہی میں مست الست ہوتے ہیں کہ بجز ذاتِ محبوب حقیقی

- غیر مقلدین کے مجدد اعظم نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب "التاج المکلل" کے صفحہ 176 پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "شیخ الاجل" اور "مسند الوقت" قرار دیا ہے۔
- اس کے علاوہ غیر مقلدین کی اکثر کتب کو اٹھایا جائے وہاں پر کسی نہ کسی حیثیت سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ضرور خراج عقیدت پیش کیا گیا ہوگا۔ جب ذات کو مانا جاتا ہے تو پھر ان کی بات کو کیوں نہیں مانا جاتا؟

کے کسی چیز پر ان کی نظر نہیں ٹکتی بلکہ اجسام مادیہ کو بھی وہ اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کو خدا ہی نظر آتا ہے۔"

میں آپ سامعین سے انصاف طلب کرتا ہوں دیکھیں وہ صوفیاء جن کے نظریات اور تحریروں پر ہمارے مسلک کا دارومدار نہیں وہ صوفیاء ہیں، وہ غلبہ حال والے ہیں یعنی ان پر عشق الٰہی کا غلبہ ہے ان کی زبان سے اس طرح کے الفاظ نکلتے ہیں تو وہ معذور ہیں۔ اور پھر یہ دیکھیں یہ تفسیر ثنائی ہے اگر مولوی میں ہمت ہے تو فتویٰ لگائے اس پر کیوں کہ یہ کہتا ہے کہ ان کو "اجسام مادیہ" میں خدا نظر آتا ہے۔

مولوی صاحب! آپ پڑھے لکھے ہیں آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ اجسام مادیہ میں کیا کیا چیزیں ہیں، گھوڑا بھی جسم مادی ہے، پتھر بھی جسم مادی ہے، سورج بھی جسم مادی ہے۔ اب تفسیر ثنائی کے مطابق تو ان (عشق الٰہی والوں) کو پتھر میں بھی خدا نظر آتا ہے، دریا میں بھی خدا نظر آتا ہے، پھول میں بھی خدا نظر آتا ہے، معاذ اللہ ان کے کہنے کے مطابق گھوڑے میں بھی خدا نظر آتا ہے، دنبے میں بھی خدا نظر آتا ہے یہ وہی بات ہے جو صوفیاء نے کی (اور تفسیر ثنائی والا کہتا ہے کہ عشق والوں کو ایسا نظر آتا ہے)۔

اور پھر اہل حدیثوں کا یہ عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری صوفی نہیں، غلبہ حال والا نہیں بلکہ مناظر ہے صوفی نے کہا (غلبہ حال والے نے) دنبے سے خدا نظر آتا ہے وہی بات یہ کہتا ہے اس کے کہنے کے مطابق جب تمام اجسام مادیہ سے خدا نظر آتا ہے تو پھر جس طرح وہابی مناظر نے تنقید کی تھی اس طرح تو معاذ اللہ گھوڑا بھی خدا۔ کتا بھی خدا یہاں لازم وملزوم کی بات کر رہا ہوں۔

Marfat.com

اب میں کہتا ہوں کہ وہابی عالم کے کہنے کے مطابق اگر گھوڑے، کتے، دریا سے خدا نظر آسکتا ہے تو اپنے مرشد کامل اور سرکار دو عالم ﷺ کی صورت مبارکہ سے خدا نظر کیوں نہیں آسکتا؟

مولوی صاحب اب پڑھو شعر!

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا متھن کی گلیوں میں

اور پھر جو صوفی اس طرح کا مذکورہ کلام جو وہابی مناظر نے پیش کیا ہے کرتے ہیں تو یہ مسئلہ وحدۃ الوجود ہے وہ جو کہتے ہیں:

خرام ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا
محمد مصطفےٰ یعنی خدا متھن کی گلیوں میں

حقیقت میں صوفی ان کو خدا نہیں بناتا بلکہ وہ نظر کے اس مقام پر ہوتا ہے کہ وہ مخلوق کے آئینے میں خالق کا جلوہ دیکھتا ہے اس کی مثال دیتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج کو دیکھا تو فرمایا "ہٰذا ربی" یہ میرا رب ہے دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سورج کو رب قرار دے رہے ہیں کیا ان پر بھی شرک کا فتویٰ آئے گا؟ اب سوال یہ ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں فرمایا۔ میرے پاس تفسیر ابن کثیر ہے اس کی جلد 3 صفحہ 50 ہے علامہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ یہ سورج میرا رب ہے یہ مقام نظر میں ہے یا مقام مناظرہ میں ہے؟

حضرت ابن عباس سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کا یہ فرمانا مقام نظر میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے سورج کو دیکھا تو انہیں خدا نظر آیا تو کہہ دیا "ہٰذا ربی" یہ میرا رب ہے۔ اگر ابراہیم علیہ السلام کو سورج میں خدا نظر آئے تو سورج خدا نہیں بنتا بلکہ سورج میں

انہیں خدا نظر آیا، تو اسی طرح اگر کوئی کامل شخص مقام نظر پر فائز ہو اور اسے مخلوق میں سے اپنے مرشد کامل یا کسی اور فرد مخلوق میں خدا نظر آئے تو وہ فردِ مخلوق بھی خدا نہیں بن جاتا اور اس صاحب نظر کا کہنا شرک نہیں بلکہ بناء بر "وحدۃ الوجود" کے ہے۔

اب میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ میرے مدمقابل مناظر نے جتنی بھی شطحیات والی اور وحدۃ الوجود والی صوفیاء کی عبارتیں پیش کی ہیں وہ تمام عبارتیں ہماری شرط نمبر 8 (یعنی اگر زیر بحث عبارت پر مخالف مناظر مدعی کے علماء کی ایسی ہی عبارت پیش کردے تو وہ زیر بحث عبارت قابل بحث نہ رہے گی) کے مطابق بحث سے خارج ہو گئیں کیونکہ ادھر کی عبارت میں دنبے وغیرہ کا ذکر ہے اور ادھر بھی اجسام مادیہ گھوڑے وغیرہ کا ذکر ہے اور بات ختم ہو گئی کہ مخلوق کے آئینے میں خالق نظر آتا ہے لیکن وہ "چشمہ" لگانے سے نہیں بلکہ عشق کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ اسی لئے تو میرے اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (مناظر اہل سنت نے ترنم سے یہ شعر پڑھا):

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

ہاں مولانا کفر و شرک کی تعریف کرنا نہ بھولئے گا۔ (وقت ختم)

تتمہ گفتگو

قارئین: مناظر اہل سنت کی طرف سے بار بار لفظ "شطحیات" کا استعمال ہو رہا ہے اور مسئلہ وحدۃ الوجود کہہ کر جواب دیا جارہا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "شطحیات" اور "مسئلہ وحدۃ الوجود" کے حوالے سے وضاحت کر دی جائے۔ میں اس جگہ مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب ہی کے مسائل مذکورہ پر تحریر کردہ دو رسائل معمولی تغیر کے ساتھ شامل تحریر کر رہا ہوں امید ہے کہ مسئلہ سمجھنے میں کافی آسانی ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ذروا العارفين المحدثين عن امتی لاتنزلوهم الجنة ولا النار حتی يكون الله هو الذی يقضی فيهم يوم القيامة". (الحدیث)

یعنی ایسے عارفین جن سے غیب کی باتیں کی جاتی ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو ان کو اپنے خود سے نہ جنت میں داخل کرو اور نہ ہی دوزخ میں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کردے

شطحیاتِ اولیاء

صوفیائے کرام سے حالتِ سکر و مستی میں صادر ہونے والے

بظاہر غیر شرعی کلام کی شرعی حیثیت

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حنیف قریشی

مدرس جامعہ غوثیہ العلوم راولپنڈی و بانی شباب اسلامی پاکستان

خطبہ

الحمد لله الذی نور قلوب اولیاۂ بانوار ہداته وصفی اسرارہم بمشاہدۃ جماله وعظمته واستخلصہم للعکوف علی بساط انسه، ثم تجلی لهم باسماۂ وصفاته حتی اشرقت علیهم انوار رحمته، وفاضت علیهم انوار حضرته، ثم کشف لهم عن جمال وجهه حتی اشرقت قلوبهم بانوار معرفته ثم اظهرلهم غرائب صنعه وبدائع صنعته، فشاہدوا عجائب ملکه وملکوته والصلوة والسلام علی مظهر ذاته وصفاته، مفرج الکروب وضیاء القلوب نبینا وحبیبنا محمد دوحة المجد الاثیل وهامة النسب الاصیل المنور للعالمین بنور صفاته ورحمته وعلی آله واصحابه وعترته۔

اما بعد!

شطح کی تعریف:

شطح کا لغوی معنی ہے: حرکت کرنا، دوڑ پڑنا، مارا مارا پھرنا۔ [1]

اصطلاحی تعریف:

حضرت شیخ عبد اللہ بن علی السراج الطوسی المتوفی 378 جو کہ کبار علماء اور صوفیاء میں سے تھے۔ آپ اپنی مشہور زمانہ کتاب "اللمع" میں شطح کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں:

"الشطح کلام یترجمه اللسان عن وجد یفیض عن معدنه مقرون بالدعوی"۔ [1]

---

(1) اللمع فی التصوف • فیروز اللغات 344

وہ وجد جو اپنی معدن سے بہہ نکلے اور اس کے ساتھ کسی امر کا دعویٰ پایا جائے اور زبان اس وجد کی ترجمانی کرے شطح کہلاتا ہے۔

آپ دوسرے جگہ شطح کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں:

"وهو عبارة مستغربة فى وصف وجد فاض بقوته وهاج بشدة غليانه وغلبته"۔(2)

یعنی شطح اس غیر معروف عبارت کا نام ہے جس میں اس وجد کو بیان کیا جاتا ہے جو بڑی قوت کے ساتھ فیضانِ الٰہی سے صوفی پر وارد ہو، اور وہ اپنے شدید جوش اور غلبہ کی وجہ سے جوش میں آجائے۔

"تاج العروس" میں علامہ محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی الزبیدی (المتوفی1205ھ) شطح کی تعریف یوں فرماتے ہیں:

"وفى اصطلاحهم عبارة عن كلمات تصدر منهم فى حالت الغيبوبة وغلب شهود الحق عليهم بحيث لايشعرون حينئذ بغير الحق كقول بعضهم "انا الحق" وليس فى الجبة الا الله"۔(3)

یعنی اصطلاح صوفیاء میں "شطح "کا معنی یہ ہے کہ صوفیاء سے حالت جذب و مستی میں اور ایسی حالت میں کہ جب ان پر حق تعالیٰ کے شہود کا غلبہ ہوتا ہے یعنی وہ اللہ کی ذات کے جلووں میں مگن ہوتے ہیں تو انہیں

(1) اللمع 346

(2) اللمع 375

(3) تاج العروس 2/172

اس وقت سوائے حق تعالٰی کے کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا پھر ان سے "اناالحق" (میں ہی خدا ہوں) اور "ولیس فی الجبۃ الا اللہ" (قمیص میں اللہ کے سوا کوئی نہیں) جیسا کلام صادر ہوتا ہے، اس طرح کے کلام کو "شطح" کہتے ہیں۔

علامہ عبدالرحمن بدوی، شطح کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

"وهی ان یتکلم احد مشاہیرهم بکلمات غیرمعقولة اوتتضمن کفراً وزندقة فی الظاہر ویقولون: انه قالها فی حالة جذب وسکر اما فی حالة الصحو فیتراجع عنها وقیل فی تعریف الشطح: کلمة علیها رائحة الرعونة والدعوٰی تصدر عن اهل المعرفة باضطرار واضراب"۔[1]

شطح سے مراد یہ ہے کہ مشاہیر صوفیاء میں سے کوئی صوفی غیر معقول بات کرے یا وہ بات بظاہر کفر وزندقہ کو متضمن ہو اور صوفیاء کے نزدیک صوفی اس طرح کی بات حالت جذب و مستی میں کرتا ہے اور حالت صحو میں اس سے رجوع کرلیتا ہے اور شطح کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ شطح سے مراد ایسا کلمہ ہے کہ جس میں رعونت ودعوٰی پایا جائے اور وہ کلمہ اہل معرفت سے حالت اضطرار واضطراب میں صادر ہو۔

اسی طرح علامہ محمد اعلیٰ تھانوی، شطح کی بابت تحریر فرماتے ہیں:

"الشطح: من مصطلحات الصوفیه وهو عندهم: قول کلام اجوف بلا التفات ومبالاة مثل الکلام الذی یقوله

(1) شطحیات الصوفیہ جلد 1 صفحہ 22

الصوفية عند غلبة الحال والسكر، فلاقبول لهذا الكلام
ولارد، ولايؤخذ به ولايؤاخذ صاحبه"۔ (1)

شطح صوفیائے کرام کی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح ہے اور ان کے نزدیک شطح سے مراد وہ کلام ہے جو خالی الذہن آدمی سے بغیر توجہ اور غور و فکر کے صادر ہو جائے، اس کلام کی مثل جو صوفیاء سے غلبہ حالت اور سکر و مستی کے وقت صادر ہوتا ہے۔ پس اس کلام کو نہ قبول کریں گے اور نہ رد کریں گے نہ اس کلام کی گرفت ہوگی اور نہ ہی اس کلام کرنے والے کی پکڑ۔

دیوبندی حضرات کے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، شطح کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"بے اختیاری کی حالت میں جو غلبہ وارد کی وجہ سے ظاہری قواعد کے خلاف کوئی بات منہ سے نکل جائے وہ "شطح" ہے اس شخص پر نہ گناہ ہے نہ اس کی تقلید"۔ (2)

ایک دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں:

"بعضے بزرگوں سے نظماً یا نثراً بعض ایسے کلمات منقول ہیں جن کا ظاہری عنوان موہم گستاخی ہے اگر یہ غلبہ حال میں ہو تو اسے "شطح وادلال" کہتے ہیں"۔ (3)

---

(1) کشاف اصطلاحات الفنون جلد 4 صفحہ 94

(2) شریعت وطریقت ص 361 ادارہ اسلامیات لاہور

(3) التکشف 506 طبع لاہور

شطح کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت:

یہ ہے کہ جس جگہ پر آٹار کھا جاتا ہے اس کو "مشطاح" کہتے ہیں اور اس مکان کو مشطاح اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام کے اوپر جہاں آٹا چھانٹا جاتا ہے جب آٹے کو خوب ہلایا جاتا ہے تو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آٹا کثرت سے ہلانے کی وجہ سے دونوں طرف گر جاتا ہے توچونکہ جب اہل وجد کا وجد زور پکڑ جاتا ہے تو اس سے صاحب وجد وحال کے باطن میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے اس وجد کو ایسے الفاظ میں بیان کرتے ہیں جسے سننے والا عجیب وغریب سمجھتا ہے۔ یا پھر یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ چونکہ شطح ایسا کلام ہوتا ہے جو صوفی سے حالت وجد میں صادر ہوتا ہے اور سننے والا اس کلام کو سن کر، اس کے ظاہری معنی کی وجہ سے مضطرب ہو جاتا ہے اور اس کلام سے دور بھاگتا ہے اور یہ کلام اس کے دل ودماغ میں حرکت پیدا کردیتا ہے تو اس وجہ سے اس کو "شطح" کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ جب نہر تنگ ہو اور اس میں بہت زیادہ پانی آجائے اور دونوں کناروں سے بہہ نکلے تو اس وقت یوں کہا جاتا ہے "شطح الماء فی النہر" توچونکہ جب صوفی صاحب وجد وحال پر کیفیت وارد ہوتی ہے اور اس کا وجد بہت زور دار ہو تو اس وقت جو انوار حقائق اس کے دل پر وارد ہوتے ہیں تو ان کے غلبہ کی وجہ سے وہ انہیں برداشت نہیں کرسکتا تو وہ انوار حقائق چھلک کر اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں اور زبان اس کیفیت کو غیر معروف لفظوں سے بیان کرتی ہے لہذا اسے "شطح" کہتے ہیں۔ [1]

---

(1) بتغیر یسیر از کتاب اللمع فی التصوف

شطح کا حکم:

شطح جو کہ اہل اللہ سے غلبہ حال کے وقت صادر ہوتی ہے اس غلبہ حال کے وقت ان سے صادر ہونے والے کلام کا حکم یہ ہیکہ ان سے صادر ہونے والے کلام کی بابت اگر مناسب تاویل ہو جائے تو فبہا ورنہ یہی کہا جائے گا کہ ان کا کلام تو غیر شرعی ہے تاہم کہنے والا چونکہ کیفیت جذب و مستی اور عالم سُکر میں ایسا کلام کر رہا ہے لہذا ایسے قائل کو معذور سمجھتے ہوئے اس پر فتوی نہیں دیں گے۔ ان حضرات کی زبان سے اس طرح کا کلام جاری ہونے کی وجہ ان کی دماغی کیفیت کا بظاہر نارمل نہ ہونا ہے اور ان کی عقل اس وقت غلبہ جذب و مستی کے باعث سوائے محبوب حقیقی کے ہر چیز سے بے خبر ہوتی ہے اور شرعا اس طرح کی کیفیت والے لوگوں کو "مرفوع القلم" کہتے ہیں یعنی ان پر کوئی حد شرعی نہیں لگائی جا سکتی اس کی مثال ایک روایت سے دی جا سکتی ہے:

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک زانیہ عورت کو لایا گیا تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ نے اس عورت کو آزاد کر دیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا:

اے امیر المؤمنین! آپ اس بات کو ضرور جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے شریعت کا قلم اٹھا لیا گیا ہے:

بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ سونے والے سے یہاں تک کہ وہ جاگ جائے۔ مجنون ،ذہنی مریض سے یہاں تک کہ وہ تندرست ہو جائے۔[1]

(1) ابوداؤد شریف جلد 2 صفحہ 256

(اور اس عورت کو کہ جسے میں نے چھوڑا ہے) یہ "معتوهة" (ذہنی مریضہ) ہے فلاں قبیلے کی، شاید کہ اس پر وہ بیماری پھر لوٹ آئی ہو اور یہ اس مرض کے عالم میں یہ گناہ کر بیٹھی ہو۔

غور فرمائیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صرف اس عورت کی سابقہ حالت کو بنیاد بنا کر کہ شاید اس پر وہ کیفیت پھر لوٹ آئی ہو، اس کو حد شرعی سے بچا لیا، حالانکہ بظاہر وہ حالت اس میں نظر نہ آتی تھی۔ تو اسی طرح اگر کوئی شخص جذب و مستی کی کیفیت سے کبھی مکیف ہوا ہو اور اس سے خلاف شریعت کلام سرزد ہو جائے تو اس کے کلام کو تو غلط کہیں گے مگر اس پر حکم شرعی صادر نہ کریں گے اور اس پر فتویٰ بازی نہ کریں گے۔

اسی طرح شطحیات کے حوالے سے مسلم شریف کی ایک روایت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لله اشد فرحاً بتوبة عبده حين يتوب اليه من احدكم كان علىٰ راحلته بارض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فايس منها فاتى شجرة فاضطجع فى ظلها قدأيس من راحلته فبينا هو كذالك اذهو بها قائمة عنده فاخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدى وانا ربك اخطاء من شدة الفرح"۔[1]

یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ عاصی کی توبہ کرنے سے اس مسافر شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جو ویرانے میں اپنی سواری پر سوار تھا کہ اس کی سواری اس سے گم ہو گئی اور اس شخص کا کھانا پانی اس سواری پر تھا وہ اس سے مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے آیا اور اس کے سائے میں لیٹ

(1) مسلم شریف جلد ثانی صفحہ 355

گیا۔ وہ اپنی سواری سے بالکل مایوس ہو چکا تھا کہ اچانک وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے نکیل سے پکڑا پھر خوشی کی شدت میں اس نے کہہ دیا اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، اس نے یہ خطاء خوشی کی شدت کی وجہ سے کی۔

اب اس روایت میں ایک شخص نے خوشی کی انتہائی کیفیت میں ایک غیر شرعی جملہ زبان سے نکالا "انت عبدی وانا ربک" اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ لیکن چونکہ یہاں خوشی کی شدت کی وجہ سے اس کی عقل اس کے قابو میں نہ رہی تھی اس لئے اس کی اس غلطی پر مواخذہ نہ ہوگا بلکہ اس کی اس کیفیت کے سبب اس کو معذور قرار دیا جائے گا۔

یونہی جامع صغیر کی روایت ہے ارشاد فرمایا:

"ذروالعارفین المحدثین عن امتی لاتنزلوہم الجنۃ ولا النار حتی یکون اللہ ہوالذی یقضی فیہم یوم القیامۃ"۔[1]

یعنی ایسے عارفین جن سے غیب کی باتیں کی جاتی ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ان کو اپنے فتوے سے نہ جنت میں نازل کرو اور نہ ہی دوزخ میں حتی کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کر دے۔

(1) •کنزالعمال حدیث نمبر121• الکامل لابن عدی 4/121 •میزان الاعتدال از علامہ ذہبی (متوفی 748) 2/505 • تاریخ بغداد 8/292 از خطیب بغدادی • لسان المیزان 2/360 • فیض القدیر شرح جامع الصغیر از علامہ عبدالرؤف مناوی 3/753 • التیسیر بشرح الجامع الصغیر 2/35 از علامہ عبدالرؤف مناوی

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالرؤف مناوی فرماتے ہیں:

"ویظہر ان المراد بھم المجاذیب ونحوہم الذین یبدو منھم ماظھرہ یخالف الشرع فلاتتعرض لھم بشیء ونسلم امرہم الی اللہ تعالیٰ"۔[1]

حدیث میں "العارفین" سے ظاہر مراد مجاذیب اور ان جیسے (صاحب حال) لوگ ہیں کہ جن سے بظاہر مخالف شرع امور صادر ہوتے ہیں پس تم ان سے کسی قسم کا تعرض مت کرو اور ہم ان کے معاملے کو اللہ پر چھوڑتے ہیں۔

اسی طرح علامہ حفنی فرماتے ہیں:

"اترکوا مخالطۃ المجاذیب والتکلم فیھم ای لاتحکموا بانھم من اہل الجنۃ لاعتقادکم فیھم الولایۃ ولاتحکموا بانھم من اہل النار نظراً لعلمھم المعاصی ظاھراً بل فوضوا امرہم لمولاہم"۔[2]

مجاذیب سے اختلاط کو ترک کردو اور ان کے معاملے میں بولنے سے پرہیز کرو یعنی ان سے ولایت کا اعتقاد کرتے ہوئے (یقینی علم نہ ہونے کی بناء پر) ان پر جنتی ہونے کا حکم بھی نہ لگاؤ اور ظاہراً ان کے گناہ اور

(1) فیض القدیر بشرح الجامع الصغیر از علامہ عبدالرؤف مناوی 3/753 ٭
التیسیر بشرح الجامع الصغیر 2/35 از علامہ عبدالرؤف مناوی

(2) بوادر النوادر از اشرف علی تھانوی

معاصی کے امور کو دیکھ کر انہیں دوزخی بھی نہ کہو بلکہ ان کا معاملہ ان کے مالک کے سپرد کردو۔

یونہی فارق حق وباطل حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"كتب الى بعض اخوانى من اصحاب رسول الله ا ان اصنع امر اخيك على احسنه مالم يأتك مايغلبك ولاتظنن بكلمة برزت من امرئ مسلم سوء ا وانت تجدلها فى الخير محملاً"۔ (1)

کہ میری طرف میرے بعض صحابہ بھائیوں رضی اللہ عنہم نے یہ بات لکھی کہ اپنے بھائی کے ہر معاملہ کو اچھائی پر محمول کرو جب تک کہ (اس کے خلاف) غالب گمان نہ ہو جائے اور مسلمان شخص کی زبان سے نکلنے والے کلمہ کو اس وقت تک برا گمان نہ کرو کہ جب تک تم اس کو بھلائی پر محمول کر سکو۔

جناب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان سے بھی ہمارے مؤقف کی بھرپور تائید ہوتی ہے کیونکہ اگر ایک عام مسلمان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اس کی بات کو اچھائی پر محمول کیا جائے تو اللہ عزوجل کے ولیوں اور محبوبوں کے بارے میں تو یقینی طور پر یہ حکم بطریق اولی صادق آئے گا۔لہذا صوفیاء کی شطحیات کو حتی الامکان اچھے معنی پر محمول کرنے کی

(1) بیہقی شعب الایمان جلد6 صفحہ 323 • کشف الخفاء للعجلونی جلد 1 صفحہ 45 • امالیہ للمحاملی صفحہ 395

کوشش کریں گے اگر اچھے معنی پر وہ کلام محمول ہو گیا تو فبہا وگرنہ اس کلام کو تو غیر شرعی کہیں گے لیکن اس کے قائل پر اس کی حالت کے سبب فتویٰ نہیں لگائیں گے۔

صوفیاء کے شطحیات کی صحیح تشریح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے بھی ہو سکتی ہے کہ جناب حضرت خضر علیہ السلام کا ایک بے گناہ لڑکے کو عمداً قتل کرنا بظاہر گناہ کبیرہ اور حرام عمل تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حکم قصاص بھی موجود تھا اس کے باوجود آپ کا حضرت خضر علیہ السلام پر قصاص کا حکم نہ فرمانا اور آپ کا "ان سالتک عن شیء بعدہا فلا تصاحبنی قد بلغت منی عذرا" کہہ کر معذرت کرنا اور پھر حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ واقعی اگر کوئی شخص حقیقت بین و حقیقت شناس ہو اور صاحب حال و وجد ہو تو اس پر زبان فتویٰ کا نیزہ نہیں چلایا جا سکتا۔

غور کریں! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اگر کوئی اور شخص کسی بے گناہ کا قتل عمداً کر دیتا تو وہ آپ کے قہر جلال و دست انصاف سے کس طرح بچ سکتا تھا۔؟ آپ کا حضرت خضر علیہ السلام کے افعال پر بظاہر بول پڑنا شریعت کی وجہ سے تھا اور حکم شریعت کو لاگو نہ کرنا حضرت خضر علیہ السلام کی باطنی حالت کی بدولت تھا۔ اسی طرح اگر کسی صاحب حال سے کوئی خلاف شریعت امر صادر ہو تو اہل شریعت اس کے اس خلافِ شریعت فعل کو تو درست نہ کہیں گے تاہم "فاعل، متکلم" کو اجرائے حکم سے دور رکھیں گے۔ اور یہی ہمارا مدعا ہے۔

صوفی کی زبان پر شطح کیوں جاری ہوتی ہے:

دیوبندی اور اہل حدیث غیر مقلدین حضرات کے امام شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب صراط مستقیم ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں:

"اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں "احدیت" کے دریاؤں کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو "اناالحق" اور "لیس فی جیبی سوی اللہ" کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی: "کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها "ایک روایت کی رو سے "ولسانه الذی یتکلم به" اس مثال کی حکایت سے ہے اور حدیث: "اذ قال اللہ علی لسان نبیه سمع اللہ لمن حمده"۔ اور حدیث: "یقضی اللہ علی لسان نبیه ماشاء" اسی سے کفایت ہے اور یہ نہایت باریک بات اور نہایت نازک مسئلہ ہے چاہیئے کہ تو اس میں خوب تامل و غور کرے اور اس کی تفصیل کو دوسرے مقام پر چھوڑے۔ اور زنہار خبردار! اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی اقدس کی آگ سے ندائے "انی انا اللہ رب العالمین" صادر ہوئی تھی پھر اشرف المخلوقات سے جو حضرت ذات سبحانہ کا نمونہ ہے اگر "انا الحق" کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔[1]

(1) صراط مستقیم صفحہ 14 از شاہ اسماعیل دہلوی بطبع القدیم (دہلی)

غور فرمائیں! شاہ اسماعیل صاحب دوٹوک انداز میں کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان ولیوں کی زبان بنتا ہوں جس سے وہ بولتے ہیں، ان کے کان بنتا ہوں جس سے وہ سنتے ہیں، ان کی آنکھیں بنتا ہوں جس سے وہ دیکھتے ہیں اور پھر جب طور کے پہاڑ کے درخت سے آواز آسکتی ہے کہ "میں اللہ ہوں" تو جذب و مستی کے عالم میں ڈوبا ہوا اللہ کا ولی اگر "انا الحق" کہہ دے تو اس کا انکار نہ کرنا کیونکہ زبان ولی کی ہے بولنے والا خود خدا ہے۔

ولی کی شطح کی ہر ممکن تاویل کی جائے گی:

متکلمین و محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ صاحب سُکر صوفی سے "شطح" بوجہ عذر و معذوری کے صادر ہوتی ہے۔ لہذا اس طرح کی جذب و مستی اور غلبہ حال کی کیفیت والوں سے اگر کوئی خلاف شریعت بات نکل گئی ہو تو اس کی ہر ممکن تاویل کریں گے اور انہیں فتویٰ سے بچائیں گے۔ اور اگر کلام کی تاویل نہ ہو سکے تو کلام کو تو غلط کہیں گے لیکن "متکلم" کے بارے میں سکوت کریں گے۔ جبکہ اس صاحب شطح کا مقام و شان رفیع اور ان کا خدادوست ہونا ظاہر ہو اور اس کا صاحب حال و معذور ہونا متحقق ہو چکا ہو۔

اسی وجہ سے انفاس العارفین میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ جگہ صاحب حال اور جذب و مستی کی کیفیت والے اہل اللہ کی شطحیات کی تاویل کرتے ہوئے انہیں فتویٰ کفر سے بچایا ہے۔

آپ اپنی کتاب انفاس العارفین میں عین القضاۃ ہمدانی کی شطح:

"آن را کہ شما خدا میدانید نزدیک ما محمد است وآنکہ
شما محمد میدانید نزدیک ماخداست"۔

یعنی جس کو تم خدا کہتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد ہے اور جسے تم محمد جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک خدا ہے۔

پر کلام کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"چونکہ حضرت محمد ﷺ حضرت وجود عزوجل کا آئینہ اور اس کا مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمدیہ تعین اول و جامع تعینات و مظاہر ہے، اور تمام کا ظہور ان کے نور سے ہوا ہے اس اعتبار سے عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بات کی ورنہ حضرت وجود تو ہر ذرے میں یکساں جلوہ گر ہے"۔ (1)

دیکھیں یہاں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عبارت میں تاویل کرتے ہوئے عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کے پیش نظر ان پر فتوی نہیں لگا رہے ہیں بلکہ ان کی بات کو شطح قرار دے کر انہیں بچا رہے ہیں جبکہ کلام ظاہری لحاظ سے بالکل خلاف شرع ہے تو جس طرح یہاں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا صوفی کے شطح کا جواب دینے سے مذکورہ شطح ان کا اپنا مذہب نہ ٹھہرا اسی طرح بزرگان دین جن سے جذب و مستی کے عالم میں شطحیات کا صدور ہوا، ان کا جواب دینے سے "شطحیات اولیاء" اہل سنت کا عقیدہ و مذہب نہیں ٹھہرتا جس طرح کہ حضرت غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں والوں نے فوائد فریدیہ میں اولیاء اللہ کی شطحیات کو جمع کیا ہے اور ان کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ بزرگوں کی مستی کا کلام ہے تو اگر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شطحیات کے ذکر و دفاع سے "مطعون" نہیں ہو سکتے تو "فوائد فریدیہ" کا

(1) انفاس العارفین صفحہ 234 از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مصنفؒ کس طرح قابل گرفت ہے؟ شطحیات اولیاء میں کلام کا ظاہری معنی تو خلافِ شرع ہے، تاہم ان اولیاء اللہ پر فتویٰ اس لئے نہیں دیا جائے گا کہ یہ معذور ہیں۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انفاس العارفین میں ایک شطح:

اے پسر لا الہ الا اللہ ۔۔۔ خود ز شرک خفی است آئینہ دار
چیست شرک جلی رسول اللہ ۔۔۔ خویش را ازیں دو شرک برآر

یعنی اے لڑکے "لاالہ الا اللہ" خود شرک خفی کا آئینہ دار ہے اور شرک جلی محمد رسول اللہ ہے لہذا خود کو ان دو شرکوں سے دور رکھ۔

کی تاویل کرتے ارقام فرماہیں:

"لا الہ کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں اور معبود کے لئے عابد ہونا ضروری ہے اس میں دوئی کا نمایاں تصور موجود ہے جو کہ اصلی شرک ہے اور شرک خفی اس میں یہ ہے کہ عابد عبادت میں مذکور نہیں محمد رسول اللہ کا معنی یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی طرف بھیجا ہے یہاں اس میں شک نہیں کہ مضاف جو کہ رسول ہے وہ مضاف الیہ اللہ کا غیر ہے جو کہ شرک جلی ہے"۔ (۱)

غور کیجئے! یہاں پر کلام واضح طور پر خلاف شرع ہے "اے لڑکے لاالہ خود شرک خفی کا آئینہ دار ہے اور شرک جلی محمد رسول اللہ ہے لہذا خود کو ان دو شرکوں سے دور رکھ"۔ دیکھیں اس کلام کی تاویل شاہ صاحب نے کس انداز سے فرمائی اور قائل پر کوئی فتویٰ صادر نہ فرمایا۔

(1) انفاس العارفین صفحہ 219

مزید برآں دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے ملفوظات کے مجموعہ "الکلام الحسن" میں مولوی مفتی محمد حسن صاحب، تھانوی صاحب کا ایک ملفوظ نقل کرتے ہیں:

> فرمایا گنگوہ میں ایک بزرگ تھے جن کا نام صادق تھا وہ مرید کم کرتے تھے دو شخص ان کے پاس آئے انہوں نے دونوں کا امتحان کیا اور کہا کہو "لا الہ الا اللہ صادق رسول اللہ" ایک بھاگ گیا دوسرے نے کہدیا۔ اس کو بیعت کر لیا اور فرمایا کہ تم نے کیا سمجھا اس نے کہا میں نے آپ کو رسول تو نہیں سمجھا یہ تاویل کر لی کہ رسول اللہ مبتدا ہے اور صادق خبر مقدم ہے فرمایا کہ میری بھی یہی مراد ہے۔[1]

اب غور کریں! صادق رسول اللہ بظاہر بالکل کفریہ جملہ ہے لیکن تاویل بعید کے ساتھ اس کا معنی درست ہو گیا اور قائل بھی فتوے سے بچ گیا ہے۔ حالانکہ عند العلماء اس طرح کی تاویلیں ہر جگہ پر کرنا درست نہیں کیونکہ حذف مضاف، حذف مضاف الیہ یا خبر مقدم وغیرہ کی تاویلیں عام طور پر شروع ہو جائیں تو کوئی کلمہ، کلمہ کفر نہ رہے گا۔ لیکن چونکہ یہاں پر معاملہ اہل اللہ، صوفیاء کرام رحمہم اللہ کا ہے اور جہاں صوفیاء کا معاملہ آ جائے ان کے رفعت مقام کے پیش نظر وہاں پر اس تاویل بعید کو بھی ترک نہیں کیا جائے گا۔

---

(1) الکلام الحسن 2/47

علامہ ابن تیمیہ حرانی اور شطحیات صوفیاء وتصوف

علامہ ابن تیمیہ ہمارے مخاطبین کے انتہائی معتبر عالم اور امام ہیں، دیوبندی حضرات بھی دل وجان سے ان کی قدر کرتے ہیں اور غیر مقلدین حضرات کے دامن میں علامہ ابن تیمیہ ہی "کل ایمان" ہیں۔ ابن تیمیہ صاحب نے اگرچہ بہت سے مقامات پر صوفیاء اور تصوف اسلامی پر بے دردی سے ہاتھ صاف کیا ہے جس کے باعث اکثر غیر مقلدین وہابی حضرات انہیں صوفیاء کا سخت دشمن سمجھتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صوفیاء کرام پر طعن وتشنیع کے تیر چلاتے ہیں اور تصوف کو بدمعاشی اور خلاف کتاب وسنت قرار دیتے ہیں حالانکہ علامہ ابن تیمیہ نہ تو مطلقاً تصوف کے منکر ہیں اور نہ ہی تمام صوفیاء کے دشمن۔ علامہ ابن تیمیہ صاحب کے مقلدین کو حقیقت نمائی کی خاطر اور زیر بحث مسئلہ کو مزید عیاں کرتے کیلئے علامہ ابن تیمیہ کی چند عبارات پیش کی جارہی ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ صاحب حال اور صاحب سکر اہل اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فهكذا من العباد من يحصل له مشاهدة قلبية تغلب عليه حتى تغنيه عن الشعور بحواسه فيظنها روية بعينه"۔ (۱)

اسی طرح بندوں میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو مشاہدہ قلبیہ حاصل ہوتا ہے اور وہ مشاہدہ ان پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ اس پر فناء کی کیفیت

---

(۱) الوصیۃ الکبریٰ صفحہ 26

طاری ہو جاتی ہے اور اس سے اس کا شعور اور احساس ختم ہو جاتا ہے اور
وہ سمجھتا ہے کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے وہ اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ نے ایک دوسری جگہ پر صوفیاء کرام کو تین قسموں میں بیان کیا ہے ان میں سے پہلی قسم کے لوگوں میں انہوں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ (م 160ھ)، حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م194) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ (م200)، حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ (م227)، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م297)، حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ (م257)، حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ (م183) جیسی ہستیوں کو شامل کیا ہے۔

اور ان کے علاوہ حضرت سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (م561)، حضرت سیدی شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ (م525)، حضرت سیدی شیخ ابو البیان رحمۃ اللہ علیہ (م551) جیسی ہستیوں کو بھی اس پہلی قسم کے صوفیاء میں شامل کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ ان بزرگوں کو، مشائخ اسلام اور اصحاب صراط مستقیم قرار دیتے ہیں اور یہ وہ صوفیاء کرام ہیں جنہیں علامہ ابن تیمیہ نے مشائخ کتاب وسنت قرار دیا ہے اور کہا کہ یہ لوگ کبھی بھی فناء وسکر میں نہیں پڑے۔[1]

علامہ ابن تیمیہ نے دوسری قسم کے لوگوں میں ان صوفیاء کو شمار کیا ہے جو اصحاب سکر تھے، جنہیں فناء اور جمع کے تجربات نے مغلوب الحال کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی زبانوں سے ایسے الفاظ نکل گئے جو خلاف حقیقت و شریعت تھے اور اپنی غلطی کا احساس ان لوگوں کو اپنی

---

(1) • فتاوی ابن تیمیہ 5/292 • فتاوی ابن تیمیہ جلد 5 ص 458 • فتاوی ابن تیمیہ جلد 6 صفحہ 130

حالت صحو میں آنے کے بعد ہو گیا ان لوگوں میں سے بہت سوں سے غلبہ حال کے وقت شطحیات صادر ہوئیں، آپ لکھتے ہیں:

"وکذالک صار فی شیوخ الصوفیة من یعرض له من الفناء والسکر ما یضعف منه تمییزہ حتی یقول فی تلک الحال من الاقوال ما اذا صحا عرف انه غالط فیه کما یحکی نحو ذالک عن مثل ابی یزید وابی الحسن النوری وابی بکر الشبلی وامثالہم"۔

یعنی اسی طرح وہ لوگ بھی صوفیاء کے مشائخ میں سے ہیں کہ جنہیں فنا وسکر کا عارضہ لاحق ہو گیا کہ جس نے ان کی تمیز کو کمزور کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس "حال" میں ایسی باتیں کیں کہ جب وہ حالت صحو میں آئے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ انہوں نے اس معاملے میں غلطی کی ہے جیسا کہ اس طرح کی (شطحیات) بایزید (بسطامی) رحمۃ اللہ علیہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگوں سے صادر ہوئیں۔[1]

غور فرمائیں! علامہ ابن تیمیہ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ان لوگوں کو کہ جن سے بظاہر صراحتاً غیر شرعی کلام صادر ہوا ہے باوجود سب کچھ سننے اور سمجھنے کے ان صوفیاء پر فتوای کفر نہیں دیا بلکہ واضح طور پر ان کے عارضہ فناء وسکر کو ان کا عذر بتا کر انہیں معذور بتایا ہے۔ نہ انہوں نے ان صوفیاء پر اعتراض کیا اور نہ ہی انہوں نے ان سے اس "حال" میں صادر ہونے والی شطحیات کی مذمت کی ہے۔

(1) فتاوٰی ابن تیمیہ جلد 5 ص 298

علامہ ابن تیمیہ اس طرح کے لوگوں کی بابت رقمطراز ہیں:

"وتسلیم الحال فی مثل ہذا اذا عرف انه معذور"۔[1]

جب اس طرح کے لوگوں میں کیفیتِ سکر کا پایا جانا معلوم ہو جائے تو انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ وہ معذور ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ آگے لکھتے ہیں:

"مثال الثانی عدم قدرته ان یرد علیه من الاحوال ما یضطره الی ان ینحرق ثیابه و یلطم وجهه او یصیح صیاحا منکرا او یضطرب اضطرابا شدیدا فهذا اذا عرف ان سبب ذالک لم یکن محرما وانه مغلوب علیه سلم الیه حاله"۔[2]

یعنی ان دوسری قسم والے صاحب حال لوگوں کی مثال یہ ہے کہ ان پر جب حال کی کیفیت وارد ہوتی ہے تو یہ اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے جس کی وجہ سے اس کیفیت میں یہ لوگ اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں اور اپنے چہرے پر تھپڑ مارتے ہیں یا پھر زور زور سے چیخنا شروع کر دیتے ہیں یا بالکل بے قابو ہو جاتے ہیں پس جب یہ معلوم ہو جائے کہ ان پر اس کیفیت کے وارد ہونے کا سبب کوئی حرام کام نہیں (یعنی کوئی منشیات وغیرہ استعمال نہیں کی) اور یہ مغلوب الحال ہیں تو ایسے لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا۔

(1) فتاوی ابن تیمیہ 5/386

(2) فتاوی ابن تیمیہ 5/386

"وان شک هل هو مغلوب او متصنع فان عرف منه الصدق قیل ہذا یسلم الیه حاله"۔

اور اگر اس بات میں شک ہو کہ آیا یہ صاحب حال شخص واقعی مغلوب الحال ہے یا متصنع ہے تو اگر اس سے سچائی ظاہر ہو رہی ہے تو اس شخص کے بارے میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑا جائے گا۔

"وان عرفه کذبه انکر علیه"۔

ہاں اگر اس سے کذب ظاہر ہو جائے تو پھر ایسی صورت میں اس کا انکار کریں گے۔

"وان شک فیه توقف فی التسلیم والانکار"۔

اور اگر اس کے کذب کے ظاہر ہونے میں شک ہو تو ایسی صورت میں توقف کریں گے۔ نہ اس کی بات کو مانیں گے اور نہ ہی اس کا انکار کریں گے۔

"وکذالک اذا ترک الواجبات مظهرا انه مغلوب لایقدر علی فعلها مثل ان یترک الصلوٰة مظهرا انه بمنزلة المغمی علیه والنائم الذی لایتمکن من فعله کما قد یعتری بعض المصعوقین من وارد خوف الله او محبته او نحو ذالک بحیث یسقط تمییزه فلا یمکنه الصلوٰة فهو فیما یترکه من الواجبات نظیر ما یرتکبه من المحرمات"۔ (1)

---

(1) فتاوی ابن تیمیہ 5/386

اور اسی طرح جب صاحب حال واجبات کو علی الاعلان ترک کر دے تو یہ مغلوب الحال ہے یہ اس واجب کے بجالانے پر قدرت نہیں رکھتا جیسے کہ وہ نماز کو علی الاعلان چھوڑ دے ایسی صورت میں اس صاحب حال کی مثال بے ہوش شخص کی ہے اور اس سونے والے کی کہ جو فعل کے بجالانے پر قدرت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ بعض وہ لوگ جو کہ اللہ کے خوف کے وارد ہونے یا اس کی محبت کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے مدہوش ہو کر ننگے ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ان کی تمیز کی قوت ساقط ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں نتیجۃً ان کے لئے نماز پڑھنا ممکن ہی نہیں رہتا ایسی صورت میں ان کا ترک واجب اور ارتکاب محرمات ایک جیسا ہے۔

گذشتہ سطور میں یہ مذکور ہے کہ "تسلیم الحال" یعنی ان صاحب حال لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہ اس تسلیم الحال کا مطلب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فتسليم الحال بمعنى عدم اللوم قد يراد به الحكم بانه معذور"۔ (1)

یعنی تسلیم الحال انہیں ان کے حال پر چھوڑنا سے مراد یہ ہے کہ ان کو کسی قسم کی ملامت نہ کی جائے اور اگر کبھی حکم وارد کیا بھی گیا تو یہی حکم دیا جائے گا کہ وہ معذور ہیں۔

"ہذا فيما يعلم من الاقوال والافعال انه مخالف للشرع بلاريب كالشطحات الماثورة عن بعض المشائخ كقول

(1) فتاوٰی ابن تیمیہ 5/386

ابن هود اذا كان يوم القيامة نصبت خيمتي على جهنم وكون الشبلي كان يحلق لحيته ويمزق ثيابه حتى ادخلوه المارستان مرتين "۔[1]

یہ حکم (تسلیم الحال) اس وقت ہے کہ جب ان صاحب حال لوگوں سے ایسے افعال واقوال جو کہ بلاشک وشبہ شریعت کے مخالف ہیں سمجھ آئیں جیسے کہ وہ شطحیات جو کہ بعض مشائخ سے منقول ہیں جس طرح کہ ابن ہود کا کہنا کہ قیامت والے دن میں اپنا خیمہ جہنم پر نصب کروں گا اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا داڑھی منڈوا دینا اور اپنے کپڑے پھاڑ دینا یہاں تک کہ انہیں دو مرتبہ پاگل خانے میں داخل کر دیا گیا۔

غور فرمائیں: علامہ ابن تیمیہ صاحب شطح لوگوں کو "مشائخ" قرار دیتے ہوئے ان کی شطحیات کی امثلہ پیش کر کے ان کا حکم واضح فرما رہے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کے یہ جملے ان کے "مقلدین" کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔

یہی علامہ ابن تیمیہ ایک اور مقام پر مغلوب الحال اور صاحب سکر ہستیوں کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واما الاشخاص الذين خالفوا بعض ذالک على الوجوه المتقدمة فيعذرون ولايذمون ولايعاقبون "۔[2]

(1) فتاوٰی ابن تیمیہ 5/386

(2) فتاوٰی ابن تیمیہ 5/387

بہر حال وہ لوگ کہ جنہوں نے شریعت کی مخالفت ان وجوہات کی بناء پر کی (یعنی حالت سکر و مستی و غلبہ حال میں) تو ایسی صورت میں یہ لوگ معذور ہیں نہ ان کی مذمت کی جائے گی اور نہ انہیں اذیت دی جائے گی۔

پھر علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں ایک اور مقام پر اسی دوسری قسم میں شمار کردہ صوفیاء کے متعلق ایک اور مسئلہ کے ضمن میں ارقام فرماتے ہیں:

"وربما اتبعوا فيه حال شيخ مغلوب فيه، مثل ما يروى عن الشبلي انه كان يقول "الله"، "الله" فقيل له لم لا تقول لا اله الا الله؟ فقال اخاف ان اموت بين النفي والاثبات وبذه من زلات الشبلي التي تغفر له لصدق ايمانه وقوة وجده وغلبة الحال عليه فانه كان ربما يجن ويذهب به الى المارستان، ويحلق لحيته وله اشياء من بذا النمط التي لا يجوز الاقتداء به فيها وان كان معذورا او ماجورا"۔[1]

اور کبھی کبھی لوگوں نے اس مسئلہ میں مغلوب الحال لوگوں کا اتباع کیا ہے جیسا کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ اللہ کہا کرتے تھے جب انہیں کہا گیا کہ آپ لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے؟ تو آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں نفی اور اثبات کے درمیان نہ مر جاؤں۔ یہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی لغزش (شطح) ہے کہ جسے ان کے ایمان کے صدق، وجد کی قوت اور ان پر وارد ہونے والے حال کی بدولت بخش دیا جائے گا پس شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر کبھی کبھی دیوانگی طاری ہوتی تھی جس کے باعث آپ پاگل خانے لے جائے جاتے اور

---

(1) (2) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/481

داڑھی کو منڈوا دیتے اور اسی طرح ان سے اس طرح کی کئی باتیں صادر ہوتی تھیں کہ جن میں ان کی اقتداء جائز نہیں اگرچہ وہ عند اللہ معذور وماجور (اجر دیئے ہوئے) ہیں۔

پھر علامہ ابن تیمیہ شطحیات اولیاء کی بات کرتے ہوئے چند شطحات بطور مثال ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

"وامثال ذلک من الاقوال التی توثر عن بعض المشائخ المشہورین وہی اما کذب علیہم واما غلط منہم ومثل ہذا قد یصدر فی حال السکر وغلبة وفناء یسقط فیہا تمییز الانسان او یضعف حتی لایدری ما قال والسکر ہو لذة مع عدم التمییز"۔[1]

یعنی ان اقوال کی مثل بعض مشہور مشائخ سے شطحیات صادر ہوئی ہیں ان کا محل یہ ہے کہ یا تو کہا جائے گا کہ یہ باتیں ان بزرگوں نے کی ہیں ہی نہیں بلکہ یہ ان پر جھوٹ باندھا گیا ہے اور بصورت تسلیم یہ ان سے غلطی ہوئی ہے اور اس طرح کی شطحیات کا صدور ان سے حالت سکر یا غلبہ حال یا مقام فناء میں ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کی قوت تمیز ختم ہو جاتی ہے یا پھر بہت کمزور ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے اور سکر ایک لذت ہے جو تمیز کے معدوم ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

(1) فتاوی ابن تیمیہ 10/272

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ ایک دوسرے مقام پر فناء اور بقاء کے مقام پر بحث فرماتے ہیں جو کہ خالصتاً تصوف کی اصطلاحیں ہیں اور کتاب اللمع فی التصوف میں حضرت شیخ سراج طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ صوفیاء کے نزدیک جو لفظ "فناء" بولا جاتا ہے اس کے تین امور ہیں:

1) "فناء القلب عن ارادة ما سوى الرب والتوكل عليه وعبادته فهذا حق صحيح وهو محض التوحيد والاخلاص"۔[1]

رب کے ارادہ کے سوا دل کو ہر چیز کے ارادہ سے فناء کرنا اور اسی کی عبادت اور اسی پر توکل کرنا پس یہ فناء حق اور صحیح ہے اور یہ خالص توحید اور اخلاص ہے۔

ایک دوسرے مقام پر علامہ ابن تیمیہ فناء کی اس قسم کو "فناء الكاملين" قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ انبیاء اور اولیاء کا فناء ہے اور یونہی فناء کی اس قسم کو اسلام کا اول و آخر اور دین کا ظاہر و باطن بھی قرار دیتے ہیں۔[2]

2) "فناء القلب عن شهود ما سوى الرب"۔

رب کے سواء قلب کو ہر چیز کے مشاہدے سے فناء کرنا۔

---

(1) فتاوی ابن تیمیہ 5/362

(2) فتاوی ابن تیمیہ 5/295

اور فناء کی اس قسم کو علامہ ابن تیمیہ "فناء القاصدین" کا نام دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ یہ فناء اولیاء اور صالحین کا فناء ہے اور لکھتے ہیں:

"وہذا یحصل لکثیر من السالکین، فانهم لفرط انجذاب قلوبهم الی ذکر الله وعبادته ومحبته وضعف قلوبهم من ان تشهد غیر ما تعبد"۔[1]

یعنی یہ فناء سالکین کی کثیر تعداد کو حاصل ہوتا ہے بوجہ ان کے قلوب کے اللہ کے ذکر اور اس کی محبت اور اس کی عبادت میں کثرت سے مشغولیت کے، اور ان کے قلوب کے غیر معبود کے ضعف شہود کے۔

اس سے دوسری قسم کے فناء کے متعلق دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"وفی ہذاالفناء قد یقول انا الحق او سبحانی او ما فی الجبة الا الله ــــ وفی مثل ہذا المقام یقع السکر الذی یسقط التمییز مع وجود حلاوة الایمان کما یحصل بسکر الحمر، وسکر عشیق الصور، وکذالک قد یحصل الفناء بحال خوف اور رجاء کما یحصل بحال حب فیغیب القلب عن شہود بعض الحقائق ویصدر منه قول او عمل من جنس امور السکاریٰ وہی شطحات بعض المشائخ کقول بعضهم انصب خمیتی علی جهنم ونحو ذالک من الاقوال والاعمال المخالفة للشرع وقد یکون صاحبها غیر ماثوم"۔[2]

(1) ابن تیمیہ فتاوٰی 5/295

(2) فتاوٰی ابن تیمیہ 5/363

فناء کی اس قسم میں صوفی کبھی کبھی انا الحق، یا سبحانی ما اعظم شانی، یا ما فی الجبة الا اللہ (قمیص میں اللہ کے سوا کچھ نہیں) بھی کہہ دیتا ہے اور فناء کی اس قسم کے حصل میں وہ کیفیت سکر واقع ہوتی ہے کہ جو تمیز کو ساقط کر دیتی ہے باوجودیکہ صاحب سکر ایمان کی مٹھاس کو پاتا ہے اور یہ سکر اس طرح حاصل ہوتا ہے جیسا کہ شراب پینے والے کو نشہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خوبصورت تصویروں کو دیکھنے والے کو سکر حاصل ہو جاتا ہے اور اسی طرح خوف یار جاء کی حالت کے ساتھ بھی فناء حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ "حالت" حب کے ساتھ حاصل ہوتا ہے پس اس حالت میں قلب بعض حقائق کے شہود سے عاجز آجاتا ہے تو اس حالت میں اس سے نشہ و مستی کے امور سے کوئی قول یا کوئی فعل صادر ہو جاتا ہے اور اس کو بعض مشائخ کی "شطحیات" کہتے ہیں جس طرح مشائخ میں سے بعض نے کہا میں اپنا خیمہ جہنم پر نصب کروں گا اور اس کی مثل دیگر ایسے اقوال و اعمال جو شریعت کے مخالف ہیں تحقیق ان شطحیات کا مرتکب شخص گنہگار نہیں ہوتا۔

"ویحکم علی ہولاء ان احدہم اذا زال عقلہ بسبب غیرمحرم فلا جناح علیہم فیما یصدر عنہم من الاقوال والافعال المحرمۃ بخلاف ما اذا کان سبب زوال العقل والغلبۃ امرا محرما"۔(۱)

(1) فتاوی جلد 5 ص 566

اور ان شطحیات کے حوالے سے صوفیاء پر یہ حکم لگے گا کہ اگر ان میں سے کسی بھی شخص کی عقل کسی مباح وجائز سبب سے زائل ہو گئی تو ان سے حرام اقوال واعمال کے صادر ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی گناہ نہیں ہو گا بخلاف اس کے کہ اگر ان کی عقل کسی حرام چیز (منشیات وغیرہ) کے استعمال سے زائل ہو گئی یا وہ مغلوب ہو گیا تو اس وجہ سے اس پر گناہ لازم آئے گا۔

3) "فناء عن وجود السوى بمعنى انه يرى ان الله هو الموجود وانه لا وجود لسواء"۔

فناء کی تیسری قسم اللہ کے سوا ہر چیز کے وجود کا فناء اس کا یہ معنی ہے کہ وہ سالک یہ دیکھے موجود صرف اللہ ہے اور اس کے سواء کسی کا وجود نہیں ہے۔

علامہ ابن تیمیہ فناء کی اس قسم کو "فناء المنافقين والملحدين" کا نام دیتے ہیں۔[1]

اور علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس قسم کا فناء رکھنے والے کہتے ہیں کہ خالق کا وجود ہی مخلوق کا وجود ہے اور رب اور عبد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ علامہ صاحب اس فناء کو اتحاد و حلول قرار دیتے ہیں اور اس کو ضلال وزندیقیت قرار دیتے ہیں۔

اور علامہ ابن تیمیہ نے تیسری قسم کے صوفیاء میں ان لوگوں کو شمار کیا ہے جنہیں وہ متصوفہ کہتے ہیں اور ان کو شریعت کا تارک و باغی قرار دیتے ہیں ان لوگوں میں انہوں نے ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 390) اور محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (م638)، اور صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ (672) اور امام تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ (م690) جیسے لوگوں کو شامل کیا ہے۔

---

(1) فتاوی ابن تیمیہ 366/5

علامہ ابن تیمیہ کا ان مذکورہ صوفیاء کو اس تیسری قسم میں شامل کرنے کی وجہ ان ہستیوں کا نظریہ "وحدۃ الوجود" ہے۔ جبکہ علامہ ابن تیمیہ نے اس نظریہ کا رد کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کی تصانیف کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ابن تیمیہ اس نظریہ کو "اتحاد" اور "حلول" پر محمول کرتے ہیں۔ اور اس بناء پر وہ قائلین پر سخت نکیر کرتے ہیں جبکہ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو حضرات صوفیاء "وحدۃ" کا قول کرتے ہیں اتحاد کا یا حلول کا نہیں بلکہ وہ تو اتحاد و حلول کی جگہ جگہ تردید کرتے نظر آتے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کو اس مقام پر یقینی غلطی لگی ہے۔ تاہم ہمارا موضوع وحدۃ الوجود نہیں۔(1) شطحیات ہے۔ اور اب اگر علامہ ابن تیمیہ کی مذکورہ عبارات پر نظر ڈالی جائے تو چند امور سامنے آتے ہیں:

1. علامہ ابن تیمیہ مطلقاً تصوف اور صوفیاء کا انکار نہیں کرتے بلکہ ان کے نزدیک اسلامی تصوف عین قرآن وسنت کی تعلیمات اور عین اسلام ہے۔
2. علامہ ابن تیمیہ تمام صوفیاء کا انکار نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بیشتر کی بے حد تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔
3. اولیاء وصوفیاء میں سے کچھ لوگ صاحب سکر ومستی ہوتے ہیں اور ان کو فناء کا عارضہ لاحق ہوتا ہے جس کے باعث وہ معذور ہوتے ہیں۔
4. حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے شطحیات صادر ہوئیں اس کے باوجود وہ معذور ہیں اور اللہ کے ولی اور مشائخ اسلام ہیں۔

---

(1) مسئلہ وحدۃ الوجود کو سمجھنے کیلئے فقیر کا رسالہ بنام "وحدۃ الوجود اور شیخ ابن عربی وعلامہ ابن تیمیہ" کا مطالعہ فرمائیں۔

5. صوفیاء پر جب غلبہ حال اور حالت سکر طاری ہو اس وقت وہ کپڑے تک پھاڑ ڈالتے ہیں اور عجیب عجیب حرکتیں ان سے سرزد ہوتی ہیں ایسی صورت میں ان کا انکار نہ ہو گا بلکہ ان کو ان کے حال پر چھوڑا جائے گا۔

6. صاحب حال لوگوں سے اعلانیہ نماز ترک ہو جاتی ہے اس کے باوجود وہ مطعون نہ ہوں گے اور ان کے مقام قرب وولایت میں کمی نہیں آئے گی۔

7. بعض لوگوں پر جب غلبہ خوف یا کیفیت محبت طاری ہو جائے تو وہ "ننگے" ہو کر بھی ولی ہی رہتے ہیں اور ایسے لوگوں پر طعن درست نہیں۔

8. ایسے صاحب حال لوگوں سے بعض اوقات حرام کام بھی صادر ہو جائے تب بھی وہ ولی ہی ہیں ان پر انکار نہیں کیا جائے گا۔

9. علامہ ابن تیمیہ نے بہت سارے صوفیاء کی شطحیات کو ذکر کرنے کے باوجود ان پر اعتراض یا انکار نہیں کیا بلکہ بعض جگہ تاویل کی اور صاحب شطح کو معذور قرار دیا۔

10. ایسے صاحب حال لوگ کبھی کبھی داڑھی تک منڈوا دیتے ہیں اور لوگ انہیں پاگل سمجھ کر پاگل خانے لے جاتے ہیں حالانکہ وہ نشہ عشق الٰہی میں سرمست ہوتے ہیں۔

11. حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے صاحب شطح اور صاحب حال لوگ عند اللہ، بخشے ہوئے ہیں، ماجور ہیں اگرچہ وہ کیسے ہی افعال کیوں نہ سرانجام دیں جبکہ ایسے لوگوں کی اقتداء جائز نہیں۔

12. حالت سکر بوجہ "فناء" کے طاری ہوتی ہے اور دو طرح کا فناء محمود ایک قسم کا فناء ممنوع ہے۔

13. فناء کی وجہ سے تمیز زائل ہو جاتی ہے جس کے باعث شریعت کا قلم اٹھ جاتا ہے اور ایسا ہونا معیوب نہیں بلکہ محمود ہے۔

14. صاحب حال صوفی سے کتنے ہی محرمات کا صدور کیوں نہ ہو اس پر گناہ نہیں بلکہ اسے حلاوۃ ایمان نصیب ہوتی ہے۔

امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات صوفیاء

امام غزالی (متوفی 505ھ) کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ عالم اسلام کی متفقہ شخصیت ہیں۔ آپ صوفیائے کرام پر طاری ہونے والی حالتِ سکر اور حقیقت شطح پر بحث کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

"العارفون بعد العروج الیٰ سماء الحقیقة اتفقوا علی انهم لم یروا فی الوجود الا الواحد الحق۔ لکن منهم من کان له بذه الحال عرفانا علمیا ومنهم من صار له ذالک حالا ذوقا۔ وانتفت عنهم الکثرة بالکلیة واستغرقوا بالفردانیة المحضة والستوفیت فیها عقولهم فصاروا کالمبهوتین فیه ولم یبق فیهم متسع لاالذکر غیر الله ولاالذکر انفسهم ایضاً۔ فلم یکن عندہم الا الله، فسکروا سکرا دفع دونه سلطان عقولهم، فقال احدہم انا الحق وقال الاخر سبحانی مااعظم شانی وقال آخر ما فی الجبة الا الله وکلام العشاق فی حال السکر یطوی ولایحکی۔ فلما خف عنهم سکرہم وردوا الی سلطان العقل الذی هو میزان الله فی ارضه عرفوا ان ذالک لم یکن حقیقة الاتحاد بل شبه الاتحاد مثل قول العاشق فی حال فرط عشقه انا من اهوی ومن اهوی انا ولایبعد ان یفاجئ الانسان مرأة فینظر فیها ولم یرا المرآة قط فیظن ان الصورة التی رآہا هی صورة المرآة متحدة بها ویری الخمر فی الزجاج فیظن ان الخمر لون الزجاج واذا صار ذالک عندہ مألوفا ورسخ فیه قدمه استغفر وقال:

رق الزجاج وراقت الخمر | فتشابها فتشاکل الامر
فکانما خمر ولاقدح | وکانما قدح ولاخمر

وفرق بین ان یقول: الخمر قدح، وبین ان یقول: کانہ قدح۔ وہذہ الحالۃ اذا غلبت سمیت بالاضافۃ الی صاحب الحالۃ فناء بل فناء الفناء لانہ فنی عن نفسہ وفنی عن فناۂ، فانہ لیس یشعر بنفسہ فی تلک الحال ولایعدم شعورہ بنفسہ ولوشعر بعدم شعورہ بنفسہ لکان قد شعر بنفسہ۔ وتسمی ہذہ الحالۃ بالاضافۃ الی المستغرق بہ بلسان المجاز "اتحادا" او بلسان الحقیقۃ توحیدا۔ ووراء ہذہ الحقائق ایضا اسرار یطول الخوض فیہا"۔[1]

عارفان الٰہی حقیقت کے بلندیوں کی طرف عروج پانے کے بعد اس بات پر متفق ہیں کہ انہوں نے وجود میں سوائے ذات حق کے اور کوئی نہیں دیکھا۔ لیکن ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جنہیں اس حالت میں عرفانِ علمی حاصل ہوتا ہے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کی حالت ذوقی وحالی ہوتی ہے۔ ان سے کثرت بالکل ختم ہو جاتی ہے اور وہ فردانیت محضہ میں غرق ہو جاتے ہیں اور ان کی اس حالت میں ان کی عقلیں فوت ہو جاتی ہیں تو وہ مبہوت لوگوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس حالت میں ان کے ہاں نہ تو اللہ کے سوا کسی چیز کے ذکر کی گنجائش رہتی ہے اور نہ ہی انہیں اپنا آپ یاد رہتا ہے۔ ان کے ہاں اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا تو اس حالت میں وہ نشہ عشق (حالت سکر) میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس سے ان کی عقلیں ساتھ چھوڑ دیتی ہیں تو پھر ان میں سے ایک

---

(1) مشکوۃ الانوار جلد 1 صفحہ 14

"انا الحق" کہتا ہے تو دوسرا "سبحانی ما اعظم شانی" اور ایک اور بولتا ہے "مافی الجبة الاالله" (جبہ میں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں)۔ خدا کے عاشقوں کے حالتِ سکر میں کئے گئے کلام (شطح) کی پردہ پوشی کی جائے گی اس کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کیا جائے گا۔ پس جب ان نشہ عشق الٰہی والوں سے ان کا سکر کم ہوتا ہے اور وہ اپنے شعور و عقل کی طرف لوٹتے ہیں وہ عقل کہ جو اللہ کی زمین میں اس کا میزان ہے تو وہ جان لیتے ہیں کہ ان کا وہ کلام "اتحاد کی حقیقت" نہ تھا بلکہ اس میں تو اتحاد کا محض شبہ پایا جاتا تھا حالتِ عشق کے افراط کے وقت ایک عاشق کے کئے گئے کلام کی مثل کہ جس نے کہا تھا: "میں وہ ہوں جسے چاہتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں میں ہوں" اور ایسا بعید نہیں ہے کیونکہ انسان جب اچانک آئینے کے سامنے آئے اور اس میں دیکھے تو وہ بالکل آئینے کو نہیں دیکھتا پس وہ گمان کرتا ہے کہ وہ صورت جو اس نے دیکھی ہے وہ آئینے کی صورت اس کے ساتھ "متحد" ہے اور یونہی وہ شیشے (کے گلاس) میں شراب کو دیکھتا ہے تو وہ گمان کرتا ہے کہ شراب شیشے کا رنگ ہے اور جب وہ حالت اس کی پسندیدہ ہو جاتی ہے اور اس میں اس کا قدم راسخ ہو جاتا ہے تو پھر استغفار کرتا ہے اور (اتحاد سے تشبیہ کی طرف لوٹتا ہے اور) کہتا ہے:

"گلاس بھی رقیق ہے اور شراب بھی رقیق ہے اور دونوں آپس میں مشابہ ہیں اور ان میں فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے گویا کہ شراب ہے اور

پیالہ نہیں اور گویا کہ پیالہ ہے اور شراب نہیں ہے اور الخمر قدح (شراب پیالہ ہے) اور کانه قدح (گویا کہ وہ پیالہ ہے) کہنے میں بڑا فرق ہے۔ (جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں) اور جب اس حالت سکر کا غلبہ ہو تو صاحبِ حالت کی طرف اس کی نسبت کرتے ہوئے اس کا نام فناء رکھا جاتا ہے بلکہ "فناء الفناء" اس لئے کہ وہ اپنے نفس سے بھی فانی (بے خبر) ہے اور اپنے فناء کے مقام سے بھی۔ پس بے شک وہ صاحبِ حال اپنے آپ کا شعور بھی اس حالت میں نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کو اپنے نفس کے عدم شعور کا شعور ہوتا ہے اس لئے کہ اگر وہ اپنے نفس کے عدم شعور کا شعور رکھے تو پھر تو اسے نفس کا شعور بھی ہوگا۔ اس حالتِ سکر میں مستغرق شخص کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس حالت کا نام زبانِ مجاز میں اتحاد ہے اور زبان حقیقت میں اس کا نام "توحید" ہے اور ان حقائق کے علاوہ اور اسرار بھی ہیں کہ جن میں کافی تفکر کرنا پڑتا ہے۔

غور فرمائیں! امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیاء سے صادر ہونے والی شطحیات کا سبب ان کی حالت سکر کو قرار دیا ہے اور صاف صاف لکھ دیا ہے کہ نشہ عشق الٰہی میں ان عاشقانِ جلوہ ازلی ﷺ کی لوحِ دماغ چیخ چکی ہوتی ہے اور وہ مقام فناء پر فائز ہو کر اس طرح کا کلام کرتے ہیں اور یہ کہ ان کا کلام بظاہر اتحاد پر مبنی نظر آتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ نظر کے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں جہاں ان کے نظروں سے مجاز کے پردے اٹھ چکے ہوتے ہیں اور وہ حقیقت بین نگاہوں

سے مقام فناء پر فائز ہو کر انا الحق جیسی صدائیں بلند کر دیتے ہیں۔ اور ان کا ایسا کہنا مردود نہیں بلکہ محمود ہے۔

امام عبد الکریم بن ھوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

امام ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 465ھ) علم و عمل کی دنیا کا انمٹ نام ہے۔ حافظ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 748ھ) نے آپ کو امام، زاہد، قدوہ، استاذ، صوفی اور مفسر کے القاب سے یاد کیا ہے۔[1]

آپ شیخ ابو علی الدقاق نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 406ھ) کے شاگرد اور مرید تھے۔ حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 630ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کان اماماً، فقیہاً، اصولیاً، مفسراً، کاتباً ذا فضائل جمۃ"۔[2]

یعنی ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ امام، فقیہ، اصولی، مفسر، کاتب اور گوناگوں اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت محدث نے آپ کی جلالت شان یوں بیان کی ہے:

" آپ یگانہ روزگار، فقیہ، اصولی، محقق، متکلم، عالی مرتبت، محدث، حافظ، مفسر، متقن، نحوی، ماہر لغات، لغت و زبان پر دسترس رکھنے والے ادیب، کاتب اور شاعر تھے۔ خط میں

---

(1) سیر اعلام النبلاء جلد 11 صفحہ 487

(2) الکامل فی التاریخ جلد 10 صفحہ 88

بہت خوبصورتی اور نفاست تھی بہادر، دلیر، گھڑ سواری اور اسلحہ کے استعمال کے ماہر تھے، آپ کے ہم عصر اس بات پر متفق ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے سردار اور امام وقت تھے"۔ (1)

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کے مقام فناء اور اس حالت میں ان سے صادر ہونے والے کلام کے متعلق لکھتے ہیں:

"تم دیکھتے ہی ہو کہ ایک آدمی کسی دبدبہ والے شخص کے پاس جاتا ہے تو مارے خوف کے وہ اپنے آپ اور مخلوق سے غافل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات وہ اس ذی حشمت و دبدبہ انسان سے بھی غافل ہو جاتا ہے حتی کہ اس مجلس سے چلے آنے کے بعد اہل مجلس کے بارے میں، اس مجلس کے بارے میں اور خود اس کی ذات کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ کسی شے کے بارے میں بتانے سے عاجز دکھائی دیتا ہے، یونہی جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن" (سورۂ یوسف آیت 31) (جب ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی بڑائی بتائی اور اپنے ہاتھ کاٹ لیئے) حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی بے خودی میں انہیں کاٹنے پر درد والم محسوس نہ ہوا حالانکہ عورتیں سب سے کمزور ہوتی ہیں' وہ بول اٹھیں "ماہذا بشراً" (کہ یہ بشر نہیں ہیں) حالانکہ وہ تو بشر تھے اور پھر کہنے لگیں "ان ہذا الا ملک کریم" (یہ تو فرشتہ ہیں) حالانکہ وہ فرشتہ نہ تھے۔

یہ تغافل تو ایسا ہے جو ایک مخلوق کو دوسری مخلوق سے تعلق کی بناء پیدا ہو گیا تھا اور جب کسی کو حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہو اور حال یہ ہو کہ ایسے وقت میں اپنی ذات اور مخلوق خدا کے احساس سے بھی غفلت میں پڑا ہو تو اس میں تعجب کی کیا ضرورت؟ چنانچہ جو اپنے جہل کی بناء پر فنا ہو گیا وہ

(1) طبقات الشافعیہ الکبری جلد 3 صفحہ 151

علم کے لحاظ سے باقی رہا، جو اپنی خواہشات سے فنا ہو گیا وہ اللہ سے رجوع کی بناء پر باقی رہا، جو اپنی رغبت سے فنا ہوا وہ اپنے ظاہر میں باقی رہا اور جو اپنی آرزو سے فنا ہو گیا وہ اپنے ارادہ سے باقی رہا اور ایسے ہی دوسری صفات کا قیاس کرتے جاؤ اور جب انسان اس مذکورہ طریقے پر فنا ہو جاتا ہے تو وہ ترقی کرتے ہوئے ایسے درجے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اپنی فنا تک کو دیکھنے سے عاجز ہوتا ہے"۔[1]

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے واضح ہوا کہ جب کوئی بندہ مخلوق کے حسن میں مگن ہو تو وہ اپنی ذات وصفات سے بے خبر ہو جاتا ہے تو جلوہ ذاتِ الٰہی میں محو و مگن ہونے والے صوفی کی کیا حالت ہو گی، چنانچہ یہی وہ مقام ہوتا ہے کہ جس پر پہنچ کر صوفی ایسا کلام کر بیٹھتا ہے جو ظاہر شریعت پر درست نہیں ہوتا تاہم اس کی اس کیفیت سے اس کا معذور ہونا واضح ہے۔

اسی طرح امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ پر صوفیاء کی حالت سکر کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

"عابدوں کے دلوں پر غیبت میں خوف اور امید کے تقاضوں کا غلبہ ہوتا ہے اور سکر وجد والوں پر طاری ہو جاتا ہے، چنانچہ جب جمالِ الٰہی کھلتا ہے تو صوفی سکر کی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے، روح کو خوشی ہوتی ہے اور دل میں حیرانی ہوتی ہے، یہ اشعار اسی موقع پر پڑھتے ہیں:

- میرے کلام کرنے پر تمہارا ہوش میں آجانا، مکمل وصل ہوتا ہے اور میری نگاہوں سے تمہاری مستی شرابخوری کو حلال قرار دے دیتی ہے۔
- لوگ تو پیالے کے گھومنے سے مست ہو گئے لیکن میں ساقی کو دیکھ کر مست ہو گیا۔

(1) الرسالۃ القشیریۃ صفحہ 129

- میری مستی دو طرح کی ہے اور میرے دوستوں کے لئے مستی ایک ہی قسم کی ہے مجھے اس میں خصوصیت حاصل ہے۔
- مستیاں تو دو طرح کی ہیں، ایک عشق کی اور ایک شراب کی اور جسے دو قسم کی مستی حاصل ہو، وہ ہوش میں کب آئے گا؟"۔(1)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

مشہور محدث اور مفسر حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت علمی اور مقام ومنزلت کے عروج سے کون شخص ہے جو واقف نہیں ہے۔ آپ وہ خوش نصیب ہیں کہ جنہیں ایک سو سے زائد مرتبہ دیدار مصطفےٰ ﷺ نصیب ہوا ہے۔(2) آپ اکابرین صوفیاء کے شطحیات کے متعلق رقمطراز ہیں:

"قلت مانقل ونسب الی المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنهم مما یخالف العلم الظاهر فله محامل: الاول انا لا نسلم نسبته الیهم حتی یصح عنهم، والثانی: بعد الصحة یلتمس له تاویل یوافق فان لم یوجد له تاویل قیل: لعل له تاویلا عند اهل العلم الباطن العارفین باللہ تعالیٰ، والثالث: صدور ذالک عنهم فی حال السکر والغیبة والسکران سکرا مباحا غیر مواخذ لانه غیر مکلف فی

(1) الرسالۃ القشیریہ صفحہ 131

(2) افاضات الیومیہ جلد 4، جلد 5، جلد 7

ذالک الحال فسوء الظن بہم بعد ہذہ المخارج من عدم التوفیق"۔[1]

میں (جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں کہ مشائخ رضی اللہ عنہم کی طرف ان باتوں میں سے جو کچھ منسوب اور منقول ہے جو کہ علم ظاہر کے خلاف ہے تو اس کے محامل ہیں: (1) یہ کہ ہم ان باتوں کی نسبت ان اکابرین کی طرف تسلیم ہی نہیں کرتے یہاں تک کہ ان سے ان باتوں کی صحت ثابت نہ ہو جائے۔ (2) جب ان (شطحیات) کی صحت ان سے ثابت ہو جائے تو اس کی ایسی تاویل تلاش کی جائے گی جو کہ علم ظاہر کے موافق ہو۔ اگر ان کی تاویل نہ مل سکے تو کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ ان کی تاویل باطن کا علم رکھنے والے، اللہ کی معرفت رکھنے والوں کے پاس موجود ہو۔ (3) ممکن ہے کہ ان شطحیات کا صدور ان سے حالت سکر اور حالت غیبت میں ہوا ہو۔ اور امر مباح سے حالت سکر میں مبتلا ہونے والوں کا مواخذہ نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اس حالت میں وہ صاحب سکر غیر مکلف شرعی ہوتا ہے۔ اب جبکہ یہ محامل موجود ہیں تو ان محامل کے بعد ان اہل اللہ رضی اللہ عنہم سے سوء ظن رکھنا توفیق نہ ملنے ہی کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

غور فرمائیں: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل اللہ کی شطحیات کی بابت کس قدر احتیاط سے کام لینے کی ہدایت کی ہے۔ اور آپ کا یہ قول کہ "اگر ان شطحیات کی تاویل نہ

(1) تنبیہ الغبی بتبرءۃ ابن عربی ص 5

حل سکے تو کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ ان کی تاویل باطن کا علم رکھنے والے اہل معرفت کے پاس موجود ہو"۔ کس قدر مبنی بر احتیاط اور اقرب الی الحقیقۃ ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بالکل وہی بات کی ہے جو کہ ہمارا مدعا ہے اور ان کے اس کلام میں مزید کسی تفصیل اور حاشیہ کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات صوفیاء:

اسی طرح مشہور محدث علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (974ھ) صوفیاء کے "شطحیات" کی بابت اپنا اظہار خیال یوں فرماتے ہیں:

"ان ذالک وقع منهم فی حالة السکر والغیبة الناشئین عن الفناء فی المحبة والشهود بموارد الاحوال والمزعجبة للقلب الآخذ له من صحوه وتمییزه الاتری ان بعض الهموم او الواردات الدنیویة اذا وردت علی القلب اذ هلته، واذهبت تمییزه لشدة تمکنها منه واستغراقه فی فکره وخطرها، فانه اذا کان هذا فی الامور السافلة التی لا تقاوم جناح بعوضة فکیف بواردات الحق علی القلوب ولواعج المحبة المذهلة عن کل مطلوب ومرغوب وعوالم الملکوت المنکشفة لهم فی منازلاتهم ومشاهدة عجائب القدرة فی ترقیاتهم، فان ذالک لایبقی فی القلب شعورا ولاتمییزا، بل یصیر صاحبه کالسکران الثمل، فحینئذ ینطق بمارسخ فی خلده قبل، ویرجع بطبعه قهرا علیه الی مکان یلحظه ویعول علیه، فینطق لسانه بطبق تلک الاحوال، لکن بعبارات لایقصد بها ما یوهمه ظاهرها فی

اتحاد او حلول او انحلال، فتامل ذالک وعول علیه تسلم وکل سکر نشاء عن سبب جائز فصاحبه غیر مکلف"۔[1]

یعنی یہ شطحیات ان صوفیاء کرام رضی اللہ عنہم سے اس حالت سکر و مستی میں صادر ہوتی ہیں جو اللہ کی محبت میں اپنے آپ کو فناء کرنے اور ان احوال کو دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے جو احوال دل کو مشغول رکھنے والے اور اس صحو و تمیز سے نکالنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ بعض غم یا دنیوی پریشانیاں جب دل پر وارد ہوتی ہیں تو دل کو غافل کر دیتی ہیں اور غموں کی شدت اور ان کی فکر میں ڈوبنا اس سے تمیز کی قوت کو زائل کر دیتا ہے۔ تو پس جب یہ دنیاوی معمولی امور کا معاملہ ہے کہ جو مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں تو دلوں پر حق کے واردات کے معاملہ کی کیا شان ہوگی۔ جبکہ محبت ہر مطلوب و مرغوب اور عوالم ملکوت سے اندھا کر دیتی ہے اور ان عشاق جلوہ ازلی کے لئے ان کی منازل اور ان کی ترقی درجات میں ان کے عجائب قدرۃ کے مشاہدہ کو ان پر منکشف کر دیتی ہے۔ جس کی بدولت ان کے دل میں شعور اور تمیز باقی نہیں رہتی بلکہ یہ صاحب حال اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو شراب کے نشے میں مست و مخمور ہو۔ پھر وہ صاحب حال وہ بولتا ہے جو ازل سے اس کے دل میں راسخ ہوتا ہے وہ صاحب حال اپنی طبیعت کے جوش کے سبب اس مکان کی طرف رجوع کرتا ہے جس کو وہ ملاحظہ کر رہا ہوتا ہے جس حال پر اس کا دارو مدار

---

(1) فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 412

ہوتا ہے پس اس کے نتیجے میں اس کی زبان سے حقیقی احوال کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن ان الفاظ کی ادائیگی سے اس کا ظاہری معنی یعنی اتحاد، حلول یا انحلال مراد نہیں ہوتا کہ ظاہر میں جس کا وہم آتا ہے۔ پس تو اس پر غور کر اور اس پر قائم رہ تاکہ تو سلامت رہ سکے اور ہر وہ حالت سکر جو جائز سبب سے پیدا ہو اس میں صاحب حال قابل مواخذہ نہیں ہوتا۔

اب غور کریں! امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال لوگوں کی حالت سکر و مستی اور ان کے واردات قلبی کو کس حسین پیرائے میں بیان فرمارہے ہیں۔ آپ اگر چاہتے تو بیک جنبش قلم لکھ سکتے تھے کہ کلام کے ظاہری معنی کو دیکھ کر فتویٰ دے دیا جائے اور ان صاحبان حال کا شرعی مواخذہ ہو۔ اس کے برعکس امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی زبان پر جاری ہونے والے کلام کی بابت ارشاد فرمایا کہ ان کی زبان پر جاری ہونے والے الفاظ سے ان کا ظاہری حلول واتحاد وانحلال والا معنی مراد نہیں ہوتا۔ اور پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ ہمارے مدعا کے عین مطابق ہے "فتامل ذالک وعول علیہ تسلم" "اس بات پر غور وفکر کرو اور اس پر قائم رہو تاکہ سلامت رہ سکو۔

صاحب حال وسکر و مستی کی کیفیت سے مکیف لوگوں کے شطحیات کے حوالے سے امام مذکور رحمۃ اللہ علیہ تاویل کرتے ہوئے رقم فرماہیں:

"ان تلک الکلمات حکایة عن حضرة الحق ونطق عما یلیق، وما شاہدوہ من انوارہا وغلبة التجوز فی نحو ذالک من مقامات المحبة والعبودیة والقرب یبسط لہم العذر، ویرفع عنہم الاصر ممن اعتمد ہذا المسلک الشہاب السہروردی المجمع علی امامته فی العلوم الظاہرة والباطنة فی عوارفه حیث قال: وما حکی عن ابی یزید

ص من قوله سبحانی حاشا الله ان یعتقد فی ابی یزید ان یقول مثل ذالک الاعلیٰ معنی الحکایة عن الله تعالیٰ، قال: وذالک مما ینبغی ان یعتقد فی الحلاج رحمه الله فی قوله: انا الحق"۔[1]

یعنی اولیاء کی شطح کے کلمات (سبحانی مااعظم شانی، وانا الحق وغیرہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام کی حکایت ہیں اور خود ذات پاک اپنی شان کے لائق کلام فرمارہی ہوتی ہے اور صوفیاء جب انوار حضرت حق عزوجل کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کے مقامات محبت اور عبودیت اور قرب کی وجہ سے ان پر غلبہ حال کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ شرعاً معذور قرار پاتے ہیں اور ان سے قلم شریعت کا بوجھ اٹھ جاتا ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسلک پر اعتماد کیا ہے اور یہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کے علوم ظاہری وباطنی کا امام ہونے پر اجماع ہے اور انہوں نے مذکورہ بات اپنی کتاب عوارف المعارف میں ذکر کی ہے اور وہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے قول "سبحانی ما اعظم شانی "کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حاشا اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا جائے کہ انہوں نے یہ بات اپنی طرف سے کی ہے مگر ہاں یہ کہ انہوں نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے کلام کی حکایت کے طور پر ارشاد فرمائی

---

(1) فتاوی حدیثیہ 412

ہے اور مناسب یہ ہے کہ ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کے قول "انا الحق" کے بارے میں بھی یہی اعتقاد رکھا جائے۔

اب غور فرمائیں! علامہ مکی رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاء کی زبان سے جاری ہونے والے کلمات کہ جن میں صوفی "سبحانی، انا الحق" جیسے جملے کہہ رہا ہے کو اللہ کے کلام کی حکایت فرما رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان اہل اللہ کی زبان پر جو جملے جاری ہوئے یہ انکا اپنا کلام نہیں ہے بلکہ ان کی زبان سے کلام الٰہی جاری ہوا۔ یہ بات حیران کن ہے کہ یہ کلمات کلام الٰہی کی حکایت کس طرح ہو سکتے ہیں تو شاہ اسماعیل دہلوی کے مقولہ بالا جملے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہ:

خبردار! ہرگز اس معاملے پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی اقدس کی آگ سے ندائے "انی انا اللہ رب العالمین" صادر ہوئی تھی پھر اشرف المخلوقات سے جو حضرت ذات سبحانہ کا نمونہ ہے اگر "انا الحق" کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اور جب کہ یہ بھی روایت سے ثابت "ولسانه الذی یتکلم به"۔(1)

کہ اللہ ان اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کی زبان بن جاتا ہے جن سے وہ بولتے ہیں تو پھر یہی کہا جائے گا کہ یہاں خود خدائے کریم عزوجل کی بات ہوئی ہے۔ اور پھر علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا اس نقطہ نظر کو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سند الاولیاء اور عالم ربانی ہیں کا مسلک قرار دینا ہمارے موقف کی مزید تائید کرتا ہے کہ اہل اللہ کو ان کے مقام کے پیش نظر بہر

(1) صراط مستقیم ص14

صورت بچائیں گے اور ان کے شطحیات پر شرعی گرفت سے گریز کیا جائے گا کیونکہ وہ معذور ہیں۔

اور مزید یہ کہ مذکورہ نظریہ ان کا اپنا مسلک نہیں بلکہ فرماتے ہیں اولیاء کی شطحیات کے بارے میں مذکورہ مسلک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جو انہوں نے ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اور ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ سلطان الاولیاء حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا اللہ کا ولی انہیں معذور قرار دے کر ان کی شطح کی تاویل فرما رہا ہے اور پھر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے بھی ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کے کلام اور شطحیات کا جواب دیا ہے اور اس کو اچھے معنی پر محمول کیا ہے۔[1]

اور پھر یہی علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، حسین بن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کی شطح "انا الحق" کی بابت فرماتے ہیں:

"ان ما صدر انما كان فى حال سكره وغيبة"۔[2]

یعنی آپ سے جو کلام بھی خلاف شرع صادر ہوا وہ حالت سکر و مستی میں تھا۔

(1) فتاوىٰ حديثيه 413

(2) فتاوىٰ حديثيه 414

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

اسی طرح شطحیات کی بابت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ غیر مقلدین وہابی حضرات کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں[1] اور وہابی حضرات ان کو تسلیم کرتے ہیں

---

(1) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلدین اہل حدیث بھی اپنا بزرگ مانتے ہیں:

- کتاب "تاریخ اہل حدیث" صفحہ 444 پر مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: آپ بلا اختلاف عالم باعمل، عارف کامل، جامع کمالات ظاہری و باطنی اور گیارہویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: آپ رد بدعات و اصلاح رسوم شرکیہ میں مصروف رہے۔ آپ کا نام عام طور پر مجدد صاحب مشہور ہو گیا اور آپ مجدد الف ثانی یعنی گیارہویں صدی کے مجدد کے لقب سے پکارے جانے لگے۔
- "برصغیر میں اہل حدیث کی آمد" صفحہ 25 پر محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں: شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ اپنے اپنے وقت میں مغتنمات سے تھے۔
- "ہدیۃ المہدی" صفحہ 51 پر نواب وحید الزمان صاحب رقمطراز ہیں: "اعتقادنا فی الشیخ الاجل محی الدین بن العربی والشیخ احمد سرہندی انہما من صفوۃ عباد اللہ" یعنی ہمارا محی الدین ابن عربی اور شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ وہ دونوں "من صفوۃ عباد اللہ" ہیں۔
- کتاب "تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں" صفحہ 175 پر قاضی محمد اسلم سیف صاحب لکھتے ہیں: شیخ مجدد براہ راست کتاب و سنت سے استفادہ کے علمبردار اور داعی تھے حج بیت اللہ اور حرمین کی زیارت نے ان پر حدیث و سنت کا رنگ چڑھا دیا تھا۔ شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب و سنت کی اس زوردار تحریک سے جہاں بدعتیوں، رافضیوں، خدا اور سول

کے منکروں اور دین کے دشمنوں کی کمر ٹوٹ گئی وہاں حدیث وسنت کا فروغ اسی خالص دینی تحریک کے برگ وبار ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مخلصانہ مساعی، جرات، حوصلہ، تحمل، استقامت اور اخلاص کی بدولت تقریباً ایک صدی تک ان کے اثرات زندہ وباقی رہے۔

- "فتاویٰ ثنائیہ" جلد اول صفحہ 181 اور اس کے علاوہ پورے فتاویٰ میں تقریباً دو درجن سے زائد مقامات پر شاہ اللہ امرتسری صاحب نے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کو بطور دلیل مسئلہ کے پیش کیا ہے۔
- "سیرۃ ثنائی" صفحہ 300 پر عبدالمجید خادم سوہدروی صاحب خامہ فرسا ہیں: ہندوستان میں اگرچہ توحید وسنت کی تبلیغ اور قرآن وحدیث کی اشاعت کا پرچم لہرایا جا چکا تھا اور اکثر بزرگان دین اس فرض مہمہ کی بجا آوری میں مصروف تھے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، مولانا سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الٰہی کے احیاء اور کتاب وسنت کے جلاء کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔
- کتاب "تحریک آزادی فکر" صفحہ 105 پر مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں: مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی نتائج وعواقب کے لحاظ سے آج کی مطلع تحریکات سے کہیں زیادہ ہمہ گیر اور موثر تھیں ـــــ میری دانست میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہو کر سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید تک کام کی نوعیت یہی رہی۔
- شاہ اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی کتاب عبقات میں صفحہ 87 پر مجدد صاحب کو ارباب شریعت وطریقت کا امام اور پیشوا قرار دیا ہے اور پوری کتاب میں جگہ جگہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیوبندی حضرات کے ہاں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قابل حجت بزرگ ہونا مسلمات میں سے ہے۔

آپ کے مکتوبات شریف میں عین القضاۃ ہمدانی علیہ الرحمہ کی رائے:

"آں را کہ شما خدا می دانید نزد ما محمد است وآں را کہ شما محمد می دانید نزما خدا است"۔

یعنی جسے تم خدا جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد ہے اور جسے تم محمد جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک خدا ہے۔

کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مخدوما! مثل ایں عبارت کہ مبنی از توحید واتحاد است، درغلبات سکر کہ مرتبہ جمع است ومعبر بہ کفر طریقت از مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم صدور می باید وامتیاز واثنینیت از نظر شان مرتفع می گردد وممکن را عین واجب می یابند تعالی بلکہ ممکن را نمی یابند وجز واجب تعالیٰ مشہود شان نمی ماند۔ برایں تقدیر معنی آں عبارت ایں بود کہ امتیازی واثنینیتی کہ نزد شما درمیان خدا جل وعلا ودرمیان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل است نزد ماآں امتیاز ثابت نیست ومغایرت نہ، بلکہ آں یکی کہ منزہ از یکی است نیزعین دیگر است، ہرگاہ از سایر ممکنات نسبت مغایرت مرتفع می گردد محمد رسول اللہ ا کہ مظہر اتم کمالاتِ اوست۔ تعالیٰ نسبت امتیاز او چگونہ ثابت بود؟

ایں دید مخصوص بہ مرتبہ جمع است وچوں سالک ازایں مقام بلند رود وچشم از افراط سکر باز کشاید "محمد" را

بندہ یابد ورسولِ او داند چنانچہ درابتدامی دانست النہایۃ ہی الرجوع الی البدایۃ شنیدہ باشند"۔[1]

میرے مخدوم: اس قسم کی عبارتیں جو توحید واتحاد کی خبر دیتی ہیں سکر کے غلبوں میں جو مرتبہ جمع ہے اور جس کو کفر طریقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ مشائخ قدس سرہم سے بہت صادر ہوتی ہیں اس وقت دوئی اور تمیز ان کی نظر سے دور ہو جاتی ہے اور ممکن کو عین واجب معلوم کرتے ہیں بلکہ ممکن کو پاتے ہی نہیں اور جب واجب کے سوا ان کو کچھ نظر نہیں آتا اس صورت میں اس عبارت۔ کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ امتیاز اور دوئی جو تمہارے نزدیک خدا تعالیٰ اور محمد ا کے درمیان ہے، ہمارے نزدیک وہ امتیاز اور مغائرت ثابت نہیں بلکہ وہ ایک جو ایک ہونے سے بھی منزہ ہے دوسرے کا عین ہے جب تمام ممکنات سے مغائرت کی نسبت دور ہو جائے تو پھر محمد رسول اللہ ﷺ جو حق تعالیٰ کے کمالات کا مظہر اتم ہیں ان کے امتیاز کی نسبت کس طرح ثابت رہے یہ دید مرتبہ جمع کے ساتھ مخصوص ہے۔ جب سالک اس مقام سے بلند چلا جاتا ہے اور سکر کی افراط سے آنکھ کھولتا ہے تو محمد ﷺ کو بندہ پاتا ہے اور اس کا رسول جانتا ہے جیسے کہ ابتداء میں جانتا تھا۔ (النہایۃ ہی الرجوع الی البدایۃ، نہایت، بدایت کی طرف رجوع کرتا ہے) آپ نے سنا ہوگا۔

(1) مکتوبات شریف جلد 2 مکتوب نمبر 40 صفحہ نمبر 267

اب غور کریں: عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بات بالکل خلاف شریعت ہے اس کے باوجود حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے مقام ولایت کے پیش نظر ان پر فتویٰ کفر نہیں لگا رہے بلکہ اس شطح کی تاویل کرتے ہوئے اس کا بھرپور جواب دیا ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کے قول "انا الحق" اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے نعرہ "سبحانی ما اعظم شانی" کا جواب اپنے مکتوبات میں یوں دیتے ہیں:

"پس اقوال بعضی از مشائخ که به ظاہر به شریعت حقه، مخالف می نمایند وبه توحید وجودی بعضی مردم آنہا را فرود می آرند، مثل قول ابن منصور الحلاج "انا الحق" وبایزید البسطامی "سبحانی" وامثال اینہا، اولیٰ وانسب آں است که به توحید شہودی فرود باید آورد ومخالفت را دور باید ساخت۔ ہر گاہ ما سوای حق سبحانه از نظر شان مختفی شد، در غلبه آں حال به ایں الفاظ تکلم فرمودند وغیر از حق سبحانه اثبات نمودند۔ معنای انا الحق آں است که حق است، نه من۔ چوں خودرا نمی بیند اثبات نمی کند۔ نه آنکه خود رامی بیند وآں را حق می گوید۔ ایں خود کفر است۔۔۔۔۔ ودرسبحانی نیز تنزیه حق است، نه تنزیه خود، که او بتمامه از نظر او مرتفع شده است حکمی به او تعلق نمی گیرد وامثال ایں سخناں در مقام عین الیقین که مقام حیرت است بعضی را رو می دہد وچوں ازایں مقام فی گذرانند وبه حق الیقین می رسانند،

از امثال ایں کلمات تحاشی می نمایند واز حد اعتدال تجاوز نہ می فرمایند"۔[1]

پس بعض مشائخ کے اقوال جو بظاہر شریعت مطہرہ کے خلاف نظر آتے ہیں اور بعض لوگ انہیں توحید وجودی پر محمول کرتے ہیں مثلاً ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کا "اناالحق" کہنا اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا "سبحانی ما اعظم شانی" کہنا اور اسی طرح کے بزرگوں کے اور اقوال۔ اولیٰ وانسب یہ ہے کہ انہیں توحید شہودی پر محمول کیا جائے اور عقل وشرع کے ساتھ مخالفت کو دور کیا جائے چونکہ حسب غلبہ حال میں جب ان کی نظر سے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز پوشیدہ ہوگئی تو اس حالت میں ان سے اس قسم کے الفاظ صادر ہوگئے۔ "اناالحق" کے معنی یہ ہیں کہ حق ہے اور میں نہیں ہوں جبکہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھتے تو اپنے آپ کو ثابت بھی نہیں کرتے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ بزرگ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور خود اپنے آپ کو حق کہتا ہے یہ کہنا تو کفر ہے۔ اور "سبحانی ما اعظم شانی" میں بھی حق تعالیٰ کی تنزیہہ ہے نہ اس کی اپنی تنزیہہ کہ وہ بالکل اپنی نظر سے دور ہو چکا ہے اور کوئی حکم اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس قسم کی باتیں مقام عین الیقین میں جو مقام حیرت ہے بعض لوگوں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب اس مقام سے

(1) مکتوبات شریف مکتوب نمبر 43 جلد اول

ترقی کر کے حق الیقین تک پہنچتے ہیں تو اس قسم کی باتوں سے کنارہ کرتے
ہیں اور حد اعتدال سے تجاوز نہیں کرتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے آپ کی پوری زندگی کفر والحاد کے خلاف جہاد میں گزری ہے۔ اکبر شہنشاہ کے کفر والحاد کے خلاف آپ کا مجاہدانہ کردار ڈھکا چھپا نہیں، اس کے باوجود آپ اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کے شطحیات مثل "اناالحق" اور "سبحانی ما اعظم شانی" کا کس حسین انداز سے دفاع کررہے ہیں اور ان صوفیاء کے اس عمل کو غلبہ حال پر محمول کر کے ان حضرات کے مقام رفیع کے پیش نظر انہیں فتوی سے بچارہے ہیں۔ اور طرہ یہ کہ بظاہر ان کلمات غیر شرعیہ، مشرکانہ کو وحدۃ الوجود پر بھی مبنی قرار نہیں دے رہے بلکہ ان کلمات کی تاویل وحدۃ الشہود کے رنگ میں فرمارہے ہیں۔ جو بظاہر ایک مشکل ترین صورت ہے لیکن مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سابقہ محولہ بالا مکتوب کے مطابق صاحب حال صوفیاء چونکہ اپنی حالت سکر کے باعث معذور ہوتے ہیں اس لئے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کا بھرپور دفاع فرمارہے ہیں۔

اس مسئلہ شطحیات کو سمجھنے میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور مکتوب کافی معاون ثابت ہوگا آپ شیخ صوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھتے ہیں:

"مخدوم ومکرم کم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید وجودی والوں کے مشرب جیسا تھا۔ فقیر کے والد قدس سرہ بھی بظاہر اس مشرب پر تھے اور باطن کی پوری نگرانی کے باوجود جو بے کیفی کے مرتبہ پر رکھتے تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہے اور فقیر کا بیٹا بھی نصف فقیہ کے مطابق فقیر بھی اس مشرب سے از روئے علم حظ وافر اور

لذت عظیم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ارشاد پناہ وحقائق ومعارف آگاہ دین کے موید ہمارے شیخ ومولا اور قبلہ محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس فقیر کے حال کی طرف توجہ بلیغ فرمائی۔ اس طریقہ عالیہ میں محنت کرنے کے بعد تھوڑی مدت میں توحید وجودی منکشف ہو گئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہو گیا اور اس مقام کے علوم ومعارف کثرت سے ظاہر فرمائے گئے اور اس مرتبے کی باریکیوں میں سے کوئی کم ہی باریکی ہو گی جو منکشف نہ کی گئی ہو شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کے دقائق پورے طور پر ظاہر کئے گئے اور تجلی ذاتی جسے صاحب فصوص رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اور نہایت عروج اسی کو قرار دیا ہے اور اس تجلی کی شان میں فرماتے ہیں: "ومابعد ہذا عدم المحض" مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا گیا اور اس تجلی ذاتی کے علوم ومعارف جنہیں ابن عربی نے خاتم الولایہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے وہ تفصیل سے معلوم ہو گئے اور سکر وقت اور غلبہ حال اس توحید وجودی (وحدت الوجود) میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض خطوط میں جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھے گئے یہ دو بیت بھی جو سراسر سکر ہیں۔ لکھ ڈالے:

اے دریغا کین شریعت ملت اعمائی است
ملت ماکافری وملت ماترسائی است

کفر وایماں زلف وروئے آں پری زیبائی است
کفر وایماں ہر دو اندر راہ ما یکتائی است

"افسوس یہ شریعت نابینوں کی شریعت ہے، ہماری ملت تو کفر و عیسائیت کی ملت ہے، کفر کیا ہے اس زیبا شکل پری کی زلفیں ہیں اور ایمان اس کا چہرہ ہے کفر وایماں ہماری راہ میں برابر ہیں"۔ یہ حال مدت دراز تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک پہنچ گیا۔ اچانک حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت بے نہایت غیب کی کھڑکی سے ظاہر ہوئی اور بے چوں و بے چگون کی روپوشی کے پردہ کو اٹھادیا پہلے علوم جو اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے تھے زائل ہونا شروع ہوگئے اور احاطہ اور ذات حق کا قلب میں سما جانا اور قرب ومعیت ذاتی یہ سب کچھ جو اس مقام میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہوگئے اور پورے یقیں سے معلوم ہوگیا کہ صانع عالم جل شانہ' کے لئے عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں"۔(۱)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب سے پتہ چلا کہ جب کوئی شخص وحدۃ الوجود جو کہ توحید کا ایک مقام ہے پر فائز ہوتا ہے اور اس کو تجلی ذاتی سے مشرف کردیا جاتا ہے تو یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں وہ سکر ومستی اور غلبہ حال کی کیفیت سے کیف ہوجاتا ہے اور پھر اس حالت سکر میں کہ جب وہ جلوہ ذات میں گم ہوتا ہے اس سے ظاہر اً خلاف شریعت کلام بھی صادر ہوجاتا ہے۔ دیکھئے مکتوب میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود اعتراف کررہے ہیں کہ ان پر بھی توحید وجودی کی

(1) مکتوبات دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر 31

یہ کیفیت سالوں تک رہی اور ایک ایساوقت آیا کہ حالت جذب و مستی اور غلبہ سکر میں ان سے بھی خلاف شرع کلام "ہماری ملت تو کفر وعیسائیت کی ملت ہے اور کفر وایمان ہماری راہ میں برابر ہیں صادر ہوا۔ تاہم بعد ازاں ان کی یہ کیفیت زائل ہو گئی۔ تو کیا اب مجدد صاحب کے مذکورہ کلام کی بابت ہم ان پر فتویٰ لگائیں گے؟ یقیناً نہیں کیونکہ یہ کلام ان کی "شطح" قرار پائے گا، کلام کو تو غلط کہیں گے تاہم قائل کو معذور سمجھتے ہوئے اسے فتویٰ سے بچائیں گے۔ تو جس طرح مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حالت سکر و مستی میں خلاف شرع کلام صادر ہونے کے باوجود ان کی ولایت اور روحانیت مسلمہ ہے اسی طرح باقی صوفیاء کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا اور ان کے خلافِ شرع کلام کو حالت سکر و مستی یا مسئلہ وحدۃ الوجود پر محمول کر کے انہیں فتویٰ سے بچایا جائے گا۔

یہی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کے شطحیات پر طعنہ زنی کرنے والوں کے رد اور ان حضرات کے دفاع میں لکھتے ہیں:

"وبعضے از اینها توجیهات آں عبارات را بر نهجے می نمایند که بمذاق قائلاں ہیچ نسبت ومناسبت ندارد۔ صاحب عوارف المعارف می فرماید که قول "اناالحق" از منصوروقول "سبحانی ما اعظم شانی" از بایزید بسطامی برطریق حکایت بوده است۔ یعنی از حق جل سلطانه واگر به طریق حکایت نباشد، بلکه شائبه حلول واتحاد درمیان بود، قائلاں ایں اقوال را ردمی نمائیم چنانچه نصاریٰ را رد می کنیم که به حلول واتحاد قائل اند۔ واز تحقیق سابق واضح گشت که دریں عبارات شطح نما، ہیچ حلول

واتحادنیست اگر حمل است باعتبار ظہور است، نہ باعتبار وجود چنانچہ فہمیدہ اند وبحلول واتحاد بردہ"۔[1]

"یعنی ان معترضین میں سے بعض حضرات وہ ہیں جنہوں نے ان بزرگوں کے کلام کا مطلب اور مدعا سمجھا ہی نہیں ہے وہ ان کی عبارات کو ایسے معنی پر محمول کرتے ہیں کہ جو قائلین کے ذوق کے مناسب ہی نہیں ہے۔ صاحب عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ کا قول "انا الحق" اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "سبحانی ما اعظم شانی" (میں پاک ہوں اور میری شان کسقدر بلند ہے) حقیقت میں حق تعالیٰ کا کلام ہے نہ کہ ان حضرات کا اپنا، ان کے مقام فنا فی اللہ میں حق تعالیٰ ان کی زبان سے کہہ رہا تھا "انا الحق"، "سبحانی ما اعظم شانی" اگر ان کی زبان پر جاری ہونے والا کلام حکایت کے طریق پر نہ ہوتا بلکہ حلول واتحاد کی آمیزش درمیان ہوتی تو پھر ہم ان اقوال (انا الحق وغیرہ) کے کہنے والوں کا رد کرتے جو حلول واتحاد کے قائل ہیں حالانکہ ہماری تحقیق سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان شطحیات (بظاہر غیر شرعی عبارات) سے کوئی حلول یا اتحاد لازم نہیں آتا۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ کائنات حق تعالیٰ کا ظہور ہے نہ کہ وجود"۔

(1) مکتوبات دفتر سوم مکتوب 89

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

مشہور مفسر حضرت علامہ سید محمود احمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تفسیر میں آیت "اذھبا الی فرعون انه طغیٰ" (طٰہٰ 43) (اے موسیٰ وہارون علیہما السلام تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ بے شک وہ سرکش ہو چکا ہے) کے تحت فرماتے ہیں:

"جاوز الحد حتی ادعٰی الربوبیة وذالک اثر سکر القهر الذی هو وصف النفس الامارة ويقابله سكر اللطف وهو وصف الروح ومنه ينشاء الشطح ودعوٰی الانانية قالوا: وصاحبه معذور والا لم يكن فرق بين الحلاج مثلاً وفرعون"۔[1]

فرعون نے حد سے تجاوز کیا یہاں تک کہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا اور یہ اس سکر قہری کی وجہ سے ہوا جو نفس امارہ کی وصف ہے اور اس سکر قہری کے مقابل سکر لطف ہے اور یہ روح کا وصف ہے اور اس سے "شطح" اور دعوٰی انانیت (خودی) جنم لیتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ صاحب شطح معذور ہوتا ہے اگر اس کو معذور نہ مانیں تو پھر حلاج رحمۃ اللہ علیہ اور فرعون جیسوں میں فرق نہیں رہے گا۔

دیکھئے! صاحب تفسیر روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمادی ہے کہ فرعون کے دعوٰی خدائی اور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے دعوٰی "انا الحق" میں فرق ہے ایک طرف نفس امارہ کے باعث دعوٰی ہے اور دوسری طرف لطافت روحی ہے اور اس صاحب شطح کو معذور سمجھتے ہوئے اس پر فتوائے شرعی نہیں داغا جائے گا۔

---

(1) تفسیر روح المعانی جلد 16 صفحہ 214

حضرت امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کرام کے شطحیات کی بابت فرماتے ہیں:

"الذی عندنا انه یحرم علی کل عاقل ان یسیء الظن باحد من اولیاء الله عزوجل ویجب علی ان یؤول اقوالهم وافعالهم مادام لهم یلحق بدرجتهم، ولایعجز عن ذالک الا قلیل التوفیق وقال فی شرح المهذب، ثم اذا اول فلیوؤل کلامهم الی سبعین وجها ولانقبل عنه تاویلا واحدا ماذاک الا تعنت"۔ (1)

ہمارے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ ہر عقل مند آدمی پر حرام ہے کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی کے بارے میں بھی بدگمانی کرے اور واجب ہے اس پر کہ ان کے اقوال وافعال کی اس وقت تک تاویل کرتا رہے جب تک کہ وہ ان کے درجے کو نہ پہنچ جائے اور قلیل التوفیق شخص ہی اس کام سے عاجز رہتا ہے۔ کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "شرح مہذب" میں فرمایا کہ جب اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے کلام کی تاویل کرے تو ان کے کلام کی ستر وجوہ تک تاویلیں کرے اور اس شخص سے ایک تاویل کو قبول نہیں کریں گے وہ تو صرف ایذاء رسانی اور عیب جوئی کرنے والی بات ہے۔ یہاں پر بھی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ صراحت فرمارہے ہیں کہ اولیاء کے ظاہری کلام کو دیکھ کر فوراً فتوی بازی نہیں کریں گے بلکہ ان کے کلام کی تاویل

---

(1) الیواقیت والجواہر ص12

کر کے انہیں فتوای سے بچانے کے لئے ان کے کلام کا صحیح محمل تلاش کریں گے اور ان سے بدگمانی نہیں کریں گے۔

محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1052ھ) صوفیاء کی حالت جذب ومستی میں ان سے صادر ہونے والے خلافِ شرع کلام کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"مشائخ کی لغزشیں سکر وحال کے غلبہ کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں غلبہ حال میں جو اقوال وافعال ان سے رونما ہوتے ہیں وہ تقلید واتباع کیلئے ضروری نہیں اور وہ لوگ ان معاملات میں مجبور ومعذور ہیں یا دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بزرگ ان چیزوں میں بے اختیار تھے"۔ (1)

اور پھر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

صوفیاء کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی کا اظہار بڑا ضروری ہے اور ان کے معاملات کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے کے بجائے یوں گمان کرنا چاہیئے کہ یہ امور ظاہر طور پر مخالف شریعت ہیں مگر حقیقت میں مخالف نہیں بالفرض اگر مخالف بھی ہوں تو حالت سکر وحال اور وجد میں صادر ہوئے ہیں ان بزرگان دین کی عزت وکمال کا میدان طعن وتشنیع کے گرد وغبار سے صاف ومبرا ہے۔ (2)

---

(1) مرج البحرین صفحہ 82

(2) مرج البحرین صفحہ 133

اسی طرح محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں شطح کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"اس (اولیاء کی) جماعت سے غلبہ حال وسکر کی وجہ سے جو ایسی باتیں صادر ہوئی ہیں جو ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو حکایت کی صحت کے بعد مناسب راہ یہ ہے کہ یا تو توجیہ و تطبیق سے کام لیا جائے یا سکوت و تسلیم سے"۔(1)

اسی طرح دیوبندی عالم عبدالحلیم چشتی شطحیات کے بارے میں شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ ہیں انہوں نے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کو جو وصیت کی تھی اس وصیت کو اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں:

"اگر تم یہ دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے ہی انکار کردو اور کبھی ان کی تاویل کرو اور ظاہر شریعت ودین حق سے ان کی مطابقت بیان کردو پھر اگر تطبیق وتاویل بآسانی نہ کرسکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت وخاموشی اختیار کرو"۔(2)

غور فرمائیں: محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح اور دوٹوک انداز میں فرما دیا ہے کہ صاحب شطح اہل اللہ اپنے اس کلام میں معذور ہیں اور ان سے یہ شطحیات سکر ومستی کی حالت میں صادر ہوتی ہیں۔ نیز یہ کہ ان کی شطحیات کے باعث ان پر فتویٰ بازی نہ کریں گے بلکہ ظاہر شریعت کے ساتھ عدم تطبیق کی صورت میں "سکوت" ہی بہتر راستہ ہے۔

---

(1) فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ ص24

(2) مکتوبات شیخ عبدالحق ص17

علامہ ابن عجیبۃ الناس رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

مشہور عالم اور مفسر ابن عجیبۃ الناس رحمۃ اللہ علیہ شطحیات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"المحبة لها ثلاث مراتب، بداية ووسط ونهاية فبدايتها لاهل الخدمت كالعباد والزهاد والصالحين والعلماء المجتهدين ووسطها لاهل الاحوال الذين غلب عليهم الشوق حتى صدرت منهم شطحات ورقصات واحوال غريبة ربما ينكرها اهل ظاهر الشريعة فمنهم من يغلب عليه الجذب حتى يصطلم ومنهم من يبقى معه شيء من الصحو وهولاء تظهر عليهم كرامات وخوارق العادات ونهايتها لاهل العرفان اهل مقام الشهود والعيان الذين شربوها من يد الوسائط وسكروبها وصحوا"۔[1]

محبت الٰہی کے تین مراتب ہیں ابتدائی، درمیانہ، انتہائی، ان میں سے مرتبہ ابتدائی اہل خدمت کی محبت کا ہے جیسے کہ عابد، زاہد، صالحین اور علمائے مجتہدین اور درمیانہ مرتبہ محبت صاحب حال لوگوں کا ہے وہ لوگ کہ جن پر شوق دیدار الٰہی کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ جس کے باعث ان سے شطحیات صادر ہونے لگتی ہیں اور وہ رقص کرنے لگتے ہیں اور ان سے ایسے عجیب وغریب حالات کا صدور ہوتا ہے کہ ظاہری شریعت پر عمل کرنے والے علماء ان کی نکیر کرتے ہیں۔ انہی اہل محبت میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن پر جذب کی کیفیت کا غلبہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ

(1) تفسیر بحر المدید جلد 2 صفحہ 80 از ابن عجیبۃ الناس

اپنے ناک کان کاٹنے لگتے ہیں اور ان میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں کہ باوجود اس حالت کے ان میں کچھ "صحو" بھی باقی ہوتا ہے اور یہی لوگ ہوتے ہیں کہ جن سے کرامات صادر ہوتی ہیں۔ اور خرق عادات اور محبت کا انتہائی مرتبہ اہل عرفان کو نصیب ہوتا ہے یہ لوگ اہل شہود ہوتے ہیں وہ لوگ کہ جو جام محبت کو بہترین لوگوں کے ہاتھوں سے پیتے ہیں اور نشہ عشق میں سرمست ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ان پر حالت سکر طاری نہیں ہوتی بلکہ صحو میں رہتے ہیں۔

غور فرمائیں: یہاں پر بھی علامہ ابن عجیبہ اہل شطح کو اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے قرار دے رہے ہیں اور کمال کی بات یہ ہے کہ ان کی اللہ سے محبت کے درجے کو علماء، زاہدین، صالحین، عابدین سے بڑھ کر بتارہے ہیں اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل شطح عام اور معمولی لوگ نہیں ہوتے۔ باوجودیکہ بظاہر ان سے عجیب وغریب حرکات کا صدور ہوتا ہے لیکن ان کی ان حرکات وشطحیات کا باعث ان پر غلبہ جذب کا طاری ہوتا ہے جو کہ محمود ہے، مذموم نہیں۔

علامہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

اسی طرح علامہ تقی الدین العلوی المغربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الھدیۃ الھادی" میں صوفیاء کرام کی چند شطحیات کا ذکر کرنے کے بعد اس بابت ارشاد فرماتے ہیں:

"والجواب عن ہذہ الشطحات ان للعارف وقتا یطراء علیه الفناء والاستغراق حتی یخرج بذالک عن دائرۃ حسه وشہودہ ویخرج عن جمیع مدارکه ووجودہ لکن تارۃ یکون فی الذات الحق سبحانه وتعالیٰ فیتدلی له من قدوس

اللاہوت من بعض اسرارہ فیض یقتضی منہ ان یشہد ذاتہ عین ذات الحق لمحقہ فیہا واستہلاکہ فیہا ویصرح فی ہذا المیدان بقولہ سبحانی لا الہ الا انا وحدی الخ من التسبیحات کقولہ جلت عظمتی وتقدس کبریائی وھوفی ذالک معذور لان العقل الذی یمیز بہ الشواہد والعوائد ویعطیہ تفصیل المراتب کل بما یستحقہ من الصفات غاب عنہ وانمحق وتلاشی واضمحل وعند فقد ہذا العقل وذہابہ وفیض ذالک السر القدسی علیہ تکلم بما تکلم بہ فالکلام الذی وقع فیہ خلقہ الحق فیہ نیابۃ عنہ فھویتکلم بلسان الحق لا بلسانہ ومعربا عن ذات الحق لا عن ذاتہ ومن ہذا المیدان قول ابی یزید البسطامی سبحانی ما اعظم شانی"۔[1]

ان شطحیات کا جواب یہ ہے کہ عارف پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس پر فناء واستغراق کی حالت طاری ہو جاتی ہے جس کے باعث وہ دائرہ حس وشہود سے اور تمام ادراکات اور وجود سے نکل جاتا ہے لیکن کبھی کبھی وہ ذات باری سبحانہ میں اس قدر فناء ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے لاہوت کے بعض اسرار کا فیض عطا فرماتا ہے کہ جس کے باعث، وہ اپنی ذات کو ذات حق کا عین مشاہدہ کرتا ہے اپنی ذات کے ذات حق میں فناء ہونے کے باعث، پھر اس مقام پر وہ بولتا ہے سبحانی ، لاالہ الا انا ،وغیرہ اور تسبیحات وغیرہ اس کی زبان پر جاری ہوتی ہیں جیسے کہ وہ کہتا

(1) الھدیۃ الہادی 163/1

ہے جلت عظمتی وتقدس کبریائی چنانچہ اس حالت میں یہ صاحب شطح معذور ہوتا ہے اس لئے کہ عقل ہی وہ چیز ہے جس کے ساتھ شواہدات وعادات کی پہچان ہوتی ہے اور عقل ہی وہ چیز ہے جو انسان کو ہر شخص کی صفات کے مراتب کی تفصیل عطا کرتی ہے جب یہ عقل اس سے چلی گئی اور وہ فناء ہو گئی اور ادراکات سے تھک گئی اور نیست ونابود ہو گئی تو عقل کے مفقود ہونے اور اس کے چلے جانے اور سر قدسی کے فیض کے اس پر وارد ہونے کے سبب یہ صاحب شطح جو چاہتا ہے کلام کرتا ہے پس وہ کلام جو اس کی زبان سے نکلا وہ خود اللہ تعالیٰ نے اس میں پیدا کیا اپنی نیابت کے طور پر پس وہ صاحب حال شخص اپنی زبان سے نہیں بولتا بلکہ حق کی زبان سے بولتا ہے اور وہ ذات حق کی طرف سے بولتا ہے اپنی طرف سے نہیں اسی میدان سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے سبحانی ما اعظم شانی۔

علامہ ابن قیم اور شطحیات صوفیاء:

اسی طرح علامہ محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی ابوعبد اللہ المشہور ابن قیم الجوزی (متوفی 751ھ) جو کہ علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد اور غیر مقلدین وہابی حضرات کے متفقہ ممدوح اور معتمد علیہ بزرگ ہیں۔ آپ اپنی کتاب "مدارج السالکین" میں مقام سرور پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہذہ الدرجۃ عندہ مختصۃ باہل المشاہدہ والغالب علیہم الانبساط والسرور فان صاحبہا متعلق باسمہ الباسط

حذره من شائبة الجرات وهی مایخرجه عن ادب العبودیة ویدخله فی الشطح کشطح من قال سبحانی ونحو ذالک من الشطحات المعروفة المخرجة عن ادب العبودیة التی نهایة صاحبها ان یعذر بزوال عقله وغلبه السکر الحال علیه فلابد من مقارنة التعظیم والابدال بسط المشاهدة"۔[1]

یہ درجہ ان کے ہاں اہل مشاہدہ کے ساتھ مختص ہے ان پر انبساط و سرور کی کیفیت غالب ہوتی ہے اس لئے کہ صاحب سرور اللہ کے اسم باسط کے متعلق ہوتا ہے اور اسے شائبہ جرأت سے بچاتا ہے اور یہ جرأت بندے کو عبودیت کے ادب سے نکالتی ہے اور شطح میں داخل کر دیتی ہے جیسے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی شطح سبحانی مااعظم شانی اور اس کی مثل اور دوسری مشہور شطحیات جو کہ ادب عبودیت سے نکال دیتی ہیں اور ان کی انتہا یہ ہے کہ صاحب شطح معذور ہوتا ہے عقل کے زائل ہونے کے سبب سے اور اس پر غلبہ سکر کی حالت طاری ہوتی ہے پس اس کی تعظیم اور بزرگی کا اہتمام ضروری ہے بوجہ اس کے مشاہدہ کے بسط کے۔

یہاں پر علامہ ابن قیم نے صاحب شطح پر بوجہ اس کی شطح کے حکم کفر نہیں دیا بلکہ اسے معذور بتا کر اس کی تعظیم کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی علامہ ابن قیم نے اپنی اس کتاب میں کئی جگہ صاحب شطح کو معذور قرار دیا ہے اور ان کا عذر غلبہ حال ہی بتایا ہے۔

(1) مدارج السالکین 2/88

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ اہل سنت کے علاوہ دیوبند اور غیر مقلدین تمام مسالک کے یکساں قابل قدر ولائق تکریم بزرگ ہیں[1]۔ آپ سے منسوب کتاب "تحفۃ الموحدین" جسے غیر مقلدین و دیوبندی حضرات

---

(1) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کی مستند کتب سے چند حوالے ذکر کر دیئے جائیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں:

- فتاوی ثنائیہ جلد اول صفحہ 412 غیر مقلدین کے مناظر اعظم ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سلسلے کے لوگ ہیں نیز جلد ثانی ص 68 پر لکھتے ہیں: جو شخص شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
- "تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" مولوی محمد اسماعیل سلفی صفحہ 106 پر لکھتے ہیں، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث تھے نیز صفحہ 170 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حکیم الامت اور بارہویں صدی کا مجدد قرار دے رہے ہیں۔
- کتاب تاریخ اہل حدیث صفحہ 462 پر مصنف مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: آپ بلانزاع بارہویں صدی کے مجدد تھے نیز امام الائمہ اور تاج المجتہدین گنے جاتے۔
- تاریخ التقلید ص 150 پر ہے: شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو مسلک اہل حدیث کا مجدد اعظم سمجھے ہوئے ہیں۔
- کتاب اہل حدیث کی خدمات حدیث ص 69 پر ارشاد الحق اثری صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات حدیث پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے اور ان کو اہل حدیث ائمہ میں شمار کیا ہے۔
- تحریک اہل حدیث ص 187 پر قاضی محمد اسلم سیف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حجۃ اللہ فی الارض قرار دیتے ہوئے ص 207 پر لکھتے ہیں امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہرگز ہرگز مقلد نہ تھے۔

- فتاوٰی اہل حدیث جلد اول صفحہ 108 پر غیر مقلدین حضرات کے مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلد قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصیت نامہ دیکھئے انہوں نے اپنی اولاد کو تقلید سے روکا ہے۔
- کتاب اہل حدیث کی برصغیر آمد میں مصنف محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں: شاہ صاحب کسی امام فقہ یا مجتہد کے مقلد نہ تھے۔ اور اپنی اس کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث امام لکھتے ہیں۔
- کتاب حقانیت مسلک اہل حدیث میں عبد الرحمان منیر راجووالوی ص 289 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو ہی اپنا مسلک قرار دے رہے ہیں۔
- صراط مستقیم ص 4 پر شاہ اسماعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: قطب المحققین، فخر العرفاء المکملین اعلمھم باللہ حضرت شیخ ولی اللہ قدس سرہ۔
- فتاوٰی برائے خواتین ص 31 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث علماء میں شمار کیا ہے۔
- کتاب "سیرت ثنائی "ص 300 پر عبد المجید خادم سوہدروی صاحب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر قرار دیتے ہیں! چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الٰہی کے احیاء اور کتاب وسنت کے بقاء کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔
- کتاب "ہدایۃ المستفید" کے مقدمہ میں غیر مقلدین کے بلند پایہ عالم بدیع الدین راشدی صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارھویں صدی کے امام الھند اور عقیدہ توحید کے محافظ لکھا ہے۔
- کتاب "عبقات" میں شاہ اسماعیل دہلوی نے جگہ جگہ شاہ ولی اللہ کو اپنے بزرگوں میں لکھا ہے۔
- "فتاوٰی نذیریہ" کے مقدمہ میں ص 5 پر نذیر احمد سبحانی منیجر اہل حدیث اکادمی نے نذیر حسین دہلوی کو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ فکر کے گل سرسبد قرار دیا ہے۔

بہر حال شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصنیف مانتے ہیں اور ہم اہل سنت کے نزدیک اس کتاب کا شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہونا بوجوہ "محل نظر" ہے۔

اس کتاب میں لکھا ہے: اگر ان بزرگوں کی کتابوں میں کوئی ایسی بات جو قرآن وحدیث کے موافق نہ ہو پائی جائے تو دفعتہً ان کی بزرگی کے بستر سے اعتقاد کا مہرہ نہ چننا چاہیے یعنی فوراً بددلی ظاہر نہ کرے۔ کیونکہ بزرگوں کی خطا پکڑنا عین خطا ہے بلکہ ان کے کلام کی تاویل کر کے قرآن وحدیث کے موافق کرنا چاہیئے یا بے خودی اور حق تعالیٰ کی افراط محبت پر محمول کرے اگر یہ اصحاب طریقت کا کلام ہو۔[1]

اس تحریر پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں یہ جملہ کہ "بزرگوں کی خطا پکڑنا عین خطا ہے" آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس لئے کہ شطحیات اولیاء کو سامنے رکھتے ہوئے اولیاء کرام کے خلاف زبان درازی کرنا اور انہیں اپنے "شریفانہ" فتوؤں سے نوازنا یہ امت میں سے سنجیدہ لوگوں کا کام کبھی بھی نہیں رہا۔

- غیر مقلدین کے مجدد اعظم نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب "التاج المکلل" کے صفحہ 176 پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "شیخ الاجل" اور "مسند الوقت" قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ غیر مقلدین کی اکثر کتب کو اٹھایا جائے وہاں پر کسی نہ کسی حیثیت سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ضرور خراج عقیدت پیش کیا گیا ہو گا۔

(1) تحفۃ الموحدین ص 14 (قرآن محل کراچی)

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابوالرضا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو لکھتے ہوئے ان کے ایک ملفوظ جو کہ دراصل ایک شطح ہے کو نقل فرماتے ہیں:

"فرمایا ایک مرتبہ میں اپنے اسماء وصفات کی طرف متوجہ ہوا تو ننانوے ناموں سے بھی زیادہ پائے پھر اور توجہ کی تو چار ہزار سے زیادہ پائے پھر اور تجسس کیا تو اپنے اسماء وصفات کی کوئی حد وشمار نہ پائی جب اس مقام پر پہنچا تو اس حالت میں اپنی ذات کو دیکھا کہ میں کائنات کو پیدا بھی کر رہا ہوں اور مار بھی رہا ہوں ارباب ولایت کبریٰ پر ایسی حالتیں اکثر گزرتی رہتی ہیں"۔ (1)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کلام کو رد اور اس پر اعتراض کرنے کے بجائے اس کے تحت لکھتے ہیں:

"کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) کے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کا وجود تمام استعدادوں اور قابلیتوں کا جامع ہے جس انسان کے اندر نقطہ وجود زندہ وبیدار اور تدبیر کلی جو تمام امور کونی پر غور وفکر کرنے والی طبیعت کا مقتضی اور خاصہ ہے موجود ہو اور وہ انسان صاحب دل ہونے کی وجہ سے روئے روشن بھی رکھتا ہو تو اس کی زبان سے اس نقطہ وجود کے معارف اور تدبیر کلی کے انکشافات عیاں ہوتے رہیں گے اور وہ اس حاسہ خاص سے تمام کائنات کے مخفی گوشوں کو دیکھتا رہے گا"۔ (2)

---

(1) انفاس العارفین ص 209

(2) انفاس العارفین ص 210

اب غور فرمائیں! شیخ ابوالرضا رحمۃ اللہ علیہ نے بطور شطح کلام فرمایا کہ میں اس مقام پر کھڑا ہوں جہاں زندہ بھی کر رہا ہوں اور مار بھی رہا ہوں، جبکہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی بھرپور توجیہ کر کے اس کا محمل بتا رہے ہیں۔

اس پر مستزاد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر بھی پڑھیئے۔ آپ افراطِ محبت اور بے خودی کے عالم میں بزرگوں کی زبان سے نکلنے والے قرآن و حدیث کے مخالف کلام "انا الحق" کی بابت لکھتے ہیں:

> "اگر انا الحق کہنے والا امکان کے پردوں میں پوشیدہ ہے تو وہ جھوٹا ہے اور دائرہ فرعونیت میں داخل ہو جاتا ہے اور اگر اس کی جہت امکان مغلوب ہو گئی ہے تو وہ معذور ہے یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ جب ایک شخص کسی کے حسن و جمال کا نظارہ کرتا ہے تو خود کو اور اپنی تمام تر صفات کو فراموش کر بیٹھتا ہے بعینہٖ یہی حال خواتین مصر کا رخ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔ یہاں سے اندازہ کر لینا چاہیئے کہ نظارہ جمال حقیقی سے کیا حال واقع ہوتا ہوگا"۔ (1)

(1) انفاس العارفین، صفحہ 224

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حلاج رحمۃ اللہ علیہ

حسین ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کی بابت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ بھی ملاحظہ فرمائیں آپ انفاس العارفین صفحہ 223 پر لکھتے ہیں:

جہاں تک ابن منصور کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں ابو سعید خراز نے یہ رائے دی ہے کہ:

"کان اوحد زمانه لم یکن فی عهده من الشرق الی الغرب مثله"۔

یعنی وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے توحیدی تھے اور ان کے زمانے میں ان جیسا مشرق و مغرب میں کوئی نہ تھا۔

پھر شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 242 پر ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بیان کرتے ہیں:

"ان کے کلام "انا الحق" کی وجہ سے ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے مگر وہ مسکراتے رہے اور ان کی ہر انگلی سے "انا الحق" کی صدا آتی رہی انہیں دار پر کھینچا گیا تب بھی "انا الحق" پکارتے رہے۔ جلا دیا گیا تو راکھ کے ہر ذرہ سے "انا الحق" کا آوازہ سنائی دیا، یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ توحید رسمی پر اکتفاء کے بجائے وہ توحید عالی سے سرفراز ہوئے تھے"۔

غور فرمائیں! ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ کے "انا الحق" (میں خدا ہوں) کہنے کی بات بظاہر صراحتاً کفر پر مبنی ہے لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ سب سے بڑے توحیدی تھے اور وہ "توحید عالی" سے سرفراز ہوئے تھے! اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی صاحب حال اور جذب و مستی کی کیفیت والے بزرگ سے اس طرح کا معاملہ سرزد ہو جائے تو اس کو "شطح" پر ہی محمول کیا جائے گا اور اس پر فتویٰ بازی نہ کی جائے گی۔

اسی طرح کا واقع حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت سکر و مستی کا بھی ہے جب آپ پر حالت جذب طاری ہوتی اور غلبہ شوق الٰہی سے مغلوب اور اس کی محبت کا جام پی کر نشہ عشق میں مبتلا ہوتے تو آپ کی زبان سے نکلا "سبحانی ما اعظم شانی" میں پاک ہوں اور میری سب سے بڑی شان ہے۔

جب آپ اس کیفیت سے نکلے تو لوگوں نے عرض کی کہ بتائیں جو شخص اس طرح کے کلمات زبان پر جاری کرے وہ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ واجب القتل ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ باتیں تو آپ نے بھی کی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حاشا میں تو نہیں کہتا۔ لوگوں نے کہا آپ ہی کہتے ہیں آپ نے فرمایا اب اگر میرے منہ سے اس طرح کا جملہ سنو تو مجھے بے دریغ خنجر مار دینا۔ لوگ منتظر رہے یہاں تک کہ آپ پر عشق الٰہی کا دورہ پڑا اور نشہ عشق الٰہی میں مدہوش ہوئے تو لوگ خنجر لے کر آگے بڑھے اور حضرت پر وار کیا حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو جس جس جگہ جس جس شخص نے مارا تھا خنجر نے اس شخص کو وہیں وہیں سے زخمی کر دیا۔ آپ پر کوئی اثر نہ ہوا جب افاقہ ہوا دیکھا لوگ زخمی پڑے ہیں آپ نے دیکھا تو فرمایا کیا میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا۔(1)

یہاں پر بھی "سبحانی ما اعظم شانی" کے کلمات خلاف شریعت ہیں لیکن یہ آپ کی "شطح" ہے۔

اور اس کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ جس طرح شاہ اسماعیل صاحب نے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ اگر وادیٔ اقدس میں درخت سے اللہ عزوجل بول سکتا ہے تو اہل اللہ کی زبان سے کیوں نہیں بول سکتا تو گویا زبان بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے کلام الٰہی جاری تھا۔

---

(1) الافاضات الیومیہ جلد نمبر 7 از اشرف علی تھانوی

نواب صدیق حسن بھوپالی اور شطحیات اولیاء :

غیر مقلدین حضرات کے مجدد عصر نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر صوفیاء کے شطحیات کی بابت اپنا نظریہ تحریر کرتے ہیں:

"والمذهب الراجح فيه على ماذهب اليه العلماء المحققون الجامعون بين العلم والعمل والشرع والسلوك، "السكوت فى شانه" وصرف كلامه المخالف لظاهر الشرع الى محامل حسنة وكف اللسان عن تكفيره وتكفير غيره من المشائخ الذين ثبت تقواهم فى الدين وظهر علمهم فى الدنيا بين المسلمين"۔(1)

یعنی مذہب راجح ان شطحیات کے بارے میں وہ ہے جس کو اپنایا ہے محققین علماء نے جو علم و عمل اور شریعت وطریقت کے جامع ہیں ان کا نظریہ یہ ہے کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سکوت کیا جائے گا اور ان کے ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شریعت ہے تاویل کرتے ہوئے اچھائی پر محمول کیا جائے گا اور اپنی زبان کو شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ ان مشائخ کہ جن کا تقویٰ دین میں ثابت ہے اور ان کا علمی مقام دنیا میں مسلمانوں پر ظاہر ہے کی تکفیر (کافر کہنے) سے بھی روکا جائے گا۔

(1) التاج المکلل صفحہ 175

اولیائے کرام کے شطحیات کے بارے میں اپنے مذکورہ نظریے کی بدولت نواب صدیق حسن خان صاحب، حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی شطح "انا الحق" کی بابت لکھتے ہیں:

"ان قوله انا الحق، انما قال لما غلب عليه شوقه وسكر من كاس محبة حتى عاين قدرته فى كل شىء"۔[1]

یعنی ابن منصور الحلاج نے "انا الحق" اس وقت کہا تھا جب ان پر شوق الٰہی کا غلبہ ہوا اور اس (اللہ تعالیٰ) کی محبت کا جام پی کر نشہ عشق میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے ہر چیز میں (یہاں تک کہ اپنی ذات میں بھی) اس کی ذات وقدرت کا معائنہ فرمایا تو بول اٹھے "انا الحق"۔

اب غور کریں! غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے مجدد عصر بجائے اس کے کہ ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ پر "انا الحق" کے اعلان پر ظاہراً عمل کرتے ہوئے "کفر" کا فتویٰ لگائیں، ان کے اس کلام کو ان کے غلبہ حال پر محمول کرتے ہوئے اس کی تاویل کر رہے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ بزرگان دین کے اس طرح کے کلام اور ان کے شطحیات کے متعلق سب سے بہترین راستہ یہی ہے۔ کاش کہ غیر مقلد، اہل حدیث عوام وخواص اپنے مجدد بھوپالی کے اس فتویٰ پر عمل پیرا ہو سکیں۔

(1) تاج المکلل ص396

مولوی عبداللہ صاحب روپڑی اور مسئلہ شطحیات:

مشہور غیر مقلد عالم مولوی عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات اس توحید میں مشتبہ ہیں اس لئے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں بعض بُرا۔ ابن تیمیہ وغیرہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت بد ظن ہیں اسی طرح رومی رحمۃ اللہ علیہ اور جامی رحمۃ اللہ علیہ کو کئی علماء برا کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامی کا کلام اوپر نقل ہو چکا ہے اور وہ در حقیقت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ کیونکہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "عوارف المعارف" سے ماخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوء ظنی ٹھیک نہیں اسی طرح رومی رحمۃ اللہ علیہ کو خیال کر لینا چاہئیے غرض حتی الوسع فتوٰی میں احتیاط چاہئیے جب تک پوری تسلی نہ ہو فتوٰی نہ لگانا چاہیئے خاص کر جب وہ گزر چکے اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟۔[1]

(1) فتاوٰی اہل حدیث جلد اول ص 151

انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی اور شطحیات اولیاء:

دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور عالم علامہ انور شاہ صاحب کشمیری کے "ملفوظات" میں ان کا ایک ملفوظہ درج ہے:

"صوفیاء کے یہاں ایک باب ہے جس کو شطحیات کہتے ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ ان پر حالات گزرتے ہیں اور ان "حالات" میں کچھ کلمات ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں جو ظاہری قواعد پر چسپاں نہیں ہوتے اور بسا اوقات غلط راستے لینے کا سبب بن جاتے ہیں، صوفیاء کی تصریح ہے کہ ان پر کوئی عمل پیرا نہ ہو"۔ (1)

دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

"ہم نے اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو ان کی طہارت، تقدس و تقویٰ کی بے شمار خبریں سن کر اور ان کے شواہد افعال و اعمال اور اخلاق سے تائید پا کر ان کو ولی مقبول تسلیم کر لیا ہے تو ان کے بعد اگر کوئی کلمہ مغائر یا موہم ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کی توجیہ کریں اور حل نکالیں"۔ (2)

(1) ملفوظات انور شاہ کشمیری صفحہ 66

(2) ملفوظات انور شاہ کشمیری صفحہ 66

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

اسی طرح علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں رقمطراز ہیں:

"از خواص امت وی گفت بایزید بسطامی سبحانی ما اعظم شانی، منصور حلاج انا الحق ایں ہمہ از ایں ہمہ باب است باوجود ایں ہمہ غریب اعتباری کہ اصطلاحی است از میان عبد ورب مرتفع نہ شد ہرچند در حالت فنائی شعور در نظر سالک نماندہ باشد زیرا کہ چوں از بے شعورے با ذی شعور درآمد دانست کہ من از خود بے خبر شدہ بودم مثل آں آہن پارہ کہ در آتش سرخ شدہ نعرہ زد کہ من آتشم انکار ایں قول وے کردہ نمی شود اما واقعی آتش نشدہ است ایں حالتی ست بر پارہ آہن عارض شدہ وگرنہ آہن آہن ست آتش آتش"۔(1)

حضور ﷺ کی امت کے خواص میں سے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سبحانی ما اعظم شانی اور منصور نے کہا انا الحق یہ سارے کلام اور باتیں بے خودی ہی کی وجہ سے صادر ہوتی ہیں۔ یہ تمام غریب اعتبار جو کہ اصطلاحی ہیں بندے اور رب کے درمیان سے رفع نہیں ہوتے۔ ہر چند کہ جب فناء کی حالت طاری ہوتی ہے سالک کی نظر میں شعور باقی نہیں رہتا۔ اسی لئے جب وہ بے شعوری کی کیفیت سے شعور کی کیفیت میں لوٹا

(1) کلیات امدادیہ ص221

ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ میں تو اپنے آپ سے بے خبر ہو چکا تھا۔ اس کی مثال وہ لوہے کا ٹکڑا ہے کہ جسے آگ میں سرخ کر دیا جائے تو وہ پکار اٹھتا ہے کہ میں تو آگ ہوں اس کی اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا اگرچہ وہ واقعتاً آگ نہیں ہوتا ایک حالت ہے جو لوہے کے ٹکڑے پر طاری ہوتی ہے وگرنہ لوہا لوہا ہے اور آگ آگ ہے۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اور شطحیات اولیاء:

دیوبندی حضرات کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا شطحیات کے معاملے میں نظریہ کچھ یوں ہے:

"بزرگوں کی حکایات اکثر جہلا نے غلط بنادی ہیں اور اگر کوئی واقعہ ایسا ہو کہ مفہوم نہ ہووے تو شطحیات کہلاتے ہیں جس کے معنی فہم میں کسی کے نہیں آتے اس کو نہ قبول کرے نہ رد کرے، سکوت کرے"۔[1]

غور فرمائیں: دیوبندیوں کے امام ربانی نے بھی مبنی بر احتیاط راستہ نکالا ہے اور وہ ہے "سکوت"۔

دیوبندی حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے امام ربانی کے فتوے پر ٹھنڈے دماغ سے غور فرمائیں۔

(1) فتاوی رشیدیہ صفحہ 262

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اور شطحیات اولیاء :

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب جو خود کو چشتی کہلاتے تھے جب اکابر چشتیہ کے غلبہ حال کی وجہ سے ان پر طعن ہوا تو اشرف علی تھانوی صاحب نے ان کے دفاع میں "السنۃ الجلیہ" نامی رسالہ لکھا۔ صوفیاء کے غلبہ حال وحالت سکر و مستی کو سمجھنے کیلئے تھانوی صاحب کا ایک ملفوظ درج کیا جاتا ہے۔

"واقعہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کا ہے آپ اجمیر تشریف فرما تھے ایک روز راستہ سے گزر رہے تھے ایک دکان سے موسل سے دھان کوٹنے کی آواز آئی اس آواز کو سن کر وجد طاری ہو گیا اور سڑک پر گر گئے۔ یہ کیفیات اور حالات قلبی ہیں جو غیر اختیاری ہیں اس میں وہ حضرات معذور تھے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں بزرگان طریق خصوصی چشتیہ کی نصرت کی ہے اور ان حضرات کا خود ان کے اقوال وافعال سے متبع سنت اور متبع شریعت ہونا ثابت کیا ہے اور غلبہ حال کے وقت ان حضرات کا معذور ہونا بھی ثابت کیا ہے اس رسالہ کا نام ہے "السنۃ الجلیہ فی الجشتیہ العلیہ" میں نے غالباً اس میں غلبہ حال کی نظیر میں اپنے اوپر گذرا ہوا ایک واقعہ بھی لکھا ہے وہ یہ کہ "ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دوپہر کی گاڑی سے ایک مہمان آگئے ان کی وجہ سے میں دوپہر کو آرام نہ کر سکا بعد نماز ظہر جب ڈاک کے جوابات لکھنے بیٹھا تب نیند کا غلبہ ہوا اور وہ ایسی شان کا تھا کہ اگر گفتگو کرتا ہوں تو کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا تھا اور جہاں خطوط لکھنا شروع کیئے نوم کا غلبہ۔ لیکن برابر لکھتا

رہا مگر لکھنے کے بعد نظر ثانی کرتا معلوم ہوتا کہ غلط لکھا گیا پھر اس کو کاٹ کر لکھتا اس روز کتنے ہی خطوط میں یہ گڑبڑ ہوئی اور کاٹ چھانٹ کرنی پڑی تو جب ادنیٰ سے نوم کے غلبہ کی یہ حالت ہو گئی تو جن حضرات پر کسی اعلیٰ درجہ کی حالت کا غلبہ ہو ان کی کیا کیفیت ہو گی۔ اسی کی تعبیریں ہیں سکر وغیبت واستغراق ومحویت۔ اسی غلبہ حال میں ایک درویش نے ریاست رامپور میں خودکشی کر لی تھی۔ ہمارے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بار موجز کے درس میں مشغول تھے اور ہم چند طلبہ حاضر خدمت تھے اثناء درس میں ایک رام پوری طالب علم مظہر الدین نے حضرت سے اس کا قصہ عرض کر کے یہ بھی سوال کیا کہ حضرت اس خودکشی پر ان درویش کو گناہ ہوا یا نہیں حضرت نے فرمایا جا بندۂ خدا اس نے تو محبت میں جان دے دی اور تو ابھی پوچھ رہا ہے کہ گناہ ہوا یا نہیں۔ ایسے شخص پر کیا فتویٰ دیا جا سکتا ہے پھر اسی معذوری کی تائید میں ایک استدلال کیا وہ یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اسقدر خوش ہوتا ہے کہ "ایک شخص اونٹ پر زاد راہ لے کر سفر میں چلا کسی منزل پر پہنچ کر اونٹ کو پاس کھڑا کر کے سو گیا وہ اونٹ مع سامان چلدیا اب دفعۃً اس مسافر کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اونٹ غائب، اب حالت اس کو معلوم ہے کہ سفر کا تھکا ماندا چلنا دشوار، سرمایہ اور زاد راہ کچھ پاس نہیں کوئی آس پاس امداد کرنیوالا نہیں غرضیکہ زیست کے تمام اسباب مفقود ہیں اس حالت میں وہ مایوس ہو کر

مرنے کے لئے تیار ہو کر پھر سو گیا۔ پھر جو دفعۃً آنکھ کھلی تو دیکھتا ہے کہ اونٹ مع سامان موجود ہے اس شدت فرح میں کہتا ہے "اللہم انت عبدی وانا ربک" اس کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے "اخطأ من شدۃ الفرح" دیکھیئے اس حدیث میں اس کے اس خطاء پر نکیر نہیں فرمایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ شرعاً معذور ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں گناہ نہیں شدت فرح میں لغزش ہو گئی۔ اسی بناء پر ابن القیم اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ فرح اور غضب کے وقت انسان معذور ہوتا ہے۔ لیجئے یہ چشتی بدنام ہیں کہ بدعت کے موجد ہیں اب حدیث اور شارح حدیث کو کیا کہو گے اسی طرح حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا "سبحانی ما اعظم شانی" مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ آپ نے کیا فرمایا۔ فرمایا کہ اگر میں ایسا کہتا ہوں تو واقعی کفر ہے اگر اب کے ایسا کہوں تو مجھ کو قتل کر دینا۔ اگر دوکاندار ہوتے تو کیا ایسی بات کی اجازت فرماتے کیا دوکاندار شخص ایسا کر سکتا ہے مرید بھی ایسے ہوتے تھے کہ بخدا کوئی بات شیخ کی خلاف شریعت دیکھی فوراً امر بالمعروف کر دیا آج کل کی سی حالت نہ تھی کہ ایسے الفاظ سے اور مریدین کا اعتقاد بڑھتا ہے غرضیکہ مریدین نے چھریاں تیار کر لیں شیخ پر پھر غلبہ طاری ہوا اور "سبحانی ما اعظم شانی" زبان سے نکلا مریدین نے چہار طرف سے چھریاں مارنا شروع کیں اب تماشہ یہ ہوا کہ جس مقام پر شیخ

کے جسم پر چھری مارتے ہیں لوٹ کر اسی جگہ اپنے جسم پر چھری لگتی ہیں تمام مریدین زخمی ہو گئے شیخ کو افاقہ ہوا تو دیکھا کہ تمام زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہوا عرض کیا گیا کہ واہ حضرت اچھی تدبیر بتلائی ہم کو تو ہلاک ہی کیا ہوتا اور سب قصہ بیان کیا فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو بس معلوم ہوا کہ میں نہیں کہتا کوئی اور کہتا ہے کہ جس پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا پھر اس کی نظیر ایک آیت سے بیان کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت اپنی بیوی کو لیکر چلے اور کوہ طور کے قریب منزل پر ٹھہرے اور آگ کی ضرورت ہوئی تو ایک درخت پر آگ نظر آئی آپ آگ لینے گئے تو اس درخت میں سے آواز آئی: "ان یاموسیٰ انی انا اللہ رب العلمین ۔۔۔الآیۃ" تو کیا وہ ندا درخت کی تھی سو جب ایسی آواز درخت میں پیدا ہو سکتی ہے سو اگر منصور رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ میں پیدا ہو جاوے جو درخت سے کہیں زیادہ مظہر ہے تو اس میں استبعاد کیا ہے"۔[1]

تھانوی صاحب کا یہی ملفوظ افاضات الیومیہ جلد 5 صفحہ 372 پر بھی ہے اس میں کچھ الفاظ زائد ہیں تھانوی صاحب فرماتے ہیں: اہل طریق کی حالت بالکل اہل برزخ کے مشابہ ہوتی ہے کسی پر کوئی کیفیت طاری ہے کسی پر ایک حالت کا غلبہ ہے کسی پر ایک حالت کا غلبہ مگر عاشق ہونے میں سب ایک ہیں۔

(1) افاضات الیومیہ جلد 7 ص 249 تا 251

نیز تھانوی صاحب ایک اور ملفوظ میں فرماتے ہیں:

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر تاویل کیجائے تو پھر کوئی بھی مواخذہ کے قابل نہیں رہتا تاویل میں تو بڑی وسعت ہے فرمایا کہ تاویل اور توجیہ کا بھی ایک معیار ہے۔ ایک وہ شخص ہے جس کی غالب حالت صلاحیت کی ہے، دین کا مطیع ہے، عقائد صحیح ہیں ایسے شخص سے اگر کوئی غلطی ہو جائے وہاں تاویل واجب ہے اور جہاں فسق و فجور کا غلبہ ہے وہاں تاویل نہ کی جاویگی اور مستحقین تاویل کی شان میں اگر تاویل بھی نہ کی جاوے تب بھی کف لسان واجب ہے گو ان کا معتقد ہونا بھی واجب نہیں جیسے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں یا بایزید رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کا معتقد ہونا واجب نہیں۔ مگر گستاخی بھی محل خطر ہے اور خطر بھی ایسا جس کو امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اہل طریق سے بدگمانی کرنے میں اندیشہ سوء خاتمہ کا ہے اور اگر کچھ نہ کہو تو اندیشہ نہیں تو بہتر صورت یہی ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ کچھ نہ کہو گو یہ بھی ضروری نہیں کہ معتقد ہو جاؤ بس نہ معتقد ہو اور نہ کچھ بیجا کلمہ کہو اسی میں خیر ہے"۔ (1)

شطحیات کی بابت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی ایک اور جگہ رقمطراز ہیں:

"اگر کسی بزرگ کا کوئی قول و فعل خلاف سنت منقول ہو یا تو سکر اور غلبہ حال میں وہ امر صادر ہو یا وہ حکایات غلط منقول ہیں یا ان سے کسی باریک

(1) افاضات الیومیہ جلد 7 ص 251

مسئلہ میں جہاں دلیل شرعی خفی و دقیق تھی خطاء اجتہادی ہو گئی جس میں وہ شرعاً معذور ہیں اور خدا تعالیٰ سے ان کو بُعد نہیں ہوا"۔ (1)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"وہ لوگ جو مغلوب الحال ہیں یا کسی تاویل سے کوئی امر کرتے ہیں جو اس شخص کے نزدیک خلاف سنت ہے ان کو برا بھلا نہ کہے اور خود وہی کرے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہے"۔ (2)

دیوبندی حضرات کے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

"فرمایا کرتے تھے، اللہ کا شکر ہے میرے قلب میں کسی بزرگ کی طرف محض فروعی اختلافات کی بناء پر بدعقیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ ان میں بزرگی کے آثار غالب ہوں اللہ اللہ کرنے والوں سے حسن ظن ہی رکھتا ہوں گو وہ حضرات بعض غلطیوں میں بھی مبتلاء ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے اقوال وافعال کو شریعت پر منطبق کیا جائے بلکہ مغلوب الحال بزرگوں کے اقوال وافعال کی تاویل کر لیتا ہوں کہ بوجہ مغلوبیت کے معذور ہیں"۔ (3)

---

(1) تعلیم الدین صفحہ 143

(2) تعلیم الدین صفحہ 170

(3) اشرف السوانح جلد اول ص 128

اسی طرح اشرف علی تھانوی صاحب کا ایک اور ملفوظ ہے:

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت میں مٹے ہوئے ہیں ان سے اللہ کی بے ادبی کا تو امکان ہی نہیں مگر فرطِ محبت میں بعض اوقات غلبہ حال سے الفاظ میں وہ رعایت نہیں رہتی جو ہونا چاہیئے اس لئے جن بزرگوں پر ایسے حالات طاری ہیں ان کے کچھ کلمات اگر بظاہر ادب کے خلاف بھی معلوم ہو تو ان سے بدگمانی نہ کرنے چاہیئے"۔(1)

یہی اشرف علی تھانوی صاحب اپنی ایک دوسری کتاب میں رقمطراز ہیں:

"سو جس طرح مجنون و معتوہ شرعاً معذور ہے اسی طرح صاحب سکر و مغلوب الحال بھی اپنے اقوال شطحیہ اور اپنے افعال ترک واجب یا ارتکاب محرم میں معذور ہے"۔(2)

یونہی دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی مزید رقمطراز ہیں:

"الحدیث۔۔۔ ایسے عارفین کو جو میری امت میں ہوں گے (ان کے حال پر) چھوڑ دو جن کے ساتھ عالم غیب کی باتیں کی جاتی ہیں مطلب یہ کہ اسرار غامضہ مکشوف ہوتے ہیں نہ ان کو اپنے فتوی سے جنت میں نازل کرو اور نہ دوزخ میں یعنی نہ ان پر جنتی ہونے کا حکم کرو اور نہ ناری ہونے کا مراد یہ کہ اگر وہ اِن اسرار کے ساتھ تکلم کریں اور غموض ان کے سمجھ میں نہ آئیں اور ظاہر اً خلاف شرع معلوم ہوں تو بے سمجھے نہ ان کے معتقد

---

(1) مجالس حکیم الامت از مفتی شفیع صاحب دیوبندی 213

(2) التکشف عن مہمات التصوف صفحہ 304

ہو اور نہ ظاہر اخلاف شرع ہونے کے سبب ان کی تضلیل کرو بلکہ ان کا معاملہ خدائے تعالیٰ کے سپرد کرو"۔[1]

اسی طرح اشرف علی تھانوی اپنے زندگی کی آخری کتاب میں شطحیات اولیاء کی توجیہات کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"یہ تو توجیہہ کی تقریر تھی اگر کسی کے دل کو یہ توجیہات نہ لگیں اس کیلئے اسلم یہ ہے کہ ان بزرگوں کے غلبہ حال پر ان اقوال کو محمول کرے جس کو اصطلاح تصوف میں شطح کہتے ہیں اور معذور سمجھے، نہ ان کا اتباع کرے نہ ان کے ساتھ گستاخی کرے"۔[2]

اسی طرح تھانوی صاحب اسی مذکورہ کتاب میں:

قسم بقبلہ روئے تو یارسول اللہ روا است سجدہ سوئے تو یارسول اللہ

(یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کے چہرے کے قبلہ کی قسم آپ کی طرف سجدہ کرنا جائز ہے)۔

شطح کی تاویل کرتے ہیں آپ کے روئے مبارک کو قبلہ کہنا اور بسوئے تو کہنا اس میں نص ہے لفظ ترا نہیں کہا۔ (یعنی اس کی یہ توجیہ ہے کہ حضور ﷺ مسجود لہ نہیں مسجود الیہ ہیں)۔[3]

---

(1) التشرف ص392 مطبوعہ کراچی • بوادر النوادر 439

(2) بوادر النوادر ص796

(3) بوادر النوادر ص139

یونہی تھانوی صاحب اپنی اسی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:

"الحدیث۔۔ ذروا العارفین المحدثین من امتی لاتنزلوھم الجنۃ ولاالنار حتی یکون اللہ ھو الذی یقضی فیھم یوم القیامۃ"۔

"ایسے عارفین کو جو کہ میری امت میں ہوں گے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو جن کے ساتھ عالم غیب کی باتیں کی جاتی ہیں۔ مطلب یہ کہ ان کو اسرار غامضہ مکشوف ہوتے ہیں نہ ان کو اپنے فتوے سے جنت میں نازل کرو اور نہ دوزخ میں نہ ان پر جنتی ہونے کا حکم کرو نہ ناری ہونے کا۔ مراد یہ کہ اگر وہ ان اسرار کے ساتھ تکلم کریں اور غموض کے سبب سمجھ نہ آویں اور ظاہر اًخلاف شرع معلوم ہوں تو بے سمجھے نہ ان کے معتقد ہو اور نہ ظاہر اًخلاف شرع ہونے کے سبب ان کی تضلیل کرو۔ بلکہ ان کا معاملہ خدائے تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے روز ان کا فیصلہ فرمادے گا۔ ف اور بعض اوقات ان کے بعض افعال بھی جو ان ہی اسرار مکشوفہ غامضہ پر مبنی ہوتے ہیں اہل ظاہر کی سمجھ میں نہیں آتے جیسے حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ گو شرائع میں ایسے مبانی کے اعتبار وعدم اعتبار میں اختلاف ہو سکتا ہے اور اس غموض کے سبب بعض اوقات وہ اقوال وافعال خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں تو اس حدیث میں ان کے ساتھ معاملہ کرنے کا طریق بتلایا گیا ہے"۔(1)

(1) بوادر النوادر ص 439

غور فرمائیں! علامہ تھانوی نے صاحبِ حال لوگوں کے شطحیات کے حکم کا استدلال حدیث مبارکہ سے کیا ہے کہ ان کو اللہ کے سپرد کر دو اور ان پر فتویٰ بازی نہ کرو۔

حدیث مبارکہ سے استدلال:

"عن عائشة فی حدیث الافک حین نزل براءتها قالت فقالت لی امی قومی الی رسول الله ﷺ فقلت والله لااقوم الیه ولااحمد الا الله هو الذی انزل براءتی"۔

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس قصہ میں جبکہ ان پر تہمت لگائی گئی تھی روایت ہے کہ جب ان کی برات قرآن مجید میں نازل ہو گئی تو ان کی والدہ نے کہا اٹھو اور حضور ﷺ کے پاس جاؤ (یعنی بطریق ادائے شکر و سلام کے، یہ اس وقت جوش میں تھیں) کہنے لگیں کہ اللہ عزوجل کی قسم میں اٹھ کر آپ کے پاس نہ جاؤں گی اور میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا شکریہ نہ ادا کروں گی اسی نے میری برآت نازل فرمائی ہے۔

اس حدیث کے فائدہ کے تحت اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"بعضے بزرگوں سے نظماً یا نثراً بعض ایسے کلمات منقول ہیں جن کا ظاہری عنوان موہم گستاخی ہے اگر یہ غلبہ حال میں ہو تو اسے شطح وادلال کہتے ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا اسی قبیل سے ہے جس کا منشاء ایک خاص سبب سے شدت غم ہے اور یہ کہ خود جناب رسول مقبول ﷺ بھی بمقتضائے بشریت وعدم علم غیب اس معاملہ میں مشوش ومتردد تھے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس تردد کی اطلاع تھی پس ان کو یہ قلق تھا کہ

افسوس آپ کو بھی شبہ ہے پس برات کے نزول سے ان کو جوش آگیا اور
یہ جواب ان سے صادر ہوا چونکہ حضور نے اس پر انکار نہیں فرمایا حدیث
سے اہل شطح وادلال کا معذور ہونا ثابت ہو گیا"۔(1)

قاری طیب دیوبندی اور مسئلہ شطحیات:

دار العلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب مجذوبوں اور صاحب حال بزرگوں کی بابت علمائے دیوبند کا نظریہ واضح کرتے ہیں:

"اس مسلک اعتدال اور سالکانہ احوال میں مشائخ دیوبند کی روش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ وہ مجذوبوں یا مغلوب الحال مدہوشوں سے نہ کبھی الجھے اور نہ ان کے پیچھے پڑے بلکہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر ان سے الگ تھلگ رہے اور ظاہر ہے کہ اس باب میں اس کے سوا سلامتی اور عافیت کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ علمائے دیوبند کے اس مسلک اعتدال میں عرفاء طریقت کے اکابر وافاضل کی عظمت و منزلت خواہ وہ سالکان اعمال ہوں یا بے خود۔ ان کے احوال فرق مراتب و درجات کے ساتھ وہی رہی ہے جو علمائے شریعت کی رہی چنانچہ ان کی گنا میں جو عظمت محدث کبیر حافظ ابن تیمیہ کی ہے وہی شیخ محی الدین ابن عربی کی بھی ہے اور جو قدر و منزلت حضرت مجدد الف ثانی جیسی غالب علی

(1) التکشف 506 طبع لاہور

الاحوال و برگزیدہ ذات کی ہے وہی قدر و منزلت شیخ عبد الحق دہلوی اور حضرت صابر کلیری کی بھی ہے جو برسہا برس اپنے احوال کے سکر میں بے خود رہے"۔(1)

اسی طرح دیوبندی حضرات کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب شطحیات اولیاء کے متعلق دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے "انا الحق" کہا تو صرف ان کلمات کو دیکھ کر ان کے حق ہونے میں گستاخی نہیں کی جائے گی، بلکہ ان کی تمام زندگی کو دیکھ کر ان کے مناسب "انا الحق" کا معنی بیان کیا جائے گا اور اصل یہ ہے کہ صوفیائے کرام کے نزدیک ایک درجہ فنافی اللہ کا ہوتا ہے حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ اس قدر فنافی اللہ ہو چکے تھے کہ انا سے مراد ذات متکلم نہیں بلکہ ذات حق تھی۔ اس مقام پر پہنچنے کے بعد انا اور انت کا مصداق ایک ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس فرعون نے "اناالحق" کہا تو اس کا ظاہری معنی ہی مراد لیا گیا، کیونکہ اس کی زندگی ہی ایسی تھی کہ وہ خدائی دعویٰ کرتا تھا۔ تو ایسے الفاظ متشابہ کو پوری زندگی کے احوال کو سامنے رکھ کر کسی معنی پر محمول کیا جاتا ہے۔ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اولیاء اللہ جیسی تھی اور فرعون کی شیطان جیسی، تو اس معنی پر حمل کیا جائے گا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ ہے: "ملکی اعظم من ملک اللہ" میرا ملک اللہ کے ملک سے بڑا ہے۔ واقعہ یوں

(1) مسلک علمائے دیوبند صفحہ 42

ہے کہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی تو آپ کے منہ سے نکلا "ملکی اعظم من ملک اللہ" جب افاقہ ہوا تو مریدین نے عرض کی کہ حضرت! آپ سے تو آج کلمہ کفر صادر ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ پھر تم نے مجھے کیسے چھوڑ دیا؟ پھر دوسری دفعہ آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی تو مریدین نے حضرت کو مارنا شروع کر دیا۔ لیکن معاملہ یہ تھا مارتے پیر صاحب کو تھے اور لگتی ان کو خود تھی چنانچہ وہ بے چارے بدحال ہو گئے جب حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ مریدین نے عرض کی کہ آج بھی آپ سے وہی کلمہ کفر نکلا تھا اس لئے ہم آپ کو مارنے لگے تو لگتی ہمیں تھی جس سے ہمارا یہ حال ہو گیا ہے۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے؟ مریدین نے بتلا دیا آپ نے فرمایا کہ یہ کلمہ تو عین ایمان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ملک تو میں اور بقیہ کائنات ہے اور میرا ملک خود اللہ ہے جس میں، میں ہر وقت سیر کرتا ہوں تو یقیناً میرا ملک اللہ سے بڑا ہے۔ (1)

غور فرمائیں! دار العلوم دیوبند کے مہتمم صاحب نے وضاحت کر دی کہ اولیاء اللہ کے شطحیات کو ایسے معنی پر محمول کریں گے کہ جس سے ان کی شخصیت فتوے سے بچ سکے اور ان کے حال کے مطابق ان پر فتویٰ صادر نہ کریں گے۔

(1) خطبات حکیم الاسلام 592/2

اب آمدہ آنے والے واقعہ کو بھی بغور پڑھیں۔ یہی قاری طیب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"حضرت نظامی بہت بڑے بزرگ تھے چودہ برس کی عمر میں ہی اصلاح کا کام شروع کر دیا تھا۔۔۔۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ کے ایک مرید نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی تمنا ہے اس کے لئے کوئی وظیفہ بتا دیجئے جس سے اللہ تعالیٰ کی زیارت ہو جائے، آپ نے فرمایا کہ نماز فرض ترک کر دو، مرید کو بڑا تعجب ہوا کہ نماز فرض کیسے ترک کر دوں؟ تین دن کے بعد حاضر ہوئے اور پوچھا کہ حضرت اللہ کے دیدار کی تمنا ہے کوئی وظیفہ بتادیں حضرت نے فرمایا تمہیں وظیفہ تو بتلا دیا کہ فرض نماز چھوڑ دو وہ پھر واپس چلا گیا دو تین دن بعد حاضر ہوا اور وہی عرض کی، تو آپ نے پھر وہی جواب دیا آخر وہ مرید چلے گئے فرض چھوڑنے کی ہمت تو نہ ہوئی لیکن سنتیں چھوڑ کر سو گئے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے ہم نے کیا قصور کیا کہ ہماری سنتیں چھوڑیں۔ اسی وقت جلدی اٹھے وضو کر کے توبہ کی اور سنتیں ادا کیں۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت نظامی کو سنایا آپ نے فرمایا کہ اگر فرض چھوڑتے تو اللہ تعالیٰ خود تشریف لاتے اور فرماتے کہ فرض کیوں چھوڑتے ہو۔ یہاں بھی دو صورت نکلتے ہیں ایک یہ کہ اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کی ہر بات کو قرآن وحدیث سے قطع نظر کرتے ہوئے من وعن تسلیم کیا

جائے اور ایک یہ کہ قرآن مجید کے قواعد اپنی جگہ صحیح رہیں اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے کلام کے بھی مناسب معانی بیان کئے جائیں"۔ (1)

اسی طرح قاری طیب صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"علمائے دیوبند کا مسلک اولیاء اللہ کے شطحیات اور ان کے غلبہ حال کے کلمات وافعال میں بھی اسی نقطہ اعتدال پر ہے وہ نہ تو ان اقوال وافعال کی بناء پر جن کی شکل سنت وشریعت سے بظاہر ہٹی ہوئی نظر آتی ہے ان حضرات کی شان میں کوئی ادنیٰ بے ادبی اور گستاخی جائز سمجھتے ہیں کہ ان کی ولایت ہی سے منکر ہو جائیں۔ یا اس ولایت کو مشکوک سمجھنے لگیں یا ان پر طعن وتشنیع کرنے لگیں اور ان امور کو خرافات اور واہیات کہہ کر ان پر طعن وملامت یا سب وشتم ہی کو دین سمجھنے کی گمراہی میں مبتلا ہو جائیں اور نہ اس کے بالمقابل غلو محبت سے ان مبہم یا موہم کلمات وافعال کو اصلی طریق ہی سمجھتے ہیں کہ اس کی طرف لوگوں کو بلائیں اور جو نہ آئے تو جذباتی رنگ میں اسے اسلام سے خارج کرنے کے درپے ہو جائیں ----- اس قسم کی شطحیات اور سکر کے اقوال وافعال کے بارہ میں بہت سے عارف اور مبصر علماء نے مستقل رسائل وکتب تالیف کر دیئے ہیں جن میں توجیہات کے ذریعے ان کا صحیح محمل بیان کر دیا گیا ہے جو تاویل محض نہیں حقیقت ہے بلکہ یہ ظاہر کر کے یہ توجیہات کی گئی ہیں کہ جس مقام پر پہنچ کر کسی صاحب حال سے یہ کلمات سرزد ہوئے حقیقتاً اس مقام

(1) خطبات حکیم الاسلام 2/293

کا تقاضہ ہی اس قسم کے احوال وکلمات کا ظہور ہے اس لئے غیر صاحب حال کو ان امور میں الجھنا بے سود بلکہ مضر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کے غیر اختیاری حال حق اور صاحب حال اس کے اظہار میں معذور"۔(1)

لہذا شطحیات کے حوالے سے یہ بات ظاہر ہو چکی کہ اگر قائل غلبہ حال سے مغلوب ہو اور جذب و مستی کی کیفیت میں کوئی خلاف شریعت کلام کر ڈالے تو حتی الامکان اس کلام کا صحیح محمل تلاش کریں گے اگر مل گیا تو فبہا ورنہ اس کلام کو تو ہم درست نہ سمجھیں گے البتہ اس کے قائلین کو بوجہ ان کے عذر کے فتوٰی سے بچائیں گے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس بابت تحریر ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

"(بندہ مومن) ذکر و فکر میں اس طرح مستغرق ہو جاتا ہے کہ ہر لحظہ سوائے اللہ کے نام کے اس کی زبان پر کچھ نہیں ہوتا۔ اور سوائے صفات حق جل شانہ کی فکر کے اور کوئی چیز اس کے دل میں نہیں ہوتی دنیا کے سارے کام اس کی خبر سے دور ہوتے ہیں ہر نفع و نقصان جو اسے خلق سے پہنچتا ہے وہ اسی سے جانتا ہے نہ کہ خلق سے۔ نفع بھی اور نقصان بھی اسی سے جانتا ہے بلکہ ہر چیز کو وہم و خیال سمجھتا ہے سوائے اللہ جل شانہ کی

(1) علماء دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج از قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند 132

صفات کے۔ پس اسے ایک مقام حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ دوزخ اہل بہشت کی نسبت ناجائز ہے اور بہشت بھی اسی مقام کی نسبت اسی طریقہ سے ہے اور مالوہیت کا مقام ہے کہ جتنے صاحب اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق و مستی کا کلام فرمایا ہے صوفیائے کرام ان کو شطح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں"۔ (1)

دیکھیے یہاں پر بھی صوفیاء کی شطح کی بابت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہی ارقام فرما ہیں کہ جب صاحب اسرار مقام مالوہیت تک پہنچتا ہے تو پھر وہ ذوق و مستی کا کلام کرتا ہے۔ یعنی صوفیاء کی شطحیات پر کوئی فتوی نہیں لگایا جائے گا بلکہ اس کو ان کے ذوق و مستی پر ہی محمول کیا جائے گا۔

مرتضیٰ حسن دیوبندی اور شطحیات اولیاء:

اسی طرح دیوبندی حضرات کے رئیس المناظرین مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

"اگر کسی مسلم ولی کی طرف ایسا قول منسوب کیا جائے جو کہ خلاف شرع ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اس قول کی نفی کریں اور اگر وہ فعل یا قول معتبر ذریعہ سے ثابت ہو جائے تو اس کی کوئی تاویل ایسی کرنی چاہیئے جو ان کی شان کے مناسب ہو اور شرع شریف کے خلاف نہ ہو یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات سے جو کلمات شطحیہ صادر ہوئے ہیں علماء نے ان کی بھی

(1) فوائد فریدیہ ص 8

تاویل فرمائی اور صحیح اور موافق شرع معانی بیان کئے اور یہی فرمایا کہ کلام کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل پر کفر جاری کرنا امر آخر ہے"۔(1)

عبدالشکور دیوبندی اور شطحیات اولیاء:

اسی طرح حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب کے تلمیذ مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب لکھتے ہیں:

"بعض امور غلبہ محبت و عشق میں نظر انداز کردیئے جانے کے قابل ہوتے ہیں ایسے امور اکابر اولیاء اللہ سے صادر ہوئے ہیں تو ان کو معذور قرار دے کر ان پر ملامت نہیں کی جاتی"۔(2)

(1) مجموعہ رسائل چاندپوری ص 23

(2) رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر تحقیقی نظر ص 42

مجذوب اللہ کا ولی ہوتا ہے

یہ بات پیش نظر رہے کہ جن اہل اللہ پر جذب و مستی کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور ان کی عقل جلوہ ذات کے باعث مغلوب ہو جاتی ہے ان کو "مجذوب" کہا جاتا ہے اور بالاتفاق مجذوب بھی اولیاء اللہ کی ایک قسم ہے۔

محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مجاذیب" کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں اولیاء کرام کی ایک قسم شمار کیا ہے اور سورۂ شوریٰ کی آیت 13:

"اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب"۔

(اللہ اپنے قرب کے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے، اسے جو رجوع لائے)

کے تحت مقام ولایت پر فائز لوگوں کی بابت ارشاد فرماتے ہیں:

"الولی ھو من یتولی اللہ بذاتہ امرہ فلاتصرف لہ اصلا اذلا وجود لہ ولا ذات ولا فعل ولا وصف فھو الفانی بیدالباقی کالمیت بین یدی الغاسل یفعل بہ ما یشاء حتی یمحو رسمہ واسمہ ویمحو عینہ واثرہ ویحییہ بحیاتہ ویبقیہ ببقاۂ ویوصلہ الی لقاۂ "۔[1]

---

(1) مرقاۃ جلد 10 صفحہ 71

ولی وہ ہوتا ہے جس کے معاملے کو اللہ تعالے اپنی ذات کے ساتھ اس طرح جوڑ لیتا ہے کہ اسے اپنے معاملے میں بالکل تصرف نہیں رہتا یہاں تک کہ نہ اس کا اپنا وجود ہوتا ہے نہ اپنی ذات، نہ اپنا فعل اور نہ اپنا کوئی وصف (جو کچھ ہوتا ہے وہ رب کا ہوتا ہے) پس وہ باقی کے ہاتھ میں فانی ہے جیسے کہ میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں۔ اس کے ساتھ وہ جو چاہتا ہے معاملہ فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کی اپنی پہچان اور نام مٹا دیتا ہے اس کا عین اور اس کا اثر مٹا دیتا ہے۔ وہ اسے زندگی دیتا ہے اپنی حیات کے ساتھ اور اسے باقی رکھتا ہے اپنی بقاء کے ساتھ اور اسے اپنی ملاقات سے واصل کر دیتا ہے۔

اسی طرح علامہ تہامی مجاذیب کو اولیاء اللہ کی اقسام میں سے ایک قسم شمار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"الاولیاء اربعة سالک محض، مجذوب محض وسالک مجذوب وهو ماتقدم سلوکه علی جذبته ومجذوب سالک"۔(1)

یعنی اولیاء کی چار اقسام ہیں۔ (1) سالک محض (2) مجذوب محض (3) سالک مجذوب اور یہ اس ولی اللہ کو کہتے ہیں جس کا سلوک اس کے جذب پر مقدم ہوتا ہے اور (4) مجذوب سالک۔

اس سے بھی ثابت ہوا مجذوب اولیاء کی ایک قسم ہے۔

---

(1) الکشکول جلد اول صفحہ 239

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ فاطر آیت 32 "ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفیناہ من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ" کے تحت لکھتے ہیں:

"قیل الظالم لنفسہ السالک والمقتصد السالک المجذوب والسابق المجذوب السالک والسالک ھو المتقرب والمجذوب ھو المقرب"۔

کہا گیا ہے کہ "ظالم لنفسہ" سے مراد سالک ہے اور "مقتصد" سے مراد سالک مجذوب ہے اور "السابق" سے مراد مجذوب سالک ہے اور سالک قربت (الٰہی) کے متلاشی کو کہتے ہیں اور مجذوب مقام قرب پر فائز ہوتا ہے۔

یہاں پر بھی علامہ آلوسی "مجذوب" کو اولیاء کی ایک قسم قرار دیتے ہوئے اسے مقام قرب پر فائز قرار دے رہے ہیں۔

محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب "اخبار الاخیار" لکھی ہے۔ اس کے بارے میں تحریک اہل حدیث صفحہ 50 پر ہے کہ: شیخ عبدالحق صاحب نے علماء واولیاء کے حالات پر اخبار الاخیار لکھی ہے اس کتاب اخبار الاخیار جس میں اولیاء کا تذکرہ ہوا اس میں ایک پورا باب "مجاذیب" کے تذکرے میں باندھا گیا۔ (اس سے بھی ثابت ہوا مجاذیب اللہ کے ولی ہوتے ہیں)۔

جذب کیا ہوتا ہے؟

علامہ مروی رحمۃ اللہ علیہ جذب کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

"الجذبة انه يناجي المجذوب من امر الملكوت مايدهش عقله ويأخذه عن نفسه وحرم حرمات اى محرمات من المصاحى"۔[1]

جذب کی کیفیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجذوب سے بات کرتے ہوئے اس کو ملکوت کے معاملات پر مطلع فرما دیتا ہے جس سے وہ (مستی سے) مدہوش ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس کی جان سے بے پرواہ کر دیتا ہے اور اس پر گناہ والے تمام محرمات کو حرام کر دیتا ہے۔ (جس سے وہ حرام کے قریب ہی نہیں جاتا)۔

اسی طرح علامہ احمد بن محمد الحسنی ابن عجیبة الناس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1224) اپنی کتاب میں مجذوبین کو اولیاء اللہ کی ایک قسم قرار دے کر "جذب" کی تعریف کرتے ہیں:

"وحقيقة الجذب هو شهود حق بلاخلق"۔[2]

یعنی جذب کی حقیقت، حق کا مشاہدہ کرنا ہے بغیر خلق کے واسطے کے۔

اور دوسری جگہ پر یوں رقم طراز ہیں:

"الوارد الالهى هو قوة شوق او اشتياق او محبة يخلقها الله من قلب العبد، وقد تنشاء عن قوة خوف او هيبة اوجلال،

(1) مرقاۃ باب الاعتصام بالسنة جلد 2 صفحہ 88 از ملا علی قاری
(2) ایقاظ الهمم فی شرح الحكم

فتزعجه تلک القوة الی النهوض الی مولاه فیخرج عن عوائده وشهواته وہواه۔ ویرحل الی معرفة ربه ورضاء۔ وقد تترادف علیه انوار تلک المحبة والشوق فتغیبه عن حسه بالکلیة وهو الجذب"۔[1]

وارد الہیہ اشتیاق ومحبت کی وہ قوت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل میں پیدا فرماتا ہے اور یہ قوۃ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی عظمت وجلال کے سبب سے پیدا ہوتی ہے پھر یہ قوۃ اس بندے کو اپنے مالک عزوجل کی قربتیں حاصل کرنے کے لئے ابھارتی ہے پس اس کے سبب بندہ اپنی عادات وخواہشاتِ نفسانی سے نکل جاتا ہے اور یہ قوۃ اس کو اپنے رب کی معرفت اور رضا کی جانب گامزن کرتی ہے اور اس بندے پر اس محبت اور شوق الہیہ کے انوار اترتے ہیں جس کے باعث اس کی حس اس سے جاتی رہتی ہے اور اسی کیفیت کو جذب کہتے ہیں۔

یونہی علامہ ابراہیم مصطفےٰ جذب کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں:

"الجذب فی اصطلاح الصوفیة حال من احوال النفس یغیب فیها القلب عن علم ما یجری من احوال الخلق ویتصل فیها بالعالم العلوی"۔[2]

(1) ایقاظ الهمم فی شرح الحکم 392 طبع بیروت

(2) المعجم الوسیط جلد اول صفحہ 132

صوفیاء کی اصطلاح میں جذب سے مراد نفس کے احوال میں سے ایک
ایسی حالت ہے کہ جس کے باعث قلب احوالِ خلق کے علم سے غائب ہو
کر عالم علوی میں جا پہنچتا ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، جذب کی کیفیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہماری مراد جذب سے یہ ہے کہ وجود کے پردے پھٹ جاویں اور حقیقۃ الحقائق تک پہنچ جاوے اور "انا" کے راستے سے الٹے پیروں لوٹ کر مبداء اول تک نفوذ کر جائے اور جذب کا حاصل یہ ہے کہ وجود مجازی کے اجزاء تحلیل ہو جاویں اور اس وجود کا پردہ ہٹ جاوے"۔[1]

اور صفحہ 40 پر فرماتے ہیں:

مجذوب کی مجذوبیت فی حد ذاتہ خود ایک کمال ہے۔

مجذوب کسے کہتے ہیں؟

علامہ علی بن محمد بن علی الجرجانی کتاب "التعریفات" میں مجذوب کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"المجذوب من اصطفاه الحق لنفسه واصطفاه بحضرة انسه واطلعه بجناب قدسه ففاز بجميع المقامات والمراتب بلاكلفة المكاسب والمتاعب"۔

(1) ہمعات صفحہ 38

مجذوب وہ ہوتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چنا ہوتا ہے اور جسے اپنی محبت کے لئے خاص کر دیتا ہے اور اسے اپنے معاملات پر مطلع فرما دیتا ہے جس سے وہ جمیع مقامات و مراتب کو بغیر کسی تکلیف و پریشانی کے حاصل کر لیتا ہے۔

علامہ ابراہیم مصطفیٰ مجذوب کی تعریف کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"المجذوب فی اصطلاح الصوفیة من جذبه الحق الی حضرته واولاه ماشاء من المواهب بلاکلفة ولامجاهدة ورياضة"۔[1]

اصطلاح صوفیاء میں مجذوب اس شخص کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں چنا ہوتا ہے اور اسے اپنی عطاؤں میں سے جو چاہتا ہے اسے بغیر مشقت و مجاہدہ وریاضت کے عطا فرما دیتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مجذوب کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"مجذوب وہ ہے کہ جس کی عقل کسی وارد غیبی کے غلبہ سے زائل ہو جائے مگر کبھی احوال وواردات کے غلبہ سے اخلاط میں بھی تغیر ہو جاتا ہے۔ اس لئے علت سے تو ان کی پہچان مشکل ہے مجذوب کے پاس بیٹھ کر قلب کو آخرت کی طرف کشش ہوتی ہے"۔[2]

اسی طرح علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مجذوب کے متعلق فرماتے ہیں:

"فالمجذوب من الخواص اجتباه ربه سبحانه فی الازل وسلكه فی مسلک من یحبهم واصطنعه سبحانه لنفسه

---

(1) معجم الوسیط 1/133

(2) القول الجلی ص30

جل شانہ وجذبہ تعالی عن الدارین بجذبتہ توازی عمل الثقلین فھو فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر"۔ (1)

مجذوب اللہ کے خاص بندوں میں سے ہوتا ہے اللہ نے اسے ازل سے چنا ہوتا ہے اور اسے اپنے محبوبوں کی راہ پر چلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی ذات کے لئے چن لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہانوں سے بے پرواہ کر دیتا ہے پس وہ مجلس حق میں بیٹھنے والے ہیں قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

اسی طرح مشہور دیوبندی عالم روح اللہ نقشبندی صاحب، صاحبِ حال لوگوں کی بابت رقمطراز ہیں:

"مغلوب الحال لوگوں کی تین بڑی شاخیں ہیں مست، مجذوب اور قلندر جو شخص ان میں جس گروہ میں چلا گیا نہ آگے ترقی کر سکتا ہے نہ دوسرے گروہ میں منتقل ہو سکتا ہے بوجہ غلبہ حال کے ان کو کسی وقت بھی ہوش نہیں آتا۔ پہلی قسم مست: مست کی یہ کیفیت بلاواسطہ ہوتی ہے بروقت اپنے آپ کو سرکار دوعالم ا کے سامنے دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو بچہ تصور کرتا ہے۔ حکومت کا کام ان کے سپرد ہوتا ہے وقت کے کامل اولیاء سے حکماً ملتے ہیں اور احکام پہچانتے ہیں عبادت سے بوجہ غلبہ حال معذور ہیں۔ ان کے اصرار ان کی کم عقلی کی وجہ سے پورے کر دیئے جاتے ہیں۔ ان کا تعلق اس طرح ہوتا ہے جیسے نا سمجھ بچے کا والدین کے

(1) روح المعانی از علامہ آلوسی

ساتھ ہوتا ہے۔ سمجھدار بچے کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے لوگ مستوں کا مقام بلند سمجھتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں"۔

راز دروں پردہ زرنداں مست پرس
کیں حال نیست صوفیا عالی مقام را

یعنی امور تکوینی کو مست لوگوں سے دریافت کرو کیونکہ یہ باتیں عالی منصب صوفی کے حال کے مناسب نہیں ہیں۔

لیکن ہمہ وقت مشاہدہ کی وجہ سے زبان سیف ہوتی ہے۔ کشف و کرامات اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ جس پر نگاہ کی فوراً اپنے مقام تک لے گئے قوت ایسی ہوتی ہے کہ جس پر نگاہ پڑی اس نے اسی وقت کپڑے پھاڑے اور دیوانہ ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کامل مست چھپ کر نماز پڑھتے ہیں بعض کہتے ہیں چونکہ ہر وقت تعلق مشاہدہ ارواح سے ہوتا ہے اور ارواح عبادت کی مکلف نہیں ہوتیں اس لئے یہ بھی نماز نہیں پڑھتے، عورتیں مست نہیں ہوتیں مجذوب ہوتی ہیں۔ دوسری قسم مجذوب، مجذوب اللہ پاک کو دیکھتا نہیں بلکہ جمال الٰہی کی تجلی میں ہر وقت محو رہتا ہے ادائیگی فرض کے وقت ہوش آجاتا ہے۔ تو یہ آبادی سے ہٹ کر نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ شادی نہیں کرتے پہلے یہ "فنافی الرسول" ہوتے ہیں پھر فنافی اللہ ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہزار مجذوب ایک سالک نہیں بنا سکتے اور ایک سالک ہزار مجذوب بنا سکتا ہے۔ تیسری قسم قلندر اس کو بھی اکثر طریق سلوک کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ اس

خیال میں مستغرق ہوتا ہے کہ اللہ پاک کی ذات سے فیض آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارکہ میں پھر آپ سے میرے سینہ میں آرہا ہے اس کی یہ حالت ملکی ہوتی ہے اس لئے یہ زیادہ تر بے ہوش ہوتے ہیں یعنی یہ مندرجہ بالا دونوں گروہوں کی پہلی حالت ہے۔[1]

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مجذوب اللہ کے مقرب اور چنے ہوئے لوگ ہوتے ہیں اور یہ اللہ کے ولی ہیں۔ اور مجذوب کی کیفیت جذب ایک کمال ہے جو اُسے منجانب اللہ میسر آتا ہے۔

کرامات اہل حدیث صفحہ 20 پر غیر مقلدین وہابی حضرات کے علامہ عبد المجید سوہدروی قاضی سلیمان منصور پوری کی کرامات کے تحت لکھتے ہیں:

"نابہہ میں ایک مستانہ فقیر تھا جو بالکل ننگ دھڑنگ رہتا تھا، اور مجذوب تھا، کسی نے قاضی صاحب سے اس کا ذکر کیا، آپ نے اس سے ملنے کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ کل چلیں گے اور اس کے لئے کچھ کھانا بھی لے جائیں گے، چنانچہ جب آپ گئے اور ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے کہنا شروع کیا کپڑے لاؤ، کپڑے لاؤ ایک بزرگ آرہا ہے اور مجھے اس سے حیا آتی ہے چنانچہ قاضی جی کے پہنچنے سے پہلے ہی اس نے کپڑا اوڑھ لیا، جب آپ پہنچے تو نہایت تکریم سے پیش آیا، اور دیر تک آپ سے سلوک اور علم کی باتیں کرتا رہا، کھانا بھی کھایا اور کہا کہ جو آج کھانے کا مزہ آیا

(1) مجاذیب کی پراسرار دنیا ص 30

Marfat.com

ہے، عمر بھر میں کبھی نہیں آیا پھر جب آپ تشریف لے گئے تو اس نے کپڑے اتار پھینکے اور اسی طرح دیوانہ ہو گیا"۔

بیان کردہ کرامت سے چند باتیں ثابت ہوئیں:

1. مجذوب بھی کوئی شخصیت ہوتی ہے۔
2. اس مجذوب کی نظر کا یہ کمال ہوتا ہے کہ قاضی صاحب اسٹیشن پر اترے تو اسے اپنے آستانے پر پتہ چل گیا۔
3. مجذوب تھا، فقیر، ننگ دھڑنگ رہتا تھا اس کے باوجود، علم وسلوک کی باتیں کرتا رہا ظاہر ہے کہ قاضی صاحب کسی معمولی شخصیت سے باتیں کرنے سے تو رہے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جو لوگ نشہ عشق الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں ان کی نظریں بڑے دور تک دیکھ لیتی ہیں اور جب نشہ عشق میں ہوں تو اپنی ذات کی فکر نہیں ہوتی اور جب کبھی کیفیت میں افاقہ ہو تو کھانے کا مزہ بھی لے لیتے ہیں اور علم وسلوک کی باتیں بھی کر لیتے ہیں۔ اسی طرح مشہور غیر مقلد عالم مولوی ابو بکر غزنوی اپنی کتاب میں مجاذیب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "دوستو! میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ مجذوب بے چارہ معذور ہوتا ہے اس کی لوح دماغ جیخ گئی ہوتی ہے وہ معذور آدمی ہے وہ کسی کی تربیت کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ اس لئے تمام اولیاء اللہ کا اتفاق ہوا ہے کہ مجذوب کے پاس مت بیٹھو۔ وہ غیر ذمہ دار ہے مرفوع القلم ہے، اس سے کوئی باز پرس نہیں ہے۔ جیسے ایک پاگل سے باز پرس نہیں۔ حدیث میں آتا

ہے کہ جونہی ایک انسان مجنون ہوتا ہے فرشتے اس کا نامہ اعمال وہاں سے اٹھا کر لے جاتے ہیں ان کی ڈیوٹی ختم ہو جاتی ہے یہی معنی ہیں مرفوع القلم ہونے کے۔ اس نظریہ میں کسی شخص کو کوئی اختلاف نہیں کہ مجاذیب اللہ کے ولی ہوتے ہیں اور قابل عزت، ہاں چونکہ وہ مرفوع القلم ہوتے ہیں اس لئے ان کی تقلید اطاعت جائز نہیں"۔[1]

غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی غلام رسول قلعہ میاں سنگھ کی "سوانح حیات" میں ان کے سوانح نگار مولوی عبدالقادر صاحب، مولانا صاحب کے طالب علمی دور کے ایک واقعہ کو لکھ رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

"(مولوی غلام رسول قلعہ میاں سنگھ اور مولوی عبد اللہ غزنوی) چند روز دونوں صاحبان کوٹھہ شریف ٹھہر کر قلعہ میاں سنگھ (اپنے مسکن) کو روانہ ہوئے جب گجرات کے قریب پہنچے تو مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا مجھے یہاں ایک مجذوب کی خوشبو آتی ہے وہ ملنے کے قابل ہے۔ رستہ میں ہی ارادہ حدیث پڑھنے کا کر لیا تھا اور یہ قصد بھی تھا کہ دہلی جاکر حدیث پڑھی جاوے سو اسی خیال کو دل میں لئے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تاکہ ان سے دریافت کریں کہ حدیث کہاں سے پڑھیں۔ اس مجذوب بزرگ کا نام جنگو شاہ تھا جب آپ اس طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے حاشیہ نشینوں کو کہنے لگا کہ دیکھو! دو شخص محمدی ونمونہ صحابہ کرام چلے آتے ہیں مجھے کوئی کپڑا پہنادو اور ان دونوں کے لئے فرش کر دو جب

(1) تعلیم وتزکیہ ص35

آپ اس بزرگ کے قریب پہنچے تو سائیں جنگو شاہ نے اٹھ کر استقبال کیا اور بٹھالیا۔ دھلی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جنت اس طرف ہے یہ سن کر اس کے پاس کے لوگ حیران تھے کہ یہ کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا آج ہوش وحواس کی باتیں کرتا ہے جب مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی صاحب واپس آنے لگے تو کہنے لگا کہ لباس دیکھ کر بھول نہ جانا وہ شخص مسکین صورت ہے اور اس کا نام سید نذیر حسین ہے یہ سن کر پوری تسلی ہوگئی"۔ (1)

یہی واقعہ غیر مقلد عالم دین مولوی ارشاد الحق اثری صاحب نے اپنی کتاب "اہل حدیث کی خدمات حدیث" ص 30 پر نقل کیا ہے لیکن وہاں بمصلحت انہوں نے لفظ مجذوب کی جگہ فقیر منش بزرگ لکھا ہے اور یہ ہمارے موقف کی اور بھی زیادہ تائید ہے کہ ارشاد الحق اثری صاحب بھی مجاذیب کو بزرگ سمجھتے ہیں۔ اب اس واقعہ کو بغور پڑھا جائے کہ مولوی عبد اللہ صاحب کو مجذوب کی خوشبو محسوس ہوئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ ملنے کے قابل ہے یہ بات تو غیر مقلد حضرات ہی بتا سکتے ہیں کہ "مجذوب کی خوشبو" کیسے محسوس کی جاتی ہے تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ ادھر ان حضرات نے دہلی جا کر پڑھنے کا ارادہ کیا اور ادھر گھر سے روانہ ہوئے ادھر مجذوب کو پتہ چل گیا کہ کون حضرات کس ارادے سے چلے آرہے ہیں اور پھر ان کے دلی قصد پر مطلع ہو کر دہلی کا پتہ بھی بتادیا اور نذیر حسین دہلوی کا حلیہ بھی، وہابیہ کے نزدیک بھی بہر صورت یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجاذیب بھی اللہ کے مقربین کی ایک جماعت ہے جو اگرچہ بظاہر ننگ دھڑنگ ہوتے ہیں لیکن ان کا یہ ننگ

(1) سوانح حیات از مولوی عبد القادر اہل حدیث صفحہ 71

دھڑنگ کا ظاہر، عارضہ فناہ کی وجہ سے رونما ہوتا ہے اور پھر مولوی عبد اللہ غزنوی اور مولوی غلام رسول صاحبان کا مجذوب کی بات سن کر "تسلی" پانا اور اس سے راہنمائی حاصل کرنا ان کے باطن کے جذبات کا عکاس ہے کہ یہ غیر مقلدین حضرات کے بزرگ علماء بھی مجاذیب کو صاحب نظر اور کامل الباطن ہستیاں سمجھتے رہے ہیں۔

اور پھر مجاذیب کی پُراسرار شخصیت کا اندازہ "تذکرۃ الرشید" میں مذکور اس واقعے سے فرمائیں دیوبندی حضرات کے امام ربانی رشید احمد گنگوہی صاحب کا سوانح نگار لکھتا ہے:

"ایک روز فرمایا قصبہ لوہاری میں جس جگہ حضرت میاں جیو نور محمد صاحب تشریف رکھتے تھے وہاں ایک مجذوب پنجابی رہتے تھے اور اتفاقاً اس جگہ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب تشریف رکھتے تھے وہ مجذوب اکثر حضرت حاجی صاحب شہید کے خدام سے یوں کہا کرتے تھے کہ او تمہارا حاجی بڑا بزرگ ہے حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ جب بغرض زیارت حرمین شریفین عرب کو گئے تو ایک دن جہاز میں حضرت کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر سمندر میں گر گیا ذرا سی دیر گزری تھی کہ ایک ہاتھ سمندر میں سے لوٹا تھامے ہوئے نکلا اور لوٹا حضرت حاجی صاحب کے ہاتھ میں پکڑا کر غائب ہو گیا ادھر لوہاری میں ان مجذوب صاحب نے حضرت کے خدام سے فرمایا کہ تمہارے حاجی کے ہاتھ میں سے لوٹا چھوٹ کر سمندر میں گر گیا تھا میں نے ان کو لوٹا پکڑا دیا۔ حضرت کے خدام نے سمجھا کہ بڑھانک رہے ہیں جب حضرت حاجی صاحب حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور لوہاری میں تشریف لائے تو کسی کو مجذوب کی یہ بات یاد

آگئی انہوں نے حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا سچ ہے بے شک یہ واقعہ جہاز میں پیش آیا مگر اس وقت وہ ہاتھ میری شناخت میں نہیں آیا کہ کس کا ہے"۔(1)

اس سے ثابت ہوا کہ مجذوب بھی اللہ کا ولی ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا خاص قرب عطا ہوتا ہے جبھی تو لوہاری میں بیٹھ کر سمندر میں لوٹا پکڑایا جارہا ہے اور پھر یہاں ان مجاذیب کی قوت علم و نظر کا اعتراف بھی کرنا پڑے گا کہ انہیں لوٹا گرنے کا پتہ کیسے چل گیا؟اور ساتھ ان کی طاقت تصرف ماننی پڑے گی کہ وہ مافوق الاسباب مدد بھی کر سکتے ہیں۔

اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی صاحب مجذوبوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"تکوینی کارخانہ مجذوبین سے متعلق کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان میں عقل نہیں ہوتی اس لئے تشریع کے مکلف نہیں ہوتے اور ان کی بعض خدمتیں شرع پر منطبق نہیں ہوتیں مثلاً اگر مسلمانوں اور کافروں میں مقابلہ ہو تو مسلمانوں کا غلبہ مقصود تشریعی ہے اور ایسا ہونا بعض اوقات خلاف مصلحت اور حکمت ہوتا ہے اس لیئے ایسی جماعت کے سپرد کیا گیا ہے جس کو اس سے کچھ بحث نہیں اور ایسا کام سالک کب کر سکتا ہے اور اس کو کیسے جائز ہوتا"۔(2)

لیجئے! تھانوی صاحب نے بات ہی ختم کر دی آپ فرماتے ہیں کہ "کارخانہ تکوینی" مجذوبوں کے سپرد ہوتا ہے۔ معلوم ہوا مجذوب کوئی معمولی لوگ نہیں۔ اسی طرح کی باتیں

---

(1) تذکرۃ الرشید ج2 ص256

(2) افاضات الیومیہ جلد اول ص110

افاضات الیومیہ، التکشف اور دیگر کتابوں میں کئی جگہ پر موجود ہیں کہ کارخانہ تکوین مجذوب کے سپرد ہوتا ہے۔

پھر مجذوب ولی کی شان کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔ مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں:

"یہ جو میری طبیعت کا رنگ ہے کہ بکھیڑوں سے گھبراتی ہے اس کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں۔ جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے ان سے کہا گیا کہ اس لڑکی یعنی میری والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو فرمایا کہ عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔ اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ جن کی نسبت سنا ہے کہ صاحب ذوق تھیں سمجھ گئیں اور کہنے لگیں کہ باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہو ماں کے نام پر رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو۔ خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی بڑی ذہین ہے، یہی مطلب ہے۔ نانی صاحبہ نے عرض کیا کہ پھر آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا کہ دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا اور دوسرے کا اکبر علی عرض کیا گیا کہ کیا پٹھان ہیں فرمایا ہاں ایک اشرف علی اور ایک اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ اور مولوی ہوگا اور ایک دیندار ہوگا۔ پھر (مجذوب) کے کہنے کے مطابق ہم دو بھائی پیدا ہوئے"۔ (1)

(1) افاضات الیومیہ جلد 7 ص 33، ایضاً 1/343

اسی واقعہ کو اشرف علی تھانوی صاحب کے سوانح نگار نے "اشرف السوانح" جلد اول ص 20 پر قدرے تفصیل سے لکھا ہے اور وہاں پر مذکورہ مجذوب کے متعلق تھانوی صاحب کا یہ قول بھی درج ہے کہ "یہ ایک مجذوب مگر پاکیزہ بزرگ تھے جن کی مدح شیوخ طریقت بلکہ خود حضرت مرشدی حاجی صاحب قدس اللہ سرہ نے بھی فرمائی ہے"۔

اب غور فرمائیں! مجذوب کس قدر صاحب علم یا صاحب تصرف ہوتا ہے کہ اس کے کہنے کے مطابق دو بچے پیدا ہو جاتے ہیں اور تھانوی صاحب کی پیدائش سے قبل ان کے حافظ اور مولوی ہونے کی خبر دے دی جاتی ہے اسے مجذوب کا علم غیب کہیں یا اس کا کوئی اور نام رکھیں یہ بات بہر حال ثابت ہو چکی ہے کہ مجذوب عام لوگ نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے ولی ہوتے ہیں، اور اللہ والوں کے علم کی وسعت پر تھانوی صاحب کی یہ تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں آپ لکھتے ہیں:

> فرمایا (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے۔ آں حضرت ﷺ کو حدیبیہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملات سے خبر نہ تھی اس بات کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔[1]

---

(1) امداد المشتاق ص 63 از اشرف علی تھانوی

اسی طرح مولانا تھانوی ایک مجذوب کا واقعہ لکھتے ہیں:

"مولوی قلندر صاحب کو ہر روز زیارت رسول اللہ ﷺ کی ہوتی تھی ایک دن کسی حمال کے لڑکے کو کہ وہ سید تھا طمانچہ مارا اس دن سے زیارت منقطع ہو گئی مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا انہوں نے ایک زن ولیہ مجذوبہ کا حوالہ فرمایا۔ جب وہ عورت مسجد نبوی میں آئی مولانا نے عرض کیا، سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا شف ہذا رسول اللہ (دیکھ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ) پس مولانا نے بیداری میں چشم ظاہر سے حضور ﷺ کی زیارت کی اس سے پہلے اس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہ ہوا تھا"۔ (1)

اس واقعہ میں بھی ایک مجذوب کی طاقت تصرف کو بیان کیا گیا ہے جس سے مجاذیب کی شان واضح ہو جاتی ہے اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ آلِ رسول، ساداتِ گرامی کو تکلیف دینا نبی پاک ﷺ کی ناراضگی اور قطع برکات کا سبب بنتا ہے۔

اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ایک مجذوب کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے:

"رام پور میں ایک اور مجذوب رہتے تھے جو اپنے آپ کو "رب العالمین" کہتے تھے انہوں نے حالت جذب میں خودکشی کر لی تھی چنانچہ علمائے دیوبند میں سے مولوی ارشاد حسین صاحب اور رام پور کے قاضی جو بدایوں کے رہنے والے تھے انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ مغلوب

(1) امداد المشتاق ص 82

اور غیر مکلف ہیں لہذا ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔ چنانچہ فتوٰی پر عمل ہوا اور ان کی نماز جنازہ شان و شوکت سے ادا کی گئی"۔ (1)

یہاں پر بھی مجذوب کے الفاظ "میں رب العالمین ہوں" بظاہر کفریہ ہیں لیکن اس کے باوجود علمائے دیوبند نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی اور اسے غیر مکلف بھی قرار دیا"۔

اسی طرح سید مناظر احسن گیلانی دیوبندی ایک مجذوب کا واقعہ لکھتے ہیں:

"خصوصاً غدر کی عام خوں ریزی سے مہینہ سوا مہینہ پہلے مولانا گنگوہی فرماتے تھے کہ میں حافظ عبد القادر مجذوب کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا کہ اچانک پیچھے مڑے اور مڑ کر مجھ سے پوچھنے لگے کہ کون ہے قدرت اللہ ہے مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ حضرت رشید احمد ہے اس کے بعد مولانا گنگوہی کا بیان ہے کہ حافظ صاحب الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور کہتے جاتے تھے کہ ہٹو ہٹو ہٹو پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے بولنے لگے کہ ـــــ یہ میرے گولی لگی، یہ میرے گولی لگی اور یہی کہتے ہوئے بھاگ گئے مولانا فرماتے تھے کہ اسی کے مہینہ سوا مہینہ بعد غدر کا ہنگامہ شروع ہوا اور حافظ عبد القادر مجذوب بے چارے کو گولی لگی اسی سے شہید ہو گئے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ گولی سینہ میں ہی لگی"۔ (2)

---

(1) ارواح ثلاثہ حکایت نمبر 442 صفحہ 387

(2) ° سوانح قاسمی جلد اول ص 255 • ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی ص 315

یونہی مجاذیب کی پر اسرار دنیا کی ایک کہانی ایک اور دیوبندی عالم روح اللہ نقشبندی کی زبانی سنیئے آپ لکھتے ہیں:

"ہندوستان کے کسی شہر میں ایک شخص زنانہ لباس پہن کر گھومتا لوگ اسے ہیجڑہ سمجھتے تھے۔ کہاں رہتا ہے؟ کیا نام ہے؟ کسی کو معلوم نہ تھا۔ پوچھو تو کہتا میں اللہ کے گھر والی ہوں، اس لئے اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ جب کبھی وہ بازار نکلتا، اوباش نوجوان اس پر آوازیں کستے، مذاق اڑاتے، دوپٹہ کھینچتے، فحش قسم کی حرکات کرتے، وہ صبر سے سہہ لیتا، زیادہ تنگ کرتے تو اتنا کہہ دیتا۔ اجی چھوڑو! اللہ کے گھر والی سے مذاق اچھا نہیں۔ ایک دفعہ صورت حال یہ ہوئی کہ گرمی شدید پڑی بارش نہیں ہو رہی تھی فصلیں تباہ ہو گئیں کنویں خشک ہو گئے، جانور تک بلبلا اٹھے لوگ دعائیں مانگتے، نماز استسقاء پڑھتے مگر سماں نہ بدلا۔ آخر شہر کے کچھ نیک نمازی علاقہ کے عالم دین اور متقی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔ حضرت کیا بنے گا، گرمی اور قحط کی آفت کیسے ٹلے گی۔ آپ بزرگ ہیں دعا فرمائیں۔ کچھ تدبیر بتائیں۔ ان لوگوں کی فریاد سن کر انہوں نے مہر خاموشی توڑی اور فرمایا۔ تمہیں یقین نہیں آئے گا مگر میں اصل بات بتا دیتا ہوں۔ جب تک اوباش نوجوان اللہ کے گھر والی کو ستانا نہیں چھوڑیں گے اور تم معززین اس سے معافی نہیں مانگو گے یہ مصیبت دور ہونے کی نہیں۔ چاہے سارا علاقہ بھسم ہو جائے اور تمام لوگ مر ہی کیوں

نہ جائیں۔ اللہ میاں ناراض ہیں، ان کی ناراضی اللہ کے گھر والی کو راضی کرکے ہی دور ہو سکتی ہے۔

ایک ثقہ اور عالم دین بزرگ کے منہ کی یہ بات سن کر وہ لوگ حیرت میں گم ہو گئے۔ ان کا ارشاد سن کر وہ لوگ اللہ کے گھر والی کی تلاش میں لگ گئے۔ بات مشہور ہو گئی ایک ہجوم ساتھ ہو لیا کسی کے گھر گھاٹ کا پتہ نہ تھا۔ ایک شخص نے بتایا کہ میں نے اسے کئی دفعہ علی الصبح فلاں بوڑھی مغنیہ کے گھر سے نکلتے دیکھا ہے۔ ہجوم اس مغنیہ کے پاس پہنچا۔ اس سے پوچھا تو اس نے کہا حقیقت یہ ہے کہ میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ ہر روز منہ اندھیری وہ میرے ہاں آتی ہے جھاڑو دیتی ہے گھڑوں میں پانی بھر دیتی ہے نہ تو کبھی اس نے مجھ سے کوئی پیسہ لیا نہ کبھی کچھ کھایا پیا۔ بس اتنا کام کرکے غائب ہو جاتی ہے۔

وہ معززین اور ان کے ہمراہ ہجوم مزید حیرت میں گم ہو گیا۔ کسی نے کہا میں نے اسے فلاں راستے سے شہر کے باہر جاتے کئی بار دیکھا ہے وہ ہجوم اسی راستے سے شہر کے باہر نکلے۔ دور ایک میدان میں اس کی جھلک نظر آئی۔ وہ تنہا بیٹھی تھی۔ ہجوم بھاگا اور اسے جالیا۔ چند معززین آگے ہوئے تو اس نے کہا آج بڑے بڑے لوگ ایک ہجوم لے کر یہاں مجھے ستانے پہنچے گئے۔ معززین نے کہا نہیں نہیں اللہ کے گھر والی! یہ بات نہیں ہم تو تمہیں تلاش کرتے کرتے یہاں پہنچے تم سے معافی مانگیں۔ آئندہ کوئی نوجوان تمہیں نہ چھیڑے گا نہ مذاق کرے گا تو اللہ کے گھر والی ہے اللہ

کی مخلوق پر رحم کر، سب کو معاف کر دے کہنے لگے ہائے ہائے! آپ بھی میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ میں راند می باند می معاف کرنے والی کون؟ بزرگو آپ کیا کہہ رہے ہیں آخر انہیں بات کہنی پڑی کہ فلاں بزرگ کو جانتی ہو اس نے ہمیں سب کچھ بتادیا ہے اور اسی کے ارشاد کے مطابق معافی مانگنے آئے ہیں۔ یہ سن کر اس نے ایک دل سوز آہ بھری اور کہا، ہائے ظالم نے میرا راز فاش کر دیا۔ پھر چیخ چیخ کر روئی۔ اے اللہ انہیں معاف کر دے اور بارش برسا نہیں تو اپنا دوپٹہ اتار دوں گی، مانگ اجاڑ دوں گی، چوڑیاں توڑ دوں گی اور کہہ دوں گی میرے سائیں نے مجھے چھوڑ دیا یہ کہہ کر لرز گئی آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی پتہ نہیں۔ اتنے میں بادل کہاں سے امنڈ امنڈ کر آگئے اور گرجنے لگ گئے۔ اللہ کے گھر والی جلدی سے اٹھی بھاگی اور زمین میں دھنس گئی۔ چند قدم پر پھر باہر نکلی پھر دھنس گئی، جب ساتویں بار دھنسی تو پھر نہ نکل سکی۔ وہیں اس کی قبر بنادی گئی پھر وہاں آبادی ہو گئی اور اس آبادی کا نام "ست گھرہ" رکھ دیا گیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک مجلس میں "ست گھرہ" نام رکھنے کی وجہ تسمیہ یہ بتائی"۔[1]

اسی طرح مجاذیب کے بے شمار واقعات ہیں جو مخالفین حضرات کی معتبر کتب میں موجود ہیں۔ تفصیل کے لئے دیوبندی عالم محمد روح اللہ نقشبندی کی کتاب "مجاذیب کی پُراسرار دنیا" کو دیکھا جاسکتا ہے۔

(1) مجاذیب کی پراسرار دنیا ص 92

اسی طرح کے لوگوں کے لئے حدیث شریف میں وارد ہوا:

"رُبّ اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ"۔[1]

"کتنے بکھرے بالوں والے چیتھڑا پوش لوگ ایسے ہیں کہ دروازوں سے دھکے دے کر انہیں دور کر دیا جاتا ہے وہ کسی بات کے پورا ہونے پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی ضرور لاج رکھتا ہے"۔[2]

ہمارے چاک گریباں سے کھیلنے والو
ہمیں بہار کا سورج سلام کہتا ہے

اس تفصیل کے بعد جب ثابت ہوا کہ مجذوب بھی اولیاء کی ایک قسم ہے تو اب مجاذیب کی حالت سکر وجذب ومستی کے عالم میں صادر ہونے والے شطحیات پر فتویٰ بازی اور انہیں کافر ومشرک کہنا کیا عداوت ولی نہیں ہے؟

اہل اللہ کی عداوت سے بچو:

جب یہ ثابت ہوا کہ غلبہ حال والے صوفیاء ومجاذیب اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں تو ان سے عداوت رکھنا، ان پر زبان طعن دراز کرنا، ان پر فتویٰ بازی کرنا یقیناً اپنی عاقبت خراب کرنا ہے کیونکہ عدوات ولی اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی بابت ارشاد ہوتا ہے:

"ان اللہ قال من عادیٰ لی ولیا فقد أذنتہ بالحرب"۔[3]

---

(1) مسلم شریف جلد 2 صفحہ 329

(2) ملخص از نووی

(3) بخاری جلد 2 صفحہ 963

جس نے دشمنی کی مجھ سے میرے ولی کے حوالے سے تحقیق میرا اس کے

خلاف اعلان جنگ ہے۔

حضرت شیخ الاسلام سراج الدین مخزومی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شام میں شیخ الاسلام تھے۔ آپ اولیاء کی دشمنی سے ڈراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان لحوم الاولیاء مسمومة وہلاک ادیان مبغضہم معلومة ومن ابغضہم تنصرومات علی ذالک"۔ (1)

بے شک اولیاء اللہ کے گوشت زہر آلود ہیں (تو ان کے بغض سے بچو) ان سے بغض رکھنے والوں کی بربادی یقینی ہے اور جس نے ان سے بغض کیا وہ نصرانی ہوا اور اسی حال پر مرا۔

اسی طرح حضرت ابو عبد اللہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"من غص من ولی اللہ عزوجل ضرب فی قلبہ بسہم مسموم، ولم یمیت حتی تفسد عقیدتہ ویخاف علیہ من سوء الخاتمہ"۔ (2)

یعنی جس نے بھی اللہ کے ولی کی توہین کی اس کے دل میں زہر آلود تیر پیوست کر دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتا حتی کہ اس کا عقیدہ فساد کی نذر ہو جاتا ہے اور اس پر برے خاتمے کا خوف ہوتا ہے۔

(1) الیواقیت ص 11
(2) الیواقیت والجواہر ص 11

یونہی حضرت ابوتراب النخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اذا الف القلب الاعراض عن الله صحبته الوقيقة فی اولياء"۔[1]

یعنی جب دل اللہ تعالیٰ سے بے رخی کا خوگر ہو جائے تو اسے اولیاء اللہ کی شان میں بدگوئی لاحق ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ صاحب ایسے ہی اولیاء کے بے ادب لوگوں کے بارے میں کچھ یوں لکھتے ہیں:

"طائفة ذمت الصوفية والتصوف (مطلقا) وقالوا انهم مبتدعون خارجون عن السنة"۔

یعنی ایک گروہ نے مطلق صوفیاء کی برائی بیان کی ہے اور انہیں بدعتیوں کا ٹولہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ لوگ اہل سنت سے خارج ہیں۔

"والصواب انهم مجتهدون فی طاعة الله كما اجتهد غيرهم من اهل طاعة الله، ففيهم السابق المقرب بحسب اجتهاده وفيهم المقتصد الذی هو من اهل اليمين"۔[2]

حالانکہ صحیح اور درست بات تو یہ ہے کہ صوفیاء کرام اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرنے والے دوسرے لوگوں کی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرنے والے ہیں اور ان ہی میں سے "سابق" ہیں جو اپنی اس کوشش کے مطابق اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں اور ان ہی میں سے "مقتصد" اور مقتصد اہل یمین میں سے ہوتا ہے۔

---

(1) الیواقیت ص 11

(2) فتاوی ابن تیمیہ جلد 6 ص 14

اہل یمین کا ایک معنی ہے اللہ کے عرش کے دائیں طرف جلوہ گر ہونے والے جنہیں قرآن نے اہل یمین قرار دیا اور یمین کا ایک معنی ہے قسم اب اہل یمین سے مراد ہوگی وہ لوگ کہ جو اللہ کے نام پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

شیخ مجدد کے شطحیات:

طبقہ اولیاء وصوفیاء میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسا نام ہے کہ جسے سُن کر تمام مسالک کا سر ادب سے جھک جاتا ہے، اس لئے کہ یہ وہ شخصیت ہے جس نے صحیح معنوں میں تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اہل سنت وجماعت ہوں یا دیوبندی وہابی حضرات تمام لوگ یکساں ان کی عظمتوں کے معترف ہیں۔ اور بالخصوص مؤخر الذکر حضرات، چونکہ ان کے اکابرین کے جارحانہ انداز تحریر اور باغیانہ اندازِ فکر سے عامۃ المسلمین انہیں اولیاء وصوفیاء کا دشمن ہی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا خود کو "غلامان اولیاء" کی صفوں میں شامل کرنے کے لئے یہ حضرات اولیائے کرام کے طبقے میں سے سب سے زیادہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا سہارا لیتے ہیں اور اپنے "شجرے" ان سے جوڑتے دکھائی دیتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین کو ایک "خاص" تاثر دینے میں کامیاب ہو سکیں کہ دیکھیں ہم لوگ بھی اولیاء کرام کے چاہنے والے ہیں، جبکہ دوسری طرف یہی حضرات صاحب سکر وحال ہستیوں کو جی بھر کر گالیاں دیتے نظر آتے ہیں ہمارا موقف گذشتہ صفحات میں بڑا واضح اور دوٹوک ہے تاہم میں اپنی تحریر کے اختتام پر ان حضرات کو دعوت فکر دینے کے لئے حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات پیش کرنا چاہتا ہوں اور اردو کے ساتھ فارسی عبارت بھی ذیل میں دی جارہی ہے

تاکہ کہیں ترجمے میں "ڈنڈی" کا الزام نہ لگایا جاسکے۔ میں ان حضرات کی طرف سے حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا مطلب سمجھنا چاہوں گا کہ مہربانی فرما کر مجدد صاحب کی عبارات کا مطلب سمجھادیں حالانکہ "ظاہراً" کلام کا مفہوم کچھ اور ہے۔ میں انتظار کروں گا کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کی تاویل کی جائے گی یا پھر حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ، بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مقدس ہستیوں کی طرح انہیں بھی اپنے پسندیدہ "فتاویٰ" سے نوازا جائے گا۔ دوسری طرف یہ خیال لازم رہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق مجدد الف ثانی ہیں۔ اور مجدد کی شان کے لائق ہی تاویل کی جانی چاہیئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ہمیشہ کیفیت صحو میں رہتے تھے تاہم آپ کی تحریروں کے بغور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی کبھی آپ "حالت سکر" سے بھی گزرے ہیں۔

مولانا محمد صالح صاحب کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

"من ہم مرید اللہ ام وہم مراد اللہ عزشانہ سلسلہ ارادت من بی توسط بہ اللہ متصل است۔ وید من، نائب مناب ید اللہ است۔ ارادت من بہ محمد رسول اللہ ﷺ بہ وسائط کثیرہ است در طریقہ نقشبندیہ، بیست ویک واسطہ درمیان است ودرطریقہ قادریہ بیست وپنج ودرطریقہ چشتیہ بیست وہفت وارادت من بہ اللہ تعالیٰ قبول وساطت نمی نماید چنانچہ گذشت پس من ہم مرید محمد رسول اللہ ام وہم ہم پیرۂ پسرو او۔ برخوان این دولت ہر چند طفیلی ام، اما ناخواندہ نیامدہ ام وہر چند تابع ام، اما از اصالت بی بہرہ نیم وہرچند امتم اما شریک دولتم، نہ شرکتی کہ ازآں دعویٰ ہمسری خیزد کہ آں کفر است بلکہ شرکت خادم است بامخدوم تانطلبیدہ اند بر سفرہ

این دولت حاضر نشده ام تانخواسته اند، دست به این دول دراز نکرده ام"۔[1]

میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی میں اللہ تعالیٰ کا براہ راست مرید ہوں بغیر کسی واسطہ کے۔ اور میرا ہاتھ خدا کے ہاتھ کا قائم مقام ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ سے میری ارادت بہت سارے واسطوں سے ہے۔ میرے طریقہ نقشبندیہ میں اکیس اور قادریہ میں پچیس اور چشتیہ میں ستائیس واسطے درمیان میں ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا براہ راست مرید ہوں کہ درمیان میں کوئی واسطہ نہیں ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ پس میں محمد رسول اللہ ﷺ کا مرید بھی ہوں اور ان کا پس رو پیر بھائی بھی۔ پس اس نعمت کے دستر خوان پر ہر چند کہ میں طفیلی ہوں لیکن بن بلائے تو نہیں آیا ہوں اور اگرچہ میں تابع ہوں لیکن اصالت سے محروم نہیں ہوں اگرچہ میں امتی ہوں لیکن میں اس اعزاز و دولت میں ان کا شریک بھی ہوں ہاں وہ شرکت نہیں جس سے ہمسری اور برابری کا دعویٰ پیدا ہوتا ہو کیونکہ یہ تو کفر ہے بلکہ یہ وہ شرکت ہے جو خادم کو اپنے مخدوم کے ساتھ ہوا کرتی ہے جب تک بلایا نہ گیا میں اس وقت تک اس دستر خوان نعمت پر حاضر نہ ہوا اور جب تک انہوں نے نہ چاہا اس دولت کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔

اسی طرح مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھتے ہیں:

---

(1) مکتوبات امام ربانی جلد 3 مکتوب نمبر 87

"معروض آنکه در اثناء ملاحظه آں مقام مرة ثانیه مقامات دیگر بعضها فوق بعض ظاہر شدند۔ بعد از توجه به نیاز وشکستگی، چوں به مقام فوق آں مقام سابق رسیده شده، معلوم شد که ایں مقام حضرت ذی النورین است وخلفاء دیگر راہم در آں مقام، عبوری واقع شده است وایں مقام ہم، مقام تکمیل وارشاد است وہم چنیں دو مقام فوق ہم که اکنون مذکور می شوند وبالائی آں مقام، مقام دیگر در نظر آمد چوں به آں مقام رسیده شد معلوم گشت که آں مقام حضرت فاروق است وخلفاء دیگر راہم در آنجا عبوری واقع شده است وفوق آں مقام حضرت صدیق اکبر ظاہر شد۔ به آں مقام نیز رسیده شد واز مشائخ خود حضرت خواجه نقشبند را در ہر مقامی باخود ہمراه می یافت وخلفائی دیگر راہم در آں مقام، عبوری واقع شده است، تفاوت نیست الا در عبور ومقام ومرور وثبات۔

وبالائی آں مقام ہیچ مقامی مفہوم نمی شود الا مقام حضرت رسالت خاتمیت ومحاذ مقام حضرت صدیق مقامی دیگر نورانی بس شگرف۔ که ہر گز مثل آں در نظر نیامده بود، ظاہر شد واند کی از آں مقام ارتفاع داشت ۔ چنانکه صفه را از روی زمین بلند می سازند۔ ومعلوم شد که آں مقام، مقام محبوبیت است وآں مقام رنگین ومنقش بود۔ خود را ہم به انعکاس آں مقام رنگین ومنقش یافت بعد از آں به ہماں کیفیت خود را لطیف

یافت ودر رنگ ہوا یا قطعہ ابر، در آفاق منتشر دید و بعضے اطراف را در گرفت"۔ (۱)

عرض یہ ہے کہ دوسری دفعہ اس مقام کے ملاحظہ کے وقت اور بہت سے مقام ایک دوسرے کے اوپر ظاہر ہوئے عجز و نیاز سے توجہ کرنے کے بعد جب میں اس سے پہلے والے مقام سے اوپر والے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء رضی اللہ عنہم اس مقام کو عبور کر چکے ہیں اور یہ مقام تکمیل وارشاد کا مقام ہے اور ایسے ہی اس مقام سے اوپر کے دو مقام بھی کہ جن کا ذکر ہوا ہے تکمیل وارشاد کے مقامات ہیں۔ اب اس مقام سے اوپر مجھے ایک اور مقام نظر آیا جب میں اس مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت فاروق اعظم کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء بھی اس کو عبور کر چکے ہیں اور اس مقام سے اوپر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ظاہر ہوا بندہ اس مقام پر بھی پہنچا اور اپنے مشائخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند کو ہر مقام میں اپنے ساتھ ہمراہ پاتا رہا اور دوسرے خلفاء کا بھی اس مقام سے عبور واقع ہوا ہے۔ سوائے عبور اور مقام اور مرور اور ثبات کے کچھ فرق نہیں ہے اور اس مقام کے اوپر سوائے حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے اور کوئی مقام بھی معلوم نہیں ہوتا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کے بالکل مقابل ایک اور عمدہ نورانی مقام ہے کہ اس جیسا مقام کبھی بھی نظر نہ آیا وہ بھی ظاہر ہوا اور وہ مقام اس مقام سے تھوڑا سا بلند تھا کہ جس طرح کہ چبوترہ کو سطح زمین سے ذرا سا بلند بناتے ہیں اور معلوم ہوا کہ یہ مقام محبوبیت ہے اور وہ

(۱) مکتوبات جلد اول مکتوب نمبر 11

مقام بڑا ہی رنگین اور نقشی تھا میں نے اپنے آپ کو بھی اس مقام کے عکس سے رنگین محسوس کیا اور پھر میں نے اپنے آپ کو لطیف پایا اور ہوا یا بادل کے ٹکڑے کی طرح میں اطراف میں پھیل گیا اور بعض اطراف کو گھیر لیا۔

اسی طرح حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ صوفی کے نام ایک مکتوب لکھا ہے اس پر ایک نظر ہو:

"مخدوماً مکرماً معتقد فقیر از خوردی بار مشرب اهل توحید بود۔ والد فقیر۔ قدس سرہ۔ به ظاہر همین مشرب بوده اند وبر سبیل دوام به همین طریق اشتغال داشته اند۔ باوجود حصول نگرانی تمام درباطن که به جانب مرتبه بی کیفی داشته اند وبه حکم ابن الفقیه نصف الفقیه فقیررا از این مشرب از روی علم، حظ وافر بود ولذت عظیم داشت۔ تاآ که حق۔ سبحانه وتعالی به محض کرم خویش به خدمت ارشاد پناهی حقایق ومعارف آگاهی، مؤید الدین الرضی شیخنا ومولانا وقبلتنا محمد الباقی۔ قدسنا الله تعالیٰ بسرہ۔ رسانید وایشان به فقیر طریقة علیه نقشبندیه تعلیم فرمودند وتوجه بلیغ به حال این مسکین مرعی داشتند۔ بعد از ممارست این طریقه علیه، دراندک مدت توحید وجودی منکشف گشت وغلوی در این کشف پیداشد۔ علوم ومعارف این مقام فراوان ظاہر گشتند وکم دقیقه از دقائق این مرتبه مانده باشد که آن را منکشف نه گردانیدند۔ دقائق معارف (شیخ محی الدین ابن العربی) را کما ینبغی، لائح ساختند وتجلی ذاتی که صاحب فصوص

آن را بیان فرموده است ونہایت عروج جز آن رانمی داند ودر شأن آن تجلی می گوید وما بعد ہذا انا العدم المحض به آن تجلی ذاتی مشرف گشت وعلوم ومعارف آن تجلی راکه شیخ مخصوص به خاتم الولایة می داند، نیز به تفصیل معلوم شدند۔ وسکر وقت وغلبه حال در این توحید به حدی رسید که در بعضی عریضه ها که به حضرت خواجه نوشته بود، این دوبیت راکه سراسر سکرست، نوشته بود۔

ای دریغا کین شریعت ملت اعمائی است
ملت ماکافی وملت ترسائی است
کفروایمان، زلف وروی آں پری زیبائی است
کفر وایمان ہر دواندر راه ما یکتائی است

واین حال تامدت مدید کشید واز شهود، به سنین انجامید۔ ناگاه عنایت بی غایت حضرت اللہ۔ جل سلطانہ۔ از دریچه غیب در عرصه ظهور آمد وپرده روپوش بن چونی وبی چگونی رابراند اخت۔ علوم سابق که منبی از اتحاد ووحدت بوده اند، روبه زوال آوردند واحاطه وسریان وگشت که صانع راجل شانه باعالم، از این نسبت ہای مذکوره ہیچ ثابت نیست"۔ (1)

مخدوم ومکرم کم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید وجودی والوں کے مشرب جیسا تھا۔ فقیر کے والد قدس سرہ بھی بظاہر اس مشرب پر تھے اور باطن کی پوری نگرانی کے باوجود جو بے کیفی کے مرتبہ پر رکھتے

(1) مکتوبات دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر 31

تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہے اور فقیر کا بیٹا بھی نصف فقیہ کے مطابق فقیر بھی اس مشرب سے از روئے علم حظ وافر اور لذت عظیم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ارشاد پناہ وحقائق ومعارف آگاہ دین کے مؤید ہمارے شیخ ومولا اور قبلہ محمد الباقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنچادیا۔ آپ نے فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس فقیر کے حال کی طرف توجہ بلیغ فرمائی۔ اس طریقہ عالیہ میں محنت کرنے کے بعد تھوڑی مدت میں توحید وجودی منکشف ہوگئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہوگیا اور اس مقام کے علوم ومعارف کثرت سے ظاہر فرمائے گئے اور اس مرتبے کی باریکیوں میں سے کوئی کم ہی باریکی ہوگی جو منکشف نہ کی گئی ہو شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کے دقائق پورے طور پر ظاہر کئے گئے اور تجلی ذاتی جسے صاحب فصوص نے بیان فرمایا ہے اور نہایت عروج اسی کو قرار دیا ہے اور اس تجلی کی شان میں فرماتے ہیں: "وما بعد ہذا عدم المحض" مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا گیا اور اس تجلی ذاتی کے علوم ومعارف جنہیں ابن عربی نے خاتم الولایہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے وہ تفصیل سے معلوم ہوگئے اور سکر وقت اور غلبہ حال اس توحید وجودی (وحدت الوجود) میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض خطوط میں جو حضرت

خواجہ کی خدمت میں لکھے گئے یہ دو بیت بھی جو سراسر سکر ہیں۔ لکھ

ڈالے:

افسوس یہ شریعت نابینوں کی شریعت ہے، ہماری ملت تو کفر وعیسائیت کی

ملت ہے، کفر کیا ہے اس زیبا شکل پری کی زلفیں ہیں اور ایمان اس کا چہرہ

ہے کفر وایماں ہماری راہ میں برابر ہیں۔

یہ حال مدت دراز تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک پہنچ گیا۔ اچانک

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت بے نہایت غیب کی کھڑکی سے ظاہر

ہوئی اور بے چوں و بے چگون کی روپوشی کے پردہ کو اٹھادیا پہلے علوم جو

اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے زائل ہونا شروع ہو گئے اور احاطہ اور

ذات حق کا قلب میں سماجانا اور قرب ومعیت ذاتی یہ سب کچھ جو اس مقام

میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے اور پورے یقیں سے معلوم ہو گیا

کہ صانع عالم جل شانہ' کے لئے عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے

کوئی نسبت بھی ثابت نہیں۔

چند شطحیات اور ان کے محامل

گذشتہ صفحات میں صوفیائے کرام کی کچھ شطحیات کے مختلف محامل مختلف لوگوں کی طرف سے آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب چند اولیاء کرام کی شطحیات کہ بظاہر جن کی تاویل مشکل ہے لیکن اکابرین امت نے ان کے کلام کے محامل پیش کیے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی شطح کا صحیح محمل:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک شطح منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا: "سبحانی ما اعظم شانی" اس کا صحیح محمل یہ ہے کہ آپ کا یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور حکایت تھا۔ بدلیل حدیث قدسی "کنت سمعه الذی ـــــ الحدیث" کے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص قرآن کی سورۃ انبیاء کی آیت نمبر 25 کی تلاوت کر رہا ہو۔ "لا اله الا انا فاعبدون" میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا میری عبادت کرو۔ اب اس کے دو معانی ہیں:

1۔ کہ یہ شخص الوہیت کا دعویٰ کر کے اپنی عبادت کا حکم دے رہا ہے اور یہ معنی اس شخص کی تعبیر ہو گی جو کہ قرآن سے ناواقف ہو اور عربی عبارت کے ظاہری معنی کو جانتا ہو۔ وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ شخص اپنی عبادت کا حکم دے رہا ہے۔

2۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ شخص اللہ کی صفات بیان کر رہا ہے جو اس نے خود اپنے متعلق بیان کی ہیں۔ اور یہ تعبیر وہ شخص کرے گا جس کو معلوم ہے کہ یہ قرآن کی آیت ہے۔

اب اسی طرح جو لوگ اہل باطن کے مقام وشان اور ان کی عظمت کے واقف اور ان کے احوال کے عارف ہیں ان کا ذہن "سبحانی ما اعظم شانی" جیسے کلام کو سن کر ہرگز معنی اول کے قبیل کی طرف نہیں جاتا اور جو لوگ محض ظاہر بین اور احوال حقیقت کے ناشناس ہیں اور صوفیاء کی روحانی منازل وواردات کی پیچیدگیوں سے جاہل ہیں ان کا ذہن مذکورہ کلمات کو سن کر معنی ثانی کی طرف راہ نہیں پاتا اور معنی اول کے قبیل سے سمجھ کر وہ اس طرح کے کلام پر صوفیاء کو طعن وطنز کا نشانہ بناتے ہیں۔

اسی طرح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شطح یہ بھی ہے کہ آپ مسلمانوں کے قبرستان سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور کافروں کے قبرستان سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ معذور ہیں۔ اس پر بھی آپ کی نکیر کی گئی ابونصر سراج طوسی رحمۃ اللہ علیہ (م378) اس کا صحیح محمل یوں بیان فرماتے ہیں:

کہ دراصل اس کا معنی یہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نے دیکھا کہ عام مسلمانوں کا بھی دستور ہے کہ ان کی نگاہ اپنے اعمال پر ہوتی ہے اور اسی بات کی امید لگائے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نجات کا ساماں اپنی کوشش وکاوش سے کریں گے تو حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ شاید ہی کوئی شخص ہو کہ جو اس طرح کے خیال سے بچا ہو تو آپ نے ان مسلمانوں کے قبرستان سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دھوکہ کھائے ہوئے ہیں کیونکہ تمام مخلوق کے اعمال وافعال کو اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں رکھا جائے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کی ہیں جیسے انہیں ایمان کی دولت سے نوازا تو اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں ان کے اعمال وافعال کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی تو اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ بغیر رحمت الٰہی کے فقط اپنی کاوش وکوشش اعمال کے ذریعے سے وہ بخشا جائے گا تو وہ دھوکہ کھائے ہوئے ہے۔ اس لئے آپ نے قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے فرمایا یہ دھوکہ کھائے ہوئے ہیں اور یہودیوں کے قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے آپ نے "معذور ہیں" فرمایا۔ اس سے آپ کی مراد "گویا" معذور ہیں۔ اس لئے کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے جب اللہ تعالیٰ کے

حکم ازلی کی جانب نظر ڈالی جس میں ان کے لئے ازلی بدبختی لکھی ہوئی تھی اور یہودیت کا فیصلہ تھا حالانکہ ابھی تک ازل میں ان کی طرف سے کوئی فعل سرزد نہ ہوا تھا کہ اللہ نے ان کی قسمت میں اپنی ناراضگی لکھ دی تھی لہذا جب مبغوض لکھ دیئے گئے تو ان سے اعمال بھی مبغوضوں والے سرزد ہوئے تو اس لئے فرمایا کہ گویا یہ معذور ہیں حالانکہ وہ لوگ اپنے "عزیر بن اللہ" کہنے میں ہرگز معذور نہ تھے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا زہد، ورع، تقویٰ اور آپ کا صاحب کرامات بزرگ ہونا مشہور ہے حضرت امام جامی لکھتے ہیں کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو سوائے عید کے ایام کے کبھی کسی نے بغیر روزے کے نہیں دیکھا۔

اور حضرت ابونصر سراج طوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ علم، زہد، عبادت اور معرفت میں بے مثال شخصیت تھے۔ (1)

شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی شطحیات کے محامل:

اسی طرح حضرت شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب حال اور صاحب کرامات بزرگ گزرے ہیں آپ کی شطحیات بھی منکرین اولیاء زیر بحث لاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ جیسے اور کئی کبار کی طرف منسوب بہت ساری شطحیات ان بزرگوں کے معاندین، معاصرین کا دجل ہیں اور اس طرح کی باتوں سے ان بزرگوں کا دامن پاک ہے اور اگر بالفرض ان حضرات سے اس طرح کی باتیں سرزد ہوئی ہیں تو ان کا صحیح محمل تلاش کرنا ضروری ہے۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک شطحیہ یہ ہے کہ آپ نے ایک دن ایک قاری کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا "اخسئوا فیہا ولا تکلمون" مجھ سے بات مت کرو دور ہو جاؤ

---

(1) اللمع 392

اور جہنم میں چلے جاؤ۔ یہ سن کر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بولے! کاش میں ان لوگوں میں سے ہوتا بظاہر یہ بات غیر شرعی ہے کہ جہنم میں جانے اور کفار کے زمرے میں ہونے کا ارمان کیا جائے لیکن چونکہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے عاشق تھے اور ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جہنمیوں کو جواب دے کر ان سے بات تو کی ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آرزو کی کہ کاش میں ان لوگوں میں سے ہوتا جنہیں اللہ کی طرف سے جواب تو دیا گیا خواہ وہ آگ ہی میں کیوں نہ ہو۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی اس آرزو سے آپ کی محبت کی گہرائی اور درد وہ آدمی ہی سمجھ سکتا ہے جو اس راہ کا مسافر ہو، کورے اور خشک لوگ اس درد کی لذت اور گہرائی سے کب واقف ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک اور شطح یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ میں جہنم پر تھوک دوں تو اسے بجھا دوں۔ لوگوں نے آپ کی اس بات کو بہت سخت سمجھا حالانکہ حدیث شریف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن پل صراط سے گزرتے وقت دوزخ اہل ایمان سے کہے گا: "جزیامن ان نورک قد اطفا لھبی" اے مومن جلدی گزر کہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے۔ تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ دعویٰ میں اپنے ایمان کی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مومن کے گزرنے سے آگ کے شعلے بجھ سکتے ہیں تو اس کی تھوک سے کیوں نہیں۔

اسی طرح حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور شطح عام طور پر مشہور ہے کہ آپ نے اپنے مرید سے فرمایا کہ تو کہہ کہ "لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" تو مرید نے کہہ دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس شطح کے حوالے سے جواب یہ ہے کہ (1) ہم مانتے ہیں ہی نہیں کہ اس طرح کی کوئی بات شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہوئی ہے اس لئے کہ کثیر علماء نے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے شطحیات کو موضوع سخن بنایا ہے جس طرح علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابونصر السراج

طوسی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لیکن متقدمین میں سے کسی نے بھی ان کی اس شطح کا ذکر نہیں کیا بہت بعد کی بعض انتہائی غیر معتبر کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ لہذا ہم مانتے ہی نہیں کہ یہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے بر سبیل تسلیم ہم کہتے ہیں کہ یہ شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی شطح ہے اور گذشتہ صفحات میں یہ تفصیل گذر چکی ہے کہ صاحب حال صوفی کو شطح کی بناء پر مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی اس کی ولایت اور قرب خاص میں شطحیات کی وجہ سے کوئی فرق پڑتا ہے شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں: "قال جعفر الخلدی احسن احوال الشبلی ان یقال فیه مجنون یرید انه کثیر الشطح والمجنون رفع عنه القلم"۔ (1)

یعنی حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں سب سے احسن بات یہ ہے کہ کہا جائے وہ مجنون تھے اور یہاں مجنون سے مراد ہے کہ آپ سے بہت سی شطحیات صادر ہوتی تھیں اور مجنون کا حکم یہ ہے کہ اس سے شریعت کا حکم اٹھ چکا ہے۔

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے کامل ولی تھے، علامہ ابن قیم نے "جلاء الافہام" میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے آپ لکھتے ہیں:

حافظ ابو موسیٰ المدینی نے یہ واقعہ عبد الغنی بن سعید کے طریق سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے اسماعیل بن احمد اسماعیل الحاسب سے سنا وہ فرماتے ہیں مجھے ابو بکر محمد بن عمر نے خبر دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابو بکر بن مجاہ رحمۃ اللہ علیہ د کے پاس تھا کہ اچانک ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ آگئے انہیں دیکھ کر ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعظیم میں کھڑے ہو گئے اور پھر ان سے معانقہ فرمایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا جس پر میں نے ان سے عرض کی حضرت آپ نے اس شبلی کے ساتھ یہ سلوک کیا جبکہ آپ اور سارے بغداد

(1) تاریخ اسلام لذہبی 25/118

والے کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا میں نے شیخ شبلی کے ساتھ وہ کام کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کیا اور وہ واقعہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو ادھر شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو ان کے آنے پر رسول اللہ ﷺ آپ کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس پر میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اپ نے یہ سلوک شبلی سے فرمایا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ شبلی اپنی ہر نماز کے بعد "لقد جاء کم رسول من انفسکم (آخر تک)" پڑھتا ہے اور پھر مجھ پر تین مرتبہ درود پڑھتے ہوئے کہتا ہے "صلی اللہ علیک یا محمد" آپ فرماتے ہیں کہ پھر جب شبلی میرے پاس آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے وہی بتلایا جو سرکار نے خواب میں بتلایا تھا۔[1]

ایک طرف علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے کے مطابق لوگ آپ کو مجنون یعنی "مرفوع القلم" کہتے تھے اور دوسری طرف ان کی بارگاہ مصطفےٰ ﷺ میں قبولیت کی گواہی علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن قیم نے دے دی، تو جو شخص خود مجنون ہو اگر اس سے اس طرح کا کلام صادر ہو بھی جائے تو قابل گرفت نہیں اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ مجنون سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔

آپ کی اس شطح کی بابت حضرت شیخ عبدالکریم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "انسان کامل" میں صحیح محمل بیان فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ پر رسول اللہ ﷺ نے تجلی فرمائی جس کے باعث آپ "فناء فی الرسول" ہو گئے تو اس حالت میں رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی زبان اقدس سے ایک مرید کے لیئے کہلوایا۔

(1) جلاء الافہام ص 240 از علامہ ابن قیم الجوزی متوفی 751ھ

میں رسول اللہ ہوں تو آپ کا مرید بھی صاحب نظر تھا اس نے آپ کی ذات میں جس وقت سرکار ﷺ کی جلوہ گری کو دیکھا تو تصدیق کی کہا ہاں آپ اللہ کے رسول ہیں اس صورت میں زبان شبلی سے رسول اللہ ﷺ بول رہے تھے۔ مگر روایت بالمعنی میں اس کو (شبلی رسول اللہ) بنا دیا گیا۔

شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی شطح کا محمل:

اسی طرح حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک صوفی بزرگ گزرے ہیں آپ کی شطحیات بھی مشہور ہیں: ایک دن آپ نے مؤذن کو آذان دیتے ہوئے سنا تو کہا یہ تو نیزے کا زخم اور موت کا زہر ہے۔ مگر جب کتے کو بھونکتے ہوئے سنا تو فرمایا "لبیک" جب بعد میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا جب میں نے موذن کو خدا سے غافل ہو کر آذان دیتے ہوئے سنا تو مجھے غیرت آئی کہ باوجود اس کے کہ اس کی اجرت لیتا ہے پھر بھی خدا سے غافل ہو کر آذان دیتا ہے اگر اسے دنیا کی یہ معمولی تنخواہ نہ ملتی تو یہ کبھی نام نہ لیتا۔

اس لئے کہا کہ یہ نیزے کا زخم اور موت کا زہر ہے دوسری طرف اللہ نے فرمایا کہ "وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لاتفقہون تسبیحھم" دنیا کی ہر چیز اللہ کی حمد وثناء بیان کرتی ہے مگر تم اسے سمجھ نہیں سکتے۔ چنانچہ کتا اور اس طرح ہر چیز بغیر ریا اور دکھلاوے کے اور بغیر معاوضے کے اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ اس لئے میں نے لبیک کہا۔

اسی طرح ایک دن انہوں نے فرمایا آج رات میں اللہ کے ساتھ تھا کچھ لوگوں نے ان کے اس جملے پر نکیر کی لیکن جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" قرآن کا اعلان ہے میں رات کو بھی اللہ کے ساتھ اور اب بھی اللہ کے ساتھ ہوں۔

شیخ ابو حمزہ خراسانی کی شطح کا محمل:

اسی طرح حضرت ابو حمزہ کے متعلق بہت سی شطحیات منسوب ہیں ان میں سے ایک یہ کہ آپ کو کسی پرندے، کوے بولنے یا کسی ہوا کے چلنے کی آواز آتی یا پانی کے چلنے کی آواز آتی تو آپ فرماتے: "لبیک جل شانہ"۔ آپ کی اس ادا سے بظاہر حلول کا شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب صاحب مقام لوگ جو مقام حضوری رکھتے ہیں اور جن کا دل ہر وقت بارگاہ رب العزت میں حاضر رہتا ہے اور وہ ہر دم اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں وہ تمام اشیاء کو باللہ، من اللہ اور الی اللہ سمجھتے ہیں ان کی طبیعتیں اس قدر حساس ہوتی ہیں کہ ان کے کان ہر وقت بارگاہ رب العزت کی طرف متوجہ رہتے ہیں لہذا جب کوئی آواز ان کے کانوں میں پڑتی ہے تو وہ اس کو محبوب ازلی کی آواز سمجھتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہمہ تن اللہ کی ذات کیلئے ہوتے ہیں لہذا وہ ہر آواز پر لبیک جل شانہ کا آوازہ بلند کرتے ہیں۔

شیخ محمد بن موسیٰ فرغانی رحمۃ اللہ علیہ کی شطح کا محمل:

اسی طرح ایک بزرگ صوفی حضرت محمد بن موسیٰ فرغانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ سے منسوب ایک شطح ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کا ذکر کیا اس نے افترا باندھا جس نے صبر کیا اس نے گستاخی کی اور جس نے شکر کیا وہ اللہ سے کٹ گیا۔ بظاہر یہ کلام قبیح ہے لیکن اس کا صحیح محمل یہ بنتا ہے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ جس نے کما حقہ اللہ کا ذکر نہ کیا اس نے بہتان باندھا اگرچہ بظاہر اللہ کا ذکر ہے یا اس سے ان کی یہ مراد ہے کہ جس نے صرف زبان سے اللہ کا ذکر کیا اور دل سے نہ کیا تو دل وزبان آپس میں باہم خلاف ہیں متفق نہیں اور دل وزبان متفق نہ ہوں تو یہ منافقت اور کذب ہے اس لئے آپ نے اسے بہتان فرمایا۔ پھر جس نے صبر کیا اس نے گستاخی کی اس کا صحیح محمل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "واصبر وما صبرک

الا باللہ "صبر کرو مگر اللہ کی مدد کے بغیر تم صبر نہیں کر سکتے۔ اب اگر کوئی شخص صبر کرتا ہے تو یہ اس نے بذات خود صبر نہیں کیا بلکہ اللہ کی عطا کردہ طاقت کے بغیر ذرہ برابر بھی طاقت کوئی نہیں رکھتا اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے صبر کیا ہے تو یہ گویا اس نے گستاخی کی ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ جس نے شکر کیا وہ اللہ سے کٹ گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر کما حقہ کوئی شکر ادا ہی نہیں کر سکتا کیونکہ شکر نعمت کے مقابلے میں کیا جاتا ہے تو جب کسی نے یہ کہا کہ میں نے کما حقہ شکر ادا کر لیا ہے تو گویا اس نے اللہ کی نعمت کو محدود کر لیا اس لئے کہ ہر سانس ایک نعمت ہے اور اس پر شکر واجب تو ایسا ممکن ہی نہیں کیونکہ شکر پر جو سانس خرچ ہو گی یہ ایک اور نعمت ہو گی تو فی الحقیقت ہر نعمت پر شکر ہو نہیں سکتا تو اگر کسی نے اس کا دعویٰ کیا تو وہ اللہ کی قربت سے کٹ گیا۔ اس کا یہ محمل ہو سکتا ہے۔

آخری گذارش

میں اپنی اس مختصر کاوش کے بعد ان تمام اہل قلم اور باقی ان لوگوں سے کہ جو اہل اللہ کی عیب جوئی کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھتے ہوئے آئے روز انہیں مختلف "مہذب فتاوٰی" سے نوازتے ہیں اور بالآخر ان "شرعی معذوروں" کو دائرہ اسلام سے ہی خارج کرنے کو اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ ان سے گذارش کروں گا کہ:

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس شخص کا ایمان محقق ہو بلا تحقیق اس کی تکفیر کرنا اس قدر قبیح عمل ہے کہ ارشاد نبوی ہے: "من دعا رجلا بالکفر اوقال عدوا اللہ ولیس کذالک الاحار علیہ" (مسلم شریف) یعنی اگر کسی نے کسی شخص کو کافر کہہ کر پکارا یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ حقیقت میں ایسا نہیں تو یہ حکم کفر اسی کہنے والے پر لوٹے گا۔

ایک اور روایت میں "فقد کفر احدہما" کے لفظ ہیں یعنی ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو گا۔ جب عام مسلمان کی تکفیر پر اس قدر وعید شدید آئی ہے تو حضرات صوفیاء رضی اللہ عنہم کہ جن کے ایمان وایقان، ورع وتقوٰی کی گواہی کروڑوں مسلمان دے رہے ہوں ایسے اکابرین امت کو محض ان کے چند شطحیات کی بناء پر کافر ومشرک قرار دینا آخر دین کی کونسی خدمت ہے؟

اک صدا ہے۔۔۔۔۔۔ یاران نکتہ داں کیلئے۔

الله



مسئلہ وحدۃ الوجود

اور محی الدین ابن عربی و علامہ ابن تیمیہ

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حنیف قریشی

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی و بانی شباب اسلامی پاکستان



الحمد لله المقدس عن الحاجات والمنزه عن العاہات وعن وجوه النقص والآفات المتعال عن ان یوصف بالجوارح والآلات، والادوات والسکون والحرکات لایلیق به الحدود والنہایات، ولاتحویه الارضون ولا السموات ولایجوز علیه الالوان والمماسات، ولایجری علیه زمان ولا اوقات، ولایلحقه نقص ولازیادات ولاتحویه الجہات الست کسائر المبتدعات الموجود بلاحد والموصوف بلاکیف، لاتتصوره الاوہام ولاتقدره الافہام ولایشبه الانام بل ہو الموجود الذی لایشبه الموجودات واحد فی ملک فلاشریک له الموجود قبل الخلق لیس له قبل ولابعد ولافوق ولاتحت ولایمین ولاشمال ولا امام ولاخلف ولا کل ولا بعض ولا طول وعرض کان ولامکان، کون الاکوان ودبر الزمان لایتخصص بالمکان ولایتقید بالزمان لیس بمحدود فیحد ولیس بمحسوس فیحس لایحبس ولایمس ولایجس والصلوٰة والسلام علی حبیبه محمد الذی علمنا انه تعالیٰ من معانی الاجسام وصفات الاجرام وہو موجود بقدرته وعلمه فی کل زمان وعلیٰ آله واصحابه اولی الصدق والاحسان۔ اما بعد!

مسئلہ وحدۃ الوجود انتہائی نازک مسئلہ ہے اور اس کا تعلق غلبہ محویت کی کیفیت سے ہے۔ یہ مسئلہ کوئی منطوق کلام الٰہی نہیں ہے کہ جس کا اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کے لئے لازم وضروری ہو کہ جس کے بغیر نجات ممکن نہیں، بلکہ یہ نظریہ اہل اللہ میں سے ان ہستیوں کا ہے جو مخلوق

کے آئینہ میں خالق کا جلوہ دیکھتے ہیں، اور ان کا یہ نظریہ بھی کفر والحاد یا قرآن وحدیث سے متصادم نہیں بلکہ نظریہ وحدۃ الوجود، توحید کے اعلیٰ مقام پر فائز لوگوں کا نظریہ ہے۔ نظریہ "وحدۃ الوجود" یہ ہے کہ سالک کے علم ونظر سے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کا شعور ختم ہو جاتا ہے اور وہ اسی کو موجود حقیقی مانتا ہے اور اس کے وجود کے سوا ہر چیز اس کے علم ونظر سے معدوم ہو جاتی ہے جس پر وہ نعرہ بلند کرتا ہے:

"لا موجود الا اللہ"۔ اللہ کے سواء کوئی بھی موجود نہیں ہے۔

اس کی تشریح یوں ہے کہ اسلامی عقائد کی رو سے اللہ تعالیٰ واحد ولاشریک ہے، نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں۔ وہ جہت وکیفیت سے پاک ہے، اس کا نہ کوئی جسم ہے نہ عضو۔ وہ ہر جگہ موجود ہے، نہ وہ کسی مکان میں سما سکتا ہے اور نہ کسی ذات میں۔ اس کا وجود لامحدود ہے۔ اور اس کا وجود حقیقی ہے اور باقی کل کائنات کا وجود اس کے بغیر محض وھمی، اعتباری، اضافی ہے۔ اس کا وجود حقیقی ہے اور کائنات کا وجود ظلّی ہے، حقیقت میں موجود وہی ہے اس کے بغیر کل کائنات معدوم ہے کیونکہ وہ خالق ہے اور یہ کائنات اس کی صفت تخلیق کا ظہور ہے، اور صفت کا وجود محتاج ہے موصوف کا۔ لہٰذا کل عالم اپنے وجود میں اللہ کے وجود کا محتاج ہے اور اس کا وجود محض اعتباری ہے۔ تو جب کل عالم کا وجود ظلی اور اعتباری ہوا تو موجود حقیقی صرف ایک ذات ٹھہری جس کا نام اللہ ہے لہٰذا اہل حقیقت ونظر پر جب یہ راز عیاں ہوتا ہے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ موجود صرف اللہ ہے۔ اس کا نام "وحدۃ الوجود" ہے اور اس کو ہمہ اوست کا نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگ "وحدۃ الوجود" کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ ہر موجود اللہ ہے۔ یعنی سب کچھ خدا ہے یا کائنات میں موجودات یا اشیاء کا جو وجود ہے یہ ذات باری تعالیٰ کا وجود ہے اور ہر چیز عین خدا ہے، یا ذات باری تعالیٰ کائنات کے اندر روح اور جان

کی طرح جاری وساری ہے۔ حالانکہ وحدۃ الوجود یہ نہیں بلکہ وحدۃ الوجود یہ ہے کہ خدا کے سوا کچھ نہیں اگر وہ نہ ہو تو یہ کل کائنات محض وہم۔ امام جامی رحمۃ اللہ علیہ لوائح میں ارشاد فرماتے ہیں

"موجود حقیقی یکے بیش نیست وآں عین وجود حق وہستی مطلق است" حقیقت میں موجود وہی ایک وجود ہے جو وجود حق اور ہستی مطلق ہے۔(1)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"مراد از اندراج کثرت در وحدت ذات نہ اندراج جزو است در کل، نہ اندراج مظروف در ظرف بلکہ مراد اندراجِ اوصاف ولوازم است در موصوف ولازم۔ چوں اندراج نصفیت وثلثیت الی مالانہایۃ در ذات واحد عددی ـــــ ازیں جامعلوم می شود احاطہء حق سبحانہ' تعالیٰ بجمیع موجودات ہمچو احاطہ ملزوم است باللوازم وموصوف باوصاف نہ ہمچو احاطہ کل بہ جزو یا ظرف بہ مظروفـــــ"۔

یعنی کثرتِ اشیاء عالم کا ذات حق میں شامل ہونا ایسا نہیں ہے جیسا کہ ایک جزو، کل میں شامل ہوتا ہے یا جیسا کہ کوئی چیز برتن کے اندر شامل ہوتی ہے بلکہ ذاتِ حق میں اشیائے عالم کا شمول اس نوعیت کا ہے کہ جیسے صفت کا موصوف میں اور لازم کا ملزوم میں جیسا کہ نصف اور تہائی ایک میں شامل ہے ـــــ اس سے معلوم ہوا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا تمام

(1) لوائح لائحہ 24

کائنات پر احاطہ ایسا احاطہ ہے جیسے کہ ملزوم کا لوازم پر اور موصوف کا اوصاف پر ہے۔[1]

"وحدۃ الوجود" صدیوں سے ہزاروں، علماء، مشائخ رحمہم اللہ کا نظریہ رہا ہے اور اس کے ماننے والے آسمان علم و فضل کے تیر تاباں ہیں۔ وحدۃ الوجود کی اصطلاح اگرچہ عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں سننے میں نہیں آتی لیکن فی نفسہٖ یہ علم موجود تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے علم حدیث میں صحیح، مرفوع، شاذ، معلل، منکر، ضعیف کی اصطلاحیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یا دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہیں تھیں لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ علوم محمود ہیں۔ اسی طرح قرآن وحدیث کے نچوڑ کا نام فقہ ہے، لیکن اس کی اصطلاحیں قرن اولیٰ میں نہیں ہیں۔ اسی طرح مروجہ علوم اسلامیہ کی مروجہ اصطلاحیں عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم وعہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہیں تھیں اور تمام مسالک مانتے ہیں کہ یہ علوم فی نفسہا موجود تھے۔ یونہی وحدۃ الوجود کی اصطلاح تو عہد رسالت میں نہ سہی لیکن اس کا معنی موجود تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اصدق کلمۃ قالہا لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل"۔[2]

کہ سب سے سچا کلمہ اور بات وہ ہے جو لبید شاعر نے کہی تھی کہ آگاہ رہو اللہ کے سوا ہر شی معدوم ہے۔

---

(1) لوائح لاتحہ صفحہ 62

(2) بخاری ج 1 ص 541

وحدۃ الوجود کی تشریح بھی یہی ہے کہ کل کائنات کا وجود اللہ کے وجود کا مرہون منت ہے اس کا وجود حقیقی، کائنات کا وجود عارضی۔ جب حقیقت بین نگاہ اس راز کو پاتی ہے تو پھر وہ یہی کہتی ہے کہ وجود صرف اللہ کا ہے۔ **لاموجود الا اللہ۔**

یونہی سورۂ حدید آیت 3 میں ہے:

"**کل شیء ہالک الا وجہہ**"۔ ہر شیء معدوم ہے سوائے اس اللہ کی ذات کے۔

جب ہر چیز معدوم ہوئی تو موجود صرف ذاتِ حق ہی ہو گی۔

اسی طرح "**ھو الاول والآخر والظاھر والباطن**" سے بھی وحدۃ الوجود کی طرف اشارہ لیا جاتا ہے کیونکہ اس آیت کی تشریح نبی پاک ﷺ نے کچھ یوں فرمائی: "**انت الاول ولاقبلک شیء**" اے اللہ تو اول ہے اور تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔

"**انت الآخر ولابعدک شیء**" تو آخر ہے اور تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ "**انت الظاھر ولافوقک شیء**" تو ظاہر ہے اور تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے۔ "**وانت الباطن ولادونک شیء**" تو باطن ہے اور تیرے سوا کوئی چیز نہیں۔ اب جب یہ ثابت ہوا کہ سوائے خالق کے کوئی چیز نہیں ہے تو لامحالہ ہر چیز معدوم ٹھہری اور ذات حق موجود۔

اسی طرح ارشاد ہوتا ہے: "**کان اللہ ولم یکن معہ شیئا**" اللہ ہی ہے اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اب جبکہ اللہ کے ساتھ اور کوئی چیز نہیں ہے تو یہی وحدۃ الوجود ہے۔

اور پھر اسی طرح سورۂ قصص آیت نمبر 30 میں ارشاد ہوتا ہے:

"**فلما اتاہا نودی من شاطیء الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یاموسیٰ انی انا اللہ رب العلمین**"

اب وادی ایمن کے درخت سے اللہ کا بولنا اور پھر اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سورج، چاند، ستاروں کو دیکھ کر "ہذا ربی" کہنا (سورۃ انعام آیت 75 تا 79) واضح اشارات ہیں کہ کائنات میں موجود حقیقی صرف اللہ ہے اور صاحب کمال کی نظر جب مجاز کے پردوں کے پار

حقیقت میں جھانکتی ہے تو مخلوق کے آئینے میں وہ تصویر خالق کو دیکھتا ہے تو پھر آواز آتی ہے "لاموجود الا اللہ" اسی کا نام وحدۃ الوجود ہے۔ وحدۃ الوجود کی مصطلح بحثیں ابتداء قرن اول میں نہ سہی تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کہ وحدۃ الوجود کا اصلی تصور کہ "موجود ایک ہی ہے اور وہ اللہ ہے" یہ خالص اسلامی ہے اور قرآن وحدیث پر نظر رکھنے والا اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ نظریہ وحدۃ الوجود کی نسبت حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی جاتی ہے کہ وہ اس کے بانی ہیں جبکہ یہ بات محل نظر ہے، تاہم محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا مدون اول قرار دیں کہ انہوں نے اس کو ایک علم کی حیثیت سے صراحت کے ساتھ پیش کیا اور اس کی تدوین کی ہے تو اسے درست مانا جاسکتا ہے، کیونکہ وحدۃ الوجود کا یہ تصور محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے قبل جلیل القدر ہستیوں کے کلام میں واضح طور پر موجود ہے جیسے حضرت ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 590ھ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ مخدومی مرشد جناب عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیاں جو ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے گذر چکی ہیں ان کے کلام میں واضح طور پر "لاموجود الا اللہ" کا تصور ہے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 245 نے اسے تحریر فرمایا اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی م رحمۃ اللہ علیہ توفی 297 نے اس کو بطور علم ترتیب دیا اور حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 334 نے ان اسرار کو بیان کیا۔

الغرض: نظریہ وحدۃ الوجود کی شہرت حضرت محی الدین شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے جڑی ہوئی ہے۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے جس رنگ سے "وحدۃ الوجود" کا نظریہ پیش کیا، فی الحقیقت اس نہج پر جائے بغیر ہی اس نظریے کو باطل اور بر سبیل ترقی "شرک" تک کہہ دیا جاتا ہے۔ اور کچھ متصوفہ حقیقت جانے بغیر ہی محض لفظوں کے ظاہر کو دیکھ کر "ہر چیز کو خدا کہہ کر" فی الحقیقت اتحاد کو وحدۃ کہہ رہے ہوتے ہیں جس کے باعث ہر دور میں یہ نظریہ

Marfat.com

پیچیدہ سے پیچیدہ صورتحال اختیار کرتا رہا اور لوگ عدم علم کی بناء پر نظریہ وحدۃ الوجود کے خلاف زہر اگلتے رہے اور یہ سلسلہ برابر آج تک جاری ہے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے اس نظریہ کو بطور علم مدون کیا تاکہ کوئی شخص غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے چنانچہ آپ کی تعلیمات کا جو مختصر سے مختصر نچوڑ در بارۂ وحدۃ الوجود اگر نکالا جائے تو وہ یہ بنتا ہے کہ وجود حقیقی صرف وحدۃ کا ہے اور وحدۃ کے سوا کسی شیء کا وجود ہی نہیں لیکن کائنات اور اس کی بے شمار اشیاء ہر وقت انسان کے مشاہدہ اور استعمال میں رہتی ہیں وہ اعتباری طور پر موجود نظر آتی ہیں لیکن ان کا وجود حقیقی نہیں ہے یہ وجود حقیقی کا پرتو ہے اور چونکہ ذاتِ باری تعالیٰ وحدۃ مطلقہ ہے اس لئے وجود وحدۃ ہی وحدۃ کا ہے اور یہی نظریہ وحدۃ الوجود یا ہمہ اوست ہے۔

چونکہ نظریہ وحدۃ الوجود کے پیش کئے جانے میں قال سے زیادہ حال اور ظاہر سے زیادہ باطن کا معاملہ تھا اس لئے ہر دور میں اس مسئلہ کو پیچیدہ سمجھا گیا اور ہر دور میں علمائے امت نے اس بارے میں کلام فرمایا!

جو لوگ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نظر سے صحیح معنوں میں واقف ہوئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس نظریہ کو اپنایا بلکہ اس کا بھرپور دفاع بھی کیا اور جو لوگ ان کے نقطہ نظر اور کلام حال و باطن اور واردات قلبیہ کی گہرائیوں سے واقف نہ ہو سکے انہوں نے اس نظریے کا شدید الفاظ میں رد کیا۔ تاہم امت کے اکابرین اور ہزاروں اولیاء رحمہم اللہ کی تائید و توثیق کے بعد اس بات کو ماننے کے علاوہ کوئی دوسرا سبیل نہیں کہ نظریہ وحدۃ الوجود عین اسلامی نظریہ و عقیدہ ہے اور اس کا مفہوم بھی قرآن و حدیث سے مستنبط ہے اور اس کا محض ظاہر دیکھ کر انکار کرنے والے حضرات کو شدید غلطی لگی ہے۔ اس لئے کہ "وحدۃ الوجود" کے زیادہ تر منکرین کی

ہ انکار پر غور کیا جائے تو وہ وحدۃ الوجود کو "حلول واتحاد" پر محمول کرتے نظر آتے
ہے۔ حالانکہ "حلول" سے مراد ہے کہ ایک چیز کا دوسری میں مکمل حل جانا جس طرح دودھ کا
ر میں یا پانی کا دودھ میں حل جانا یا کوئلے کے اندر آگ یا تار کے اندر بجلی یہ "حلول" ہے۔
ا اتحاد سے مراد ہے کہ دو چیزوں کا یکجا ہو جانا۔ اب حلول کا یہ معنی بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز
ں، ہر وجود میں اتر آیا ہے اور اتحاد کا یہ معنی بنتا ہے کہ ہر چیز خدا بن گئی ہے۔ حالانکہ یہ
نوں چیزیں "وحدۃ الوجود" کے بالکل متضاد ہیں اس لئے کہ حلول اور اتحاد میں دو وجود ملنے
تے ہیں اور وحدۃ الوجود کا تو معنی ہی یہ ہے کہ کائنات میں وجود حقیقی صرف ایک ذات کا ہے
ں کا نام رب العالمین ہے۔ باقی ہر چیز اپنے وجود میں اس کی محتاج ہے اور معدوم ہے۔
ری اس مختصر تقریر کے بعد قارئین سے گذارش ہے کہ آمدہ حوالہ جات پر نظر کریں اور
ھیں کہ نظریہ وحدۃ الوجود کی بابت کیا نقطہ نظر رکھا گیا ہے۔

پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد رحمۃ اللہ علیہ اور وحدۃ الوجود

حضرت شیخ المشائخ ابو سعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پیر و مرشد ہیں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے آپ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

اور تحقیق وجود واحد ہے اور لباس (صورتیں) مختلف رنگا رنگ ہیں اور وہ وجود تمام موجودات کی حقیقت اور ان کا باطن ہے اور تمام کائنات اس وجود سے خالی نہیں ہے۔ (1)

نظریہ وحدۃ الوجود اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ سوائے شیعہ کے تمام مسالک کی متفقہ شخصیت ہیں۔ دیوبندی حضرات میں سے کسی فرد واحد کو بھی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت علمی و عملی کا انکار نہیں ہے، جبکہ غیر مقلدین حضرات کے اکابرین بھی شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔ (2)

(1) تحفہ مرسلہ صفحہ 14

(2) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کی مستند کتب سے چند حوالے ذکر کر دیئے جائیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں:

فتاوی ثنائیہ جلد اول صفحہ 412 غیر مقلدین کے مناظر اعظم ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سلسلے کے لوگ ہیں نیز جلد ثانی ص 68 پر لکھتے ہیں: جو شخص شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

- "تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" مولوی محمد اسماعیل سلفی صفحہ 106 پر لکھتے ہیں، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث تھے نیز صفحہ 170 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حکیم الامت اور بارہویں صدی کا مجدد قرار دے رہے ہیں۔
- کتاب تاریخ اہل حدیث صفحہ 462 پر مصنف مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: آپ بلانزاع بارہویں صدی کے مجدد تھے نیز امام الائمہ اور تاج المجتہدین گنے جاتے۔
- تاریخ التقلید ص 150 پر ہے شاہ ولی اللہ کو مسلک اہل حدیث کا مجدد اعظم سمجھے ہوئے ہیں۔
- کتاب اہل حدیث کی خدمات حدیث ص 69 پر ارشاد الحق اثری صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات حدیث پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے اور ان کو اہل حدیث ائمہ میں شمار کیا ہے۔
- تحریک اہل حدیث ص 181 پر قاضی محمد اسلم سیف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حجۃ اللہ فی الارض قرار دیتے ہوئے ص 207 پر لکھتے ہیں امام شاہ ولی اللہ ہر گز ہر گز مقلد نہ تھے۔
- فتاویٰ اہل حدیث جلد اول صفحہ 108 پر غیر مقلدین حضرات کے مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلد قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصیت نامہ دیکھئے انہوں نے اپنی اولاد کو تقلید سے روکا ہے۔
- کتاب اہل حدیث کی برصغیر آمد میں مصنف محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں: شاہ صاحب کسی امام فقہ یا مجتہد کے مقلد نہ تھے۔ اور اپنی اس کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث امام لکھتے ہیں۔
- کتاب حقانیت مسلک اہل حدیث میں عبد الرحمان منیر راجو والوی ص 289 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو ہی اپنا مسلک قرار دے رہے ہیں۔
- صراط مستقیم ص 4 پر شاہ اسماعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں قطب المحققین، فخر العرفاء اکمل العلماء باللہ حضرت شیخ ولی اللہ قدس سرہ۔
- فتاویٰ برائے خواتین ص 31 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث علماء میں شمار کیا ہے۔
- کتاب "سیرت ثنائی" ص 300 پر عبد المجید خادم سوہدروی صاحب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر قرار دیتے ہیں! چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید احمد بریلوی، شاہ ولی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ الوجود کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"اکابرین کے نزدیک مسلم بات ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں ہے"۔(1)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب تفسیر ترجمان القرآن جلد اول صفحہ 172 پر لکھتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو ثابت کرنا چاہوں تو قرآن وحدیث کے تمام نصوص وظواہر سے اس کا اثبات کر سکتا ہوں"۔

اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الٰہی کے احیاء اور کتاب وسنت کے بقاء کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔

- کتاب "ہدایۃ المستفید" کے مقدمہ میں غیر مقلدین کے بلند پایہ عالم بدیع الدین راشدی صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہویں صدی کے امام الہند اور عقیدہ توحید کے محافظ لکھا ہے۔
- کتاب "عبقات" میں شاہ اسماعیل دہلوی نے جگہ جگہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بزرگوں میں لکھا ہے۔
- "فتاوٰی نذیریہ" کے مقدمہ میں ص 5 پر نذیر احمد سبحانی منیجر اہل حدیث اکادمی نے نذیر حسین دہلوی کو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ فکر کے گل سرسبد قرار دیا ہے۔
- غیر مقلدین کے مجدد اعظم نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب "التاج المکلل" کے صفحہ 176 پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو "شیخ الاجل" اور "مسند الوقت" قرار دیا ہے۔
- اس کے علاوہ غیر مقلدین کی اکثر کتب کو اٹھایا جائے وہاں پر کسی نہ کسی حیثیت سے شاہ صاحب کو ضرور خراج عقیدت پیش کیا گیا ہوگا۔

(1) انفاس العارفین صفحہ 221

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"لوگوں کا صوفیاء کو کافر کہنے کا سبب یہ ہے کہ وہ ان سے یہ سن لیتے ہیں کہ حق تعالیٰ وجود مطلق ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ صوفیاء کی اصطلاح میں وجود سے مراد موجود ہے"۔[1]

اور پھر انفاس میں ہی آگے لکھتے ہیں:

"وجود تیرے اس وجدان کا نام ہے کہ حق اپنے اسماء وصفات کے ساتھ تیری ذات میں جلوہ گر ہو اور تو تو نہ رہے اور وہی ہو بس بندہ ایسا ہو جائے جیسا کہ نہیں اور حق کہ جیسا لم یزل سے تھا"۔

پھر وحدۃ الوجود کا مفہوم چونکہ مخلوق کے آئینے میں خالق کا جلوہ دیکھنا ہے تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"مرشد کی ظاہری صورت دیکھنا در حقیقت آب وگل کے پردے میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے اور خلوت میں اس کی صورت کا نمودار ہونا آب وگل کے پردے کے بغیر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے: "ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمن ومن رانی فقد رأ الحق"۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کو صورت رحمان پر پیدا کیا اور جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کا مشاہدہ کیا، اسی کے حق میں آیا ہے۔[2]

---

(1) انفاس العارفین صفحہ 253

(2) الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ 200

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمعات میں لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہ وہ اپنی انا میں جو عبارت ہے ان کی ہویت سے توحید صفاتی کا جلوہ دیکھیں اور ان کیلئے انا آئینہ بنتا ہے پس اصل جس نے مختلف مظاہر کائنات میں ظہور فرمایا چنانچہ ہوتا یہ ہے کہ جب سالک اپنے انا پر نظر کرتا ہے تو اس کی نظر انا پر رُک نہیں جاتی بلکہ وہ اس انا کے واسطے سے اصل وجود تک جو سب اناؤں کا مبداء اول ہے پہنچ جاتی ہے جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کی نظر میں صرف اصل وجود ہی رہ جاتا ہے اور تمام کے تمام مظاہر واشکال درمیان سے غائب ہو جاتے ہیں یہ توحید ذاتی کا مقام ہے"۔[1]

اسی طرح شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ پر چند اشعار بلا نکیر تحریر فرماتے ہیں:

رق الزجاج ورقت الخمر　　　فتشابها وتشاکل الامر

شراب اور پیالہ دونوں شفاف ولطیف ہیں اور دونوں میں ایسی مشابہت ہے کہ جس کا پہچاننا مشکل ہے۔

فکانما خمر لاقدح　　　وانما قدح ولاخمر

یوں لگتا ہے جیسے شراب ہے پیالہ نہیں یا پیالہ ہے اور شراب نہیں۔

ان شئت قلت حق ولاخلق　　　وان شئت قلت خلق ولاحق

اگر تو چاہے تو کہہ دے کہ حق موجود ہے خلق نہیں یا چاہے تو یہ کہے خلق ہے حق نہیں ہے۔[2]

---

(1) ہمعات صفحہ 40

(2) انفاس العارفین صفحہ 135

یک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں:

"چونکہ آنحضرت ﷺ حضرت وجود (اللہ تعالیٰ) کا آئینہ اور مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمدیہ تعین اول وجامع تعینات ومظاہر ہے اور تمام کا ظہور آپ کے نور سے ہوا اس اعتبار سے عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بات (آں را کہ شما خدامی دانید نزدیک ما محمد است وآں را کہ شما محمد میدانید نزدیک ما خدا است) کہی ورنہ حضرت وجود تو ہر ذرے میں یکساں جلوہ گر ہے اور وحدت معنی کے باوجود تکرار لفظ تو محض تفنن عبارت ہے۔"(1)

سی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وحدۃ لوجود کے دفاع میں "دمغ الباطل" نامی کتاب لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت محی لدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ نظریہ وحدۃ الوجود کی صحیح تشریح کو بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ نظریہ بے شمار اکابر اولیاء اللہ کا نظریہ ہے اور درست ہے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدۃ الوجود

اس میں کوئی شک وشبے کی گنجائش نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام کیا اور صحیح معنوں میں "عقیدہ توحید" کی ترویج کی۔ کچھ حضرات جو کہ صرف قال اور ظاہر پر نظر رکھتے ہیں وہ وحدۃ الوجود اور شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے انتاہی

(1) انفاس العارفین صفحہ 234

کہہ دینے پر اکتفاء کرتے ہیں کہ وحدۃ الوجود ایک کفریہ اور شرکیہ نظریہ تھا جس کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان سے مٹانے کے لئے وقت کی تند و تیز ہواؤں سے ٹکر لی اور اس کفریہ و شرکیہ نظریے کے خلاف "وحدۃ الشہود" کا نظریہ پیش کیا۔ حالانکہ ان حضرات کا یہ خیال بالکل باطل ہے۔

اس لئے کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر غور کرنے اور آپ کی "تحریرات" کو پڑھنے کے بعد یہ عقدہ کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ "وحدۃ الوجود" اور "وحدۃ الشہود" میں صرف "علم الیقین" اور "عین الیقین" کے فرق کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک وحدۃ الوجود کا تعلق علم الیقین سے ہے اور وحدۃ الشہود کا تعلق عین الیقین سے۔ یعنی آپ کے نزدیک وحدۃ الوجود ہو یا وحدۃ الشہود دونوں "توحید ذات" کے نظریے ہیں تاہم وحدۃ الوجود علم الیقین کا فائدہ دیتا ہے اور وحدۃ الشہود عین الیقین کا۔ تاہم علم الیقین پہلا درجہ ہے اور عین الیقین دوسرا درجہ۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی "وحدۃ الوجود" کے قائل رہے تاہم آپ کے بقول جب آپ عین الیقین کے مقام پر فائز ہوئے تو آپ نے وحدۃ الوجود سے وحدۃ الشہود میں ترقی کی۔ یاد رہے وحدۃ الوجود کی طرح وحدۃ الشہود کا دار و مدار بھی کشف و حال اور وارداتِ قلبیہ پر ہے۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ صوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک مکتوب لکھا ہے جس میں "وحدۃ الوجود" کی بابت انکشافِ حقیقت ہے:

"مخدوما مکرما معتقد فقیر از خوردی بار مشرب اہل توحید بود۔ والد فقیر۔ قدس سرہ بہ ظاہر ہمین مشرب بودہ اند وبر سبیل دوام بہ ہمین طریق اشتغال داشتہ اند۔ باوجود حصول نگرانی تمام در باطن کہ بہ جانب مرتبہ بی

کیفی داشته اند وبه حکم ابن الفقیه نصف الفقیه فقیررا از این مشرب از روی علم، حظ وافر بود ولذت عظیم داشت۔ تاآ که حق۔ سبحانه وتعالی به محض کرم خویش به خدمت ارشاد پناهی حقایق ومعارف آگاهی، مؤید الدین الرضی شیخنا ومولانا وقبلتنا محمد الباقی قدسنا الله تعالیٰ بسره رسانید وایشان به فقیر طریقة علیه نقشبندیه تعلیم فرمودند وتوجه بلیغ به حال این مسکین مرعی داشتند۔ بعد از ممارست این طریقه علیه، دراندک مدت توحید وجودی منکشف گشت وغلوی در این کشف پیداشد۔ علوم ومعارف این مقام فراوان ظاہر گشتند وکم دقیقه از دقائق این مرتبه مانده باشد که آن را منکشف نه گردانیدند۔

دقائق معارف (شیخ محی الدین ابن العربی) را کما ینبغی، لائح ساختند وتجلی ذاتی که صاحب فصوص آن را بیان فرموده است ونہایت عروج جزآن رانمی داند ودر شأن آن تجلی می گوید وما بعد ہذا انا العدم المحض به آن تجلی ذاتی مشرف گشت وعلوم ومعارف آن تجلی راکه شیخ مخصوص به خاتم الولایۃ می داند، نیز به تفصیل معلوم شدند۔ وسکر وقت وغلبه حال دراین توحید به حدی رسید که در بعضی عریضه ها که به حضرت خواجه نوشته بود، این دوبیت راکه سراسر سکرست، نوشته بود۔

ای دریغا کین شریعت ملت اعمائی است
ملت ماکافی وملت ترسائی است
کفروایمان، زلف وروی آن پری زیبائی است
کفروایمان ہردو اندر راه ما یکتائی است

واین حال تامدت مدید کشید واز شہود، به سنین انجامید۔ ناگاه عنایت بی غایت حضرت الله جل سلطانه از دریچه غیب در عرصه ظہور آمد وپرده روپوش بن چونی وبی چگونی رابراند اخت۔

علوم سابق که منبی از اتحاد ووحدت بوده اند، روبه زوال آوردند واحاطه وسریان وگشت که صانع راجل شانه باعالم، ازاین نسبت ہای مذکوره ہیچ ثابت نیست"۔[1]

" مخدوم ومکرم! کم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید وجودی والوں کے مشرب جیسا تھا۔ فقیر کے والد قدس سرہ بھی بظاہر اس مشرب پر تھے اور باطن کی پوری نگرانی کے باوجود جو بے کیفی کے مرتبہ پر رکھتے تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہے اور فقیہ کا بیٹا بھی نصف فقیہ کے مطابق فقیر بھی اس مشرب سے از روئے علم حظ وافر اور لذت عظیم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ارشاد پناہ وحقائق ومعارف آگاہ دین کے مؤید ہمارے شیخ ومولا اور قبلہ محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچادیا۔ آپ نے فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس فقیر کے حال کی طرف توجہ بلیغ فرمائی۔ اس طریقہ عالیہ میں محنت کرنے کے بعد تھوڑی مدت میں توحید وجودی منکشف ہوگئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہوگیا اور اس مقام کے علوم ومعارف کثرت سے ظاہر فرمائے گئے اور اس مرتبے کی باریکیوں

(1) مکتوبات دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر 31

میں سے کوئی کم ہی باریکی ہوگی جو منکشف نہ کی گئی ہو شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کے دقائق پورے طور پر ظاہر کیے گئے اور تجلی ذاتی جسے صاحب فصوص رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اور نہایت عروج اسی کو قرار دیا ہے اور اس تجلی کی شان میں فرماتے ہیں:"ومابعد ہذا عدم المحض" مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا گیا اور اس تجلی ذاتی کے علوم و معارف جنہیں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے خاتم الولایہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے وہ تفصیل سے معلوم ہوگئے اور سکر وقت اور غلبہ حال اس توحید وجودی (وحدت الوجود) میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض خطوط میں جو حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھے گئے یہ دو بیت بھی جو سراسر سکر ہیں۔ لکھ ڈالے:

افسوس یہ شریعت نابینوں کی شریعت ہے، ہماری ملت تو کفر و عیسائیت کی ملت ہے، کفر کیا ہے اس زیبا شکل پری کی زلفیں ہیں اور ایمان اس کا چہرہ ہے کفر و ایماں ہماری راہ میں برابر ہیں"۔ یہ حال مدت دراز تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک پہنچ گیا۔ اچانک حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت بے نہایت غیب کی کھڑکی سے ظاہر ہوئی اور بے چوں و بے چگون کی روپوشی کے پردہ کو اٹھادیا پہلے علوم جو اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے زائل ہونا شروع ہوگئے اور احاطہ اور ذات حق کا قلب میں سما جانا اور قرب و معیت ذاتی یہ سب کچھ جو اس مقام میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہوگئے اور پورے یقیں سے معلوم ہوگیا کہ صانع عالم جل شانہ ‘

کے لئے عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں"۔

یونہی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایک اور مقام پر حاجی محمد مومن اور محمد صادق صاحبان کی طرف سے "وحدۃ الوجود" کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں طویل کلام فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"پرسیدہ بودند کہ صوفیہ بہ وحدت قائل اند وعلماء آں را کفر وزندقہ می دانند وہردو طائفہ از فرقہ ناجیہ اند۔ حقیقت ایں معاملہ نزد توچیست؟"

محبت آثارا: بدانند کہ از صوفیہ علیہ ہرکہ بہ وحدت وجود قائل است واشیاء را عین حق می بیند وحکم بہ ہمہ اوست می کنند، مرادش آں نیست کہ اشیاء باحق جل وعلا متحد اند واز او تنزیہ تنزل نمودہ، تشبیہ گشتہ است وواجب، لکن شدہ است وبے چون بہ چون آمدہ باشد، کہ ایں ہمہ کفر والحاد است وضلالت وزندقہ آنجانہ اتحاد است، نہ عینیت، نہ تنزل است، نہ تشبیہ، فھو سبحانہ آلان کما کان فسبحان من لایتغیر بذاتہ ولابصفاتہ ولافی اسمائہ بحدوث الاکوان او سبحانہ وتعالیٰ برہمان صرافتِ اطلاق خود است از اوج وجوب بہ حضیض امکان میل نفرمودہ، بلکہ معنی ہمہ اوست، آں است کہ اشیاء نیستند وموجود فقط اوست (بخوف طوالت اصل فارسی عبارت کو چھوڑا جارہا ہے)"۔[1]

(1) مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر 44

آپ نے پوچھا تھا کہ صوفیاء کہ جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور (بعض) علمائے کرام اس وحدۃ الوجود کے نظریے کو کفر وزندقہ جانتے ہیں اور دونوں گروہ فرقہ ناجیہ سے ہیں، بتائیں اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔

اے محبت کی نشانی! جاننا چاہیے کہ صوفیائے کرام میں سے جو لوگ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور اشیاء کو عین حق جانتے ہیں اور ہمہ اوست کی بات کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ یہ اشیاء حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور تنزیہ تنزل کر کے یہ تشبیہ بن گئی ہے اور واجب ممکن ہو گیا ہے اور بے چون چون میں آگیا ہے جو کہ کفر والحاد وزندقہ وگمراہی ہے۔ وہاں (صوفیاء کے وحدۃ الوجود کے نظریے میں) نہ اتحاد ہے نہ غیبت نہ تنزل ہے نہ تشبیہ۔ اللہ تعالیٰ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا پاک ہے وہ مالک جو موجودات کے حدوث سے ذات وصفات واسماء میں متغیر نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ اپنی اس صرافتِ اطلاق پر ہے۔ وجوب کی بلندیوں سے امکان کی پستیوں کی طرف نہیں آیا۔ بلکہ ہمہ اوست کے معنی تو یہ ہیں کہ یہ اشیاء (کے وجود) نہیں ہیں اور حق تعالیٰ موجود ہے۔ منصور نے جو انا الحق کہا تو اس سے اس کی مراد یہ نہیں کہ میں خدا ہوں اور خدا کے ساتھ متحد ہوں یہ کہنا تو کفر ہے اور گردن زنی کا موجب بلکہ منصور کے قول انا الحق کے معنی تو یہ ہیں کہ میں نہیں ہوں اور حق تعالیٰ موجود ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ صوفیاء اشیاء کو حق تعالیٰ کے ظہورات جانتے ہیں اور حق تعالیٰ کے اسماء وصفات کے آئینے خیال کرتے ہیں قطع نظر اس بات کے کہ ان میں کسی قسم کا کوئی تنزل یا تغیر و تبدل ہو۔ جس طرح کسی شخص کا سایہ دراز ہو جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ سایہ اس شخص کے ساتھ متحد ہے اور عینیت کی نسبت رکھتا ہے یا وہ شخص تنزل کر کے ظل کی صورت میں ظاہر ہوا ہے بلکہ وہ شخص اپنی صرافت واصالت پر ہے اور تنزل و تغیر کی آمیزش کے بغیر ظل سے وجود میں آیا ہے۔ ہاں بعض اوقات ان لوگوں کی نظر میں جن کو اس شخص سے محبت ہوتی ہے کمال محبت کے باعث سایہ کا وجود مخفی ہو جاتا ہے اور شخص کے بغیر ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اس وقت اگر یہ کہہ دیں کہ ظل عین شخص ہے یعنی ظل معدوم ہے اور موجود وہی شخص ہے تو ایسا ہو سکتا ہے۔ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ صوفیاء رحمہم اللہ کے نزدیک حق تعالیٰ جل جلالہ کے ظہورات ہیں ۔۔۔۔ نہ کہ حق تعالیٰ جل جلالہ کا عین۔ پس اشیاء حق تعالیٰ جل جلالہ سے ہیں خود حق تعالیٰ جل جلالہ نہیں ہیں۔ پس صوفیاء کے کلام ہمہ اوست کے معنی ہمہ از وست ہوں گے جو کہ علماء کے نزدیک مسلمہ و مختار ہیں اور دراصل علماء کرام اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے درمیان کسی قسم کا کوئی نزاع ثابت نہ ہوگا (اور اس تشریح کے بعد) دونوں قولوں کا مطلب ایک ہی ہوگا۔ البتہ فرق صرف اتنا ہوگا کہ صوفیاء اشیاء کو حق تعالیٰ جل جلالہ کے ظہورات کہتے ہیں اور علماء اس لفظ سے بھی بچتے ہیں تاکہ حلول اور اتحاد کا وہم و خیال بھی نہ پایا جائے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر سے جہاں آپ کی صوفیاء کے نظریہ وحدۃ الوجود کی طرف داری ثابت ہوتی ہے وہیں پر صوفیاء کے طرف سے اشیاء کے لئے "عین حق" کی اصطلاح کی حقیقت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ صوفیاء کے اشیاء کو عین حق کہنے کی وجہ ان کے نظر سے بوجہ محبت الٰہی اشیاء کی صورتیں معدوم ہو جاتا ہے اور ان کی نظر جب مجاز کے پردوں کے پار حقیقت

کے راز کو پالیتی ہے تو وہ کائنات کو آئینہ جمال یار سمجھتے ہوئے صرف صورت محبوب پر نظر رکھتے ہیں اور کلام کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ کائنات میں سوائے حق جل جلالہ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت سے کچھ یوں پردہ اٹھاتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ عالم سارے کا سارا حق تعالیٰ جل جلالہ کے اسماء وصفات کا مظہر ہے اگر ممکن میں حیات ہے تو اس واجب تعالیٰ جل جلالہ کی حیات کا آئینہ ہے اور اگر علم ہے تو اسی کے علم کا آئینہ ہے اور اگر قدرت ہے تو اس کی قدرت کا آئینہ ہے علی ہذا القیاس۔۔۔۔ تمام ممکنات کا قیوم حق تعالیٰ جل جلالہ ہی ہے پس ممکن کی حقیقت میں کوئی ذات نہیں جس کے ساتھ اس کی صفات قائم ہوں بلکہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس کے ساتھ حق تعالیٰ جل جلالہ کی صفات اور تمام ممکنات قائم ہیں اور وہ اشارہ جو ہر ایک شخص اپنی ذات کی طرف لفظ انا سے کرتا ہے وہ حقیقت میں اسی ایک ذات کی طرف راجع ہے جس کے ساتھ سب کا قیام ہے۔ اشارہ کرنے والا جانے یا نہ جانے اگرچہ حق تعالیٰ کی ذات کسی اشارہ کے ساتھ مشار الیہ نہیں ہے اور کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں کوتاہ نظر ان پوشیدہ معارف کو توحید وجودی کے ساتھ نہ ملائیں اور اس بات کو ایک دوسرے کا دست وگریبان ہونا نہ جانیں کیونکہ وحدۃ الوجود والے ایک ذات کے سوا کچھ موجود نہیں جانتے اور حق تعالیٰ جل جلالہ کے اسماء وصفات کو بھی اعتبارات علمی خیال کرتے ہیں اور کہتے کہ حقائق ممکنات کو وجود کی بو بھی

نہیں پہنچی یہ فقیر حق تعالیٰ جل جلالہ کی صفات کو بھی وجود کے ساتھ موجود مانتا ہے جیسے کہ علماء اہل حق نے فرمایا ہے اور ممکنات کے لئے بھی جو حق تعالیٰ جل جلالہ کے اسماء وصفات کے مظہر ہیں وجود ثابت کرتا ہے ------ اس بحث کو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں کہ ارباب طلسم اور اصحاب سیمیا ایسی ایسی چیزیں دکھاتے ہیں جو اجسام غریبہ اور اعراض عجیبہ کی قسم ہوتی ہیں اس صورت میں سب لوگ جانتے ہیں کہ ان اجسام کا اعراض کی طرح خود بخود قیام نہیں ہے بلکہ ان دونوں کا قیام صاحب طلسم کی ذات کے ساتھ ہے اور اس کا کوئی محل ثابت نہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس قیام میں حالیت ومحلیت کی آمیزش نہیں بلکہ ان سب کا ثبوت وتقرر صاحب طلسم کی ذات کے ساتھ ہے بغیر اس کے کہ حلول کا وھم پایا جائے۔ مذکورہ بالا صورت میں بھی یہی تصور ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اشیاء کو مرتبہ حس ووھم میں خلق فرمایا ہے اور ان کی صفت میں اتقان واحکام کو مد نظر رکھا ہے اور دائمی رنج وراحت وثواب وعذاب کا معاملہ انہی پر وابستہ کیا ہے۔ پس ان اشیاء کا خود بخود قیام نہیں بلکہ حق تعالیٰ جل جلالہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں بغیر اس کے کہ حلول اور حال اور محل کا وھم وخیال بھی پایا جائے ------ اور صوفیاء میں سے صاحب فتوحات مکیہ (ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) عالم کو اعراض مجتمعہ وعین واحد میں جانتے ہیں اور عین واحد سے مراد ذات احدیت کو لیتے ہیں لیکن دوزمانوں میں ان اعراض کے باقی نہ رہنے کا حکم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عالم ہر

آن میں معدوم ہو جاتا ہے اور اس جیسا اور موجود ہو جاتا ہے۔ اس فقیر کے نزدیک پر معاملہ شہودی ہے نہ وجودی جیسے کہ شرح رباعیات کے حاشیوں میں اس کی تحقیق کی گئی ہے۔ سالک احوال کے درمیان بیشتر اس کے کہ ماسوا اس کی نظر سے بالکل دور ہو جائے۔ ایک آن میں ایسا دیکھتا ہے کہ عالم معدوم ہو گیا ہے اور دوسری آن میں پاتا ہے کہ عالم موجود ہے اور تیسری آن میں پھر معدوم سمجھتا ہے اور چوتھی آن میں پھر موجود سمجھتا ہے کہ یہاں تک کہ فنائے مطلق کے ساتھ مشرف ہو جاتا ہے اور ہمیشہ ماسوا کو معدوم پاتا ہے۔ اس وقت اس کی شہود میں عالم ہمیشہ کے لئے معدوم ہے اسی طرح بقاء کے حاصل ہونے اور عالم کی طرف رجوع کرنے کے درمیان عالم کبھی نظر میں آجاتا ہے اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے"۔[1]

اب غور فرمائیں: مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نظریہ وحدۃ الوجود کو صرف لفظ بدل کر وحدۃ الشہود کا نظریہ قرار دے رہے ہیں۔ اور بڑی وضاحت سے ثابت فرمارہے ہیں کہ مومن کی نظر سے عالم کا معدوم ہونا اور مخلوق کے آئینہ میں جلوہ ذات کا دیکھنا یہ بندے کو فناء وبقاء کی بلندیوں تک لے جاتا ہے۔ نظریہ وحدۃ الوجود کے خلاف زہر اگلنے والے جذباتی اور جوشیلے مصنفین بشرطِ منصفیں سے میری گذارش ہے کہ "گیدڑ نے اٹھائی ادرک اور پنساری بن بیٹھا" کے مصداق صرف اصحاب الظواہر کے چند مغالطوں اور سفسطوں کے بل بوتے پر نظریہ وحدۃ الوجود جو کہ خالصتاً اسلامی نظریہ ہے کے خلاف

(1) مکتوب امام ربانی جلد دوم مکتوب 45

زہر اگلنے سے پہلے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات کی تشریحات و تعلیمات پر بھی نظر ڈال لیں تو یہ مناسب ہو گا۔

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وحدۃ الوجود کے قائلین کے حق میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ایک مقام پر وہ لکھتے ہیں:

"اس فقیر کے والد بزرگوار قدس سرہ العزیز جو کہ علماء محققین میں سے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ قاضی جلال الدین آگری نے جو بڑے بزرگ عالموں میں سے تھے مجھ سے پوچھا کہ نفس الامر وحدت ہے یا کثرت۔ اگر وحدت ہے تو شریعت جس کی بنیاد مختلف اور جدا جدا احکام پر ہے باطل ہو جاتی ہے اور اگر نفس الامر کثرت ہے تو وحدۃ الوجود کے صوفیاء کا قول باطل ہو جاتا ہے۔ قبلہ والد گرامی نے جواب میں فرمایا کہ دونوں نفس امر اور مفصل طور پر بیان کر دیا فقیر کو وہ سب یاد نہیں رہا۔

"پس صوفیه که به وحدت الوجود قائل اند محق اند وعلماء که به کثرت وجود حاکم اند نیز محق اند مناسب احوال صوفیه وحدت است ومناسب احوال علماء کثرت"۔

پس صوفیاء کرام رحمہم اللہ جو کہ وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ حق پر ہیں اور علماء جو کثرت وجود کا حکم کرتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں صوفیاء رحمہم اللہ کے احوال کے مناسب وحدت ہے اور علماء کے حال کے مناسب کثرت ہے کیونکر شریعت کی بناء کثرت پر ہے اور احکام کا جدا جدا ہونا کثرت پر

موقوف ہے اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور آخرت کا ثواب وعذاب اسی کثرت سے متعلق رکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ "فاحببت ان اعرف" کے موافق کثرت کو چاہتا ہے اور ظہور کو پسند رکھتا ہے تو اس مرتبہ کا باقی رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس مرتبہ کی ترتیب حق تعالیٰ جل جلالہ کو محبوب اور پسندیدہ ہے، سلطان ذی شان کے لئے نوکروں چاکروں کا ہونا ضروری ہے اور اس کی عظمت وکبریائی کے لئے ذلت اور احتیاط اور انکساری کی حاجت ہے۔ وحدت وجود کا معاملہ اگرچہ حقیقت کی طرح ہے اور کثرت کا معاملہ اس کے مقابلے میں مجاز کی طرح اسی واسطے اس عالم کو عالم حقیقت کہتے ہیں اور اس عالم کو عالم مجاز لیکن چونکہ ظہورات حق تعالیٰ جل جلالہ کی محبوب اور پسندیدہ ہیں اور دائمی اور ابدی بقاء اشیاء کو عطا فرمائی ہے اور قدرت کو حکمت کے لباس میں ظاہر کیا ہے اور سبب کو اپنے فعل کا روپوش بنایا ہے اس لئے وہ حقیقت گویا متروک ہے اور مجاز تعارف ومشہور ہے۔ نقطہ جوالہ اگرچہ حقیقت کی طرح ہے اور وہ دائرہ جو اس نقطہ سے پیدا ہوا ہے مجاز کی مانند ہے لیکن اس کی حقیقت متروک ہے اور جو متعارف ہے وہ مجاز ہی ہے"۔(1)

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر کے بعد "وحدۃ الوجود" کی حقیقت پر کلام کرنے کی ہرچند ضرورت نہیں رہتی۔ غور فرمائیں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کس حسین پیرائے میں حقیقت ومجاز اور شریعت وطریقت کو سمجھا دیا ہے اور بتلا دیا ہے کہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی

(1) مکتوبات جلد دوم مکتوب 44

حقیقت ایک ہے ان میں اختلاف محض اعتباری، لفظی ہے نہ کہ یقینی حقیقی۔ یہی وجہ ہے کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود دونوں کو حق سمجھتے تھے لیکن بعض مصلحتوں کے تحت آپ لفظ "وحدۃ الوجود" کو استعمال میں نہیں لاتے البتہ وحدۃ الوجود کے معنی کا بھرپور دفاع آپ کی تحریروں مکتوبات شریف، شرح مثنوی، مکاشفات غیبیہ اور رسالہ مبدا ومعاد میں جگہ جگہ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"سب تعریف اللہ جل جلالہ کے لئے جس نے مجھے دو گروہوں کے درمیان جو آپس میں اختلاف رکھتے ہیں اصلاح اور صلح کا ایک ذریعہ اور واسطہ بنایا اور ان کے کلام کے درمیان موافقت ومطابقت پیدا کرنے کی استعداد دی۔ نیز ان پر جو اعتراض وارد ہوتے ہیں ان کو رد کرنے کی قدرت عطا کی۔ دونوں گروہوں کے مقصد کا علم عنایت فرمایا۔ مجھے دو دریاؤں کے درمیان برزخ کی حیثیت ودیعت فرمائی اور دونوں گروہوں کے راستہ پر گامزن کیا۔ نیز دونوں کے طریق پر مجھ کو رہبر اور راہنما بنایا"۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود دونوں کو درست سمجھتے تھے۔ اور ان دونوں میں اختلاف کو محض لفظی اختلاف سمجھتے تھے۔ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ الوجود کی حقیقت کی انتہا تک پہنچنے کا دعویٰ بھی فرما چکے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے آپ اپنے ایک مکتوب بنام ملا ہاشم رحمۃ اللہ علیہ میں رقم طراز ہیں:

"اے عزیز اگر قلم کو تفصیل احوال اور شرح معارف میں جاری کروں تو معاملہ دراز اور بات طویل ہو جائے گی۔ خاص کر توحید وجودی (وحدۃ

الوجود) کے معارف اور اشیاء کی ظلیت کے بیان میں لائے جائیں تو وہ جماعت جس نے اپنی ساری عمر توحید وجودی حاصل کرنے میں گزاری ہے یوں معلوم کریں کہ انہوں نے تو دریا سے ایک قطرہ بھی حاصل نہیں کیا۔ تعجب کی بات ہے کہ یہی جماعت اس درویش کو توحید وجودی والوں میں شمار نہیں کرتی۔ بلکہ توحید وجودی کے منکرین میں شمار کرتی ہے"۔ (1)

قارئین غور فرمائیں! حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس قدر واشگاف الفاظ میں وحدۃ الوجود کے نظریے کا اقرار کرتے ہیں اور نظریہ وحدۃ الوجود والوں کی تکفیر و تضلیل تو دور، آپ تو ان لوگوں پر اظہار تعجب فرما رہے ہیں جو آپ کو وحدۃ الوجود کا منکر سمجھتے ہیں۔

یونہی مولانا شاہ وہاج الدین مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھتے ہیں:

"میں نے مولانا شاہ فضل الرحمن مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت پوچھا کہ حضرت کو سیر انفسی و آفاقی میں توحید شہودی کس مقام پر حاصل ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شہودی نہیں تھے بلکہ وجودی تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں تو برابر توحید شہودی تحریر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کی وجہ سے کیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا وحدۃ الشہود میں وحدۃ الوجود سے زیادہ شریعت ہو سکتی ہے۔ اس پر آپ کو جوش آگیا جس کی لذت مجھ کو بہت دنوں تک رہی اور آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ "وحدۃِ

(1) مکتوبات شریف دفتر اول حصہ پنجم مکتوب نمبر 290

وجود عین شریعت ہے، وحدۃ وجود عین شریعت ہے، وحدۃ وجود عین شریعت ہے اور کوئی دو منٹ تک آپ یہی فرماتے رہے اور میں محظوظ ہوتا رہا"۔(1)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور نظریہ وحدۃ الوجود

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام علمی دنیا سے تعلق رکھنے والوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ چونکہ نظریہ وحدۃ الوجود کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز معدوم ہے اور وجود حقیقی اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے باقی ہر چیز کا وجود محض اعتباری ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ عالم اسلام کی عظیم اور قابل قدر شخصیت ہیں آپ کی تصانیف میں بھی جگہ جگہ اس نظریہ کا پرچار ملتا ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

"والممکن لذاته معدوم بالنظر الی ذاته وموجود بایجاد الحق واذا کان کذالک فما سوا الحق فلاوجود له الا ایجاد الحق، وعلیٰ ہذا التقدیر فلا نافع الا الحق ولاضار الاالحق کل شیء ہالک الا وجهه واذا کان کذالک فلاحکم الا الله ولارجوع فی الدارین الا الی الله"۔(2)

(1) شرح کتاب الکهف والرقیم فی شرح بسم الله الرحمن الرحیم از مولانا دہاج الدین صفحہ 111

(2) تفسیر کبیر از امام رازی جلد 8 صفحہ 358

اللہ کی ذات کے لئے ممکن معدوم ہے اس کی ذات کی طرف نظر کرتے ہوئے، اور حق تعالیٰ کی ایجاد کے باوصف موجود ہے۔ تو جب یہ بات ثابت ہوئی تو حق تعالیٰ جل جلالہ کے سوا کسی شیء کا وجود نہیں ہے مگر حق تعالیٰ کی ایجاد کے سبب اور اس تقدیر پر حق تعالیٰ کے سوا کوئی نافع وضار نہیں ہے۔ اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور جب یہ ثابت ہوا تو حکم اللہ جل جلالہ کے لئے ہے۔ اور دونوں جہانوں میں اللہ جل جلالہ ہی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

نام مذکور رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

"لان ماسوی اللہ باطل لانہ ھالک بقولہ تعالیٰ کل شیء ھالک الا وجہہ وکل ما ھلک فقد بطل فکل ھالک باطل وکل ماسوی اللہ باطل"۔(1)

اس لئے کہ اللہ جل جلالہ کے سوا جو کچھ ہے وہ معدوم ہے کیونکہ وہ اللہ جل جلالہ کے فرمان، ہر شیء ہلاک ہونے والی ہے اللہ جل جلالہ کے سوا، کے مطابق ہلاک ہونے والی ہے اور ہر وہ جو ہلاک ہو وہ معدوم ہوتا ہے۔ پس ہر ہلاک ہونے والی چیز باطل ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علاوہ ہر چیز معدوم ہے۔

(1) تفسیر کبیر جلد 12 صفحہ 183

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور نظریہ وحدۃ الوجود

علامہ امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 505ھ) کی شخصیت عالم اسلام میں محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ آپ کی تصانیف میں بھی جگہ جگہ وحدۃ الوجود کا نظریہ مترشح ہوتا ہے۔ آپ حقیقت توحید پر گفتگو کرتے ہوئے ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

"للتوحید اربع مراتب وینقسم الی لب والیٰ لب اللب والیٰ قشر والیٰ قشر القشر ولتمثل ذالک تقریباً الی الافهام الضعیفة بالجوز فی قشرته العلیا فان له قشرتین وله لب وللب دهن هو لب اللب فالرتبة الاولیٰ من التوحید هی ان یقول الانسان بلسانه لا اله الا الله وقلبه غافل عنه او منکرله کتوحید المنافقین ۔ والثانیة ان یصدق بمعنی اللفظ قلبه کما صدق به عموم المسلمین وهو اعتقاد العوام والثالثة: ان یشاهد ذالک بطریق الکشف بواسطة نور الحق وهو مقام المقربین وذالک بأن یری اشیاء کثیرة ولکن یراها علی کثرتها صادر عن الواحد القهار والرابعة: ان لایری فی الوجود الا واحدا وهی مشاهدة الصدیقین وتسمیة الصوفیة الفناء فی التوحید لانه من حیث لایری الا واحدا فلایری نفسه ایضاً واذا لم یرنفسه لکون مستغرقا بالتوحید کان فانیا عن نفسه فی توحیده بمعنی انه فی عن رؤیة نفسه والخلق ـــــــ"۔[1]

(1) احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 328

توحید کے چار مراتب ہیں اور ان کی تقسیم اس طرح ہے (1) مغز (2) مغز کا مغز (3) چھلکا (4) چھلکے کا چھلکا۔ کم فہم لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہم اس کی ایک مثال دیتے ہیں کہ توحید کی مثال ایسا اخروٹ جو اوپر والے چھلکے میں ہو۔ کہ اس پر دو چھلکے ہوتے ہیں اور اندر ایک مغز (گری) ہوتا ہے پھر مغز کے اندر تیل ہوتا ہے۔ پس توحید کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اپنی زبان سے تو لا الہ الا اللہ کہے مگر اس کا دل اس سے غافل اور منکر ہو یہ منافقوں کی توحید ہے۔ اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ کا دل بھی اس لفظ کے معنی کو سچا جانتا ہو۔ عام مسلمان اس کی تصدیق کرتے ہیں یہ عوام کی توحید ہے اور توحید کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ کو نور حق کے ذریعے اس لفظ کے معانی کشف کے طور پر مشاہدہ ہو جائیں اور یہ مقربین کا مقام ہے اور یہ بایں طور کہ بندہ اشیاء کو تو کثیر جانتا ہے مگر ان کی کثرت کے باوجود ان کو واحد قہار سے ہی صادر سمجھتا ہے اور چوتھا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ وجود صرف ایک ہی نظر آئے یعنی اللہ جل جلالہ کا۔ اور یہ صدیقین کا مشاہدہ ہے اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے اس کا نام "فناء فی التوحید" رکھا ہے یعنی اس مقام پر اس مرتبہ والا آدمی سوائے ایک وجود کے کسی اور کو نہیں دیکھتا یہاں تک کہ اپنے نفس کو بھی نہیں دیکھتا تو جب توحید میں غرق ہونے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھتا تو توحید میں اپنے نفس سے فانی ہو گا یعنی اپنے نفس اور مخلوق کو دیکھنے سے وہ عاجز ہے۔۔۔۔ ان میں پہلے مرتبے والا شخص صرف زبانی موحد ہے جس کے

باعث وہ دنیا میں قتل ہونے سے بچ جاتا ہے۔۔۔۔۔ اور چوتھا شخص اس نظر سے موحد ہے کہ اس کے مشاہدے میں سوائے واحد یکتا کے کوئی اور آیا ہی نہیں ہے۔ وہ سب کو کثرت کی راہ سے نہیں دیکھتا بلکہ وحدۃ کی راہ سے دیکھتا ہے۔ یہ مرتبہ توحید میں سب سے اعلیٰ ہے پس پہلے مرتبہ توحید کی مثال اخروٹ کا چھلکا ہے اور دوسرے مرتبہ کی مثال اخروٹ کے دوسرے چھلکے کی ہے اور تیسرا مرتبہ اخروٹ کے مغز (گری) کے مانند ہے اور چوتھا مرتبہ تیل کی مانند ہے جو کہ مغز میں سے نکلتا ہے"۔

غور فرمائیں! امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کائنات میں وجود واحد پر نظر رکھنے والوں کی توحید کو الغایۃ القصوٰی فی التوحید، توحید کا اعلیٰ و آخری مقام قرار دیتے ہوئے اس کو صدیقین کی توحید قرار دیتے ہیں اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے گزرے ہیں۔ یہاں ہمارے مذکورۃ الصدر دعویٰ کی بھی بھرپور تائید ہوتی ہے کہ معنیٰ وحدۃ الوجود حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بھی موجود تھا تاہم اس نظریہ کی تدوین حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔

یونہی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک اور تصنیف میں رقمطراز ہیں:

"من هنا ترقى العارفون من حضيض المجاز الى رفاع الحقيقة واستكملوا معراجهم فرأوا بالمشاهدة العيانية ان ليس فى الوجود الا الله تعالىٰ وان كل شىء هالك الا وجهه لا انه يصير هالكا فى وقت من الاوقات بل هو هالك ازلا

وابدا لایتصور الا کذالک فان کل شیء سواہ اذا اعتبر ذاتہ من حیث ذاتہ فھو عدم محض"۔ (1)

یہی وہ مقام ہے کہ جہاں پر عارف لوگ مجاز کی پستیوں سے حقیقت کی بلندیوں تک ترقی کر گئے اور اپنی معراج کی تکمیل میں لگ گئے یہاں تک کہ انہوں نے عینی مشاہدہ سے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی وجود نہیں ہے۔ اور یہ کہ اس کی ذات کے سوا ہر چیز معدوم ہونے والی ہے (کل شیء ھالک الا وجہہ) اور یہ نہیں کہ ہر چیز کسی نہ کسی وقت ہلاک ہونے والی ہے بلکہ ازلی، ابدی طور پر ہلاک ہونے والی ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی چیز کی ذات کا اعتبار اس کی ذات کے لحاظ سے کریں گے تو وہ عدم محض ہو گی۔

امام مذکور مزید لکھتے ہیں:

"العارفون بعد العروج الیٰ سماء الحقیقۃ اتفقوا علی انھم لم یروا فی الوجود الا الواحد الحق۔ لکن منھم من کان لہ ہذہ الحال عرفانا علمیا ومنھم من صار لہ ذالک حالا ذوقا وانتفت عنھم الکثرۃ بالکلیۃ واستغرقوا بالفردانیۃ المحضۃ والستوفیت فیھا عقولھم فصاروا کالمبھوتین فیہ ولم یبق فیھم متسع لاالذکر غیر اللہ ولاالذکر القسم ایضاً فلم یکن عندھم الا اللہ، فسکروا سکرا دفع دونہ سلطان عقولھم،

(1) مشکوۃ الانوار جلد1 صفحہ6

فقال احدہم انا الحق وقال الاخر سبحانی مااعظم شانی وقال آخر ما فی الجبۃ الا اللہ "۔[1]

عارفان الٰہی حقیقت کے بلندیوں کی طرف عروج پانے کے بعد اس بات پر متفق ہیں کہ انہوں نے وجود میں سوائے ذات حق کے اور کوئی نہیں دیکھا۔ لیکن ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جنہیں اس حالت میں عرفانی علمی حاصل ہوتا ہے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کی حالت ذوقی وحالی ہوتی ہے۔ ان سے کثرت بالکل ختم ہو جاتی ہے اور وہ فردانیت محضہ میں غرق ہو جاتے ہیں اور ان کی اس حالت میں ان کی عقلیں فوت ہو جاتی ہیں تو وہ مبہوت لوگوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس حالت میں ان کے ہاں نہ تو اللہ جل جلالہ کے سوا کسی چیز کے ذکر کی گنجائش رہتی ہے اور نہ ہی اپنا آپ یاد رہتا ہے۔ ان کے ہاں اللہ جل جلالہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا تو اس حالت میں وہ نشہ عشق (حالت سکر) میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس سے ان کی عقلیں ساتھ چھوڑ دیتی ہیں تو پھر ان میں سے ایک "انا الحق" کہتا ہے تو دوسرا "سبحانی ما اعظم شانی" اور ایک اور بولتا ہے "مافی الجبۃ الا اللہ" (جبہ میں اللہ جل جلالہ کے سوا اور کوئی نہیں)۔

(۱) مشکوۃ الانوار جلد 1 صفحہ 7

شیخ ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن بن مالک رحمۃ اللہ علیہ اور وحدۃ الوجود

حضرت شیخ قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ) علم و عمل کی دنیا کا ایک انمٹ نام ہے آپ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ آپ دیوبندی وہابی حضرات کے بھی ممدوح ہیں۔

آپ اپنے مشہور رسالہ قشیریہ میں وحدۃ الوجود کے متعلق رقمطراز ہیں:

"جس طرف بھی نظر ڈالیں ان کو ہر طرف توحید ہی توحید نظر آتی ہے اور انہیں اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے پھر ان کو مخلوق میں سے کوئی ایک بھی نظر نہیں آئے گا اس لئے کہ مخلوق کا تو وجود ہی نہیں ہے اور جب وجود ہی نہیں تو پھر ایسی چیز کا اثبات شرک فی التوحید ہو گا"۔[1]

آپ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"جو شخص تفرقے کا پردہ چاک کر دے گا۔ اس پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اللہ جل جلالہ کو کوئی غیر نہیں ہے (یعنی اللہ جل جلالہ کے غیر کا وجود ہی نہیں ہے)"۔[2]

آپ "الحی القیوم" کے تحت رقمطراز ہیں:

"جس کو اس حقیقت کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے غیر کا اثبات (وجود) کہیں نظر نہ آئے"۔[3]

(1) رسالہ قشیریہ صفحہ 128

(2) رسالہ قشیریہ صفحہ 213

(3) رسالہ قشیریہ صفحہ 140

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور نظریہ وحدۃ الوجود

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور عند الفریقین مسلم شخصیت ہیں آپ کی تعلیمات سے بھی "وحدۃ الوجود" کے نظریے کی تائید وتوثیق ملتی ہے آپ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"فی الحقیقت صحیح صوفی وہ ہے جو توحید کے اس مقام پر فائز ہو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات کے علاوہ وہ تمام اشیاء کو فانی مانے"۔(1)

نیز آپ کی کتاب عوارف المعارف میں کئی مقامات پر وحدۃ الوجود کی تشریحات ملتی ہیں۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدۃ الوجود

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ماسوائے شیعہ تمام مسالک کی متفقہ شخصیت ہیں دیوبندی وغیر مقلدین حضرات کے ممدوح ہیں۔ بعض موجودہ غیر مقلدین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے ائمہ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا اکابر تسلیم کیا ہے۔(2)

---

(1) عوارف المعارف صفحہ 135

(2) کتاب تاریخ اہل حدیث میں علامہ ابراہیم میر سیالکوٹی صفحہ 464 پر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھتے ہیں: آپ ہندوستان بھر میں استاذ الاساتذہ خاتم المفسرین والمحدثین تھے۔۔۔۔ آپ اپنے زمانہ میں مرجع علماء ومشائخ تھے۔۔۔ آپ کمالات باطنی بھی رکھتے تھے۔۔۔۔ ر

زمین ہند میں عمل بالحدیث کا بیج حقیقت میں آپ کے والد بزرگوار نے بویا تھا اور آپ نے اسے برگ وبار بخشا ورنہ بلاد ہند میں کوئی شخص علاوہ فقہ حنفی کے علم حدیث سے تمسک نہیں کرتا تھا۔

- کتاب تحریک آزادی فکر صفحہ 106 پر مولوی اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں: کہ شاہ عبدالعزیز عقیدۃً اہل حدیث تھے۔
- کتاب "تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں" صفحہ 228 پر قاضی محمد اسلم سیف صاحب لکھتے ہیں: موصوف (شاہ عبدالعزیز) فکر ولی اللہی کے ترجمان تھے۔ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی تحریک فقہ الحدیث کے علمبردار تھے۔ تقلید جامد اور تقلید شخصی میں حق منحصر نہیں سمجھتے تھے۔۔۔۔ ان کے تلامذہ شاہ رفیع الدین، شاہ اسماعیل دہلوی، عبدالحی بڈھانوی ہیں۔
- مشہور غیر مقلد عالم ابراہیم میر سیالکوٹی اپنی کتاب "سراجاً منیراً" صفحہ 30 پر لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مقام حضوری حاصل تھا۔
- شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" صفحہ 189 پر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو "ملازمت جناب ہدایت مآب، قدوہ ارباب صدق وصفا، زبدہ اصحاب فنا وبقا، سید العلماء، سند اولیاء، رحمۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین" جیسے القابات سے نوازا ہے۔
- اس کے علاوہ اہل حدیث اکابر کی سینکڑوں کتب میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو انتہائی مودبانہ انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔ نیز آپ کی تحریرات کو بطور مستدل اپنی اپنی کتب کی زینت بنایا گیا ہے۔
- "تذکرۃ المناظرین" میں مولانا محمد مقتدی اثری صفحہ 128 پر لکھتے ہیں کہ نواب صدیق حسن بھوپالی کے والد سید اولاد حسن، شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔

مشہور محدث عالم ربانی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق فرماتے ہیں:

"اول معنی ایں دو کلمہ باید فہمید باز حقیقت حال باید شنید معنی وحدت الوجود آنست کہ وجود حقیقی بمعنی مابہ الموجودیۃ نہ بمعنی مصدری اعتباری ایک چیز است کہ در واجب واجب ودرممکن ممکن ودر جوہر جوہر ودر عرض عرض وایں اختلافات موجب اختلافات درذات نمی شوند مثل شعاع آفتاب کہ بر ہر پاک وناپاک می افتد وفی ذاتہ پاک است ناپاک نمی شود وایں مسئلہ فی نفسہ حق است وہیچ گونہ مخالف شرع نیست زیر است کہ ہر مرتبہ از مراتب ایں وجود حقیقی حکمے جداگانہ دارد وشرع شریف بیان حکم ہر مرتبہ می کنند بعضے راہادی وبعضے را مضل وبعضے را واجب الاطاعۃ وبعضے را واجب العصیان وبعضے را حلال وبعضے را حرام وبعضے راپاک وبعضے را ناپاک می فرمائید مردم کوتاہ بیں میدانند کہ ایں ہمہ اختلاف ذات است حاشا وکلا ایں ہمہ اختلاف شیون واعتبارات است"۔(1)

- "پاک وہند میں علمائے حدیث" صفحہ 24 پر مولوی ارشاد الحق اثری صاحب نے حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور انہیں اپنے بڑوں میں شمار کیا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے کتاب کا نام ہی کافی ہے۔

(1) فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ 124 (فارسی)

عبارت مذکور کا مفہوم وخلاصہ یہ ہے کہ:

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ وحدت وجود و شہود کا معنی کیا ہے؟ وحدت الوجود کا معنی یہ ہے کہ وجود حقیقی بمعنی ما بہ الموجودیت ایک چیز ہے وہی ایک چیز واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن ہے جوہر میں جوہر اور عرض میں عرض اس اختلاف سے لازم نہیں آتا کہ ذات میں اختلاف ہو مثلاً سورج کی کرنیں پاک چیز پر بھی پڑتی ہیں اور ناپاک پر بھی لیکن کرنیں ناپاک نہیں ہوتیں یہ مسئلہ بالکل حق ودرست ہے اور اس میں شریعت کی کوئی مخالفت نہیں اس لئے کہ شریعت نے ہر ہر مرتبے کے الگ الگ احکام مقرر فرمائے ہیں بعض کو ہدایت دینے والا بنایا بعض کو گمراہ کرنے والا۔ بعض کی اطاعت ضروری بعض کی اطاعت گناہ بعض چیزیں حلال بعض حرام ہیں بعض پاک بعض ناپاک تنگ نظر آدمی کو یہ ذات میں اختلاف نظر آتا ہے حالانکہ یہ سب اعتبارات میں اختلاف ہے۔(1)

نیز لکھتے ہیں:

"مسئلہ وحدۃ الوجود کی بناء حضرات صوفیاء کے کشف وشہود پر ہے اہل تصوف نے اس غرض سے کہ ان کے کشف وشہود کی تائید میں جو ثابت

(1) فتاویٰ عزیزی صفحہ 136 (اردو)

کیا ہے کہ مسئلہ وحدت الوجود کا قرآن شریف اور حدیث شریف سے مفہوم ہوتا ہے"۔[1]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"تحقیق یہ ہے کہ وحدۃ وجود مرتبہ ذات خلو میں اطلاق میں حق ہے اور توحید شہودی کہ اس سے غیریت ظاہر ہوتی ہے مراتب تعینات میں صحیح اور واجب التسلیم ہے فی الواقع دونوں امر صحیح ہیں"۔[2]

پھر ایک اور مقام پر مسئلہ کی تحقیق میں مزید رقم طراز ہیں:

"اسی فرق کی بناء پر ظاہری شریعت کے احکام میں مومن کے بارے میں رہائی ونجات کا حکم ہے کافر کے بارے میں قتل وقید کا، زن منکوحہ حلال ہے اور زن اجنبیہ حرام، باپ کی تعظیم واجب ہے اور سرکش کافر کی توہین واجب ہے اس جماعت صوفیہ کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ وجود عین ذات حق ہے اور وجود کا ظہور مظاہر مختلفہ میں ہے لیکن اس کے باوجود، وجود مرتبہ احدیت میں پاک ہے اور نقائص سے منزہ ہے اور کمالات سے متصف ہے یہی مذہب اکثر صوفیاء اور علمائے نامدار کا ہے ان میں معتبر ہستیاں مشائخ قادریہ میں سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبد الکریم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبد الرزاق جھجانوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور کبرویہ میں سے مولانا جلال

---

(1) فتاویٰ عزیزی صفحہ 143

(2) فتاویٰ عزیزی صفحہ 144

الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، سہروردیہ میں سے شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، چشتیہ میں سے سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ اور سید جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور نقشبندیہ میں سے خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ملا عبد الغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبد الرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ شمس الدین مغازی قیصری رحمۃ اللہ علیہ اور سعید الدین فرغانانی رحمۃ اللہ علیہ سب وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ حضرات صوفیاء رحمہم اللہ کی دوسری جماعت کا کہنا یہ ہی کہ وحدت وجود کسی حقیقت کا نام نہیں بلکہ ایک کیفیت ہے جو سالک کو بعض اوقات نظر آتی ہے جیسے سورج کی روشنی میں ستارے بے نور ہو جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے حالانکہ وہ موجود تو ہوتے ہیں صرف سورج کی روشنی کے غلبہ کی وجہ سے ان کا وجود نظر نہیں آتا۔ یہ مذہب شیخ علاؤ الدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیروکاروں کا۔ یہی مذہب ہے۔(1)

شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید ایک جگہ وحدۃ الوجود کی بابت سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"مسئلہ وحدۃ وجود حق ہے اور مطابق واقع ہے اس واسطے کہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے یہ ثابت ہے"۔(2)

---

(1) فتاوٰی عزیزیہ جلد اول صفحہ 141

(2) فتاوٰی عزیزی صفحہ 166

پھر وحدۃ الوجودی کے بارے میں سوال کا جواب ایک اور جگہ ان لفظوں میں دیتے ہیں:

"وحدت وجود کا قائل ہونا ایسے طور پر کہ احکام شرع کے خلاف نہ ہو عین ایمان واسلام ہے اس میں کفر کا شائبہ نہیں، یعنی سب موجودات کو مظاہر حق جانے اور یہ سمجھے کہ وجود ایک ہے"۔[1]

اور پھر جگہ جگہ پر "وحدۃ الوجود" کا نظریہ رکھنے والوں کی بابت توحید وجودی کا لفظ استعمال کر کے شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کر دیا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود خلاف توحید نہیں ہے، آپ لکھتے ہیں:

"اولیاء اللہ جو قائل توحید وجودی گزرے ہیں ان کی تحقیر واہانت وتکفیر وتذلیل نہ کرنا چاہیئے اور عوام کے حق میں بہتر ہے کہ اس مسئلہ میں نفی، اثبات سے سکوت اختیار کریں اور اس میں بحث وتکرار نہ کریں اس واسطے کہ ہر شخص کی عقل میں یہ مسئلہ نہیں آتا"۔[2]

(1) فتاوٰی عزیزی صفحہ 152

(2) فتاوٰی عزیزی صفحہ 126

شاہ اسماعیل دہلوی اور وحدۃ الوجود

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کی متفقہ اور مسلمہ شخصیت شاہ اسماعیل دہلوی صاحب[1] نے تو مسئلہ وحدۃ الوجود اور صوفیاء کے مسلک کے دفاع پر پوری 432 صفحات پر مشتمل کتاب "عبقات" تحریر کی ہے۔

---

(1) شاہ اسماعیل دہلوی غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کی مسلمہ شخصیت ہیں۔ اس پر چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

- پہلا حوالہ: کتاب فتاوی ثنائیہ جلد نمبر 1 صفحہ 382 پر وہابی اہل حدیث کے بہت بڑے مفتی وعالم مولانا شاہ اللہ امرتسری سے سوال ہوتا ہے کہ حنفی لوگ یہ کہتے ہیں کہ مولانا نذیر حسین، شاہ اسماعیل شہید، نواب صدیق حسن خان صاحب حنفی تھی، کیا یہ حق ہے۔
جواب: یہ تینوں صاحب پکے اہل حدیث (وہابی) تھے۔
اسی کتاب کے صفحہ 99 پر ہے: حضرت اسماعیل شہید اعتقاداً وعملاً اہل حدیث تھے۔ نیز اسی جلد کے صفحہ 34 پر ہے: کہ شہید ملت امیر المومنین شاہ اسماعیل دہلوی سے آپ شاہ اللہ امرتسری کو خاص عقیدت تھی شہید کا جب ذکر آتا تو والہانہ انداز میں فرماتے۔ اسماعیل وما ادراک اسماعیل۔
- دوسرا حوالہ: "کتاب تحریک اہل حدیث" اس کتاب کے مصنف قاضی محمد اسلم سیف صفحہ 231 پر لکھتے ہیں: "شاہ اسماعیل نے حدیث کا وہ فیضان عام کیا کہ بے حجابانہ، بے باکانہ طور پر عمل بالحدیث کا پرچم سربلند کیا اور کاروان عمل بالحدیث کی حدی خوانی شروع کی" اس کتاب میں چار صفحات پر شاہ اسماعیل کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے کہ وہ اہل حدیث وہابیوں کے اکابرین میں سے ہے۔

- تیسرا حوالہ: کتاب "خطبات روپڑی" اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل ان کے بڑے عالم تھے، اہل حدیث کے بہت بڑے مناظر اور عالم عبد اللہ روپڑی اس میں لکھتے ہیں: "جماعت اہل حدیث میں ایسے ایسے خلیب پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی خطابت کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید دہلوی اسی طرح کے پائے کے خطیب تھے"۔
- چوتھا حوالہ: سیرۃ ثنائی یہ ثناء اللہ امرتسری کی سوانح حیات عبد المجید خادم سوہدروی اس کے مرتب ہیں اس کے صفحہ 300 پر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ اسماعیل شہید کو اکابر امت لکھا ہے۔
- پانچواں حوالہ: فتاوٰی ثنائیہ جلد اول صفحہ 90 سے لیکر 104 تک شاہ اسماعیل کی تعریفیں لکھی ہیں اور اس کے غیر مقلد ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں اور شاہ اسماعیل کی کتابوں پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔
- چھٹا حوالہ: کتاب "اٹھتے ہیں حجاب آخر" مصنف پروفیسر زائد حسین مرزا نے شاہ اسماعیل کو اپنے بزرگوں میں لکھا اور خراج تحسین پیش کیا۔
- ساتواں حوالہ: کتاب "تاریخ اہل حدیث" مصنف ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب نے صفحہ 466 سے 470 تک شاہ اسماعیل کی شان بیان کی ہے اور انہیں اپنا بزرگ شمار کیا۔
- آٹھواں حوالہ: کتاب "البریلویہ" کا اردو ترجمہ "بریلویت" وہابیوں اہل حدیثوں کے سرخیل امام العصر احسان الٰہی ظہیر نے اس کے صفحہ 215 پر لکھا ہے کہ "شاہ اسماعیل شہید وہابی تحریک کے سرخیل تھے"۔
- نواں حوالہ: "فتاوٰی برائے خواتین" اس کے مقدمے میں صفحہ 8 پر انہوں نے شاہ اسماعیل دہلوی کو اپنے علماء و صالحین میں لکھا ہے۔

- دسواں حوالہ: مرزا حیرت دہلوی نے شاہ اسماعیل کے مناقب پر پوری 385 صفحات کی کتاب "حیات طیبہ" لکھ ڈالی جس میں واضح طور پر انہیں اہل حدیث کا سرخیل اور بانی مبانی لکھا ہے۔
- گیارہواں حوالہ: "فتاوی سلفیہ" مصنف اسماعیل سلفی صاحب نے اس میں شاہ اسماعیل کو اپنا پیشوا لکھتے ہوئے ان کی کتب پر اٹھنے والے اعتراضات کا تفصیلا جواب دیا ہے۔
- بارہواں حوالہ: "فتاوی نذیریہ" غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی جلد اول صفحہ 107 پر لکھتے ہیں: مولانا (اسماعیل) کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا، اور عالم دیندار، متقی اور پرہیز گار اور محدث اور حافظ قرآن ہونا آفتاب کی مانند ثابت ہے۔ دہلوی صاحب نے اپنے فتاوی میں تقریبا دو درجن سے زائد مقامات پر شاہ اسماعیل کی وکالت کرتے ہوئے انہیں اپنے اکابر میں شمار کیا اور فتاوی نذیریہ جلد اول ص 46 پر شاہ اسماعیل کو مجدد لکھا ہے۔
- تیرہواں حوالہ: "تذکرۃ المناظرین" مصنف مولانا محمد مقتدی اثری عمری، شاہ اسماعیل کو اہل حدیث وہابی جماعت کے مناظرین میں شمار کرتے ہوئے صفحہ 96 سے 99 تک ان کے مناظروں کا ذکر کرتے ہوئے ابراہیم میر سیالکوٹی کے حوالے سے لکھتے ہیں: اگر شاہ اسماعیل شہید جیسا ایک اور اہل حدیث محدث، مجاہد ہو جاتا تو ہندوستانی مسلمانوں کی قسمت میں کبھی ذلت نہ ہوتی صفحہ 99۔
- چودہواں حوالہ: "حقانیت مسلک اہل حدیث" مصنف ابو معاویہ عبدالرحمن منیر راجو دہلوی صفحہ 134 پر صراط مستقیم کی عبارت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: صراط مستقیم پر شاہ اسماعیل کا نام ہونے اور آپ کے اہل حدیث ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث بدنام ہو گئی۔
- پندرہواں حوالہ: "تحریک آزادی فکر" مصنف مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب، آپ نے بھی صفحہ 504 پر مذکورہ بالا عبارت لکھی اور دو ٹوک انداز میں لکھتے ہیں مولانا شاہ اسماعیل صاحب اہل حدیث تھے۔

- سولہواں حوالہ: دور حاضر کے مشہور اہل حدیث محقق اور کثیر التصانیف مولانا ارشاد الحق اثری صاحب اپنی کتاب "خدمات حدیث" صفحہ 27 میں لکھتے ہیں: شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل نے اہل حدیث کی عملاً تکمیل کی۔
- ستارہواں حوالہ: "مقدمه ہدایة المستفید" صفحہ 70 کا ہے اور اہل حدیثوں کے مشہور عالم مولانا بدیع الدین راشدی صاحب شاہ اسماعیل کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں: امام الحق، فرید العصر، وحید الدھر، المجاہد لاعلاء کلمة الله والشہید فی سبیل الله، السید اسماعیل بن عبدالغنی۔
- اٹھارہواں حوالہ: مسلک اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اپنی کتاب "معیار الحق" کے صفحہ 120 پر شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: شہید فی سبیل الله الجلیل، محی الدین۔ (دین کو زندہ کرنے والے) مولانا محمد اسماعیل نے ایسے ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شیعہ کا رفض ٹھہرایا ہے۔
- انیسواں حوالہ: کتاب "تاریخی حقائق" مصنف احسن اللہ ڈیانوی عظیم آبادی یہ کتاب مصدقہ ہے ارشاد الحق اثری صاحب کی اس کا صفحہ 41 ہے اس پر موجود ہے کہ شاہ اسماعیل اور سید احمد، اہل حدیث تھے اس پر لکھتے ہیں: شاہ اسماعیل کی تصانیف تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تنویر العینین۔ اور منصب امامت کا اگر کھلے دل سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث بلکہ عامل بالحدیث بلکہ تقلید کے سخت مخالف تھے۔
- بیسواں حوالہ: "حضیرۃ القدس" مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی جن کے بارے میں "تحریک اہل حدیث" صفحہ 176 پر ہے کہ وہ مجدد وقت تھے یہ بھی شاہ اسماعیل کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔
- اکیسواں حوالہ: "تواریخ عجیبہ" مصنف، جعفر تھانیسری صفحہ 142 تا 150 میں لکھا ہے جس کا خلاصہ ہے کہ شاہ اسماعیل نے تقلید کے خلاف مناظرے کیئے اور رفع یدین کے اثبات پر کتاب

لکھی، نماز میں مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا اولیٰ قرار دیا، آمین بالجہر افضل قرار دی (اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ غیر مقلدین ہی کا طریقہ ہے مقلدین کا نہیں)۔

بائیسواں حوالہ: "برصغیر میں اہل حدیث کی آمد" صفحہ 342 پر مصنف لکھتے ہیں: اہل حدیث عوام وخواص نے برصغیر کی سیاست میں ہمیشہ پرجوش انداز سے حصہ لیا۔ 6 مئی 1831 کو بالاکوٹ کے میدان میں حضرت سید احمد بریلوی، مولانا اسماعیل دہلوی اور ان کے رفقاء نے جام شہادت نوش کیا۔ (یہاں واضح طور پر اسماعیل دہلوی اور سید احمد کو اہل حدیث شمار کیا ہے)۔

تئیسواں حوالہ: کتاب "ہدیۃ المہدی" ص 36 پر نواب وحید الزمان صاحب شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: "قال الشیخ اسماعیل من اصحابنا لو تصور الشیخ الخ"۔ یعنی ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ شاہ اسماعیل نے کہا ہے۔

چوبیسواں حوالہ: کتاب "مسلمانوں کا روشن مستقبل" صفحہ 28 مسٹر سر جیمس اوکنلے لکھتے ہیں: سید احمد بریلوی کی جماعت دو مختلف اور متضاد گروہوں سے مرکب تھی ـــــ دوسرے گروہ کے سردار مولوی اسماعیل تھے جو چاروں اماموں کی تقلید سے آزاد تھے اور براہ راست حدیث کو اپنا ماخذ قرار دیتے تھے۔

پچیسواں حوالہ: کتاب "حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی" مصنف حکیم محمود احمد برکاتی ص 161 رقمطراز ہیں: شاہ نے علی الاعلان مخالف احناف ترک تقلید اور عمل بالحدیث نہ صرف خود شروع کیا بلکہ اس کی مہم چلائی (ظاہر ہے پھر غیر مقلد ہوا)۔

چھبیسواں حوالہ کتاب "بریلوی علماء اور انگریز" مصنف غیر مقلد عالم عبد اللہ ایم اے نے صفحہ 197 پر شاہ اسماعیل کو کٹر اور متعصب وہابی لکھا ہے۔

ستائیسواں حوالہ: کتاب "موج کوثر" مصنف شیخ محمد اکرم اہل حدیث ص 103 پر لکھتے ہیں: وہابی عقائد میں ایک اہم عقیدہ عدم وجوب تقلید شخصی کا ہے اس مسئلہ پر شاہ اسماعیل شہید نے سفر حج کے بعد اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔

آپ اپنی کتاب عبقات صفحہ 65 پر لکھتے ہیں:

"مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہو گیا ہے کہ اس عقیدے کے ماننے والے کہتے ہیں کہ خالق ہی مخلوق ہے اور مخلوق ہی خالق ہے یعنی ذاتاً دونوں ایک ہی ہیں یہ غلط ہے"۔

- اٹھائیسواں حوالہ: "تراجم علمائے حدیث ہند" مصنف ابو یحییٰ امام خان نوشہروی صفحہ 67 حصہ اول سے لے کر 112 تک شاہ اسماعیل دہلوی کے مناقب لکھے ہیں اور جگہ جگہ تصریح ہے کہ یہ اکابرین اہل حدیث میں سے ہیں اور کتاب کا نام ہی مطلب سمجھنے کے لئے کافی ہے۔
- انتیسواں حوالہ: "خطبات بہاولپوری" جلد اول 327 پر مصنف حافظ عبد اللہ بہاولپوری جسے اہل حدیث مجدد بہاولپوری کے نام سے یاد کرتے ہیں، نے شاہ اسماعیل کو اہل حدیث قرار دیا ہے۔
- تیسواں حوالہ: ابو الحسن علی ندوی کے والد سید عبد الحی "عوارف المعارف فی انواع العلوم والمعارف" میں لکھتے ہیں: پھر اس زمانے میں ان کے اندر ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی جس نے مذاہب اربعہ کی تقلید کو چھوڑ دیا اور کتاب وسنت کو پکڑا، پھر ان میں بعض ایسے ہوئے جنہوں نے افراط و تفریط کے درمیان توسط کی راہ اختیار کی اور وہ اس طرف گئے کہ مقلد کو اپنے امام کے قول کے خلاف روایات تک رسائی کی قدرت ہو تو اسے کسی خاص امام کی تقلید روا نہیں ہے اور مطلق تقلید جائز ہے ورنہ ہر عامی کو اجتہاد کا مکلف قرار دینا لازم آئیگا یہ شیخ ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی ان کے پوتے اسماعیل بن عبد الغنی بن ولی اللہ اور سیدنا امام احمد بن عرفان بن نور شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بیشتر پیروؤں کا یہی مسلک ہے۔

90 پر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف تحریر کرتے ہیں:

"میرا آخری انکشاف یہ ہے کہ صورتیں جیسے آئینہ میں نظر آتی ہیں اسی طرح حق عزوجل کے آئینہ میں وجود منبسط کو میں پا رہا ہوں"۔

شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی اسی کتاب میں مختلف حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ وحدۃ الوجود کا نظریہ بھی حق ہے اور وحدۃ الشہود کا نظریہ بھی حق ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد صفحہ 87 پر لکھتے ہیں:

"حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہی مسلک ہے"۔

شاہ اسماعیل دہلوی لاموجود الا اللہ میں وحدۃ الوجود والوں کے نظریہ کی حمایت میں اتنا آگے نکل گئے کہ یہاں تک لکھ دیا:

"پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان و زمین، شجر و حجر، درخت، پتھر آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بجنسہٖ خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل کا عین ہیں یا غیر ہیں ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر و حجر سے تمہاری کیا مراد ہے شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں، ان آثار کا مبدا اور ان احکام کی جو چیز منشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنسہ اللہ اور عین خدا ہیں"۔(1)

(1) عبقات صفحہ 161

Marfat.com

شاہ اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"پھر جب کوئی اور لطیفہ غیبی اور جذبہ لاریبی اس طالب کو پہنچتا ہے تو اس کے ادراک کو نہایت بڑی وسعت اور بے حساب فراخی حاصل ہو جاتی ہے جس کے سبب سے تمام حقائق کونیہ اور موجودات امکانیہ ذات بیچوں کے سامنے نیست ونابود نظر آنے لگتے ہیں اور جو نسبت پہلے مقام میں اس طالب کے اپنے نفس اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کے درمیان ظاہر ہوئی تھی اب اس مقام پر جو چیز عرصہ وجود میں ظہور پذیر ہے اس کے اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کے درمیان ظاہر ہونے لگتی ہے غرض بساط وجود پر حضرت حق کی قیومیت کا انبساط اور ان حقائق منکثرہ کا قیام اس ذات واحد یکتا کے ساتھ اس کی سمجھ میں آجاتا ہے اور آیت "ھو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شیء علیم" کے ساتھ دم مارنے لگتا ہے ـــــــــ اور اس مقام کے لوازم سے ہے وحدۃ الوجود سے دم مارنا اور معارف الٰہیہ کے ساتھ لب کھولنا"۔ (1)

(1) صراط مستقیم صفحہ 14

وحدۃ الوجود اور اہل حدیث مناظر اعظم

وحدۃ الوجود کے نظریہ کے متعلق غیر مقلدین کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنے فتاوٰی میں لکھتے ہیں:

وجود کے اصل معنی ہیں مابہ الموجودیہ یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے اس کی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی مابہ الموجودیت صرف ایک ہی چیز ہے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ' نے اس کے متعلق ایک بامعنی رباعی لکھی ہے:

لا آدم فی الکون ولا ابلیس | لا ملک سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارۃ وانت المعنی | یامن ھو للقلوب مقناطیس

شیخ ممدوح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں۔

یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے:

نظر آتا ہے جو کچھ نور وحدت کی تجلی ہے
یہ نقش اہل بصیرت کے لئے وجہ تسلی ہے

اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کی مثال یہ ہے کہ کسی مکان کی کوٹھڑیوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ ان کے پیچھے ایک لیمپ رکھ دیا جائے تو باہر سے دیکھنے والا ان شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر باریک نظر والا لیمپ کی

وحدۃ کو ملحوظ رکھے گا، قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: "الله نور السموات والارض" اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الموجد کے ہوں گے جو بالکل ٹھیک ہے۔ اور اسماعیل سلفی سیالکوٹی صاحب سے مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق پوچھا گیا تو کہا کہ "وحدۃ الوجود کے سوا چارہ نہیں ہے"۔(1)

(1) فتاوی ثنائیہ جلد اول ص146

نواب وحید الزمان خان اور نظریہ وحدۃ الوجود

غیر مقلدین کے معتمد علیہ عالم دین نواب وحید الزمان صاحب[1] وحدۃ الوجود

---

(1) نواب وحید الزمان غیر مقلدین حضرات کی مسلمہ شخصیت ہیں۔ اس پر غیر مقلدین علماء کی معتبر کتب سے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

- کتاب "چالیس علمائے اہل حدیث"، مصنف عبد الرشید عراقی صفحہ 103 تا 109 تک آپ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ عبد الرشید عراقی لکھتے ہیں: مولانا وحید الزمان کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ایک نئے رنگ میں خدمت حدیث کی ہے آگے لکھتے ہیں: مولانا ایک بلند پایہ عالم دین مفسر قرآن، محدث، فقیہ، مورخ، متکلم، معلم، مترجم، نقاد، دانشور، مبصر، مصنف اور عربی فارسی اور اردو کے بلند مرتبہ ادیب تھے اور انہیں سند فراغت وسند حدیث سید نذیر حسین دہلوی سے ملی آپ نے اپنے بھائی سے متاثر ہو کر اہل حدیث مسلک قبول کیا، کتاب کے مقدمہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز لکھتے ہیں کہ: مولانا وحید الزمان کی خدمات حدیث ناقابل فراموش ہیں۔
- اہل حدیث کے چوٹی کے عالم بدیع الدین الراشدی صاحب جن کے والد میاں نذیر حسین دہلوی کے سند یافتہ تھے اور بدیع الدین راشدی ثناء اللہ امر تسری کے شاگرد ہیں (چالیس علمائے حدیث صفحہ 403)، آپ "ہدایۃ المستفید" کے مقدمے میں اہل حدیث علماء کی خدمات دینیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ وحید الزمان کو ان میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "نواب عالی جاہ، عالم باعمل، فقیہ وقت، محب السنۃ، وحید الزمان"۔
- "تحریک اہل حدیث" صفحہ 330 پر ہے: وحید الزمان رحمہ اللہ شیخ الکل نذیر حسین کے شاگرد تھے۔ ان کی کتاب ہدیۃ المہدی 1906ء میں شائع ہوئی (مقدمہ لغات الحدیث جلد 2

کی بابت لکھتے ہیں :

"بہر حال وحدۃ الوجود والے صوفیاء اور انہیں میں سے ایک محی الدین ابن عربی ہیں پس وہ ذات حق کا اشیاء میں حلول اور اتحاد کا نہیں کہتے بلکہ وہ تو ذات حق کو مخلوق سے جدا عرش پر جلوہ گر ثابت کرتے ہیں وہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ من وجہ ذات حق عین خلق ہے اور وہ جہت وجود

صفحہ 2) 1906 کے بعد اہل حدیث کے حافظ عبد اللہ غازی پوری، مولانا احمد حسن، مولانا ثناء اللہ امر تسری، محمد بن ابراہیم جونا گڑھی، قاضی سلیمان منصور پوری، ابراہیم میر سیالکوٹی، عبدالمجید سوہدروی جیسے 34 چوٹی کے علماء گزرے اور ان کی 1395 تصانیف ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ آج تک اہل علم، اہل حدیث اہل علم، مولانا وحید الزمان کو اپنا اکابر سمجھتے ہیں اور جگہ جگہ ان کے نام کے ساتھ دیگر القابات کے ساتھ ساتھ رحمۃ اللہ جیسے دعائیہ کلمات بھی لکھ رہے ہیں جیسے

- کتاب اہل حدیث کی خدمات حدیث مصنف ارشاد الحق اثری صاحب صفحہ 80 .
- اہل حدیث کی علمی خدمات مصنف نوشیروی صاحب صفحہ 59
- احادیث ہدایہ مصنف ارشاد الحق اثری صاحب صفحہ 17.
- تحفہ حنفیہ مصنف داؤد ارشد صاحب صفحہ 389 پر لکھتے ہیں مولانا وحید الزمان بلاشبہ ایک فاضل شخص تھے۔
- تاریخ اہل حدیث، مصنف مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی صفحہ 482 امام الکل نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں میں شمار کیا۔
- عقیدہ مسلم مصنف یحییٰ گوندلوی صاحب صفحہ 13 تا 15 علامہ وحید الزمان کی خراج تحسین پیش کیا۔

کی بناء پر ایسا کہتے ہیں بے شک وجود ایک ہی ہے اور وہ ذات حق کا ہے باقی تمام اشیاء محض اسی وجود کے سبب سے موجود ہیں ان تمام اشیاء کا کوئی مستقل وجود نہیں ہے"۔ (1)

علماء اہل حدیث و نظریہ وحدۃ الوجود

مسئلہ وحدۃ الوجود کی بابت بہت سارے لوگ فتویٰ بازی میں جلدی کرتے ہیں بالخصوص اہل حدیث حضرات اس معاملے میں بڑی پھرتی دکھاتے ہیں۔ ان حضرات سے گذارش ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کے خلاف زہر اگلنے سے پہلے ذرا ادھر بھی نظر فرمالیں۔ مشہور زمانہ غیر مقلد مناظر عبداللہ روپڑی صاحب سے سوال ہوتا ہے۔

سوال: مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی صوفیاء کے نزدیک کیا تعریف ہے؟ اور محققین علماء اس کے کیا معنی مراد لیتے ہیں؟ اور یہ توحید وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی زمانہ سلف میں تھی یا نہیں؟

جواب: مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نفحات الانس من حضرات القدس" فارسی کے صفحہ 17 لغایت صفحہ 20 میں بحوالہ ترجمہ العوارف باب اول توحید کے چار مراتب لکھے ہیں اصل عبارت نقل کرکے اس کا ترجمہ کرنے سے تو بات بہت طویل ہو جائے گی اس

(1) ہدیۃ المہدی صفحہ 50

Marfat.com

لئے کسی قدر توضیح کے ساتھ اردو خلاصہ پر اکتفاء کی جاتی ہے جس کو زیادہ تفصیل کا شوق ہو وہ اصل کتاب ملاحظہ کرے:

اول: توحید ایمانی	دوم: توحید علمی
سوم: توحید حالی	چہارم: توحید الٰہی

توحید ایمانی:

عوام کی توحید ہے یعنی کتاب وسنت کے مطابق خدا کو وحدہ لاشریک سمجھنا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ دل میں اس کا اعتقاد رکھنا اور زبان سے اقرار کرنا اور یہ توحید مخبر صادق کی خبر کے تصدیق کرنے کا نتیجہ ہے اور ظاہری علم سے حاصل ہے اور صوفیاء کرام اس توحید میں عام مومنوں کے ساتھ شریک ہیں اور باقی قسموں میں ممتاز ہیں۔

توحید علمی:

باطنی علم سے حاصل ہوتی ہے جس کو "علم الیقین" کہتے ہیں اور وہ اس طرح ہوتی ہے کہ انسان کا یقین اس حد تک پہنچ جائے کہ موجود حقیقی اور مؤثر مطلق بجز خدا کسی کو نہ جانے تمام ذوات صفات اور افعال کو خدا کی ذات، صفات اور افعال کے سامنے ہیچ سمجھے۔ ہر ذات کو اس کی ذات کا اثر خیال کرے اور ہر صفت کو اس کی صفت کا پرتو جانے۔ مثلاً جہاں علم، قدرت، ارادہ، سننا دیکھنا پائے ان سب کو خدا تعالیٰ عزوجل کے علم، قدرت، ارادہ، سننے دیکھنے کے آثار سے سمجھے اسی طرح باقی صفات

وافعال کو خیال کرے گویا ظاہری اسباب کا پردہ درمیان نہ دیکھے اور سب کچھ مؤثر حقیقی کی طرف سے سمجھے یہاں تک کہ ظاہری اسباب سے متاثر نہ ہو مگر چونکہ اس مرتبہ میں حجاب باقی رہتا ہے اس لئے اکثر اوقات نظر ظاہری اسباب کی طرف چلی جاتی ہے جو شرک خفی کی قسم ہے۔

توحید حالی:

یہ ہے کہ قریب قریب تمام حجابات درمیان سے اٹھ جاتے ہیں اور موحد مشاہدہ جمال وجود واحد کا کرتا ہے، جیسے ستاروں کا نور آفتاب کے نور میں غائب ہو جاتا ہے اسی قریب قریب تمام موجودات موحد کی نظر سے غائب ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ توحید کی صفت کو بھی اسی وجودِ واحد کی صفت دیکھتا ہے اور اپنے مشاہدہ کو بھی اسی وجود واحد کی صفت دیکھتا ہے غرض اس کی نظر میں وحدت ہوتی ہے، دوئی کا وہاں دخل نہیں رہتا۔ اس طریقہ سے موحد کی ہستی بحر توحید کا ایک قطرہ ہو کر اس میں مضمحل ہو جاتی ہے اور ایسی گھل مل جاتی ہے کہ وہاں انتشار نہیں رہتا۔ اسی بناء پر جنید بغدادی (سرتاج صوفیاء) نے کہا ہے:

"التوحيد معنى يضمحل فيه الرسوم ويندرج فيه العلوم يكون الله كما لم يزل"۔

یعنی توحید ایک معنی جس میں رسمی وجود حقیقی وجود میں گھل مل جاتے ہیں اور علوم اس میں مندرج ہو جاتے ہیں گویا خدا ویسے کا ویسا ہے کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی۔

یہ توحید مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے اور توحید علمی مراقبہ سے۔ مراقبہ ظاہر کی طرف سے توجہ ہٹا کر جمال محبوب کا انتظار ہے اور مشاہدہ محبوب کا دیدار ہے۔ توحید علمی میں اکثر لوازم بشریہ باقی رہتے ہیں اور توحید حالی میں تھوڑے باقی رہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کے ساتھ مکلف ہے اور مکلف اسی صورت میں رہ سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ لوازم بشریہ رہیں جن کا اس کو مقابلہ کرنا پڑے اسی بناء پر ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

"التوحید غریم لایقضی دینہ وغریب لایؤدی حقہ"۔

یعنی توحید ایسا قرض خواہ ہے کہ اس کا قرض پورا نہیں ہو سکتا اور ایسا مسافر ہے کہ اس (کی مہمانی) کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

دنیا کی کبھی کبھی خالص حقیقت توحید جس میں یکبارگی آثار اور رسمی وجود گم ہو جاتے ہیں بجلی کی چمک کی طرح نمودار ہوتی ہے اور فی الفور بجھ جاتی ہے اور رسمی وجودات کا اثر دوبارہ لوٹ آتا ہے اور اس حالت میں شرک خفی کا نام ونشان نہیں رہتا انسان کے لئے توحید میں اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ممکن نہیں۔

توحید الٰہی:

یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنی ذات میں بغیر اس کے کہ دوسرا اس کی طرف وحدت کی نسبت کرے ازل میں ہمیشہ "وحدت" سے موصوف رہا۔ چنانچہ حدیث میں ہے "کان اللہ ولم یکن معہ شیء" یعنی خدا

تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری شیء نہ تھی اور اب بھی اسی طرح ہے اور ابد الآباد تک اسی طرح رہے گا چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ "کل شیء ہالک الاوجہہ" یعنی ہر شیء ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شیء ہلاک ہو جائے گی بلکہ "ھالک" کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسی جلادی جائے تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے اور اس حالت کے مشاہدہ کے لئے قیامت کا حوالہ دینا یہ مجوبوں کے لئے ہے ورنہ ارباب بصیرت اور اصحاب مشاہدہ جو زمان و مکان کے تنگ کوچہ سے گذر کر خلاصی پاگئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک ادھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی مجوبوں کے لئے جو مشاہدہ قیامت کو ہو گا ارباب بصیرت کے لئے اس وقت ہو رہا ہے۔

یہ توحید الٰہی نقص و عیب سے بری ہے برخلاف توحید مخلوق کے وہ بوجہ نقص وجود کے ناقص ہے، یہ چار قسمیں توحید کی صوفیاء کے ہاں مشہور ہیں۔ اخیر کی دو وہی ہیں جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے یعنی توحید حالی وحدۃ الشہود ہے اور توحید الٰہی وحدۃ الوجود ہے یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیاء (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں حقدمین

کی کتب میں نہیں۔ہاں مراد ان کی صحیح ہے توحید ایمانی اور توحید علمی تو ظاہر ہے توحید حالی کا ذکر اس حدیث میں ہے:

"ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک"۔

یعنی خدا کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے پس اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

یہ حالت چونکہ اکثر طور پر ریاضت اور مجاہدہ سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ عقل سے سمجھنے کی شیء نہیں ہاں اس کی مثال عاشق و معشوق سے دی جاتی ہے عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں اگر دوسری شیء کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہو جاتا ہے گویا ہر جگہ اس کو محبوب ہی محبوب نظر آتا ہے۔ خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کے آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لئے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شیء سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شیء نظر نہیں آتی ہے جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر۔

شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش جن کا لاہور میں مزار مشہور ہے انہوں نے اپنی کتاب کشف المحجوب باب مشاہدہ میں صوفیاء کے اقوال اس قسم کے بہت لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے جو بیان ہوا ہے کہ غلبہ محبت اور کمال یقین کی وجہ سے ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ غیر خدا پر نظر ہی نہیں پڑتی۔ اسی طرح دوسرے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں

لکھا ہے مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ خواص کی دو حالتیں ہیں جلوت اور خلوت۔ جلوت لوگوں سے اختلاط اور میل جول کی حالت ہے اور خلوت علیحدگی اور تنہائی کی حالت ہے جس میں ظاہراً باطناً خدا کی طرف توجہ ہوتی ہے جلوت میں تبلیغ کا کام ہوتا ہے اور خلوت میں نفس کی اصلاح اور دل کی صفائی ہوتی ہے قرآن مجید میں سورۃ مزمل کے شروع میں ان دونوں حالتوں کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے:

"ان ناشئة الليل هی اشد وطئا واقوم قيلا o ان لک فی النهار سبحا طويلا"۔

یعنی رات کا قیام نفس کے لتاڑنے کے لئے سخت ہے اور زبان کو بہت درست رکھنے والا ہے بے شک تجھے دین میں طویل شغل ہے۔

ان دونوں آیتوں میں ان دونوں حالتوں کا ذکر ہے جن کی یہ دونوں حالتیں قائم ہیں ان کی تو ریس ہی نہ رہی اول نمبر ان میں انبیاء علیہم السلام کا ہے پھر درجہ بدرجہ ان کے جانشینوں کا ہے جو لوگ ساری عمر خلوت میں گزارتے ہیں اگرچہ ان کی حالت مشاہدہ زیادہ ہوتی ہے مگر چونکہ یہ چیز صرف ان کی ذات سے تعلق رکھتی ہے اس میں متعدی نہیں اس لئے وہ علماء ربانیین کا مقابلہ نہیں کر سکتے اسی لیئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر۔ اور دوسری حدیث میں ہے جیسی میری تمہارے ادنیٰ پر۔ (مشکوۃ کتاب العلم فصل 2)

پس انسان کو چاہئیے کہ توحید حالی حاصل کرتے ہوئے افضل مرتبہ ہاتھ سے نہ جانے دے جو محض گوشہ نشینی کو بڑا کمال سمجھے ہوئے ہیں اور اپنی عمر اسی میں گذار دیتے ہیں وہ علمائے ربانی کی نسبت بڑے خسارہ میں ہیں اگرچہ ذاتی طور پر ان کی طبیعت کو اطمینان وسکون زیادہ ہو اور ذوق عبادت اور حلاوت ذکر میں خواہ کتنے بڑھے ہوئے ہوں مگر علمائے ربانی کا متعدی فائدہ اس سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ شیطان کا اصل مقابلہ کرنے والی یہی (علمائے ربانی) کی جماعت ہے عابد ریاضت اور مجاہدہ سے صرف اپنی خواہشات کو دباتا ہے اور یہ جماعت ہزاروں کی اصلاح کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:"ہزار عابد سے شیطان اتنا نہیں ڈرتا جتنا ایک عالم سے (ڈرتا ہے)۔(مشکوٰۃ)

خدا ہمیں بھی ربانی علماء سے کرے اور انہی کے زمرہ میں اٹھائے۔ (آمین)

اب رہی توحید الٰہی سو اس کے متعلق بہت دنیا بھکی ہوئی ہے بعض تو اس کا مطلب ہمہ اوست سمجھتے ہیں یعنی ہر شیء عین خدا ہے جیسے برف اور پانی بظاہر دو معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت ایک ہے اسی طرح خدا اور دیگر موجودات ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ تمام موجودات وحدت حقیقی کا عکس ہیں جیسے ایک شخص کے ارد گرد کئی شیشے رکھ دیئے جائیں تو سب میں اس کا عکس پڑتا ہے ایسے ہی خدا اصل ہے اور باقی اشیاء اس کا عکس ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کلی جزئی کی مثال ہے جیسے انسان اور زید عمر بکر ہیں

حقیقت سب کی خدا ہے اور یہ تعینات حوادث ہیں غرض دنیا عجیب گورکھ دھندے میں پڑی ہوئی ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔

صحیح راستہ اس میں یہ ہے کہ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ سوا خدا کے کوئی شے حقیقۃً موجود نہیں اور یہ جو کچھ نظر آرہا ہے یہ محض توہمات ہیں جیسے سوفسطائیہ فرقہ کہتا ہے کہ آگ کی گرمی اور پانی کی برودت وہمی اور خیالی چیز ہے تو یہ سراسر گمراہی ہے اور اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ موجودات انسانی ایجادات کی طرح نہیں کہ انسان کے فناہ ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں بلکہ یہ ان کا وجود خدا کے سہارے پر ہے اگر ادھر سے قطع تعلق کیا جائے تو ان کا کوئی وجود نہیں تو یہ مطلب صحیح ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے بجلی کا کرنٹ (برقی رو) ـــــ کے لئے ہے گویا حقیقت میں اس وقت بھی ہر شی فانی ہے مگر ایک علمی رنگ میں اس کو سمجھنا ہے ایک حقیقت کا سامنے آنا ہے علمی رنگ میں تو سمجھنے والے بہت ہیں مگر حقیقت کا اس طرح سامنے آنا جیسے آنکھوں سے کوئی شے دیکھی جاتی ہے یہ خاص ارباب بصیرت کا حصہ ہے گویا قیامت والی فنا اس وقت ان کے سامنے ہے پس آیہ کریمہ "کل شیء هالک الا وجهه" ان کے حق میں نقد ہے نہ ادھار۔

نوٹ: ابن عربی رومی اور جامی رحمۃ اللہ علیہما کے کلمات اس توحید میں مشتبہ ہیں اس لئے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں بعض برا۔ ابن تیمیہ وغیرہ ابن عربی سے بہت بد ظن ہیں اسی طرح رومی اور

جامی کو کئی علماء برا کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامی کا کلام اوپر نقل ہو چکا ہے اور وہ در حقیقت ابن عربی کا ہے کیونکہ ابن عربی کی کتاب "عوارف المعارف" سے ماخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوء ظنی ٹھیک نہیں اسی طرح رومی کو خیال کر لینا چاہیئے غرض حتی الوسع فتوٰی میں احتیاط چاہیئے جب تک پوری تسلی نہ ہو فتوٰی نہ لگانا چاہیئے خاص کر جب وہ گذر چکے اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟ بلکہ صرف اس آیت پر کفایت کرنی چاہیئے۔(1)

قارئین ! گذشتہ مضمون پر اگر حاشیہ نشینی کی جائے تو اس مضمون کو بہت پھیلایا جا سکتا ہے لیکن ہم طوالت سے بچتے ہوئے اتنا ہی کہتے ہیں کہ فتاوٰی اہل حدیث کے مذکورہ جواب میں وحدت الوجود کو توحید الٰہی قرار دینا اور اس کی وضاحت کر دینا ہی مسئلہ کے سمجھنے کیلئے کافی ہے۔

اور پھر حضرات علمائے اہل حدیث، فتاوٰی ثنائیہ جلد اول صفحہ 147 پر بھی توجہ فرمائیں ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

قادیانی آواز:

مرزا صاحب قادیانی نے بھی ایک ٹریکٹ "وحدۃ الوجود" کے متعلق لکھا تھا اس میں آپ لکھتے ہیں کہ وجودی ہر ذرہ کو خدا مانتا ہے پھر بڑے مزے کی بات لکھتے ہیں وجودی سے گفتگو کرتے ہوئے اس کو زور سے کاٹنا چاہیے

(1) فتاوٰی اہل حدیث جلد 1 صفحہ 151

اگر وہ سی کرے تو کہنا چاہیے کیا خدا بھی "سی" کرتا ہے، (کیا ہی عامیانہ طریق گفتگو ہے)۔

مقام حیرت:

حیدر آباد دکن سے ایک کتاب نکلی تھی جس میں وحدۃ الوجود بہ تشریح ثانی کی تائید کی گئی تھی، مرزا غلام احمد قادیانی کو اس میں وحدۃ الوجود کے قائلین میں لکھا تھا (یاللعجب)۔

اطلاع:

ناظرین کی آگاہی کے لئے میں بتاتا ہوں کہ اس مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق حضرت مجدد صاحب سرہندی کا ایک مکتوب اور مولانا اسماعیل شہید کا بھی ایک عربی مکتوب شائع شدہ ہے۔ ناظرین اس سے مزید فائدہ اٹھائیں، مولانا حالی نے اس کے متعلق ایک رباعی لکھی ہے:

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا — ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
دہری نے کیا دھر سے تجھے تعبیر — انکار کسی سے نہ بن آیا تیرا[1]

(1) فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ 148

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی و نظریہ وحدۃ الوجود

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"مسئلہ وحدۃ الوجود حق وصحیح ست دریں مسئلہ شکے وشبہے نیست"

یعنی مسئلہ وحدۃ الوجود حق اور صحیح ہے اور اس مسئلہ میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ (1)

پھر حاجی صاحب اپنے اور اپنے دیوبندی مریدوں کے بارے میں نظریہ وحدۃ الوجود کے حوالے سے فیصلہ کن بات کہتے ہیں:

"فقیر ومشائخ اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے مولوی محمد قاسم صاحب (نانوتوی) مولوی محمد یعقوب صاحب (نانوتوی اور مولوی احمد حسن صاحب وغیر ہم فقیر کے عزیز ہیں اور فقیر سے تعلق رکھتے ہیں کبھی خلاف اعتقادات فقیر وخلاف مسلکِ مشائخ طریقت خود مسلک اختیار نہ کریں گے"۔ (2)

اس نظریہ کے مطابق حاجی صاحب اپنے رسالہ میں بصورت نظم رقمطراز ہیں:

غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال   چشم دل سے پھر دیکھ حق کا جمال

---

(1) رسالہ بیان وحدۃ الوجود صفحہ نمبر2 ° شمائم امدادیہ صفحہ 32

(2) شمائم امدادیہ 60

دوسرا ہے کون یہاں حق کے سوا کس لئے احول بنا ہے بے حیا۔[1]

پھر اسی نظریہ وحدۃ الوجود کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے کچھ یوں بیان فرمایا جسے مولوی اشرف علی تھانوی احاطہ تحریر میں لائے ہیں:

"بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور ظاہر بندہ، کنت کنزاً مخفیاً اس پر دلیل ہے مثلاً اللہ کی مثال تخم کی اور مخلوق کی مثال درخت کی سی ہے درخت مع تمام شاخوں اور پتوں و پھل و پھول کے اس میں چھپا تھا جب تخم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا جو کوئی دیکھتا ہے درخت ہے تخم دکھائی نہیں دیتا"۔[2]

پھر اشرف علی تھانوی صاحب کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب نظریہ وحدۃ الوجود ہی کے رنگ میں اپنے مرشد کی مرقد کی بابت فرماتے ہیں:

جس کو ہووے شوق دیدار خدا مرقد کی کرے زیارت وہ جا
دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقین اس کو ہو دیدار رب العالمین۔[3]

اور پھر تمام علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ان جملوں پر غور ہو نظریہ وحدۃ الوجود کی وکالت ان لفظوں میں فرماتے ہیں:

"جس وقت نظر سالک تقیدات وہستی ماسوا سے اٹھ گئی سوا خدا کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے بے خبر ہو جاتا ہے بلکہ اس معنی کا شعور بھی جاتا رہتا

(1) رسالہ غذائے روح صفحہ 32
(2) شمائم امدادیہ صفحہ 38
(3) کلیات امدادیہ صفحہ 150

ہے سب خدا ہی خدا نظر آتا ہے ھو ھو کہنے کا کیا ذکر انا انا کہنے لگتا ہے"۔[1]

پھر حاجی صاحب کا وحدۃ الوجود میں ڈوبا ہوا یہ شعر بھی ملاحظہ فرمائیں:

اگرچہ بے خود و ستم و لے ہوشیاری گردم   بباطن شاہ کونین ام بظاہر خواری گردم

یعنی اگرچہ میں بے خود و مست ہوں لیکن پھر ہوش قائم رکھا ہوا ہے میں باطن میں کائنات کا مالک و بادشاہ ہوں لیکن بظاہر خوار پھر رہا ہوں۔

انور شاہ صاحب کشمیری اور وحدۃ الوجود

جناب انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس، مدرسہ دار العلوم دیوبند آپ حدیث کنت سمعه الذی یسمع به (الحدیث) پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وفی الحدیث لمعة الی وحدة الوجود وکان مشائخنا مولعون بتلک المسالة الی زمن الشاه عبدالعزیز اما انا فلست بمتشدد فیها"۔[2]

یعنی حدیث میں مسئلہ وحدۃ الوجود کی طرف ایک روشن اشارہ ہے اور ہمارے مشائخ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک اس مسئلہ میں بڑے متشدد اور حریص تھے جبکہ میں بھی اس مسئلہ کو مانتا ہوں تاہم اس میں متشدد نہیں ہوں۔

(1) شمائم امدادیہ صفحہ 50

(2) فیض الباری جلد 4 صفحہ 428

اشرف علی تھانوی دیوبندی اور نظریہ وحدۃ الوجود

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نظریہ وحدۃ الوجود کی بابت لکھتے ہیں:

"لا الٰہ الا ھو الاسماء الحسنیٰ اس آیت میں راز مکنون ہے پہلے نفی غیر کی فرما کر پھر اثبات وحدۃ الوجود کا فرمایا اور بعدہ فرمایا کہ سوائے میرے جو کچھ ہے وہ میرے اسماء وصفات ہیں یعنی جو کچھ غیر ذات اس کے معلوم ہو وہ سب مظاہر ہیں اسماء وصفات کے"۔[1]

یہی اشرف علی تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"فرمایا حاجی صاحب نے کہ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کے باعتبار مراتب مردمان تین معنی ہیں "لامعبود، لا مطلوب، لاموجود الا اللہ" یہ سب مراتب سے اعلیٰ ہے یعنی "لا موجود الا اللہ" یا وحدت الوجود"۔[2]

اس عبارت میں اشرف علی تھانوی صاحب وحدت الوجود کو توحید کا اعلیٰ مقام قرار دے رہے ہیں۔

---

(1) امداد المشتاق ص 91

(2) امداد المشتاق ص 43

امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور نظریہ وحدۃ الوجود

امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وحدۃ الوجود کے متعلق ایک سوال ہوا ہے سائل کا سوال اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جواب اس مسئلہ کو سمجھنے کیلئے بہترین معاون ہو گا۔

سوال: اس جگہ درباره مسئلہ وحدۃ الوجود علماء میں سخت اختلاف ہے زید کہتا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود حق ہے اور صحیح ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کا مشرب ہے بکر اس کے بر خلاف ہے اور فتویٰ دیتا ہے کہ مشربِ وحدۃ الوجود والے تمام کافر ہیں جواب سے سرفرازی بخشیں تاکہ معلوم ہو ان میں سے حق پر کون ہے۔

الجواب: یہاں پر تین چیزیں ہیں۔ توحید، وحدت، اتحاد

توحید مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر اور "وحدت وجود" حق ہے قرآن عظیم واحادیث وارشادات اکابر دین سے ثابت اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمہ کفر ہے، رہا اتحاد، بے شک زندقہ والحاد اور اس کا قائل ضرور کافر۔ اتحاد یہ ہے کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا، حاشاللہ الہ، الہ ہے اور عبد عبد۔ ہر گز نہ عبد، اللہ ہو سکتا ہے نہ اللہ، عبد۔ اور وحدتِ وجودیہ، کہ وہ صرف موجود واحد، باقی سب ظلال وعکوس ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

"کل شیء ہالک الا وجہ" یہ چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم ، ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اصدق کلمة قالها الشاعر کلمه لبید الا کل شیء ما خلا الله باطل"۔ سب میں سے زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی لبید کی بات ہے کہ سن لو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔

اقول: یہاں فرقے تین ہیں:

- اول: خشک اہل ظاہر کہ حق وحقیقت سے بے نصیب محض ہیں یہ وجود کو اللہ عزوجل
و مخلوق میں مشترک سمجھتے ہیں۔
- دوم: اہل حق وحقیقت کہ مذکورہ قائل وحدتِ وجود ہیں۔
- سوم: اہل زندقہ وضلالت کہ اللہ و مخلوق میں فرق کے منکر اور یہ شخص وشے کی الوہیت کے مقر ہیں ان کے خیال واقوال اس تقریبی مثال سے روشن ہوں گے۔

ایک بادشاہ اعلیٰ جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرما ہے جس میں تمام مختلف اقسام واوصاف کے آئینے نصب ہیں آئینوں کا تجربہ کرنے ولا جانتا ہے کہ ان میں ایک ہی شیء کا عکس کس قدر مختلف طوروں پر متجلی ہوتا ہے بعض میں صاف نظر آتی ہے بعض میں دھندلی، کسی میں سیدھی کسی میں الٹی، ایک میں بڑی ایک میں چھوٹی، بعض میں پتلی بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما کسی میں بھونڈی، یہ اختلاف ان کی قابلیت کا ہوتا ہے۔ ورنہ وہ صورت

جس کا اس میں عکس ہے خود واحد ہے، ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں متجلی ان سے منزہ ہے ان کے الٹے، بھونڈے دھندلے ہونے سے اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا۔ "للہ المثل الاعلیٰ" اب اس آئینہ خانے کو دیکھنے والے تین قسم ہوئے۔

اول: نا سمجھ بچے، انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے یہ سب عکس بھی موجود ہیں کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آرہے ہیں جیسے وہ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں وہ چلتا ہے یہ سب چلنے لگتے ہیں وہ بیٹھتا ہے یہ سب بیٹھ جاتے ہیں، تو عین یہ بھی اور وہ بھی مگر وہ حاکم یہ محکوم اور اپنی نادانی سے نہ سمجھا کہ وہاں تو بادشاہ ہے یہ سب اسی کے عکس ہیں اگر اس سے حجاب ہو جائے تو یہ سب صفحہ ہستی سے معدوم محض ہو جائیں گے ہو کیا جائیں گے اب بھی تو حقیقی وجود سے کوئی حصہ ان میں نہیں حقیقۃً بادشاہ ہی موجود ہے باقی سب پرتو کی نمود ہے۔

دوم: اہل نظر و عقل کامل، وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد بنائے کہ بے شک وجود ایک بادشاہ کے لئے ہے موجود ایک وہی ہے سب ظل و عکس ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود نہیں رکھتے اس تجلی سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے حاشا عدم محض کے سوا کچھ نہیں اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم فانی ہیں اور بادشاہ موجود یہ اس نمود وجود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی یہ ناقص ہیں وہ تام یہ ایک

ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کا مالک یہ کوئی کمال نہیں رکھتے، حیاۃ ، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ، کلام سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع، تو یہ اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں لاجرم یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلی کی نمود ہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدۃ الوجود۔

سوم: عقل کے اندھے سمجھ کے اوندھے ان ناسمجھ بچوں سے بھی گزر گئے، انہوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی ان کی، جو حرکت وہ کرتا ہے یہ سب بھی تاج جیسا کہ اس کے سر پر ہے بعینہٖ ان کے سروں پر بھی انہوں نے عقل و دانش کو پیٹھ دے کر بکنا شروع کیا کہ یہ سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت سے وہ تمام عیوب و نقائص نقصان قوابل کے باعث ان میں تھی خود بادشاہ کو ان کا مورد کر دیا کہ جب یہ وہی ہیں تو ناقص عاجز، محتاج، الٹے، بھونڈے، بدلنا دھندلے کا جو عین ہے قطعاً انہیں ذمائم سے متصف ہے
"تعالیٰ عما یقول الظالمون علوا کبیرا"۔

انسان عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجود حقیقی احتیاج سے پاک وہاں جسے آئینہ کہے وہ خود بھی ایک ظل ہے پھر آئینے میں انسان کی صرف سطح مقابل کا عکس پڑتا ہے جس میں انسان کی صفات مثل کلام سمع وبصر و علم وارادہ وحیات سے اصلاً نام کو بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجود حقیقی عز جلالہ کی تجلی نے اپنے بہت ظلال پر نفس ہستی کے سوا ان صفات کا بھی

پرتو ڈالا یہ وجوہ اور بھی ان بچوں کی نافہمی اور ان اندھوں کی گمراہی کی باعث ہوئیں اور جن کو ہدایت حق ہوئی وہ سمجھ لئے کہ:

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجامی نگری انجمنے ساختہ اند

اس گھر میں ایک چراغ ہے اس کی روشنی سے ہر جا بارونق ہے۔ انہوں نے ان صفات اور خود وجود کی دو قسمیں کیں۔

حقیقی، ذاتی کہ متجلی کے لئے خاص ہے اور ظلی عطائی کہ ظلال کے لئے ہے اور حاشا یہ تقسیم، اشتراک معنی بلکہ محض موافقت فی اللفظ یہ ہے حق حقیقت وعین معرفت۔[1]

نظریہ وحدۃ الوجود کے ناشر اول حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ نظریہ ان کے واردات قلبیہ کا نتیجہ ہے اور یہ نظریہ شروع سے ہی مختلف فیہ رہا ہے اور شروع سے ہی اس میں بحث و تمحیص جاری ہے اسی وجہ سے علامہ بقاعی، علامہ ابن تیمیہ، صاحب شرح عقیدہ الطحاویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین نے اس نظریہ کی سخت مخالفت کی جبکہ بہت سارے علماء ومشائخ نے اس نظریہ کے حاملین کی تائید وتوثیق کی ہے۔

تاہم امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان وحدۃ الوجود کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہیں رہا کہ جن لوگوں نے اس نظریہ پر تنکیر وتکفیر کی وہ اتحاد وحلول کو وحدۃ الوجود پر محمول کرتے رہے حالانکہ وحدۃ الوجود، اتحاد نہیں اور اتحاد، وحدۃ الوجود نہیں۔ اسی طرح حلول، وحدۃ الوجود نہیں اور وحدۃ الوجود، حلول نہیں اور مسئلہ وحدۃ الوجود کی تنکیر کے بارے میں ان حضرات کو غلطی لگی ہے۔

---

(1) فتاوی رضویہ جلد 14 ص 641

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے امت

نظریہ وحدۃ الوجود کے مدون، ناشر اول شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کا نام ابو بکر بن علی بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن حاتم طائی رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ رمضان المبارک 558 ہجری (جولائی 1165ء) یا 560 ہجری میں اندلس کے شہر "مرسیہ" میں پیدا ہوئے آپ ابن افلاطون اور ابن سراقہ کی کنیت سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔[1]

محی الدین، الشیخ الاکبر، نادرہ دور، سلطان العارفین، العارف المحقق، قطب الافخر، بحر المعارف الالھیہ، خاتم الولایۃ ، قطب الموحدین جیسے القاب آپ کو دیئے گئے۔ آپ ایک عظیم متقی گھرانے میں پیدا ہوئے، 8 برس کی عمر میں ہجرت کر کے اشبیلیہ آگئے اور وہاں پر علوم وفنون کے حصول میں مگن ہوئے اور علوم وفنون کے ایسے ماہر ہوئے کہ "سند العلماء" کے درجہ پر فائز ہوگئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشف وشہود کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا آپ کو حضرت ابو العباس بن عمر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو عمران موسیٰ بن عمران میر تلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو محمد عبد الحق بن عبد اللہ الشبلی المعروف ابن خرّاط رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو الحجاج شبر بلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو یوسف بن یخلف الکومی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت موسیٰ ابو عمران سدرانی رحمۃ اللہ علیہ، ابو یحیٰ صنیہاجی ضریر رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت صالح

---

(1) کتاب ابن عربی ص 6

عدوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو علی حسن شکار آئی رحمۃ اللہ علیہ، جیسے لوگوں سے اکتساب علم وفیض کا موقع ملا۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے حیرت انگیز طور پر مرشانہ، قرطبہ، بجایہ، سبتہ، تیونس، تلمسان جزیرہ طریف، شیر فاس، مرسیہ، مریّہ، غرناطہ، مراکش، مصر جیسے دور دراز بلاد کا سفر اختیار کیا اور بے شمار اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے ملاقاتیں کیں اور اکتساب فیض کیا پھر مکہ مکرمہ، مدینۃ المنورہ زادہما اللہ شرفًا کی زیارت کی اور پھر بیت المقدس کا سفر بھی کیا، بغداد، قاہرہ، اسکندریہ ایشائے کوچک، حلب، دمشق کی طرف بھی سفر کیا اور فیوض باطنیہ کی تقسیم اور اکتساب مزید کے شوق میں کمی نہ آئی یہی وجہ ہے کہ آپ کے شیوخ اور اساتذہ میں سو سے زائد عظیم ترین ہستیوں کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف وتالیف کے بھی مرد میداں ہیں اور بے شمار اسفار اور روحانی خلوت گزینیوں کے باوجود تفسیر وحدیث اور تصوف کے علاوہ دیگر مروجہ علوم میں پانچ صد سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ (1)

جن میں فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم سب سے زیادہ مشہور ہیں آپ آخر عمر میں شام میں قیام فرما ہوئے اور 638 ہجری میں 75 برس کی عمر میں وصال فرمایا آپ کا مزار پاک دمشق میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے روحانی کشف وشہود میں وہ مقام حاصل کیا اور محویت کے اس درجہ پر فائز ہوئے کہ کائنات میں صرف اللہ عزوجل کے موجودِ حقیقی اور ہر چیز کے لاموجود ہونے کا نعرہ بلند کیا اور "نظریہ وحدۃ الوجود" کی تدوین وتشہیر کی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آپ کا یہ نظریہ آپ کے واردات قلبیہ کا نتیجہ تھا اور کشف اسرار کا ایک اعلیٰ مقام۔

(1) نفحات الانس از علامہ جامی

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اللہ جل جلالہ کے کامل ولی اور سلوک کی دنیا کے بادشاہ تھے۔

تاہم آپ کے اس نظریہ کے اظہار کے باعث کچھ اہل علم نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کی تصانیف کی تردید و تنکیر بلکہ تکفیر تک کی گئی۔

ان مشاہیر میں ایک ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور ناقد، تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ ہیں۔ ابن تیمیہ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو ضال، مضل اور بعد ازاں انہیں یہودیوں، عیسائیوں اور بت پرستوں سے بڑھ کر کافر قرار دیا۔[1]

- ان کے علاوہ مشہور متکلم و محدث ابن اھدال (779-855) بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے سخت مخالفین میں سے تھے۔ انہوں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔[2]
- امام شرف الدین اسماعیل بن مقری آپ نے لکھا ہے کہ جو ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔[3]

ان کے علاوہ شیعہ حضرات کے مشہور مجتہد ملا محسن فیض کاشانی، محمد بن ظاہر بن حسن المشہور ملا طاہر قمی، محمد باقر بن محمد تقی المعروف ملا باقر مجلسی جیسے لوگوں نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر و تنکیر کی۔[4]

(1) مجموعہ رسائل و مسائل صفحہ 41• فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 5، 6، 10

(2) کشف الغطاء از شیخ الاسلام مخزومی صفحہ 184

(3) الروض، کتاب الردہ

(4) تحفۃ الاخبار، بحار الانوار

اور ان کے علاوہ علامہ برہان الدین بقاعی (809-885) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں انہوں نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرتے ہوئے انہیں جاہل گمراہ اور بالآخر کافر قرار دیا۔[1]

اس کے علاوہ کچھ اور بھی بہت سارے فقہاء و علماء تھے کہ جنہوں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر و تضلیل کی ہے۔ اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے رد میں کچھ لوگوں نے کتابیں بھی لکھی ہیں۔ تاہم دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو علماء، متکلمین، مفسرین، محدثین، صوفیاء، مفتیان عظام کی ایک بہت بڑی جماعت ہے جو ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع پر کھڑی ہے اور آپ کو شیخ اکبر، خاتم الولایۃ اور امام الصوفیاء کا درجہ دیتے ہوئے آپ کے مقام علمی، مرتبہ ایمانی اور آپ کے تقویٰ و پارسائی میں نہایت درجہ رطب اللسان ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین و معترضین کے خلاف صف آراء ہے۔ یوں تو ان حضرات علماء و مشاہیر امت رحمہم اللہ کی تعداد ہزاروں میں ہے تاہم ان میں سے کچھ مشہور ہستیاں درج ذیل ہیں کہ جنہوں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نہ صرف دفاع کیا بلکہ ان کی حمایت میں طویل کلام کیا ہے۔

1. امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (544-604) مشہور مفسر، محقق اور منطق و فلسفہ کے امام ہیں آپ کی شخصیت سے اہل اسلام میں کون شخص ہے جو واقف نہیں، آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے، آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "کان الشیخ محی الدین ولیا عظیما" حضرت شیخ ابن عربی عظیم ولی اللہ تھے۔[2]

(1) تنبیہۃ الغبی بتبرءۃ ابن عربی صفحہ 18

(2) الیواقیت والجواہر صفحہ 12

2. حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (539-632) آپ سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور شیخ سعدی کے مرشد ہیں آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو "حقائق کا سمندر" قرار دیتے ہیں۔[1]

3. حضرت ابوعبد اللہ محب الدین محمد بن محمود الشافعی المعروف بابن نجار رحمۃ اللہ علیہ (537-643) مشہور محدث ہیں آپ شیخ اکبر کے ہم عصر تھے، آپ کہتے ہیں "ابن عربی، علوم میں بحر بے کراں اور حقائق میں راسخ ہے"۔[2]

4. حضرت سعد الدین محمد بن موید رحمۃ اللہ علیہ (587-650) آپ سے پوچھا گیا کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے کیسا پایا تو فرمایا "میں نے علم وزہد و معرفت کا بحر ذخار اور دریائے ناپیدا کنار پایا ہے"۔[3]

5. حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر المعروف ابن ابار رحمۃ اللہ علیہ (595-658) آپ مشہور فقیہہ، مورخ، محدث اور ادیب ہیں، آپ نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف کے بلند مقام پر فائز لکھا ہے۔[4]

6. قاضی عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ (577-660) مشہور قاضی آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو ولی، قطب، غوث اور جامع کمالات لکھا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا تھا

(1) شذرات الذہب از علامہ ابن العماد الحنبلی (م 1089) صفحہ 194

(2) تنبیہ الغبی بتبرءۃ ابن عربی ص 6 • نفخ الطیب از امام احمد بن محمد المقری (م 1041) صفحہ 362 • الدر الثمین صفحہ 31

(3) الیواقیت والجواہر جلد اول صفحہ 9 از امام شعرانی

(4) التکملۃ لکتاب الصلۃ لابن الابار • شذرات الذہب 5/295

کہ قاضی عزالدین محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف تھے تو علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ صراصر کذب اور افتراء ہے بلکہ قاضی عز الدین رحمۃ اللہ علیہ تو شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی دل و جان سے قدر کرتے تھے۔ نیز وہ آپ کو قطب سمجھتے تھے۔[1]

7. مشہور عالم عماد الدین ابو یحییٰ زکریا بن محمود انصاری آنسی رحمۃ اللہ علیہ (605-682) آپ اپنے دور کے قاضی القضاۃ تھے۔ آپ نامور مؤرخ ہیں، آپ کی مشہور کتب میں "عجائب المخلوقات" نامی کتاب بہت مشہور ہے، آپ نے اپنی کتاب "آثار البلاد واخبار العباد" میں شہر اشبیلیہ کا ذکر کیا اور آپ نے اپنی اس کتاب میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو، شیخ دوراں، علوم شرعیہ اور حقیقت کے تبحر عالم اور منزلت اور رفعت میں لاثانی، فاضل یگانہ، عالم اجل، سلطان العارفین، محی الحق والدین قرار دیا۔[2]

8. حضرت قاضی القضاۃ، صاحب قاموس المحیط مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ (727-811) آپ کی شخصیت سے کون واقف نہیں۔ آپ بھی اپنے وقت کے قاضی القضاۃ تھے۔ آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے "ابن الخیاط" کے خلاف کتاب لکھی۔ آپ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"لم یبلغنا من احد من القوم انه بلغ فی علم الشریعة والحقیقة ما بلغ الشیخ محی الدین ابداً"۔[3]

---

(1) شذرات 5/193• الیواقیت 13• الدر الثمین ص28• تنبیه الغبی ص2

(2) آثار البلاد صفحہ 497

(3) الیواقیت ص 10

یعنی جماعت صوفیاء میں سے کسی کے متعلق ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ وہ کبھی علم شریعت و حقیقت میں اس مقام تک پہنچا ہو جہاں تک محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پہنچے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں:

"والذی اقوله واتحققه وادین الله تعالیٰ به ان الشیخ محی الدین کان شیخ الطریقة حالا وعلما وامام التحقیق وحقیقة ورسما، فکر المرء فی طرف من مجده غرقت فیه خواطره لانه بحر لا تکدره الدلاء وسحاب لایتقاصی عنه الانواۃ کانت دعواته تخرق السبع الطباق وتغترف برکاته فتملا الآفاق وهو یقیناًفوق ما وصفته وناطق بما کتبته وغالب ظنی اننی ما انصفته"۔(1)

یعنی جو کچھ میں کہتا ہوں اور جو میری تحقیق ہے اور اس کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ حال اور طریقت کے طور پر شیخ طریقت ہیں اور حقیقت ورسم کے طور پر امام التحقیق ہیں اور فعل و عظمت کے لحاظ سے وہ عارفین کے علوم کو زندہ کرنے والے ہیں۔ جب کسی شخص کی سوچ اور فکر ان کی بزرگی کے کنارے پر داخل ہو جائے تو اس کی سوچیں اس میں غرق ہو جائیں۔ اس لئے کہ وہ ایسا سمندر ہے جسے ڈول مکدر نہیں کرتے اور ایسا بادل ہے جس سے ستارے دور نہیں ہوتے۔ ان کی دعائیں ساتوں طبق چیر دیتی ہیں اور ان کی برکات آفاق کو معمور کر دیتی ہیں۔ حضرت محی الدین ابن

(1) الیواقیت ص 10

عربی رحمۃ اللہ علیہ یقیناً اس سے بالاتر ہیں کہ جو میں نے ان کی توصیف کی ہے
اور آپ وہی کچھ بیان کرتے ہیں جو میں نے لکھا ہے اور میرا غالب گمان
ہے کہ میں نے اس بیان میں آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔

آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں کتاب لکھی اور آپ کے بارے میں لکھا کہ آپ عظیم ولی اللہ، امام المحققین، صدیق اکبر اور شیخ طریقت ہیں۔(1)

9. حضرت ابوالحسن بن ابراہیم بن عبد اللہ قاری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 821) آپ نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں کتاب " الدر الثمین فی مناقب شیخ محی الدین " لکھی اور آپ کو یکتائے روزگار، فراخ دل فاضل، ولی اللہ، علوم شرعی پہ حاوی، معارف حقیقی میں راسخ، اکسیر ادوار وزمان، مستجاب الدعوات، قرار دیتے ہوئے آپ کی بے حد تعریف کی ہے۔(2)

10. عظیم فلسفی اور محقق بن مظفر الدین المعروف شیخ مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 926) آپ دسویں صدی کے عظیم فلسفی گزرے ہیں، آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں "الجانب الغربی فی مشکلات ابن عربی" نامی کتاب لکھی اور آپ کو خاتم اصغر "خاتم الاولیاء "شیخ اکبر، نور درخشاں قرار دیا۔(3)

11. حضرت شیخ المشائخ عبد الوہاب بن احمد الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 973) آپ کی شخصیت سے کون واقف نہیں ہے آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار اور محافظ ہیں، آپ نے

(1) نفخ الطیب 2/374• در الثمین 66• شذرات الذہب 2/194

(2) الدر الثمین صفحہ 24-14

(3) الجانب الغربی فی مشکلات ابن عربی ص 12

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو عارفوں کا سر تاج لکھا ہے۔ آپ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فلقد کان الشیخ واللہ فی زمنہ صاحب الولایۃ العظمی والصدیقیۃ الکبرٰی"۔

اللہ کی قسم! تحقیق حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں صاحب ولایت عظمٰی اور صاحب صدیقیت کبرٰی تھے۔[1]

آپ نے اپنی کتاب الیواقیت کے شروع میں ہی شیخ اکبر کے متعلق بڑی طویل بحث فرمائی ہے اور آپ کے مشکل کلام کی تشریح کی ہے۔

12. ابوالفضائل محمد بن حسین المعروف شیخ بہائی (المتوفی1030)۔

13. محمد بن ابراہیم قوامی سبزاری صاحب کتاب "اسفار" (متوفی1050)

14. محمد بن علی دیلمی لاہیجی (1075) جیسے شیعہ علماء نے بھی آپ کو شیخ الجلیل العارف المحقق، شیخ العارف جیسے القاب سے یاد کیا ہے اور آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔[2]

15. ابواحمد محمد بن عبد اللہ محدث نیشاپوری المعروف عالم اخباری رحمۃ اللہ علیہ (1233م) آپ نے تفسیر، رجال حدیث پر متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں، آپ نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب کشف وکرامات اور امام العارفین لکھا ہے۔[3]

---

(1) الیواقیت والجواہر ص11، الطبقات الکبرٰی ص163

(2) اربعین بہائی محمد بن حسین عاملی صفحہ 29، صفحہ 157

(3) روضات 8/56

16. حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "طبقات الصوفیاء" (طبقات الکبریٰ) میں ابن عربی کو تفصیلاً خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

17. سید صالح موسوی خلخالی آپ علم الکلام اور فلسفہ کے بڑے عالم ہیں آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو نادرہ دھر، عجوبہ روز گار، اہل کشف و شہود کا سر تاج معانی کا خلاق لکھا ہے۔[1]

اس کے علاوہ امام برہان الدین البقاعی (متوفی 885) جو ابن فارض اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہما کے نظریہ وحدۃ الوجود کے سخت مخالف اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین کے سر خیل اور آپ کی تکفیر و تضلیل میں انتہائی متحرک تھے، کے خلاف اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔

18. حضرت امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "احسن المساعی فی ایضاح حوادث البقاعی" ۔" الاصل الاصیل فی تحریم العقل من التوراۃ والانجیل" ۔ اور "القول المالوف فی رد علی منکر المعروف" نامی کتابیں لکھیں جن میں علامہ بقاعی کا شدید رد اور امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا۔

19. امام شہاب الدین احمد بن موسیٰ المشتوئی رحمۃ اللہ علیہ نے " الرد علی البقاعی فی انکار قول یا دائم المعروف، المد الفائض ، حی الذب عن ابن الفارض "نامی کتابوں میں امام بقاعی کا رد کیا اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کیا۔

20. امام شمس الدین البلاطنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقبیت قواعد الارکان بان لیس فی الامکان ابدع مما کان" کتاب لکھی اور ابن عربی کے نظریہ کا دفاع اور امام بقاعی کا رد کیا۔

---

(1) شرح مناقب السید صالح موسوی خلخالی صفحہ

21. امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنبیه الغبی فی تبرءة ابن عربی اور تشیید الارکان" اور "قمع المعارض فی نصرة ابن الفارض" نامی کتابیں ابن عربی اور ابن فارض رحمۃ اللہ علیہما کے دفاع اور امام بقاعی کے رد میں لکھیں۔ اور تنبیه الغبی نامی کتاب میں اعیان امت کی کثیر تعداد کا تعارف کروایا ہے جو ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں کھڑے ہیں۔[1]

22. امام محدث محمد بن حامد الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدلیل والبرہان علی انه لیس فی الامکان ابدع مما کان" نامی مستقل کتاب میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع اور امام بقاعی کا رد کیا۔

23. امام محمد بن جمعة الحصفکی الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تریاق الافاعی فی الرد علی الخارجی البقاعی" میں امام بقاعی کا رد کیا۔ اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے کا دفاع کیا۔

24. محدث عبدالرحمان بن محمد النطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "السیف الحسام" نامی کتاب لکھی۔

25. محدث بدرالدین محمد بن العرس رحمۃ اللہ علیہ نے امام بقاعی کے رد میں "کتاب فی دفاع بن الفارض" نامی کتاب لکھی۔ اور محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کیا۔

26. حضرت الشیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مناقب پر مبنی کتاب لکھی ہے: "السر المختبی فی صریح ابن عربی" نیز آپ کے نظریہ کے دفاع پر ایک اور کتاب "الرد

(1) الیواقیت والجواہر ص 15

المتین علی منتقص العارف محی الدین" لکھی۔ اس کے علاوہ "جواہر النصوص" نامی کتاب فصوص الحکم کی شرح میں لکھی ہے۔[1]

27. امام شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 748) صاحب میزان الاعتدال، تذکرۃ الحفاظ بھی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ قرار دیتے ہیں۔[2]

اس کے علاوہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں:

"ولابن العربی توسع فی الکلام وذکاء وقوة حافظة وتدقیق فی التصوف وتوالیفه جمة فی العرفان ولولا شطحات فی کلامه وشعره لکان کلمة اجماع ولعل ذالک وقع منه فی حال سکره وغیبة فنرجو له الخیر"۔[3]

یعنی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بہت وسعت ہے، ان میں ذکاوت ہے، قوت حافظہ ہے اور تصوف میں گہرائی نصیب ہوئی ہے۔ ان کی کتب علم وعرفان کا خزینہ ہیں۔ اگر ان کے کلام اور اشعار میں شطحیات نہ ہوتیں تو آپ کی عظمت پر اجماع ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ سے یہ شطح والا عمل حالت سکر وغیبت میں واقع ہوا ہو۔ ہم تو ان کی بھلائی اور خیر کی امید ہی رکھتے ہیں۔

---

(1) الجواہر النصوص 1/35 ، التاج المکلل از نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد صفحہ 175

(2) التاج صفحہ 173

(3) تاریخ الاسلام 10/262

28. حضرت شیخ سراج الدین البلقینی رحمۃ اللہ علیہ (م804ھ) آپ حضرت شیخ الاسلام شیخ مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ اور عظیم المرتبت عالم، شیخ کامل اور مشہور محدث ہیں آپ کے سامنے جب ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت حلول واتحاد کی بات کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ایاکم والانکار علی شیء من کلام الشیخ محی الدین فانه رحمه الله لما خاض فی بحار المعرفة وتحقیق الحقائق عبر فی اواخر عمره فی الفصوص والفتوحات والتنزلات الموصلة وفی غیرہا بمالا یخفی علی من هو فی درجته من اہل الاشارات وقال فی مقام آخر: انما هو من اعظم الائمة وممن سبح فی بحار علوم الکتاب والسنة وله الید العظیمة عند الله وعند القوم وقدم صدق عنده"۔[1]

یعنی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کلام کے ذرا سے انکار سے بھی بچو کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بحار معرفت اور تحقیق حقائق میں غوطہ زن ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں، فصوص، فتوحات اور تنزلات موصلہ وغیرہا کتب میں وہ عبارات تحریر فرمائیں جو کہ آپ کے ہم مرتبہ اہل اشارات حضرات پر مخفی نہیں ہیں۔ پھر ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ عظیم المرتبت آئمہ میں سے اور ان حضرات میں سے ہیں کہ جنہوں نے علوم کتاب وسنت میں دسترس حاصل کی

---

(1) الیواقیت ص14

ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں اور اہل اللہ کے ہاں آپ کا مقام بلند ہے اور اس کے حضور آپ کے لئے سچائی کا قدم ہے۔

29. حضرت شیخ المشائخ محمد المغربی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ یہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شیخ ہیں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ حضرت شاذلی رحمۃ اللہ علیہ عارفوں کے ولی ہیں جس طرح کہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، مریدین کے مربی ہیں۔ آپ شیخ اکبر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ان الشیخ محی الدین روح التنزلات والامداد والف الوجود و عین الشهود وباء المشهود الناهج منهاج النبی العربی۔[1]

بے شک ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تنزلات وامداد کی روح ہیں۔ وجود کا الف، شہود کی عین اور مشہود کی باء ہیں اور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلنے والے ہیں۔

30. حضرت شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (756ھ) آپ مشہور محدث اور عالم ربانی ہیں، آپ کی بے شمار تصانیف ہیں آپ کے بارے میں مشہور کیا گیا کہ آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین میں سے ہیں حالانکہ آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں میں سے ہیں اگرچہ ابتداء میں کچھ ناخلف لوگوں کے پروپیگنڈہ کی وجہ سے آپ نے کلام کیا لیکن جب شیخ اکبر کی کتب کو دیکھا تو کہہ اٹھے:

"کان الشیخ محی الدین آیة من آیات الله تعالیٰ وان الفضل فی زمانه رمی بمقالیده الیه وقال لاعرف ایاه"۔[1]

(1) الیواقیت ص 12

یعنی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے اور بے شک آپ کے زمانے میں فضیلت نے اپنی کنجیاں آپ کی طرف ڈال دی تھیں اور کہا کہ میں تو صرف انہی کو پہچانتا ہوں۔

31. حضرت شیخ کمال الدین الزملکانی رحمۃ اللہ علیہ (م 737) آپ شام کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو کیسا پایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وجدته فی العلم والزهد والمعارف بحرا زاخرا لاساحل له"۔[2]

یعنی میں نے آپ کو علم، زہد اور معارف میں بحرِ بے کراں پایا ہے۔

32. شیخ قطب الدین الحموی آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں، آپ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت میں پر جوش انسان ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو علم، زہد و معارف کا ایسا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر پایا ہے جس کا کوئی کنارہ نہ ہو۔[3]

33. حضرت شیخ بدر الدین بن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ آپ مشہور عالم دین اور محدث ہیں آپ شافعی المسلک تھے آپ نے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فصوص الحکم کی شرح لکھی اور حضرت کو دل کھول کر خراج عقیدت پیش کیا۔[4]

---

(1) الیواقیت ص13

(2) لسان المیزان 451/2، الیواقیت 11

(3) الیواقیت 13

(4) الیواقیت

34. حضرت شیخ شمس الدین الخونجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ قاضی القضاۃ تھے، آپ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں غلاموں کی طرح کھڑے رہتے تھے۔ اور آپ کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے اور برملا اعلان کرتے تھے کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اہل تحقیق وتوحید کے امام ہیں۔(1)

35. اسی طرح شیخ ناصر الدین مالکی رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد اور چاہنے والے تھے۔ آپ کے متعلق یہ مشہور کیا گیا کہ آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف ہیں تو آپ نے دوٹوک اعلان کیا کہ میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کا ولی سمجھتا ہوں اور ان کی تحریروں کو درست سمجھتا ہوں۔(2)

36. حضرت عارف کبیر حافظ امام شیخ عبد الغفار القوصی رحمۃ اللہ علیہ آپ بہت بڑے عارف اور امام تھے آپ نے اپنی کتاب "الوحید فی سلوک اہل التوحید" میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے اور ان کی کئی کرامات ذکر کی ہیں۔(3)

37. حضرت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے کون واقف نہیں۔ آپ جامع شریعت وطریقت تھے۔ وقت کے محدث کبیر اور ولی کامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں بے شمار مقامات پر حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو امکانی حد تک خراج عقیدت پیش کیا ہے اور کئی ایک مقامات پر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے

---

(1) ایضاً 11

(2) ایضاً

(3) تنبیہ الغبی فی تبرءۃ ابن عربی 3

ناقدین کو منہ توڑ جواب دیے ہیں اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی خود بھی تاویل کی ہے اور دیگر کو بھی یہی تلقین کی ہے۔

38. شیخ نجم الدین اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ

39. شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

40. حضرت شیخ حریری رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ بھی ابن ربی رحمۃ اللہ علیہ کے حمایتی تھے۔[1]

41. علامہ قاضی القضاۃ شرف الدین البارزی رحمۃ اللہ علیہ

42. قاضی القضاۃ العلامہ سراج الدین الہندی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا بھرپور دفاع کیا ہے۔[2]

43. امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت عبدالرحمان سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الصوفیاء" میں محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

44. مشہور محدث حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "لسان المیزان" میں حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت طویل کلام کرتے ہوئے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور آپ کو کبار مشائخ اور عارف قرار دیا ہے۔[3]

45. علامہ ابو عبداللہ محمد بن سعید یحییٰ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 658) عظیم مؤرخ اور حدیث کے نامور عالم گزرے ہیں۔ آپ نے تاریخ دمشق میں حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو

---

(1) تنبیہ الغبی ص 5

(2) تنبیہ الغبی ص 6

(3) لسان المیزان 2/451

ثقہ قرار دیا ہے۔ اور فرماتے ہیں میں نے ابن عربی کو ہر تعریف و توصیف سے بالاتر پایا ہے۔[1]

46. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انفاس العارفین صفحہ 181 پر لکھتے ہیں کہ شاہ عبد الرحیم (والد شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی ابن عربی کو شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ قرار دیتے ہیں۔[2]

اور کتاب "القول الجلی فی ذکر آثار الولی" میں مولوی محمد عاشق پھلتی صفحہ 111 پر لکھتے ہیں: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر تھے۔

47. حضرت شیخ بدر الدین سرہندی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگ سمجھتے تھے۔[3]

48. حضرت صفی الدین حسین بن الامام ظافر الازدی رحمۃ اللہ علیہ جو ابن عربی کے ہم عصر ہیں آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور آپ کو صاحب کمال لکھتے ہیں۔[4]

49. شیخ محمد بن عبد اللہ شیخ الاسلام مخزومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 817ھ) تبحر عالم اور صاحب کمال بزرگ گزرے ہیں آپ نے محی الدین ابن عربی کی شان میں ایک کتاب لکھی ہے

(1) الدر الثمین ص 31

(2) انفاس العارفین صفحہ 220، 245، 208، 230

(3) حضرات القدس صفحہ 73

(4) نفخ الطیب 2/367

"کشف الغطاء عن اسرار کلام الشیخ محی الدین" اس میں وہ حضرت شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"لااری القطب فی زماننا ہذا الا الشیخ محی الدین بن العربی"۔ (1)

نیز شیخ الاسلام مخزومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایاکم والانکار علی شیء من کلام الشیخ محی الدین فان لحوم الاولیاء مسمومة وہلاک ادیان مبغضہم معلومة ومن ابغضہم تنصرومات علی ذالک"۔ (2)

یعنی شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں کسی چیز پر بھی انکار کرنے سے بچو۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے گوشت زہر آلود ہیں اور ان سے بغض رکھنے والوں کا دین ان سے چلا جاتا ہے اور جو ان سے بغض رکھے وہ عیسائی ہو کر مرتا ہے۔

50. شیخ محمد بن عبد اللہ بن اسعد بن سلیمان یافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مداحین میں سے تھے آپ نے اپنی کتاب "شرح روض" میں شیخ الاسلام زکریا سے نقل کرتے ہوئے حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب ولایت عظمٰی لکھا ہے۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ حقائق کا سمندر تھے۔ (3)

---

(1) کشف الغطاء 69

(2) الیواقیت والجواہر ص 11

(3) تنبیہ الغبی ص 5 • التذکاری ص 338 • الیواقیت 10 /1

51. امام احمد بن محمد مقری تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نفح الطیب (1041م) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں انتہائی عمدہ خیالات کا اظہار فرماتے ہیں۔[1]

52. شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد تھے اور مدح خوان تھے۔[2]

53. نیز صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 673) جو بہت بڑے بزرگ اور حق آگاہ انسان، صاحب کشف و کرامات اور ولی اللہ تھے آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ کے بیٹے ہیں آپ جیسے لوگ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے سپاہی تھے۔ اور آپ نے "الفکوک فی مستندات حکم الفصوص" نامی کتاب فصوص الحکم کی شرح میں لکھی۔[3]

54. علامہ فخر الدین ابراہیم ہمدانی المعروف علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 688) نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے فروغ پر کتاب "لمعات" تحریر کی۔[4]

(اور یہ وہی کتاب لمعات ہے کہ جس کی شرح مشہور عالم وصوفی علامہ عبد الرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی)

55. پھر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان وحدت اور فیضان محبت کے بحر بے کنار میں غوطہ زن لوگوں میں سے ایک نام علامۃ الدھر سلیمان بن علی المعروف عفیف الدین تلمسانی

---

(1) نفخ الطیب 2/362

(2) التذکاری از علامہ عباس عزاوی صفحہ 339

(3) نفخات الانس صفحہ 556

(4) تذکرہ میخانہ ملا عبد النبی قزوینی 37 • نفخات الانس از علامہ جامی صفحہ 605

رحمۃ اللہ علیہ متوفی 690 ہجری کا بھی ہے آپ فقہ شافعی کے ائمہ میں سے سمجھے جاتے ہیں۔ آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کی ہے اور آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فصوص الحکم" کی شرح بھی لکھی ہے۔[1]

56. پھر انہی لوگوں میں ایک نام موید الدین بن محمد الجندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 700) کا ہے آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کے پرچار میں بڑے سرگرم رہے اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں "مواقع النجوم" اور "فصوص الحکم" کی شروح لکھیں اور آپ نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی امکانی حد تک تعریف و توصیف کی اور آپ کو خاتم ولایۃ محمدیہ، محضر مجمع کمالات، ارباب تحقیق کا پیشوا، اصحاب طریق کا امام، صدر الاسلام والمسلمین اور محی الدین قرار دیا۔[2]

نیز آپ فرماتے ہیں:

"ما سمعنا باحد من اہل الطریق اطلع علی ما اطلع علیہ الشیخ محی الدین"۔[3]

یعنی ہم نے اہل طریقت میں سے کسی کے بارے میں نہیں سنا کہ اس کو ان حقائق پر اطلاع ہوئی ہو جن پر شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ مطلع ہوئے ہیں۔

---

(1) کشف الظنون 2/1263

(2) نفحات الانس از علامہ عبد الرحمان جامی صفحہ 347

(3) الیواقیت ص 12

57. اور پھر انہی لوگوں میں سے ایک ہستی سعید الدین فرغانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 700) بھی ہیں علامہ فرغانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے نامور بزرگ اور مفسر تھے، انہوں نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کی خوب خدمت کی اور اس کی تشریح میں کتابیں لکھیں۔[1]

58. امام کمال الدین عبد الرزاق کاشانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 736) نے شرح فصوص الحکم لکھی اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کو فروغ دیا۔[2]

آپ لکھتے ہیں:

"انه الكامل المحقق صاحب الكمالات والكرامات"۔[3]

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کامل، محقق، صاحب کمالات اور صاحب کرامات ہیں۔

59. شیخ داؤد بن محمود بن محمد رومی قیصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 751) بھی نظریہ وحدۃ الوجود کے حامیان اور ابن عربی کے پیروکاروں میں سے تھے۔ آپ نے فصوص الحکم کی شرح "مطلع خصوص الكلم فى معانى فصوص الحكم" کے نام سے لکھی۔[4]

60. امام یلبغا بن عبد اللہ السالمی الظاہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وكان يبالغ فى حب ابن عربى وغيره من اهل طريقته ولايوذى من ينكر عليه"۔[1]

---

(1) نفحات الانس از علامہ جامی صفحہ 559

(2) نفحات صفحہ 482

(3) الیواقیت ص 12

(4) الذریعہ 6/126

آپ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اہل طریقت سے مبالغہ کی حد تک محبت کرتے تھے۔ اور آپ اس شخص کو تکلیف نہ دیتے تھے جو آپ کا رد کرتا تھا۔

61. شیخ عبدالعزیز بن ابی الفارس رحمۃ اللہ علیہ آپ مشہور عالم اور محدث ہیں:

"فنقل عن الرضی الشاطبی ان عبدالعزیز ہکذا کان من اتباع ابن عربی"۔[2]

رضی شاطبی سے منقول ہے کہ عبد العزیز بن ابی الفارس رحمۃ اللہ علیہ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں میں سے تھے۔

62. امام علی بن احمد بن علی بن احمد الہندی کی حنفی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ اور محدث گزرے ہیں، آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی حمات میں ایک کتاب "امحاض النصیحۃ عن امراض باطل النصیحۃ النطیحۃ" لکھی ہے۔[3]

63. امام سراج عمر بن موسیٰ الحمصی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں ایک کتاب "کشف الغطاء بالنور الوسی عن اسرار جواہر ابن العربی" لکھی ہے۔[4]

64. خاتمۃ المحققین السید ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب رد المحتار آپ بہت بڑے فقیہ ہیں آپ نے بھی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو "العارف الکبیر" قرار دیا ہے۔[1]

---

(1) انباء الغمر بابناء العمر 1/354

(2) الدرر الکامنہ لابن حجر عسقلانی 1/314

(3) القول المنبی ص53

(4) القول المنبی 53

65. حضرت الشیخ جمال الدین آفندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مشہور فقیہ تھے، آپ نے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں اور اسحاق الحکیم الطبیب کے رد میں "رسالہ اشراقیه فی دفع ظلمات الاسحاقیه" تصنیف فرمایا۔[2]

66. حضرت سید علی بن میمون المغربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 917) آپ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چینوں میں سے تھے اور آپ نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں "مناقب ابن عربی" کے نام سے کتاب لکھی اور اس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خوب خراج عقیدت پیش فرمایا ہے۔[3]

67. حضرت شیخ قطب الدین سعدی شیرازی المشہور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر کاربند تھے اور اپنے مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں آپ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مداح ہیں آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو علوم شرعیہ وحقیقیہ میں کامل شخص قرار دیا ہے۔[4]

68. حضرت شیخ احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ الشہاب البرنسی المالکی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے آپ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حمایتی اور چاہنے والے تھے۔[5]

---

(1) رد المحتار 6/378

(2) كشف الظنون 1/486

(3) اليواقيت والجواہر 1/12

(4) الضوء اللامع از امام سخاوی 1/141

(5) تنبیه الغبی بالیواقیت والجواہر 11

69. الشیخ الامام صلاح الدین الصفدی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے آپ "تاریخ مصر" میں فرماتے ہیں:

"من اراد ان ینظر الیٰ کلام اہل العلوم اللدنیہ فلینظر فی کتب الشیخ محی الدین بن العربی رحمہ اللہ"۔[1]

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ علوم لدنیہ والوں کا کلام دیکھے تو اسے چاہیئے کہ وہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی زیارت کرے۔

70. ابو عبداللہ محمد بن سلامہ المغربی رحمۃ اللہ علیہ

71. شیخ شمس الدین محمد بن احمد الصوفی المعروف بن لبن نجم رحمۃ اللہ علیہ

72. الشیخ اسماعیل بن ابراہیم الجبرتی الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ

73. الشیخ زین الدین الخافی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید علماء و محدثین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حامی ہیں۔[2]

74. اس کے علاوہ سید حیدر آملی (متوفی 787)

75. شیخ محمد شیرین مغربی تبریزی (متوفی 809ھ)

76. صائن الدین علی بن محمد ترکہ اصفہانی (متوفی 835) جیسے لوگ بھی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین اور ان کے سلسلہ ولایت میں مریدین تھے۔

77. اسی نظریہ وحدۃ الوجود کے بھرپور حامیوں میں ایک نام شیخ کامل، عاشق خیر الوریٰ علامہ نور الدین عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898) کا بھی ہے۔ امام جامی رحمۃ اللہ علیہ ابن عربی

(1) تنبیہ الغبی فی تبرءۃ ابن عربی 8 از علامہ سیوطی

(2) نقد النصوص صفحہ 18 از عارف جامی

رحمۃ اللہ علیہ کو امام المحققین، دقیقہ سنج اور عارفوں کا امام اور موحدوں کا قطب قرار دیتے ہیں۔[1]

78. اور پھر حسین بن معین الدین المیبذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 780) جو کہ، شرح کافیہ ابن حاجب شرح شمسیہ، شرح ہدایہ رشیدیہ جیسی کتابوں کے مصنف ہیں آپ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے دفاع میں معروف عمل نظر آتے ہیں۔[2]

79. پھر حامیان ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک نام عزیز الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ آپ بھی وحدۃ الوجود کے نظریہ کے قائل اور اس کے زبردست حامی تھے۔

80. علی ابن ابراہیم احسائی المعروف ابن ابی الجمہور رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 878) اپنی کتاب "کتاب المجلی صفحہ 6" میں ابن عربی کو "شیخ الاعظم" قرار دیتے ہیں۔

81. مولانا جلال الدین مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 672) جیسے نابغہ روزگار اور صاحب علم وفضل لوگ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ہیں۔ آپ کی مثنوی میں جگہ جگہ وحدۃ الوجود کی جھلک ملتی ہے۔

(1) فواتح شرح دیوان حضرت امیر علیہ السلام لملا معین الدین

(2) المیبذی صفحہ 15

82. شیخ عارف صفی الدین بن ابی منصور رحمۃ اللہ علیہ جو کہ عظیم المرتبت شخصیت گزرے ہیں، آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رایت بدمشق الشیخ الامام الوحید العالم العامل محی الدین الدین بن عربی وکان من اکبر علماء الطریق جمع بین سائر العلوم الکسبیة وماقرء من العلوم الوہبیة"۔(1)

یعنی میں نے دمشق میں امام وحید، عالم باعمل، دین کو زندہ کرنے والے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ آپ علمائے طریقت میں سے سب سے بڑے عالم تھے اور آپ نے تمام علوم کسبیہ اور وہبیہ کو جمع کر دیا تھا۔

83. حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھتے ہیں:

"وچوں نوبت شیخ بزرگوار محی الدین ابن عربی قدس سرہ رسید از کمال معرفت ایں مسئلہ دقیقہ را مشروح ومبین ساخت ومبوب ومفصل گردانید ودر رنگ صرف ونحو تدوین آورد مع ذالک جمع ازیں طائفہ مراد او نفہمید وتخطیہ او نمودند ومطعون وملام ساختند ودریں مسئلہ اکثر تحقیقات شیخ محق است وطاعنان او دور از صواب بزرگی ودفور علم شیخ را از تحقیق ایں مسئلہ باید دریافت نہ رد وطعن باید کرد وایں مسئلہ ہر چیز می ورد بتلاحق افکار متاخران واضح ومنقح گشتہ است"۔(2)

(1) تنبیہ الغبی ص3

(2) مکتوبات ص413

جب معاملہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا تو آپ نے کمال معرفت سے اس ادق مسئلہ وحدت الوجود کی تشریح فرمائی اور واضح بیان کیا اور اس کو ابواب اور فصول میں منقسم فرما کر صرف و نحو کے رنگ میں مدون فرمایا لیکن بعض لوگوں نے آپ کے مطلب کو نہ سمجھا اور آپ کو خطاوار ٹھہراتے ہوئے آپ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ اس مسئلہ (وحدۃ الوجود) میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر تحقیقات صحیح ہیں اور ان کو ملامت کرنے والے حق سے دور ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور تبحر علمی کو اس مسئلہ کی تحقیق سے سمجھنا چاہیئے اور ان پر طعن و تشنیع سے باز رہنا چاہیئے کیونکہ جوں جوں وقت گزر رہا ہے یہ مسئلہ وحدۃ الوجود واضح تر ہوتا جاتا ہے۔

84. محدث کبیر حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ جگہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کا دفاع کیا ہے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"الشیخ محی الدین بن عربی رضی اللہ عنہ امام جمع بین العلم والعمل کما اتفق علی ذالک من یعتقد بہ کیف وقد ذکر بعض المنکرین فی ترجمتہ انہ کان وصل لمرتبۃ الاجتہاد وحینئذ فاسلامہ متیقن وکذالک علمہ وعملہ، وزہادتہ، وورعہ، ووصولہ فی الاجتہاد فی العبادۃ الی ما لم یصل الیہ اکابر اہل الطریق"۔[1]

(1) فتاوی حدیثیہ 440

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل کے جمع کرنے والوں کے امام ہیں اور اس بات پر ان کے معتقدین کا اتفاق ہے۔ اور آپ کی کیا شان ہو گی جبکہ آپ کے بعض منکرین نے بھی آپ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ آپ مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے پس اس صورت میں آپ کا اسلام یقینی امر ہے اور اسی طرح آپ کا علم و عمل اور آپ کا زہد و ورع بھی یقینی امر ہے۔ آپ عبادت میں کوشش کی اس منزل پر فائز تھے کہ اہل طریقت میں سے بڑے بڑے لوگ وہاں نہ پہنچ سکے۔

85. غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے زبردست حامیوں میں سے تھے آپ لکھتے ہیں:

"متاخرین علماء مثل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور امام رازی اور شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، جیسے لوگوں نے دفع شرک اور بدعت میں اور اثبات توحید ذاتی اور صفاتی میں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طرح طرح کے مضامین رنگا رنگ بیان فرمائے ہیں"۔ (1)

اور پھر ابو یحییٰ امام خان نوشیروی کا تحریر کردہ یہ واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ کریں کہ میاں نذیر حسین دہلوی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے کس قدر حامی تھے۔

"میاں صاحب مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت کرتے تھے، شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نام شیخ اکبر اور اکثر "خاتم الولایۃ

(1) فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ 104

المحمدیہ" کے خطاب کے ساتھ پکارتے تھے اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی (استاد جناب صدیق حسن خان صاحب والی بھوپال) کہ ابن عربی کے اشد مخالفین میں سے تھے اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی برتری وبزرگی کے روادار نہ تھے، میاں صاحب سے صرف "شیخ اکبر" پر مناظرہ کرنے کے لئے دہلی تشریف لائے دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا احترام ہاتھ سے نہ جانے دیا اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہو گئے۔ اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی نے بھی کئی روز شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو میں فصوص الحکم پیش کرتے رہے میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ فتوحات مکیہ شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے اس پر مولانا شمس الحق صاحب حقیقت کو پاکر خاموش ہو گئے"۔ (1)

اسی طرح میاں نذیر حسین دہلوی نے اپنی کتاب میں ابن عربی کو "خاتم الولایۃ المحمدیہ" قرار دیا ہے۔ (2)

(1) حیات بعد الممات صفحہ 123 ☆ تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ 146 از ابو یحییٰ امام خان نوشیروی

(2) معیار الحق صفحہ 377

86. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شیخ اکبر، یاقوت احمر، میدان ولایت کے اول وآخر، گوہرہائے معرفت کے جامع وناشر، راہ ہدایت کے داعی ومبلغ، بحر عنایت کے خواص، صاحب کرامات (حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ)"۔[1]

87. غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے مناظر اعظم شاء اللہ امرتسری صاحب، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسئلہ تکفیر ابن العربی بہت نازک ہے مولانا نواب صاحب بھوپالی مرحوم "تکثار" میں علامہ شوکانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا، نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو شیخ اکبر لکھتے ہیں، حضرت مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ موصوف کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں، اس لئے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ"۔[2]

(1) دمغ الباطل ص99

(2) فتاوی ثنائیہ جلد اول صفحہ 332

88. امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب بھی حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب کشف و کرامت اور اللہ کا ولی سمجھتے تھے اور آپ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے آپ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں کوئی فرق نہیں۔ (1)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

کوئی شبہ نہیں کہ ارباب عرفان وصفا کے نزدیک یہ حضرات شیوخ وائمہ ہیں۔ (2)

نیز لکھتے ہیں:

یہی حضرات در حقیقت اسلام کے ربانی حکماء ہیں۔۔۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے یہی لوگ جانشین اور خلفاء ہیں۔ (3)

پھر یہ بھی پڑھیئے۔۔۔ لکھتے ہیں:

عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الصدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ لوگ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے حامیوں میں ہیں لیکن اس وحدۃ الوجود کا واقعی مطلب ان حضرات نے خود بیان کیا ہے اس میں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جو

---

(1) عبقات صفحہ 91

(2) ایضاً صفحہ 87

(3) ایضاً صفحہ 89

کچھ فرماتے ہیں ان میں انصاف سے بتاؤ کیا اختلاف ہے دونوں مسلکوں میں کیا فرق ہے۔[1]

89. حضرت شیخ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 834) اللہ جل جلالہ کے بہت بڑے ولی تھے آپ باوجودیکہ خود بھی صاحب طریقت تھے پھر بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فصوص الحکم کی شرح لکھی اور انہیں قطب المحققین، امام الموحدین اور محی الملت والدین کے القاب سے یاد کیا۔

90. پھر غیر مقلدین کے مجدد عصر نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب "التاج المکلل" میں محی الدین ابن عربی کی "حجۃ اللہ الظاہرہ وآیتہ الباہرہ" قرار دے رہے ہیں اور وہ لکھتے ہیں:

"ولہ من محاسن مالایستوفی بالجملۃ فھو حجۃ اللہ الظاہرۃ آیتہ الباہرۃ اما کراماتہ فلاتحصرہا مجلدات"۔[2]

یعنی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ میں اتنی خوبیاں ہیں کہ جن کا احاطہ ممکن نہیں اور وہ اللہ عزوجل کی بین دلیل اور کھلی نشانی ہیں اور ان کی اتنی کرامات ہیں کہ جنہیں کئی جلدوں میں بھی بیان نہیں کیا جاسکتا۔

یہی بھوپالی صاحب ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کے مسئلہ میں لکھتے ہیں:

"والمذہب الراجح فیہ علی ماذہب الیہ العلماء المحققون الجامعون بین العلم والعمل والشرع والسلوک السکوت فی شانہ وصرف کلامہ المخالف لظاہر الشرع الی

(1) عبقات از شاہ اسماعیل دہلوی صفحہ 91

(2) التاج المکلل صفحہ 172

محامل حسنة وكف اللسان عن تكفيره وتكفير غيره من المشائخ الذين ثبت تقواهم فى الدين وظهر علمهم فى الدنيا بين المسلمين"۔[1]

اور مذہب راجح جس کی طرف علم و عمل شرع وسلوک کے جامع علماء گئے ہیں وہ یہ ہے کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں زبان کو روکا جائے گا اور ان کے اس کلام کو جو ظاہراً شرع شریف کے خلاف ہے اچھے معنی پر محمول کیا جائے گا اور اپنی زبان کو ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر سے بھی روکا جائے گا اور ان بزرگان دین رحمہم اللہ کی تکفیر سے بھی کہ جن کا تقویٰ ثابت ہے اور جن کا علم مسلمانوں کے ہاں دنیا میں ظاہر ہے۔

91. غیر مقلد عالم نواب وحید الزمان صاحب حضرت شیخ اکبر کی بابت اپنا عقیدہ لکھتے ہیں:

"اعتقادنا فى الشيخ الاجل محى الدين ابن العربى والشيخ احمد السرهندى انهما من صفوة عباد الله ولانلتفت الى ماقيل فيهما"۔[2]

یعنی ہمارا شیخ اجل محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ وہ دونوں اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں اور ان کی بابت کہی باتوں کی طرف ہم دھیان نہیں دیں گے۔

---

(1) التاج المکلل صفحہ 174

(2) ہدیۃ المہدی صفحہ 51

92. مشہور ندوی عالم علامہ سید ابوالحسن ندوی صاحب نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"وہ غایت درجہ متبع سنت، مجاہد، زاہد اور نفس کا شدید محاسبہ کرنے والے، مکائد شیطان اور غوائل نفس سے بدرجہ تمام واقف تھے"۔[1]

93. علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے کے زبردست حامی اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے سپاہی تھے۔ آپ نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع اور نظریہ وحدۃ الوجود پر رسالہ "وحدة الوجود" لکھا ہے۔[2]

94. اس کے علاوہ اکابرین علمائے دیوبند میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں گزرا کہ جس نے اپنی کسی تحریر میں حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہو۔ قاسم نانوتوی صاحب ہوں یا گنگوہی صاحب، خلیل احمد سہارنپوری ہوں یا محمود الحسن صاحب، انور شاہ صاحب کشمیری ہوں یا قاری طیب صاحب، حسین احمد مدنی صاحب ہوں یا منظور احمد نعمانی صاحب تمامی لوگ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور ان کے دفاع پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ اور علمائے دیوبند میں سے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سب سے زیادہ تصوف سے شغف رکھنے والے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تصوف اسلامی میں بے شمار کتب و رسائل تحریر کئے ہیں۔ آپ نے اپنی کتب شریعت و طریقت، مبادی

(1) تاریخ دعوت وعزیمت حصہ چہارم ص282
(2) کلیات امدادیہ ص218

التصوف، التکشف، السنۃ الجلیلہ ، التشرف اور افاضات الیومیہ کے علاوہ بے شمار کتب میں تصوف اسلامی کو موضوع بنایا ہے۔

اور پھر "خصوص الحکم فی حل فصوص الحکم" کے نام سے شیخ اکبر کی کتاب کی شرح لکھی اور "التنبیہ الطربی فی تنزیۃ ابن العربی" کے نام سے بھی ایک کتاب لکھی جس میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا بھرپور دفاع اور ان کے کلام کی تاویل کی ہے۔ اس کے علاوہ تھانوی صاحب کی درجنوں کتب میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا مختلف حوالوں سے تذکرہ جمیلہ اور ان کا دفاع کیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر مسئلہ وحدۃ الوجود اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے تسلیم کے حوالے سے علمائے اہل سنت اور علمائے دیوبند میں کوئی اختلاف نہیں۔

شذرہ

چونکہ علمائے دیوبند عقائد میں ابن عبد الوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے ہمنوا ہیں تو اس وجہ سے موجودہ دیوبندی عوام، طلباء اور علماء "مسئلہ وحدۃ الوجود" اور شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی عدم علم کی بناء پر یہی سمجھتے ہیں کہ دیوبندیوں کا نظریہ اس بابت بھی نجدیوں والا ہے۔ اور اس بدولت وہ صاحب حال بزرگوں کے شطحیات اور نظریہ وحدۃ الوجود کے خلاف جی بھر کر بول اور لکھ رہے ہیں۔ جس طرح آج کل حضرت خواجہ یار محمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ گڑھی شریف کی کتاب "دیوان محمدی" اور خواجہ غلام فرید صاحب کی کتاب "فوائد فریدیہ" کو خوب نشانہ بنایا جارہا ہے حالانکہ دیوان محمدی کا کلام وحدۃ الوجود کی بناء پر ہے اور فوائد فریدیہ میں تو "شطحیات اولیاء" کو بطور حکایت ذکر کیا گیا ہے۔

لہٰذا دیوبندی عوام اور جوشیلے علماء سے گذارش ہے کہ صوفیاء کے "شطحیات" اور "وحدۃ الوجود" پر اعتراض سے پہلے اپنے اکابر کی تحریریں ضرور پڑھ لیں اور دیکھیں کہ انہوں نے ان مسائل کا کس قدر دفاع کیا ہے۔[1]

اس کے علاوہ اہل حدیث و نجدی علماء کی کتب میں بھی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ، قدس سرہ العزیز جیسے دعائیہ کلمات بے شمار مقامات پر تحریر کیے گئے ہیں۔

---

(1) شطحیاتِ اولیاء کے حوالے سے تحقیق، فقیر کے رسالہ "شطحیاتِ اولیاء" میں ملاحظہ فرمائیں۔

نظریہ وحدۃ الوجود کے قائلین مشہور اولیائے کرام رحمہم اللہ جو در حقیقت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی حمایتی ہیں:

95. حضرت شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ
96. حضرت شیخ عبدالرزاق جھجانوی رحمۃ اللہ علیہ
97. حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
98. حضرت شیخ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
99. حضرت سید الطائفہ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
100. حضرت شیخ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ
101. حضرت شیخ سید جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ
102. حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
103. حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
104. حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ
105. حضرت شیخ شمس الدین فغازی رحمۃ اللہ علیہ
106. حضرت شیخ سعید الدین فرغانی رحمۃ اللہ علیہ
107. حضرت شیخ ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
108. حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)
109. حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
110. حضرت شیخ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ
111. حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
112. حضرت قبلہ سید غلام محی الدین قبلہ بابوجی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

کیا یہ انصاف ہے

نظریہ وحدۃ الوجود پر کام ہو ہی رہا تھا کہ اہل حدیث حضرات کے مشہور مناظر اور مصنف تصانیف کثیرہ مولوی زبیر علی زئی صاحب کا ایک مضمون نظر سے گزرا جس میں انہوں نے اشگاف الفاظ میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کی ہے۔ اور اہل حدیث کے ایک ڈائٹر ارشاد اللہ امان صاحب کی کتاب "تلاش حق" اور مشہور غیر مقلد مناظر پروفیسر ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب کی کتاب "دیوبندیت" نظر سے گزری

ان دونوں کتابوں کو پڑھ کر ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب اور مصنف "تلاش حق" نے دیوبندیوں کے خلاف زیادہ تر مواد علامہ ارشد القادری صاحب کی معرکۃ الآراء تصنیف "زلزلہ" سے سرقہ کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں نظریہ وحدۃ الوجود کو شرکیہ نظریہ قرار دیا گیا ہے اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر و تضلیل کے ساتھ ساتھ اس عقیدہ وحدۃ الوجود کی بناء پر اکابرین اہل سنت واکابرین علماء دیوبند کو مشرک ثابت کیا گیا ہے۔ تلاش حق کے مولف ارشاد اللہ امان صاحب جو کہ نظریہ وحدۃ الوجود کو اتحاد پر محمول کر رہے ہیں اور جنہیں توفیق ہی نہیں ہوئی کہ وہ نظریہ وحدۃ الوجود کو گہری نظر سے مطالعہ فرما سکیں، کتاب کے صفحہ 315 پر لکھتے ہیں:

> "اتحاد ثلاثہ کا دوسرا اجزو جس نے قرآن وحدیث کے بتلائے ہوئے خالق ومخلوق کے فرق کو بدل ڈالا ہے "وحدۃ الوجود" کا نظریہ ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز ایک ذات کے پھیلے ہوئے حصوں میں سے ایک حصہ ہے کسی ایک چیز میں دوسرے سے غیریت نہیں یعنی خالق ومخلوق

میں وحدت ہے اور دونوں ایک ہیں اس نظریہ کے لحاظ سے کافر و مشرک کا فاسق و فاجر، مومن و مسلم، شیطان و جن، کتا و بلی، نجاست و غلاظت یہ سب اللہ کے عین وجود ہیں انہیں ذات الٰہی سے الگ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان میں اور ذات الٰہی میں کوئی غیریت ہے۔۔۔"

پروفیسر ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب اپنی کتاب دیوبندیت کے صفحہ 195 پر لکھتے ہیں:

"دراصل عقیدہ وحدۃ الوجود جس کو دیوبندی اور بریلوی علماء تسلیم کرتے ہیں ان کو ان کے صوفیاء کی طرف سے وراثتاً ملا ہے اور یہ قسم شرک فی الذات کی ہے"۔

اور آگے لکھتے ہیں:

"افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بریلویوں کی طرح دیوبندیوں کا بھی عقیدہ وحدۃ الوجود پر کامل ایمان ہے اور عقیدہ وحدۃ الوجود کے اس معنی میں کسی کو اختلاف نہیں کہ کائنات میں دراصل ایک ہی وجود ہے اور مخلوق انسان وحیوان اس وجود کی مختلف شکلیں ہیں"۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"مخلوق کا وجود دراصل خالق کا وجود ہے گدھا، گھوڑا، کتا، سور، انسان، حیوان، نبی، ولی دراصل سب خدا ہی کا وجود ہے"۔

اس بارے میں اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ اگر جناب ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب ارشاد اللہ امان صاحب اور زبیر علی زئی صاحب واقعی توحید کے علمبردار تھے تو پھر جہاں انہوں نے نظریہ وحدۃ الوجود کی بناء پر اکابرین اہل سنت واکابرین علمائے دیوبند کی تضلیل کی ہے وہیں انہیں

اپنے اکابرین، ثناء اللہ امر تسری، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ اسماعیل دہلوی، علامہ شوکانی اور بالخصوص شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے بارے میں بھی وہی ہاتھ رکھنا چاہیے تھا جو دوسرے قائلین وحدۃ الوجود کے لئے رکھا گیا ہے۔ مذکورہ شخصیات کے لئے ہاتھ "ہولا" رکھنا کیا واضح طور پر مسلکی تفاوت، تعصب کو آشکارا نہیں کر رہا؟ اگر مسلکی تفاوت کی رکاوٹ حائل نہیں تو پھر "شیخ اکبر" کے دفاع میں ایک ہفتہ تک مناظرہ کرنے والے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی اور انہیں یاقوت احمر، راہ ہدایت کے داعی و مبلغ، مقرب بارگاہ الٰہی، ربانی حکماء انبیاء کے خلفاء، حجۃ اللہ الظاہرۃ، من صفوۃ عباد اللہ، قدس سرہ العزیز جیسے القابات دینے اور انہیں قابل عزت کہنے والے اکابرین جماعت اہل حدیث کے خلاف مبارک "تکفیر" کب منصہ شہود پر آئے گا؟ اور زبیر علی زئی صاحب اہل حدیث کے مناظر ہیں اور وہ اس اصول سے یقیناً بے خبر نہیں ہوں گے کہ ایک کافر و مشرک کی کفریہ شرکیہ عقیدہ میں تائید کرنے والا، اسے کلمات تحسین سے نوازنے والا، اس کو رحمۃ اللہ علیہ، قدس سرہ العزیز جیسے دعائیہ کلمات سے نوازنے والا۔۔۔ آخر کس زمرے میں آتا ہے؟ جناب زبیر علی زئی صاحب مجھے آپ کے مبارک فیصلے کا انتظار رہے گا۔

اور پھر ڈاکٹر طالب الرحمن اور ارشاد اللہ امان صاحبان نے گدھے، گھوڑے اور کتے کے وجود کو خدا کا وجود قرار دے کر اس کو نظریہ وحدۃ الوجود قرار دیا ہے تو غالباً ان صاحبان نے شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب "عبقات" کو پڑھا ہو گا جو لکھتے ہیں:

"پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان و زمین، شجر، حجر، درخت، پتھر، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بجنسہٖ خدا ہیں یعنی

اللہ تعالیٰ کے عین ہیں یا غیر ہیں۔ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر و حجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں، ان آثار کا مبداء اور ان احکام کی جو چیز منشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنسہا اللہ اور عین خدا ہیں"۔(1)

جناب ڈاکٹر صاحب اور ارشاد اللہ صاحب اپنے اکابرین کی کتب کے مطالعے کا ملبہ اہل سنت پر نہ ڈالیئے، نظریہ وحدۃ الوجود ہر گز یہ نہیں کہ تمام اشیاء خدا ہیں بلکہ وحدۃ الوجود یہ ہے کہ حقیقی وجود اللہ عزوجل کا ہے باقی ہر چیز کا وجود ظلی ہے حقیقی نہیں۔ اور ہر چیز اپنے وجود میں اللہ عزوجل کے وجود کی محتاج ہے۔

المیہ :

قارئین موجودہ اہل حدیث، غیر مقلدین حضرات نظریہ وحدۃ الوجود کو کفریہ شرکیہ عقیدہ قرار دیتے ہیں لیکن ان حضرات نے کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اگر قائلین وحدۃ الوجود کو ان کی "سند حدیث" سے نکال دیا جائے تو پھر ان کے پلے "سند متصل" نام کی شیء بچتی ہی نہیں کیونکہ برصغیر پاک وھند میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان اور حضرت محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے اور غیر مقلدین کے امام الکل کی سند حدیث خاندان ولی اللہی کی محتاج ہے اور پھر طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ میاں صاحب خود بھی

(1) عبقات ص 161 از شاہ اسماعیل دہلوی

قائلین وحدۃ الوجود میں سے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ علامہ شوکانی بھی وحدۃ الوجود کے قائلین میں سے ہیں۔ کیا اہل حدیث حضرات کے لئے یہ المیہ نہیں ہے؟

غور فرمائیں:

کیا مولانا ارشاد اللہ امان صاحب اور ڈاکٹر طالب الرحمان صاحب کا وحدۃ الوجود کے متعلق وہی نظریہ نہیں جو امرتسری صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب سے نقل کیا ہے؟۔ اور اسی خود ساختہ نظریہ وحدۃ الوجود کی بناء پر دہ ہزاروں اولیائے کرام کو فتوی شرک و کفر میں شامل کر رہے ہیں۔ حالانکہ صوفیاء کا نظریہ وحدۃ الوجود آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں وہ اتحاد کا نظریہ نہیں ہے۔ اور پھر قادیانی کو وحدۃ الوجود کے نظریہ کا قائل کہنے پر امرتسری صاحب تعجب و حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کیا آپ کا استعجاب یہ سمجھنے لئے کافی نہیں ہے کہ وحدۃ الوجود جو کہ عشق و نظر والے لوگوں کا نظریہ ہے اس سے قادیانیوں کا کیا لین دین،؟ یہ مقام عشق و نظر تو کامل مسلمان کی شان ہے اور پھر وحدۃ الوجود کے حوالے سے مولانا حالی جو کہ ممدوح وہابیہ ہیں کا شعر تو بھولنا ہی نہیں چاہیے۔

علامہ ابن تیمیہ اور اکابرین امت

شاید مولانا علی زئی اور ان کے ہم مشرب حضرات ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کا یہ جواز پیش کریں کہ دیکھیں جی فلاں فلاں محدث اور ابن تیمیہ صاحب جیسے لوگوں نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کی ہے تو اگر ہم نے کرلی تو کیا حرج ہے۔ حالانکہ مولانا زبیر علی زئی اور ان کے ہم نوا اس حقیقت سے یقیناً بے خبر نہ ہوں گے کہ درجنوں محدثین اور علماء نے علامہ ابن تیمیہ کی بھی تو تکفیر و تضلیل کی ہے۔ پھر زبیر علی زئی صاحب اور دیگر حضرات کا علامہ ابن تیمیہ کی تکفیر کی بابت کیا خیال ہے؟ جس طرح یہ حضرات علامہ ابن تیمیہ کی تکفیر کو درست نہیں سمجھتے اسی طرح چھٹی صدی ہجری سے لے کر آج تک ہزاروں علماء و محدثین، اولیاء، مفسرین، متکلمین اور خود غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے بہت سارے اکابرین بھی حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کو درست نہیں سمجھتے۔

علامہ ابن تیمیہ کے عقائد اور ان کی بابت علماء کی آراء

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ علامہ ابن تیمیہ اپنے تفردات کے باعث عالم اسلام کی ایک متنازعہ ترین شخصیت گزری ہے اور ان کے تفردات و عقائد کے پیش نظر بے شمار سنجیدہ ترین شخصیتوں نے ان کی تضلیل و تکفیر کی ہے اور بے شمار محدثین متکلمین نے ان کے عقائد و نظریات کی مکمل تردید بھی کی ہے۔

حافظ وامام حدیث حافظ العلائی الشافعی صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلدی رحمۃ اللہ علیہ (م761ھ) اپنے وقت کے علامۃ الدھر تھے آپ مشہور محدث ہیں تذکرۃ الحفاظ میں ان کی بابت علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی748) لکھتے ہیں:

کہ وہ حافظ المشرق والمغرب تھے۔ انہوں نے علامہ ابن تیمیہ پر مفصل نقد کیا ہے۔

حافظ محمد بن علی بن احمد ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 953ھ) نے "ذخائر القصر فی تراجم نبلاء العصر" میں ان کے نقد ورد اور ابن تیمیہ کے اصولی وفروعی تفردات کو ذکر کیا جن میں چند یہ ہیں:

- اللہ تعالیٰ محل حوادث ہے۔
- قرآن محدث ہے۔
- عالم قدیم بالنوع ہے اور ہمیشہ سے کوئی نہ کوئی مخلوق ضرور اللہ تعالیٰ کے سامنے رہی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے لئے جسم، جہت اور انتقال کو ثابت کیا۔
- اللہ تعالیٰ بقدر عرش ہے۔
- انبیاء غیر معصوم تھے۔
- توسل نبی جائز نہیں ہے۔
- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے سفر کرنا گناہ ہے اور اس سفر کے دوران نماز کی قصر نہ کی جائے گی (اور یہ بات ان سے پہلے کسی مسلمان نے نہیں لکھی)۔
- اہل النار کا عذاب منقطع ہو جائے گا ہمیشہ نہ رہے گا۔

- تورات وانجیل میں تحریف لفظی نہیں ہوئی (حالانکہ یہ واضح طور پر قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ یہودی اور عیسائی کتاب کو اپنے ہاتھوں سے بدل دیتے تھے)۔
- انبیاء کی قبروں میں سے جو آواز آئے شیطان کی ہوتی ہے۔ [1]
- تین طلاق دے کر بھی بندہ رجوع کر سکتا ہے۔
- حضور ﷺ کی حیات برزخی کے معاملہ میں ٹھوکر کھائی اور حیات حقیقیہ کاملہ کا انکار کیا۔

اس کے علاوہ علامہ ابن حجر نے ابن تیمیہ کے تفردات کو ذکر کیا ہے۔

- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین سو سے زیادہ مقامات پر خطاء کی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کئی ایک صریح غلطیاں اور خرابیاں کی ہیں۔
- حیض والی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔
- اگر جان بوجھ کر نماز ترک کر دی جائے تو اس کی قضاء نہیں ہے۔
- مائعات پانی وغیرہ میں اگر چوہا یا اس جیسا حیوان گر کر مرجائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتے۔
- حالت جنابت میں جنبی غسل کرنے سے پہلے رات کو نفلی نماز پڑھ سکتا ہے۔
- اجماع کی مخالفت کرنے والا نہ کافر ہوتا ہے نہ گنہگار۔
- انبیاء غیر معصوم ہیں۔ [2]

---

(1) کتاب الوسیلہ 114

(2) فتاوی حدیثیہ 158

نوٹ: علامہ ابن تیمیہ کے مختلف تفردات کا ذکر، دفع الشبہ لابن الجوزی، السیف الصیقل لسبکی، براہین الکتاب والسنة للقضاعی الدرر الکامنہ لابن حجر العسقلانی، منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشدو الرحال : لصدر الدین الدہلوی میں بھی ہے۔

ان کے ان تفردات کے باعث علامہ ابن تیمیہ سے علمائے وقت، فقہائے اسلام اور قاضی صاحبان نے وقتاً فوقتاً مناظرے کئے انہیں ان قبیح مسائل سے رجوع کرانے کی خاطر کوششیں کیں لیکن علامہ ابن تیمیہ اپنی طبیعت کے لاابالی پن کی وجہ سے رجوع پر تیار نہ ہوئے چنانچہ سلطان ناصر کے حکم پر ان کے مسائل قبیحہ کو علمائے وقت کی مجلس میں پیش کیا گیا جس میں اٹھارہ فقیہ، قاضی، محدث تھے اور ان کے صدر قاضی القضاۃ قاضی تقی الدین محمد بن ابی بکر الاخنائی مالکی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس مجلس قضاء نے متفقہ فیصلہ دیا کہ ابن تیمیہ کافر ہے۔ ابن تیمیہ اپنے ان تفردات کے باعث پہلے بھی دو دفعہ قید میں رہ چکے تھے لیکن اب کی بار سلطان ناصر نے انہیں قید کا حکم دیا تو اسی قید کے دوران وہ انتقال کر گئے۔ (1)

علامہ ابن تیمیہ کے تفردات کے باعث علمائے اسلام نے ان کا تحریری و تقریری رد کیا ذیل میں ملاحظہ فرمائیں وقت کے محدثین، فقہاء، مفسرین، قضاۃ، علامہ ابن تیمیہ کے متعلق کن آراء کا اظہار فرماتے ہیں:

1) محدث کبیر حضرت امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علامہ ابن تیمیہ کے ہم عصر اور ان کے بہت مداح تھے علامہ ابن تیمیہ کے فضائل اور کمالات کو بیان کرتے کرتے تھک کر یہاں تک کہہ دیا: "واللہ لو حلفت بین الرکنین والمقام انی ما رأیت بعینی مثلہ وانہ مارای مثل نفسہ لماحنثت"۔

(1) امام ابن تیمیہ ص 581

اللہ کی قسم اگر میں خانہ کعبہ میں دونوں رکنوں اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر قسم کھاؤں کہ نہ تو میری آنکھوں نے ان کا مثل دیکھا اور نہ خود انہوں نے اپنے جیسا دیکھا تو میری قسم سچی ہو گی اور میرے لئے کفارہ یمین نہیں آئے گا۔ علامہ ذہبی جیسے آپ کے محب اور مداح شخص نے جب علامہ ابن تیمیہ کی آخری عمر میں ان کے تفردات اور ان کی طبیعت کے لاابالی پن کو دیکھا تو پھر اپنی کتاب "زغلل العلم والطلب" جو کہ دینی طالب علموں کے لئے تصنیف فرمائی اس میں یہاں تک لکھ دیا:

"فو الله ما رمقت عینی اوسع علما ولا اقوی ذکاء من رجل یقال له ابن تیمیه مع الزہد فی الاکل والملبس والنساء مع القیام فی الحق والجهاد بکل ممکن وقد تعبت فی وزنه وفتشه حتی مللت فی سنین متطاوله فی وجدت آخره بین اہل مصر والشام ومقتته نفوسهم وازروایه وکذبوه وکفروه الا للکبر والعجب وفرط الغرام فی ریاسة المشیخة والازدراء بالکبار فانظر کیف وبال الدعاوی ومحبته الظہور نسال الله المسامحة"۔ [1]

خدا کی قسم میری آنکھ نے اس شخص سے جس کو ابن تیمیہ کہتے ہیں، کسی کو زیادہ علم اور سمجھ والا نہیں دیکھا اور پھر کھانے میں لباس میں اور عورتوں کے معاملہ میں ان کا جو زہد تھا اور پھر قیام حق اور ہمہ وقت جہاد کے واسطے

(1) زغلل العلم للذہبی-18

ہر ممکن ذرائع کے ساتھ کمربستہ رہنا۔ میں کئی سالوں تک ان کے پرکھنے اور سمجھنے میں معروف رہا اور آخر کار میں تھک گیا۔ میں نے غرور و گھمنڈ اور ریاست مشیخت کی بے پناہ ہوس اور اکابر کی تحقیر کرنے کی بدولت اس کا یہ انجام مصر و شام میں دیکھا کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہو گئی اور انہوں نے انہیں جھوٹا اور کافر کہنا شروع کر دیا۔ دیکھو اپنے آپ کو چکانے اور بلند بانگ دعوے کرنے کا کیسا وبال ہوتا ہے ہم اللہ سے نظر بخشش کے طلب گار ہیں۔

پھر یہی علامہ ذہبی ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"وقد رایت ما آل امره الیه من الحط علیه والهجرة والتضلیل والتکفیر والتکذیب بحق وبباطل فقد کان قبل ان یدخل فی بذه الصناعة منورا مضیأ علی محیاه سیما السلف ثم صار مظلما مکسوفا علیه قتمة عند خلائق من الناس ودجالا افاکا کافرا عند اعداه ومبتدعا فاضلا محققا بارعا عند طوائف من عقلاء والفضلاء"۔ (1)

میں نے ابن تیمیہ کا انجام اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا کہ (ان کے تفردات کے پیش نظر) ان کی بے عزتی کی گئی ان کو برا کہا گیا اور ان کو گمراہ کہا گیا اور ان کو کافر اور جھوٹا کہا گیا حق و ناحق۔ ان تفردات کے اختیار کرنے سے قبل ان کا چہرہ نورانی اور روشن تھا۔ اس پر سلف صالحین کے آثار نظر آتے تھے پھر وہی چہرہ سیاہ اور بے نور ہو گیا مخلوق کی

(1) زغلل العلم 23، الاعلان بالتوبیخ للسخاوی

نظروں میں۔ پھر ان کے مخالفین نے انہیں دجال، الزام تراش اور کافر کہا اور سمجھ دار اہل علم کے نزدیک وہ محقق ماہر پر بدعتی ٹھہرے۔

اس کے علاوہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن تیمیہ کو ایک خط لکھا۔ یہ خط علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب السیف الصیقل کے آخر میں "النصیحۃ الذہبیہ" کے عنوان سے موجود ہے اور اس کے علاوہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 903ھ کی کتاب "الاعلان بالتوبیخ" میں بھی اسکا ذکر موجود ہے۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ خط میں بطور نصیحت علامہ ابن تیمیہ کی طرف لکھتے ہیں:

"واللہ فی القلوب شکوک ان سلم لک ایمانک بالشہادتین فانت سعید یاخیبۃ من اتبعک فانہ معرض للزندقۃ والانحلال لاسیما اذا کان قلیل العلم والدین باطولیا شہوانیا"۔

اللہ کی قسم اے ابن تیمیہ ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر (اندریں حالات) تمہارا خاتمہ ایمان پر دو جملوں کی شہادت پر ہو جائے تو یہ تمہاری بڑی سعادت ہو گی۔ بربادی اس شخص پر کہ جو تمہاری پیروی کرے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو زندقہ اور بے دینی کے لئے پیش کر دیا ہے خاص کر وہ شخص کہ جو کم علم، بے دین، خواہشات کا پجاری اور خود نمائی کا شائق ہو۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

"یارجل باللہ علیک کف عنا فانک محجاج علیہم اللسان لاتقر ولاتنام ایاکم والاغلوطات فی الدین"۔

اے بندہ خدا! خدا کے لئے اپنی زبان کو ہماری طرف سے لگام دو، بے شک تم چرب زبان اور باتونی ہو۔ نہ تمہیں کوئی چین ہے نہ آرام، اپنے دین کو مغالطہ بازی سے بچاؤ۔

پھر علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن تیمیہ کو آخرت کی یاد دلاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اما آن لک ان ترعوی اما حان لک ان تتوب وتنیب اما انت فی عشر السبعین وقد قرب الرحیل"۔

اے ابن تیمیہ کیا تمہارا (گندے مسائل سے) رجوع کا وقت ابھی نہیں آیا؟ کیا توبہ وانابت کی گھڑی ابھی تک نہیں آئی۔ بندہ خدا! تم ستر کی دھائی میں ہو موت کا وقت سر پر آن پہنچا ہے کچھ خیال کرو۔

اور صوفیاء اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کی دشمنی پر علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اے مسلمان! تیری خواہشات کا گدھا تیرے نفس کی تعریف کے لئے آگے آگیا ہے تم کب تک اس کو سچا سمجھتے ہوئے سلف صالحین کی تحقیر کرتے رہو گے اور کب تک اس گدھے کو بڑھاتے اور اللہ کے ولیوں کو گھٹاتے رہو گے اور کب تک اس کو دوست رکھتے ہوئے زاہدین سے نفرت کرتے رہو گے اور کب تک اپنے کلام کی بے جا تعریفیں کرتے رہو گے"(1)

2) حضرت علامہ محدث کبیر ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) صاحب فتح الباری نے فتح الباری میں کئی جگہ علامہ ابن تیمیہ کے نظریات کا رد کیا اور اپنی کتاب "الدرر

(1) النصیحۃ الذہبیہ

الکامنہ" میں علامہ ابن تیمیہ کے حالات لکھے ہیں اور خوب دیانت داری سے ایک طرف علامہ ابن تیمیہ کے بارے میں ان کے حمایتی لوگوں کے جذبات کا ذکر کیا ہے تو دوسری طرف حقائق سے پردہ بھی اٹھایا ہے۔

ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

"ومن ثم نسب اصحابه الى الغلوفيه واقتضى له ذالک العجب بنفسه حتى زہی علی ابناء جنسه واستشعر انه مجتہد فصار يرد على صغير العلماء وكبيرہم قديمهم وحديثهم حتى انتهى الى عمر فخطاء شيء فبلغ الشيخ ابراہيم الرقی فانكر عليه فذہب اليه واعتذر واستغفر وقال فی حق علی اخطاء فی سبعة عشر شيئا ثم خالف فيها نص الكتاب منها اعتداد المتوفى عنها زوجها اطول الاجلين وكان لتعصبه لمذہب الحنابلة يقع فی الاشاعرة حتی انه سب الغزالی فقام عليه قوم كادوا يقتلونه"(1)

علامہ ابن تیمیہ کے حاشیہ نشینوں نے ان کے بارے میں غلو سے کام لے کر ان کی تعریفیں کیں تو ابن تیمیہ میں گھمنڈ پیدا ہو گیا وہ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر سمجھنے لگے اور وہ اپنے تائیں خود کو مجتہد سمجھنے لگے۔ انہوں نے علماء کرام پر کیا چھوٹے کیا بڑے، کیا اگلے کیا پچھلے، سبھی پر، رد کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے اور کسی بات پر انہیں بھی خاطی کہہ گئے یہ بات شیخ ابواسحاق ابراہیم بن احمد الرقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 703ھ) تک پہنچی اور انہوں نے ابن تیمیہ

(1) الدرر الکامنہ 1/154

پر گرفت کی۔ اس پر ابن تیمیہ ان کے پاس گئے اور معذرت کی اور توبہ کی۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہہ دیا کہ ان سے سترہ مقامات پر خطا ہوئی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کی مخالفت کر گئے ہیں اور مرنے والے کی عدت ابعد الاجلین عدت قرار دی ہے، پھر حنبلیت کے تعصب میں آکر اشاعرہ پر اعتراضات کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ امام غزالی رضی اللہ عنہ کو گالی تک دے بیٹھے چنانچہ کچھ لوگ بپھر گئے اور ان کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"وذكروا انه ذكر حديث النزول فنزل عن المنبر درجيتن فقال كنزولي هذا فنسب الى التجسيم وردوه على من توسل بالنبي ﷺ اواستغاث فاشخص من دمشق"۔(۱)

اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابن تیمیہ نے حدیث نزول کا ذکر کیا اور وہ منبر سے دو سیڑھیاں اترے اور کہا کہ (اللہ تعالیٰ کا نزول) میرے اس اترنے کی طرح ہے اس بناء پر انہیں مجسمہ قرار دیا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل اور استعانت کا بھی رد ابن تیمیہ نے کیا ان عقائد کی بناء پر انہیں دمشق سے نکال دیا گیا۔

ایک اور مقام پر علامہ لکھتے ہیں:

"انا لااعتقد فيه عصمة بل انا مخالف له فى مسائل اصلية وفرعية"۔(۱)

(۱) الدرر الکامنہ 1/454

میں کوئی ابن تیمیہ کی عصمت کا معتقد نہیں ہوں بلکہ مجھے ان سے اصولی اور فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کی جب تکفیر کی گئی تو علامہ ابن حجر نے رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تکفیر سے اتفاق نہ کیا البتہ انہوں نے ابن تیمیہ کے بیان کردہ مسائل کو "ابشع" انتہائی بدبودار قرار دیا ہے۔ (2)

علامہ ابن حجر مسئلہ زیارت قبر رسول کے حوالے سے ابن تیمیہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وان مشروعیتها محل اجماع بلانزاع"۔

سرکار مدینہ ﷺ کے مزار پر انوار کی طرف سفر کرنا بلانزاع اجماعی طور پر مشروع امر ہے۔ (3)

اسی طرح علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن تیمیہ کے ایک اور نظریہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهی اصرح فی الرد علی من اثبت حوادث لا اول لها من روایت الباب وهی من مستشنع المسائل المنسوبة لابن تیمیه" (4)

مذکورہ باب میں آنے والی روایت اس شخص کے رد میں صریح ہے کہ جس نے "حوادث" کو ثابت کیا ہے اور ابن تیمیہ کی طرف منسوب ہونے والے مسائل میں سے یہ مسئلہ شنیع ترین ہے۔

(1) الدرر الکامنه 151

(2) فتح الباری 3/53

(3) فتح الباری ج3 ص66

(4) فتح الباری جلد 13 صفحہ 410

اسی طرح فتح الباری جلد 13 میں ابن تیمیہ کے تفرد "توراۃ وانجیل میں تحریف لفظی نہیں ہوئی" پر علامہ نے نکیر صریح ورد بلیغ فرمایا ہے۔
اسی طرح علامہ ابن تیمیہ نے حالت حیض میں دی گئی طلاق کے حوالے سے لکھا کہ ایسی طلاق کو تسلیم کرنے کے لئے احادیث میں کوئی تصریح نہیں اس کے رد میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "غفل رحمه الله عما ثبت فی صحیح مسلم" اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے وہ صحیح مسلم کی روایات سے غافل رہ گئے ہیں۔

3) مشہور مفسر ولغوی علامہ ابوحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 745ھ) شروع میں علامہ ابن تیمیہ کے بڑے مداح تھے اور ان کی تعریف میں یہاں تک کہا تھا کہ "مارأت عینای مثل ہذا الرجل" کہ میری آنکھوں نے اس شخص جیسا آدمی نہیں دیکھا۔ تاہم جب ان کی کتاب "کتاب العرش" میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کرسی پر بیٹھتا ہے اور کچھ جگہ خالی چھوڑ دی ہے جس میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھائے گا اور اس کے علاوہ ابن تیمیہ کے دیگر عقائد و نظریات پر مطلع ہوئے تو اپنی "تفسیر بحر المحیط" میں ابن تیمیہ کا شدید رد کیا[1]

4) شیخ قاضی کمال الدین زملکانی رحمۃ اللہ علیہ (م737) اپنے دور کے عظیم المرتبت محدث، فقیہ تھے۔ آپ نے بھی ابتداً علامہ ابن تیمیہ کی بے پناہ تعریفیں کی اور انہیں مجتہد کے درجے پر فائز شخص مانا[2] لیکن بعد ازاں یہی زملکانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جو علامہ ابن تیمیہ کے مخالف دھڑے میں کھڑے ہیں اور ان کے رد اور تضلیل کرنے والوں میں نمایاں ہیں۔

(1) الدرر الکامنہ 308/3 از علامہ ابن حجر العسقلانی رحمة الله علیه 853

(2) البدایہ والنہایہ 37/14

5) قاضی القضاۃ شیخ تقی الدین سبکی کبیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی756ھ) مصنف "شفاء السقام" جیسے لوگوں نے ابن تیمیہ کی تردید و تضلیل و تکفیر فرمائی۔ اور ان کے رد میں کتب لکھیں۔ یاد رہے کہ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ ابتداً ابن تیمیہ کے انتہائی مداح تھے اور آپ کی تبدیلی ان کے تفردات کے باعث پیش آئی۔ آپ نے شفاء السقام میں ابن تیمیہ کے تفردات کا بھرپور رد کیا ہے۔[1]

6) شیخ الاسلام ابوالمحسن علی بن اسماعیل قونوی رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی ابن تیمیہ کے مخالفین کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں آپ کہا کرتے تھے:

"ان ابن تیمیہ من الجہلۃ بحیث لایعقل مایقول"۔

ابن تیمیہ پاگلوں میں سے ایک پاگل ہے اسے خود پتہ نہیں ہوتا وہ کیا کہہ رہا ہے۔[2]

7) علامہ محدث کبیر امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1122) آپ نے علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مواہب اللدنیہ کی شرح لکھی ہے اور مسئلہ زیارت پر علامہ ابن تیمیہ کا رد کیا ہے اور ان کے تفرد کو بارگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جسارت قرار دیا ہے اور ایک موقع پر صحیح روایت کو رد کرنے کی بناء پر ابن تیمیہ کے بارے میں لکھا کہ اس شخص کو شرم بھی نہ آئی کہ بلاعلم و دلیل اس نے اس کی تکذیب کی ہے۔[3]

8) حضرت شیخ زین الدین بن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (795ھ) آپ کبار حنابلہ میں سے اور مشہور محدث تھے اور آپ ابن تیمیہ کو اس کے غلط نظریات کے باعث کافر سمجھتے تھے۔[4]

(1) دفع الشبہ لتقی الدین الحصنی صفحہ 114
(2) براہین الکتاب والسنۃ ص 182
(3) منتہی المقال ص 52
(4) دفع الشبہ لتقی الدین الحصنی صفحہ 123

9) علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 974ھ) نے ابن تیمیہ کی تضلیل وتردید کی اور انتہائی سخت الفاظ میں نقد کیا۔ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"ابن تیمیه عبد خذله الله واضله واعماه واصمه وأذله"۔[1]

ابن تیمیہ ایسا آدمی ہے اللہ اسے تباہ کرے اور اسے گمراہ کرے اور اسے اندھا اور بہرہ کرے اور اسے ذلیل کرے۔

آگے لکھتے ہیں:

"ويعتقد فيه انه مبتدع ضال مضل"۔[2]

ابن تیمیہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے گا کہ وہ بدعتی، گمراہ اور گمراہ کرنے والا شخص ہے۔

10) مشہور محدث ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کے نظریہ "روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر معصیت وگناہ ہے" کو قریب بہ کفر قرار دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ حافظ ابن حجر کے حوالے سے لکھا کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم، اللہ عزوجل کے لئے جہت اور جسم ثابت کرنے والے ہیں۔[3]

11) سند المحدثین محمد البریکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اتحاف اهل فرمان برونية الانبياء والملائكة والجان" میں ابن تیمیہ کو اللہ جل جلالہ کے لئے جہت "جسم" ثابت کرنے والا لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اس شخص نے خلفائے راشدین کے خلاف بھی لچر قسم کے

(1) فتاوی حدیثیه ص 156
(2) فتاوی حدیثیه صفحه 159، الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر المکرم
(3) مرقات جلد 13/87

اعتراضات کئے ہیں۔ جس کے باعث ان کا شدید رد کیا گیا ہے اور ان کے نظریات کو انتہائی قبیح اور نفرت انگیز قرار دیا۔[1]

12) قاضی القضاۃ شیخ تقی الدین ابو عبد اللہ محمد الاخنائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 750ھ) آپ نے ابن تیمیہ کے رد میں پوری کتاب "درالمقال المرضیه فی الرد علی من ینکر الزیارة المحمدیه" لکھی اور ابن تیمیہ کو بے دین و گمراہ و زندیق قرار دیا۔

13) شیخ شہاب الدین احمد بن یحییٰ الکلابی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 733ھ) نے ابن تیمیہ کے رد میں پورا رسالہ لکھا اور اسے گمراہ قرار دیا۔ یہ رسالہ طبقات الشافعیہ میں موجود ہے۔[2]

14) شیخ نور الدین بکری رحمۃ اللہ علیہ ابن تیمیہ کے ہم عصر تھے انہوں نے بھی علامہ ابن تیمیہ کے خلاف "الرد علی الکبری" نامی رسالہ لکھا۔

15) مشہور محدث و مؤلف "دراسات اللبیب" شیخ محمد معین سندس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن تیمیہ کو گمراہ اور بے دین قرار دیا۔

16) شیخ برہان الدین فزاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کی تکفیر کا فتویٰ لکھا اور اس سے علامہ قاضی شہاب الدین ابن جہبل رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق کیا پھر مالکی فقہاء اور قاضی القضاۃ بدر الدین جماعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کو ضال اور مبتدع قرار دیا۔[3]

17) حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طبقات میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

"حافظ ابن تیمیہ وہ عبارتیں لکھ گئے کہ جن کو لکھنے کی اولین و آخرین میں سے کسی نے جرات

(1) منتہی المقال 50
(2) طبقات الشافعیہ از شیخ تاج الدین سبکی
(3) دفع الشبہ المحقق الدین الحصنی م 829

نہیں کی ہے وہ سب تو ان تعبیرات سے خوفزدہ ہوئے لیکن ابن تیمیہ نے جسارت کی حد کر دی کہ وہ ان کو لکھ گئے"۔[1]

18) حافظ ابن دقیق العید مالکی رحمۃ اللہ علیہ (702ھ) کا دور علامہ ابن تیمیہ کے تفردات کا ابتدائی دور تھا آپ ان کے ہم عصر تھے آپ نے بھی ابن تیمیہ کا رد کیا۔[2]

20-19) قاضی القضاۃ شیخ نجم الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 721ھ) ، شیخ شمس الدین محمد بن عدلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 740ھ) جیسے لوگوں نے ابن تیمیہ کی تضلیل کی۔[3]

21) شیخ صدر الدین ابن الوکیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 741ھ) اپنے دور کے عظیم محقق اور مناظر تھے آپ نے بھی علامہ ابن تیمیہ سے مسائل متفردہ میں شدید اختلاف کیا اور پھر ان سے مناظرہ بھی کیا۔[4]

22) مشہور مناظر شیخ محمد بن عبدالرحیم بن محمد صفی الدین ہندی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 715ھ) نے ابن تیمیہ سے مسائل متفردہ پر مناظرہ کیا اور انہیں گمراہ قرار دیا۔[5]

23) علامہ فخر الدین قرشی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "نجم المھتدی ورجم المعتدی" نامی کتاب میں حافظ ابن تیمیہ کا رد لکھا اور اس میں علامہ ابن تیمیہ کے عقائد و نظریات اور ان کی بابت ان کے مخالفین کی مکمل آراء درج کی ہیں۔[1]

---

(1) السیف الصیقل ص 63
(2) براہین الکتاب والسنة للشیخ سلامه بن محمد قضاعی ص 231
(3) الدرر الکامنه جلد اول • السیف الصیقل فی الرد علی ابن زقیل لامام تقی الدین السبکی صفحه 55
(4) الدرر الکامنه فی اعیان الائمة الثامنه 2/56 لابن حجر
(5) الدرر الکامنه 2/19 لابن حجر العسقلانی

(24) علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن یحیٰ المعروف ابن جہبل شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م733) آپ اپنے وقت کے شافعی علماء کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ کے نظریہ، نزول باری تعالیٰ اور "استویٰ علی العرش" کا شدید رد کیا اور علامہ ابن تیمیہ کے خلاف "الرد علی ابن تیمیہ فی خبر الجھۃ" نامی رسالہ لکھا۔

(25) علامہ شیخ علاء الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 741ھ) نے فتویٰ دیا کہ جو شخص ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہے وہ کافر ہے۔[2]

(26) علامہ شیخ تقی الدین حصنی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م829) نے ابن تیمیہ کے خلاف کتابیں لکھیں اور تکفیر کا فتویٰ دیا۔[3]

(27) مشہور محدث شیخ محمد بن سلامہ قضاعی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1270ھ) نے ضخیم کتاب "براہین الکتاب والسنۃ" ابن تیمیہ کے تفردات وعقائد باطلہ کے رد میں لکھی ہے۔

(28) حضرت مولانا مفتی محمد صدر الدین دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے علامہ ابن تیمیہ کے تفردات و نظریات سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ایک کتاب "منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد والرحال" تحریر فرمائی اور اس میں علامہ ابن تیمیہ کا رد کیا۔

(29) شیخ ابو حامد بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ آپ نے براۃ الاشعریین، العتب المفید علی ہدی الزرعی الشدید، النقد المحکم وغیرہ کتابوں میں علامہ ابن تیمیہ کا رد کیا ہے۔

---

(1) براہین الکتاب صفحہ 186

(2) الدرر الکامنہ از ابن حجر • الرد الوافر

(3) طبقات الشافعیہ 9/16

(30) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کی تضلیل کی حکایت اور ان کے عقائد و نظریات کے حق و ناحق ہونے کا قول کیا۔[1]

(31) مشہور محدث علامہ ابراہیم بن احمد بن عیسیٰ بن یعقوب الاشبیلی الاشعری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 741ھ) بھی ابن تیمیہ کے مخالفین میں سے تھے اور ہمیشہ ابن تیمیہ کا رد کرتے رہے۔[2]

32) شیخ احمد بن ابراہیم السروجی رحمۃ اللہ علیہ (م 710ھ) بھی ابن تیمیہ کے شدید مخالفین میں تھے اور ابن تیمیہ کی کتب کا رد کیا۔[3]

(33) علامہ علی بن محمد بن خطاب الباجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 714ھ)۔

(34) علامہ شیخ حسن بن احمد بن محمد حسینی رحمۃ اللہ علیہ

(35) علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمان بن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 865ھ)

(36) علامہ شیخ محمد عثمان البوریجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 2168)

37) علامہ شیخ قاضی زین الدین بن مخلوف مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 718ھ

جیسے لوگوں نے بھی ابن تیمیہ کے رد میں کتابیں لکھیں اور ان کی تضلیل کی اور ان کی تکفیر کی حکایت کی۔[4]

(38-39 شیخ عبد العزیز النہراوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علامہ ابن رفع رحمۃ اللہ علیہ ہ یہ حضرات بھی ابن تیمیہ کی تردید کرنے والے تھے۔[1]

---

(1) ابن تیمیہ لابی زہرہ مصری

(2) الدرر الکامنہ 1/4

(3) الدرر الکامنہ 1/28

(4) منتہی المقال صفحہ 54

40) مشہور محدث اور فقیہ شیخ ابن جملہ رحمۃ اللہ علیہ آپ نے بھی حافظ ابن تیمیہ کا رد کیا اور کتاب لکھی۔[2]

41) علامہ محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی نے بھی ابن تیمیہ کے عقیدہ تجسیم واستقراء علی العرش کا زبردست رد کیا ہے۔[3]

42) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کے عقیدہ کہ "زیارت رسول کے لئے سفر کرنا حرام اور ممنوع ہے" کے بارے میں لکھا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور توہین کا مرتکب ٹھہرے گا۔ اور لکھا کہ ابن تیمیہ نے یہ ایسی گندی بات لکھی ہے کہ جس کی گندگی سات سمندروں کے پانی سے بھی نہیں دھوئی جاسکتی۔[4]

43-45) قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحمان قزوینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م735ھ) علامہ علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی رحمۃ اللہ علیہ (م729ھ) اور سیف الدین ابو بکر بن عبد اللہ الحریری رحمۃ اللہ علیہ (م747ھ) جیسے لوگ جو کہ علامہ ابن تیمیہ کے حمایتی، ان کی تعظیم کرنے والے اور ان کی طرف سے رد کرنے والے تھے۔ لیکن بعد ازاں یہ لوگ ان کی تردید میں کمربستہ ہوگئے۔[5]

46) شیخ محمد عبدہ مشہور مفسر اور عالم ہیں آپ نے علامہ ابن تیمیہ کے تفرد "عرش کو قدم نوعی حاصل ہے" پر ان کا رد کیا ہے۔

---

(1) منتہی المقال ص 53
(2) منتہی المقال 54
(3) روح المعانی 16/152
(4) منتہی المقال صفحہ 52
(5) الدرر الکامنہ 3/26

47) علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کے نظریات کو مردود قرار دیا۔ اور ان کے تفردات کا رد بھی کیا۔[1]

48) علامہ مفتی محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ آپ نے "التنبیہ بالتنزیہ" نامی کتاب علامہ ابن تیمیہ کے رد میں لکھی ہے۔

49) علامہ شوکانی، غیر مقلدین حضرات کے ممدوح و متبوع ہیں انہوں نے اپنی کتاب "الدرر النضید" میں علامہ ابن تیمیہ کا بہت سے مسائل میں رد کیا ہے۔

50) نواب صدیق حسن خان بھوپالی، یہ غیر مقلدین حضرات کے مجدد ہیں یہ لکھتے ہیں کہ میں حافظ ابن تیمیہ کو معصوم نہیں سمجھتا بلکہ ان کے بہت سے مسائل اصلیہ و فرعیہ کا مخالف ہوں۔[2]

51) مولانا انور شاہ صاحب کشمیری شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں:
اگرچہ ابن تیمیہ جبال علم میں سے ہیں مگر باایں ہمہ وہ اگر مسئلہ استواء علی العرش کو لے کر یہاں آنے کا ارادہ کریں گے تو اس درسگاہ میں ان کو گھسنے نہ دوں گا۔[3]

52) علامہ سید محمد یوسف صاحب بنوری نے معارف السنن جلد 6 میں ابن تیمیہ کے شذوذ کا رد کیا ہے یہ علامہ ابن تیمیہ کے مخالفین کی مختصر فہرست ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ علامہ ابن تیمیہ کے حمایتی ان کے مخالفین کے مقابلے میں آٹے میں نمک کی مثال ہے۔ اس کے علاوہ متاخرین اہل علم نے بھی علامہ ابن تیمیہ کے تفردات کے باعث ان کی شدید

(1) فتاوی عزیزی صفحہ 342

(2) بحوالہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد 4/413

(3) حیات انور ص 330 از قاری طیب صاحب دیوبندی

الفاظ میں نکیر کی ہے اور حسب استطاعت ان کے نظریات کا رد بلیغ بھی فرمایا ہے اور ماضی قریب کے بے شمار علماء نے علامہ ابن تیمیہ کا شدید رد کیا ہے مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے "علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء" بڑے شستہ لہجے میں لکھی ہے۔

اتنے مشاہیر محدثین، علماء، ائمہ کی طرف سے ابن تیمیہ کی تکفیر و تضلیل و تردید کے باوجود انہیں شیخ الاسلام والمسلمین قرار دینا اور پھر دیگر چند لوگوں کا سہارا لے کر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کرنا اور نظریہ وحدۃ الوجود کو شرک قرار دینا شریعت کے مقابلے میں نفس وہوا پرستی اور سراسر بے لگامی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اور یہ اخلاق کریمانہ کی کون سی قسم ہے؟

مجھے کسی دلدار کے جواب کا انتظار رہے گا

وہابی مناظر ڈاکٹر طالب الرحمن (تقریر نمبر2)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

دیکھیں یہ میرے پاس فتاوٰی ثنائیہ موجود ہے اس کا صفحہ 308 ہے۔ سوال ہوتا ہے احد اور احمد میں کتنا فرق ہے جواب دیا ہے یہاں ثناء اللہ امرتسری صاحب نے احد اور احمد میں فرق کا جو سوال ہے یہ سورۃ قل ھو اللہ احد کے صراحتاً خلاف ہے اور آیت وما محمد الا رسول وغیرہ آیات کی صریح تکذیب ہے اور آیات قرآنیہ کی تکذیب سراسر کفر ہے پس ایسا عقیدہ صریحاً کفر ہے۔

آپ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کیا تھا یہ میرے پاس ہے حجۃ اللہ البالغہ صفحہ 10 عبارت یہ ہے " وانا بری من کل مقالات "یعنی میں نے جتنے حوالے پیش کئے ہیں جو اللہ کے قرآن اور رسول ﷺ کے فرمان کے خلاف پیش کئے ہیں میں بری ہوں۔

مناظر اہل سنت: کتاب کا نام؟

وہابی مناظر: حجۃ اللہ البالغہ صفحہ 10

مناظر اہل سنت: برائے مہربانی آگے عبارت پوری پڑھیں۔ شاہ صاحب نے کہاں کہا ہے کہ میں فلاں فلاں باتوں سے رجوع کرتا ہوں۔

وہابی مناظر: دیکھیں یہ مجھے ڈسٹرب کر رہے ہیں۔

Marfat.com

مناظر اہل سنت : بھائی اس میں ڈسٹرب کرنے والی کیا بات ہے۔ آپ حوالہ پورا پیش کریں فراڈ نہ کریں۔

وہابی مناظر : (شاہ ولی اللہ کی بات چھوڑ کر نئی بات کرتے ہوئے) انہوں نے جو کہا تھا وہ حدیث آئی ہے: "ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورتہ" یہ ان کے امام احمد رضا کی کتاب فتاوی رضویہ جلد 27 صفحہ 43 پر اسی حدیث کو پیش کر کے کہتے ہیں:
بے شک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا حضور سے یہ عرض ہے۔ کہ یہ حدیث ہے یا قول؟

اس کا جواب دیتے ہیں: یہاں پر ضمیر آدم کی طرف ہے یعنی آدم کو ان کی کامل صورت پر بنایا ان کا قد ساٹھ ہاتھ ہے۔

یہ حدیث کی تشریح جو بیان ہوئی ہے اور ہم نے حوالہ پیش کیا تھا اس میں یہ تھا کہ احمد اور احد میں کوئی فرق نہیں احمد بھی وہی ہے احد بھی وہی اور یہ کہنا کہ یہ ان کی شان ہے پہاڑ کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے، جانور کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے لیکن کوئی عقیدہ یہ رکھ لے کہ:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا   پھر تو سمجھو کہ مسلماں ہے دغاباز نہیں

یہ عقیدہ اور ہے، ابراہیم نے کہا تھا "ہذا ربی "سورج میں اللہ کی نشانی دیکھی۔ آپ پہاڑ دیکھو، جانور دیکھو اس میں اللہ کی نشانیاں دیکھو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:
"افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت "۔
آپ اونٹ کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو کیسے پیدا کیا اس کی طرف دیکھو یہ اللہ کی شان کو بیان کیا جا رہا ہے یہ اللہ کی شان ہے کہیں اونٹ ہے اور کہیں گھوڑا ہے مگر یہ کہتا ہے:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا   پھر تو سمجھو کہ مسلماں ہے دغاباز نہیں

اور پھر یہ دیکھو بایزید سے فرمایا آپ کہتے ہیں "سبحانی ما اعظم شانی" فرمایا حاشا میں نہیں کہتا کہا کہ آپ ضرور کہتے ہیں ہم سب سنتے ہیں فرمایا جو ایسا کہے وہ واجب القتل ہے جو کہے "سبحانی ما اعظم شانی" وہ واجب القتل ہے میں تمہیں بخوشی اجازت دیتا ہوں آپ جب مجھے ایسے کہتا سنو بے دریغ خنجر مار دو وہ جب خنجر لیکر منتظر رہے یہاں تک کہ حضرت پر تجلی وارد ہوئی وہی سننے میں آیا "سبحانی ما اعظم شانی" مجھے سب عیبوں سے پاکی ہے میری شان کیا ہی بڑی ہے وہ لوگ چاروں طرف سے خنجر لیکر دوڑے اور حضرت پر وار کیا جس نے حضرت کو جس جگہ پر خنجر مارا تھا اس کو اسی جگہ پر لگ گیا۔ اب یہ کہتے ہیں بایزید بسطامی صوفی بزرگ تھے شطحیات کی باتیں ہیں یہ سکر و مستی کی باتیں ہیں اب بایزید نے کہا میں نہیں کہتا وہی کہتا ہے۔ جس کی شان ہے تجربہ کر کے دیکھ لو انہوں نے تجربہ کیا، خنجر مارے۔ کس کو؟ بایزید کو۔ بایزید اگر انسان ہوتا خنجر لگ جاتا خنجر نہیں لگا بلکہ ان کو لگا جنہوں نے خنجر مارا تھا کیونکہ اس وقت بایزید بسطامی خود اللہ بن گئے تھے (استغفر اللہ) اور حضرت پر خراش بھی نہ آیا جب آفاقہ ہوا تو دیکھا سب زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ بلکہ وہی کہتا ہے یہ دوسری کتاب مناظرہ جھنگ صفحہ 284 اس پر مولوی کہتا ہے۔ خیال مصطفےٰ خیال خداوند تعالیٰ ہے ان کا دیدار دیدار خداوند تعالیٰ ہے۔[1] (استغفر اللہ) یعنی جس نے نبی کو

---

(1) اس عبارت کو بھی وہابی مناظر گستاخی ثابت کرنا چاہتا ہے حالانکہ قرآن میں ہے "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی۔ اب اطاعت رسول، اطاعت پروردگار ہے یونہی حدیث ہے فرمایا: "ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورۃ الرحمان" (کنزالعمال 126/1، فیض القدیر 509/1) اللہ تعالیٰ نے آدم کو رحمان عزوجل کی صورت پر پیدا کیا اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "من رانی فقد رأی الحق" جس نے مجھے

دیکھا۔

تیسری کتاب اسرار حقیقی سلطان باہو کی کہتے ہیں نبی کریم فرماتے ہیں انا احمد بلا میم میں احمد ہوں بغیر میم کے یعنی احد ہوں۔

چوتھی کتاب "بہشتی دروازہ باغ الجنۃ فرید الدین گنج شکر" صفحہ 32 کہتے ہیں:

"اللہ اللہ کہو اللہ بن جاؤ گے"۔[1] (استغفر اللہ) (وقت ختم)

دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔ اب ان روایات کے پیش نظر یہ کہنا کہ خیال مصطفیٰ ﷺ خیال خداوند تعالیٰ ہے تو اس میں شرک و کفر والی کون سی بات ہے اگر یہ شرک ہے تو پھر مذکورہ روایات کے بارے میں اور ان روایات کو بلا نکیر ذکر کرنے والوں کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

(1) یہاں پر بھی یہ کلام ایک صوفی کا ہے اس کی بھی حسب قاعدہ تاویل کریں گے اور اس کی تاویل یہ ہے کہ یہ کلام حذف مضاف کے ساتھ ہے یعنی محبوب اللہ بن جاؤ گے۔

مناظر اہل سنت (جوابی تقریر نمبر 2)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!
میں انتظامیہ کے دوستوں سے کہوں گا کہ ان کی بات کو نوٹ کریں، اگر میں چاہتا تو مولوی صاحب کو دو منٹ بھی نہ چلنے دیتا آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری طرف سے کوشش ہو رہی ہے کہ مناظرہ صحیح طریقے سے آگے چلے۔

ہماری شرائط میں یہ بات طے ہے کہ جب فریق مخالف جواب میں اسی طرح کی عبارت پیش کردے تو پھر اس عبارت پر بحث نہ ہوگی، آپ نے ثناء اللہ امرتسری کے فتاوٰی ثنائیہ سے پڑھا کہ وہ لکھتے ہیں کہ احد اور احمد میں کیا فرق ہے۔ تو عرض ہے کہ میں نے تفسیر ثنائی کا حوالہ پیش کیا تھا اور تفسیر ثنائی کس کی تھی، آپ کے اہل حدیث مناظر اعظم کی۔ آپ تفسیر ثنائی کے جواب میں فتاوٰی ثنائیہ پیش کر رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ آپ کے علماء ایک کتاب میں شرک کرتے ہیں اور ایک میں ٹھیک لکھتے ہیں۔

مولوی صاحب! میٹھا میٹھا ہپ ہپ کوڑا کوڑا تھو تھو۔۔۔ یہ نرالی منطق ہے۔

مسلمانو، سنو! آپ نے سنا ہے مولوی صاحب نے جتنی عبارات پیش کی ہیں وہ ساری غلبہ حال اور سکر و مستی میں ڈوبے ہوئے صوفیاء کی پیش کی ہیں اور صوفیاء کے بارے میں میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پیش کر چکا ہوں۔ اور پھر یہ ان کے اہل حدیثوں نے بھی لکھا ہے کہ صوفیاء عشق الٰہی میں ایسے مست الست ہوتے ہیں کہ وہ گھوڑے کو بھی خدا کہہ دیتے ہیں، صوفیاء کو اجسام مادیہ میں خدا نظر آتا ہے۔ (تفسیر ثنائی)

اور پھر انہوں نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر الزام لگایا اور کہا کہ وہ کہتے ہیں وہ خدا بن جاتا ہے۔ یہاں مولوی صاحب نے یہودیوں والا کام کیا ہے پہلی عبارت پڑھی ہی نہیں اصل میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"فلما اتها نودی ۔۔۔الآیۃ"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے آپ کو درخت میں سے آواز آئی۔"انی انا اللہ رب العالمین"۔اے میرے موسیٰ علیہ السلام میں اللہ ہوں جو سارے عالموں کا رب ہوں۔

اب دیکھیں آواز کس سے آئی تھی؟ درخت سے۔ اب سنو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر درخت میں سے اللہ بول سکتا ہے تو نبی علیہ السلام کے منہ سے بھی اللہ بول سکتا ہے، بات تو اتنی سی تھی اور تم نے بتنگڑ بنا ڈالا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کہہ دیا ہے، ظالم انسان جھوٹ بولا ہے اور اتنا بڑا ظلم اور الزام؟

اب دیکھو ان کے مجدد اور امام نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب، صوفیاء کی اس طرح کی باتوں کے بارے میں اپنی کتاب" تاج المکلل "صفحہ 176 پر لکھتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ:

"قبول کلامه الموافق لظاهر الكتاب والسنة وتاويل كلامه الذى يخالف ظاهر هما تاويله بما يستحسن من المحامل الحسنة وعدم التفوه فيه بما لا يليق باهل العلم والهدیٰ"۔

یعنی ہمارے علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو کلام صوفیاء کا شریعت کے موافق ہوگا اس کو مان لیں گے اور جو شریعت کے مخالف ہوگا اس کی اچھے معانی سے تاویل کریں گے اور ان کو بچائیں گے، کفر کے فتوے نہیں لگائیں گے۔

ظالم انسان تیرا بابا کہہ رہا ہے کہ انہیں بچائیں گے اور تو ہے کہ اولیائے کرام کو کافر کہہ رہا ہے۔ حالانکہ اپنی تفسیر ثنائی پڑھو، تفسیر ثنائی والا کہتا ہے اجسام مادیہ کے اندر خدا نظر آتا ہے۔ کس کو نظر آتا ہے جس کی عشق کی آنکھ ہو۔

پھر آپ نے کہا تھا "خلق آدم علی صورتہ" والی بات تو یہ میرے پاس آپ کے مقتدر عالم صلاح الدین یوسف صاحب کی تفسیر ہے اور یہ وہ تفسیر ہے جو سعودیہ والے حاجیوں میں مفت بانٹتے ہیں اور اس میں اتنے غلط عقیدے لکھے ہوئے ہیں کہ میں اپنے سننے والوں سے کہوں گا کہ آج کے بعد اگر کوئی پانچ سو روپے اپنے پاس سے دیکر بھی یہ تفسیر تمہیں پڑھنے کو دے تو مت پڑھو۔

اب دیکھیں اس میں وہ سورۃ التین:

"والتین والزیتون oوطور سینین oوہذا البلد الامینoلقد خلقنا الانسان فی احسن تقویمo"۔

صلاح الدین یوسف اس کی تفسیر میں لکھتا ہے: یہ انسان اللہ عزوجل کی قدرت کا مظہر ہے۔ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا کہ وہ مظہر احدیت ہیں تو کیا فتوٰی لگایا تھا مولوی صاحب نے؟۔۔۔ کفر کا۔

یہ صلاح الدین یوسف صاحب کہہ رہے ہیں کہ عام انسان اللہ عزوجل کی قدرت کا مظہر ہے اور اس کا پرتو ہے (یعنی سایہ ہے) اور بعض علماء نے اس حدیث کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ جس میں ہے "ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورتہ" یعنی اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا انسان کی پیدائش میں ان تمام چیزوں کا اہتمام ہی احسن تقویم ہے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے تین قسموں کے بعد فرمایا۔

مولوی صاحب! اب جواب آیا "ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورتہ" کا یا نہیں آیا۔

اب لوگو! ذرا فیصلہ کرو ان کا مولوی کہتا ہے عام انسان اللہ عزوجل کی قدرت کا مظہر ہے:

"اوئے اگر تواڈے جیاں بوتھیاں اللہ عزوجل دا مظہر ہو سکدیاں نیں تے رب دا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوہدا مظہر کیوں نہیں ہو سکدا"۔

یعنی اگر تم جیسے لوگ اللہ عزوجل کی قدرت کا مظہر ہو سکتے ہیں تو رب کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی قدرت کا مظہر کیوں نہیں ہو سکتا۔

سنو! یہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کا نمائندہ بول رہا ہے پیر سید حسین الدین شاہ صاحب کا شاگرد بول رہا ہے۔ جن کی صورت بھی حسین ہے اور سیرت بھی حسین۔ اور وہ ایک نمبر سید ہیں اور ان وہابیوں کے تو شجرے ہی دو نمبر ہیں۔ نذیر حسین دہلوی کو یہ سید لکھتے ہیں اور لکھا کتاب "تحریک اہل حدیث" صفحہ 323 پر کہ یہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور اسی طرح ان کی اور بھی بے شمار کتب میں لکھا ہے اور ان کے امام ابن تیمیہ صاحب اپنی کتاب "منہاج السنہ "جلد2 صفحہ 577 پر لکھتے ہیں کہ:

"امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ لاولد گزرے ہیں اب انہوں نے نذیر حسین دہلوی کو جس کا بیٹا بنایا ابن تیمیہ لکھتے ہیں ان کی اولاد ہی نہ تھی"۔ (1)

وہابی صدر مناظر: بھائی اس حوالے کا ہمارے مناظرے سے کیا تعلق ہے؟

---

(1) اپنا نسب بدلنا حرام کام ہے حدیث پاک ہے: "من انتسب الی غیرابیه اوتولی غیر موالیه فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین"۔ (ابن ماجہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے آپ کو اپنے والد کے علاوہ غیر کی طرف منسوب کیا (نسب بدلا) یا کسی نے اپنے آپ کو اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کا غلام ظاہر کیا اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ علامہ البانی لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور مسلم شریف کی روایت ہے: جس نے جان بوجھ کر اپنا نسب بدلا اس پر جنت حرام ہے۔ (مسند احمد 283/1 مسلم) اور علامہ ابن تیمیہ فتاویٰ جلد 16 صفحہ 231 پر لکھتے ہیں: نسب بدلنے والا کافر ہے۔ اور ابن جریر سے بھی اسی طرح کے الفاظ مذکور ہیں کہ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے کو منسوب کیا (نسب بدلا) وہ کافر ہے۔ (کنز العمال)۔ اسی طرح ڈاکٹر طالب الرحمان اپنی کتاب "آیئے عقیدہ سیکھئے "صفحہ 182 پر لکھتے ہیں: جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس نے کفر کیا۔

مناظر اہل سنت: آگے چل کر بتاؤں گا کہ کیا تعلق ہے (مطلب یہ تھا کہ تم نے جو جان بوجھ کر نسب بدلا ہے تمہارے امام کے فتوی کے مطابق یہ بھی کفر ہے)۔

وہابی صدر مناظر: ٹائم روک دیں بھائی یہ کیا ہے۔

مناظر اہل سنت: بھائی میں بتانا چاہ رہا تھا کہ یہ لوگ نذیر حسین دہلوی کو جس کا بیٹا بتانا چاہ رہے ہیں وہ تو ان کے امام کے کہنے کے مطابق لاولد تھے۔

چوہدری امتیاز صاحب: اس حوالے کو چھوڑیں۔

مناظر اہل سنت: چلیں ٹھیک ہے میں آگے چلتا ہوں آپ نے سنا کہ طالب الرحمن صاحب نے صوفیاء کے اشعار پڑھ کر بات پوری کی حالانکہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ "تاج المکلل " والا ان کا امام بھوپالی کہتا ہے کہ صوفیاء کی باتوں پر فتوی نہیں لگایا جاتا کیونکہ وہ عشق الٰہی کے حال میں ہوتے ہیں جو دنیا کے عشق میں عاشق ہوں یا مجنوں ہوں ان کو سمجھ میں کچھ نہیں آتا تو جو اللہ عزوجل کے عشق میں ڈوبا ہوا ہو اس کو کیا سمجھ آئے گا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ لگاؤ فتوی اپنے امام پر اور کہو کہ یہ جھوٹا ہے، شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہو کہ وہ جھوٹا ہے اور ساتھ تمہیں فتوی لگانا پڑے گا۔

رہی بات تم صوفیاء کے شعر پڑھتے ہو آؤ میں بھی ایک شعر تمہیں سناتا ہوں آپ کے فتاوی ثنائیہ میں ہے:

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا

اہل حدیث مناظر: آپ صرف جواب دیں۔

مناظر اہل سنت: یہ جواب ہی تو ہے یہ جواب ہے آپ کے پڑھے ہوئے صوفی کے شعر کا، ادھر شعر لکھا صوفی نے صاحب حال نے اور ادھر یہ شعر لکھا ان کے مناظر ثناء اللہ صاحب کا جو کہ ان کے عالم ہیں اور وہ لکھتے ہیں:

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
دھری نے کیا دھر سے تجھے تعبیر انکار کسی سے نہ بن آیا تیرا

مولوی صاحب! آپ کے لوگ لکھتے ہیں کہ بتوں میں خدا عزوجل نظر آتا ہے تو اگر بتوں میں خدا عزوجل نظر آتا ہے تو کیا صورت محمد ﷺ میں خدا عزوجل کے جلوے نظر نہیں آسکتے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں ان وہابیوں کے پاس سوائے صوفیاء کی باتوں کے کچھ نہیں یہ ساری صوفیاء ہی کی باتیں آئیں گی۔

اگلی بات سنو! یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں صوفیاء کی جو اس طرح کی خلاف شرع باتیں ہوتی ہیں ان کو "شطحیات" کہتے ہیں اور شطحیات صوفیاء سے اس وقت صادر ہوتی ہیں جب وہ غلبہ عشق میں ہوتے ہیں اور ان پر فتویٰ نہیں لگتا اور ہاں مولوی صاحب آپ نے کفر و شرک کی تعریف ابھی تک نہیں کی آپ پہلے کفر و شرک کی تعریف کریں۔ (ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب نے پورے مناظرے میں شرک کی تعریف نہیں کی۔ (وقت ختم)

وہابی مناظر (تقریر نمبر3)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

یہ ہے احمد رضا خان کی کتاب فتاویٰ رضویہ جلد 15 صفحہ 276 کہتے ہیں: بندے کو تو خدا کہوں، اس کو کیا کہوں، بندے کو بندہ نہ خدا کو خدا کہوں۔ یہ ایک سوال ہے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ صورت مذکورہ میں زید یقیناً کافر اور مرتد ہے۔ بندے کو خدا کہنے والا احمد رضا خان کے نزدیک کافر و مرتد ہے۔ یہی ان کا مولوی سید احمد سعید کاظمی جس کے آگے رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں یہ جتنی بھی عبارات ہیں وحدۃ الوجود سے تعلق رکھتی ہیں لہٰذا ان کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ احمد رضا خان کہتا ہے کہ یہ کافر اور یہ سید احمد سعید کاظمی کہتا ہے کافر نہیں ہے اس کا معنی یہ ہوا کہ ایک آدمی ضرور کافر ہے دونوں میں سے۔(1)

---

(1) یہاں بھی اہل حدیث مناظر کی دلیل باطل ہے اس لئے کہ جہاں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہو رہا ہے وہاں "وحدۃ الوجود" کا کوئی ذکر نہیں وہ صرف ظاہری کلام پر سوال ہے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت بریلوی کا جواب بالکل درست ہے اور علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے وحدۃ الوجود پر مبنی عبارات کا دفاع کیا ہے لہٰذا وہابی مناظر کے مقدمات دلیل درست نہ ہیں۔ اس لئے کہ اگر کوئی صاحب حال خلاف شرع بات "وحدت الوجود" کے نظریے کی بناء پر کہتا ہے تو اس کی شخصیت اور حالت کی بناء پر اس پر فتویٰ نہ دیں گے البتہ کوئی عام شخص اس طرح کی بات کرے کہ جس کی ظاہری حالت بالکل درست ہو تو اس کے کلام کے باعث اس پر فتویٰ دیا جائے گا۔ اور امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عام شخص کے حوالے سے فتویٰ دیا اور ان کا یہ فتویٰ دینا درست ہے اور اسی طرح سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا بھی درست ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی عالم دین نماز کے حوالے سے یہ

ایک ہے اللہ تعالیٰ کی شان کا بلند ہونا وہ ہر چیز میں ہے میرے پاس قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو آیت انہوں نے پیش کی تھی جس میں شجر موسیٰ سے آواز آئی یہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "عقائد حنفیہ" ص 483 ہے ان کی اس کتاب میں لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ یہ متشابہات میں سے ہے اور جو متشابہات کے پیچھے چلے اللہ کہتا ہے وہ گمراہ ہے۔

یہ وحدۃ الوجود کے بارے میں "الدین الخالص "نواب صدیق حسن خان کی کتاب ہے وہ لکھتے ہیں، وحدۃ الوجود کا ذکر کرتے ہوئے ص 31 پھر 32 پر وہ لکھتے ہیں وحدۃ الوجود کا یہ عقیدہ ہے کہ جس کا یہ عقیدہ ہو وہ پکا مشرک ہے۔

سنی مناظر: کون مشرک ہوگا۔

اہل حدیث مناظر: جو وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھے گا یہ ہے ہمارا عقیدہ۔[1] آؤ جناب یہ خواجہ غلام فرید ان کے مذہب کی کتاب اس میں لکھا ہے، اس کے بعد اہل ہنود یعنی ہندوؤں کے مذہب کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ ہندو کا مذہب قدیم مذہب ہے اور باقی مذہب اس کے بعد وجود میں آیا کیونکہ یہ مذہب حضرت آدم علیہ السلام کا تھا، استغفر اللہ آدم علیہ السلام کو ہندو بنا دیا۔

فتویٰ دے کہ قیام کے بغیر فرض نماز ناجائز ہے۔ اور ایک دوسرا عالم معذور شخص کہ جو قیام پر قادر نہ ہو اس کو فتویٰ دے کہ آپ کا بغیر قیام کے بھی نماز پڑھنا درست ہے تو اب ان دونوں جوابات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ پہلا فتویٰ عام حالت کا ہے اور دوسرا خاص حالت کا اسی طرح اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ عام حالت کا اور قبلہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ خاص حالت کا۔

(1) قارئین آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ اکابرین اہل حدیث نظریہ وحدۃ الوجود کو مانتے تھے اور میاں نذیر حسین دہلوی صاحب نے تو اس مسئلے پر مناظرے بھی کئے ہیں۔ اب اس جگہ وہابی مناظر کہہ رہا ہے جو وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنوں کے قتل کا دلخراش منظر اس سے پہلے کبھی دیکھا گیا؟

سنی مناظر: جو حوالہ پیش کیا ہے کتاب کا نام بتائیں اور کتاب دے دیں۔ (کتاب دے دی گئی)۔مقابیس المجالس۔[1]

اہل حدیث مناظر: پھر شروع ہوا یہ میری آرزو ہے۔

سنی مناظر: برائے مہربانی عبارت پڑھنے سے پہلے کتاب کا نام اور صفحہ بتادیں

اہل حدیث مناظر: "سبع سنابل" جس کی تعریف امام احمد رضا خان صاحب نے لکھی ہے۔ صفحہ 147 کہتے ہیں کہ میری یہ آرزو ہے کہ حضرت خضر سے ملاقات کروں اگر سرکار کے کرم سے ملاقات ہو جائے اور انتہائی بندہ نوازی و سرفرازی ہو۔ درویش نے جواب دیا کہ جس روز حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مجلس قائم ہو گی تو اس وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔[2]

---

(1) کتاب "مقابیس المجالس" ایک سنی نما مرزائی رائٹر کی کتاب ہے اور یہ ہرگز خواجہ صاحب کی کتاب نہیں ہے اس کتاب کے حوالے سے تفصیل صفحہ 144 پر گذر چکی ہے۔

(2) کتاب سبع سنابل میر عبدالواحد بلگرامی کی ہے بے شک اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے کچھ حوالے اپنی تحریروں میں نقل کئے ہیں لیکن کسی کتاب کے کچھ حوالے نقل کرنے سے اس پوری کتاب کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ نقل کردہ حوالوں کی ذمہ داری ہوتی ہے جس طرح تفسیر کشاف ایک معتزلی کی تفسیر ہے اور اس کے کئی حوالے خود غیر مقلدین وہابی حضرات کی کتابوں میں موجود ہیں۔لہذا کسی کتاب کا حوالہ نقل کردینے سے پوری کتاب کی ذمہ داری عائد نہیں کی جاسکتی۔ اور دوسرا اس عبارت کا جواب یہ ہے کہ حضرت خضر سے مراد مشہور حضرت خضر علیہ السلام نہیں ہیں جو خضر موسیٰ علیہما السلام سے مشہور ہیں بلکہ اس خضر سے مراد "مناصب ولایت" میں سے ایک منصب ہے اس لئے کہ "منصب ولایت" میں سے ایک منصب کا نام "خضر" ہے جس طرح غوث، قطب، ابدال مناصب ولایت ہیں اسی طرح خضر ایک منصب ولایت ہے حضرت علامہ حافظ الحدیث امام ابن حجر

عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" میں فرماتے ہیں: "قول بعضهم ان لكل زمان خضراً وانه نقيب الاولياء وكلما مات نقيب اقيم نقيب بعده مكانه ويسمى الخضر وہذا قول تداولته جماعة من الصوفية من غير نكير بينهم ولايقطع مع ہذا بان الذى ينقل عنه انه الخضر هو صاحب وموسىٰ بل هو خضر ذالک الزمان"۔ یعنی بعض اولیاء کا قول ہے کہ ہر زمانے کے لئے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقیب اولیاء ہوتا ہے جب ایک نقیب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور نقیب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے (الاصابہ دار الفکر بیروت 2/53)۔ اب جبکہ یہ ثابت ہوا کہ خضر ایک مقام ولایت ہے اور ہر دور میں خضر ہوتا ہے اور یہ خضر ضروری نہیں کہ تمام اولیاء سے افضل ہو، درویش کا یہ کہنا کہ حضرت خضر، سلطان المشائخ کے مریدین کے جوتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ گستاخی نہیں بنتی کیونکہ ممکن ہے سوال وجواب میں خضر سے مراد خضر وقت ہو جو کہ نقیب اولیاء ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ حضرت محبوب الٰہی سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا خضر، ان کا خادم ہو اس لئے وہ ان کے دربار میں خدمت بجالاتا ہو۔ اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ کتاب میں تو خضر علیہ السلام مذکور ہے۔ تو علیہ السلام کا جملہ بتارہا ہے کہ خضر سے مراد خضر موسیٰ ہی ہیں کہ جن کو بعض نے نبی بھی قرار دیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خضر کے ساتھ علیہ السلام یہ کاتب کا اضافہ بھی ہو سکتا ہے جس طرح اکثر کاتب محمد ارشد کے ساتھ بھی محمد پر "ؐ" کا نشان ڈال دیتے ہیں جو کہ درود کی علامت کے طور پر لکھا جاتا ہے حالانکہ درود محمد رسول اللہ ﷺ پر پڑھا جاتا ہے اور دوسرا یہ بھی کہ غیر انبیاء کے لئے علیہ السلام کہنا بالکل جائز ہے جیسا کہ صحاح کی کتب میں کئی مقام پر اہل بیت اطہار کے لئے "علیہ السلام" کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ یہ دعائیہ جملہ ہے جس کا معنی ہے ان پر سلامتی نازل ہو، یہ دعا کسی بھی مومن کے لئے کی جاسکتی ہے۔ نیز اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقعہ مذکورہ میں جوتوں کی صرف نگہبانی کا ذکر ہے وہاں یہ تفصیل نہیں کہ وہ حفاظت بطور خدمت تھی یا بطور شفقت۔ باپ یا استاد بچوں کو کسی دریا یا نہر میں تیرنا سکھانے کے لئے بھیجے اور خود کنارے پر بیٹھ کر ان کے کپڑوں اور جوتوں کی حفاظت کرے تو اس باپ یا استاد کا

اور پھر مفتی اقتدار نعیمی لکھتا ہے۔

سنی مناظر: میری بات سُن لیں اس عبارت کو پیش کرنے سے پہلے کم از کم مفتی اقتدار کے خلاف فتاویٰ پڑھ لیتے۔

اہل حدیث مناظر: آپ کی کوئی حیثیت نہیں۔

سنی مناظر: اقتدار نعیمی کوئی ہمارے اکابر میں سے نہیں ہم اسے نہیں مانتے۔

اہل حدیث مناظر: شرط ہے مناظرہ دو اشخاص یا افراد کے درمیان نہیں بلکہ دو مسلکوں کے درمیان ہے لہذا دونوں طرف سے کسی مناظر کا انفرادی موقف تسلیم نہیں کیا جائے گا

سنی مناظر: اس کے ساتھ اگلی شرط پڑھو۔

اہل حدیث مناظر: سنو یار میری بات پوری ہونے دو۔ کسی مناظر کا انفرادی موقف تسلیم نہ کیا جائے گا بلکہ اس مسلک کے معتمد علیہ علماء کا نظریہ ہی جماعتی موقف قرار پائے گا۔

سنی مناظر: معتمد علیہ علماء کا لفظ لکھا ہے کہ قرآن وسنت کے علاوہ معتمد علیہ علماء کے اقوال وعبارات کو بطور حجت پیش کیا جائے گا جبکہ آپ غیر معتمد علیہ علماء کی عبارات پیش کر رہے ہیں۔

اہل حدیث مناظر: جب ہم کہہ رہے تھے عبدالحی دیوبندی تو تم نے کہا نہیں یہ تمہارا ہے شاہ اسماعیل کا کہا ہمارا نہیں تو تم نے کہا یہ تمہارا ہے۔

ان بچوں کے متاع کی حفاظت کرنا بطور خدمت کے نہیں بلکہ رحمت وشفقت اور نوازش وپرورش سے حوالے سے ہے۔ اسی طرح اگر واقعہ مذکور میں واقعی حضرت خضر سے مراد خضر موسیٰ علیہ السلام ہوں تو نگہبانی سے مراد نگہبانی بطور خدمت نہیں بلکہ نگہبانی بطور شفقت لی جائے گی۔

سنی مناظر: ہم نے ثبوت دیئے آپ کی کتابوں سے کہ یہ تمہارا ہے اور آپ ہماری کتابوں سے ثبوت دے دو کہ اقتدار نعیمی ہمارے اکابرین میں سے ہے تو ہم بات نہیں کریں گے۔ وہ تو ہمارا ہم عصر ہے اور مسلک میں اس کی کوئی پوزیشن نہیں۔

اہل حدیث مناظر: یہ مفتی احمد یار نعیمی کا بیٹا ہے۔

سنی مناظر: بیٹے کی مسلک میں حیثیت کیا ہے۔

اہل حدیث صدر مناظر: پانچ جلدوں میں فتاویٰ نعیمیہ لکھا ہے۔

سنی مناظر: میں کہتا ہوں پچاس جلدیں لکھے، جلدیں لکھنے سے اکابر میں آجاتا ہے؟ مولوی سنو! اب پھر آپ کے مولوی عنایت اللہ اثری اور دوسرے مولوی جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زانیہ تھیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ کا نام یوسف ہے، اور پھر یہ دیکھو کتاب نزل الابرار جس میں عبارت ہے۔۔۔۔۔

اہل حدیث صدر مناظر: بھائی آپ کیوں بول رہے ہیں۔

سنی مناظر: جب آپ غلط کتاب پیش کریں گے تو میں بھی آپ کے مولویوں کی اس طرح کی کتابیں پیش کروں گا۔

اہل حدیث صدر مناظر: چلو ہم یہ کتاب پیش نہیں کرتے۔

مناظرہ آرگنائزر: خاموش ہو جائیں یہ طے شدہ بات ہے۔

سنی مناظر: دیکھیں جی ہم نے ان کی کئی کتابیں پیش کی ہیں کہ شاہ اسماعیل تمہارا ہے اور پھر دلائل کے انبار لگائے۔

مناظرہ آرگنائزر: جی بالکل

سنی مناظر: دیکھیں یہ اس طرح وائنڈیشن کر رہے ہیں اس طرح مناظرہ آگے نہیں چلے گا۔ اس طرح میں بھی آپ کے مولویوں کی کتابیں "عیون زمزم ونزل الابرار" جیسی کتابیں

پڑھوں گا تو دماغ ٹھکانے آجائے گا اس لئے معتمد علیہ علماء کی عبارات پیش کریں، اقتدار نعیمی کی کوئی حیثیت نہیں۔ دیکھیں میں نے نذیر حسین دہلوی کے سید نہ ہونے والا حوالہ دینا چاہا تو انہوں نے کہا چھوڑ دو تو ہم نے چھوڑ دیا۔

مناظرہ آرگنائزر: جی جی چھوڑ دیا۔

وہابی مناظر: ہم بھی چھوڑ دیتے ہیں بات تو سن لو یار چوہدری امتیاز صاحب! آپ میری بات سنیں۔ جب ہم کہہ رہے تھے عبدالحی کا یہ باب ہے دوسرا باب عبدالحی کا ہے شاہ اسماعیل کا نہیں، عبدالحی حنفی ہے اہل حدیث نہیں کسی نے بھی اس کو اہل حدیث نہیں کہا۔ اس وقت معتمد علیہ علماء یاد نہیں رہے تھے۔ اب جب ہم پیش کر رہے ہیں۔ اس وقت ہم نے اسی لئے کہا تھا کہ رد کو یہ معتمد علیہ نہیں ہے یہ متنازع بھی نہیں ہے یہ ہمارا ہے ہی نہیں۔ شاہ اسماعیل کے بارے میں تو متنازع بات تھی کہ کوئی کہتا ہے دیوبندی ہے کوئی کہتا ہے اہل حدیث ہے تو متنازع ہو گیا اب عبدالحی تو پکا حنفی ہے۔

سنی مناظر: حنفی حنفی نہ کہیں یہ دیوبندیوں کا اور تمہارا بڑا ہے آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ آپ سب عقیدے میں ایک ہی ہیں دیوبندیوں پر بھی ہمارا کفر کا فتویٰ ہے۔ لہذا حنفی حنفی کہہ کر ان کو ہمارے سر مت ڈالو۔ عبدالحی بڈھانوی تمہارے اکابرین میں سے ہے۔

اہل حدیث مناظر: میں نے کہا تھا عبدالحی دیوبندی ہے اہل حدیث تو نہیں نا تو پھر اس کو ہمارے سر کیوں ڈالتے ہو۔

سنی مناظر: ہم نے تمہاری معتبر کتب سے ثابت کیا تھا کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل نے لکھی ہے اور وہ پکا اہل حدیث تھا۔ تم لوگ شاہ اسماعیل کے نام پر مدرسہ بناؤ اس کے نام پر مساجد بناتے ہو پھر اب انکار کیسا۔

اہل حدیث مناظر: سن تو لیں۔ پہلا باب شاہ اسماعیل کا دوسرا تیسرا عبدالحی کا عبارت دوسرے باب کی پیش کی ہے نا ہم نے کہا تھا یہ نہ اہل حدیث ہے نہ معتمد علیہ۔

سنی صدر مناظر: لیکن تمہاری بیس سے زائد کتابوں نے اس وسوسے والی عبارت کا دفاع کیا ہے ادھر انکار بھی ہے اور اس کا دفاع بھی ہے۔ (اتنی دیر فضول جھگڑے کے بعد اہل حدیث مناظر نے کہا کہ ٹائم شروع کریں)۔

وہابی مناظر: یہ دیکھو کتاب حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کی ہے۔ (1)

سنی مناظر: یہ بھی صوفی ہے۔

اہل حدیث مناظر: اس پر فتوی لگاؤ جیسے ہم نے فتوی لگایا تھا کہ عبدالحی پکا کافر۔ اب بھی کہتے ہیں پکا کافر۔ (سید احمد رائے بریلی پکا کافر)۔

یہ کتاب ہے اس میں وہ کہتے ہیں:

"حضرت یوسف علیہ السلام جب اس سے ملاقات کرنا چاہتے تو وہ کترا جاتی تب یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے پوچھا وقت وہ تھا کہ تو میرے پیچھے پڑتی تھی میں آگے آگے بھاگتا تھا اب میں تیرے پیچھے پیچھے بھاگتا ہوں اور تو ملنے سے کنارہ کرتی ہے"۔ (2)

---

(1) حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کی اپنی کوئی کتاب نہیں ہے کہ جس میں اس طرح کا کوئی واقعہ ہو بلکہ ان سے منسوب ان کے ملفوظات ہیں اور ملفوظات کے ذریعے صاحب ملفوظ پر طعن نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اکثر صوفیاء سے منسوب ملفوظات میں رطب ویابس کی بھرمار ہے اور ان کی کوئی تاریخی اور یقینی حیثیت بھی نہیں۔

(2) امراءۃ عزیز جس کے نام میں اختلاف ہے اور مشہور عوام "زلیخا" ہے بعض تفاسیر اور کتب سیر میں موجود ہے کہ عزیز مصر کے انتقال اور توبہ کے بعد زلیخا نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے شادی کرلی تھی۔ اب جبکہ وہ آپ کی بیوی ہے تو بیوی خاوند کے درمیان اس طرح کا مکالمہ ہوتا اور اس کا ذکر کردینا گستاخی نہیں ہے دراصل اس طرح کے واقعات اسرائیلی روایات اور تفاسیر میں موجود

استغفر اللہ اس کفر سے۔
یہ کتاب ہے تاریخ بغداد اور ان کا امام جن کی یہ تقلید کرتے ہیں وہ کہتے ہیں امام ابی بکر کا امام ابلیس کا۔

سنی مناظر: تاریخ بغداد کس کی ہے۔

اہل حدیث مناظر: خطیب بغدادی کی اس کتاب میں خطیب بغدادی نے لوگوں کے حالات جمع کئے ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھی جمع کئے ہیں سند بھی ذکر کی ہے اور یہ سند کیساتھ لکھتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابو بکر کا امام اور ابلیس کا امام ایک جیسا تھا۔

سنی مناظر: یہ کس نے کہا۔

اہل حدیث مناظر: امام ابو حنیفہ نے۔

سنی مناظر: عبارت پڑھیں۔

وہابی مناظر: "قال ابلیس یا رب فقال ابوبکر الصدیق"۔

سنی معاون مناظر: عبارت غلط ہے دوبارہ پڑھو۔

اہل حدیث مناظر نے عبارت کو پڑھنا چھوڑ دیا اور آگے پڑھنے لگا "فقال ابوحنیفة امام آدم واحد وامام ابلیس واحد" آدم کا امام و ابلیس کا امام بالکل برابر تھا۔ (1)

ہیں وہاں سے ملفوظات و منسوبات ہیں اور ان منسوبات و ملفوظات جبکہ ان کی تاریخی و حقیقی حیثیت بھی مسلم نہیں، کی بناء پر اولیاء اللہ پر کوئی طعن نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(1) حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت، تقویٰ اور عظیم المرتبت شخصیت اور آپ کے مجتہد ہونے پر اپنوں بیگانوں کا اجماع ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی شخصیت افراط و تفریط سے بالکل پاک تھی۔ آپ تابعی ہوتے ہوئے امام اہل سنت تھے۔ ہزاروں اولیاء، غوث، قطب

آپ کے مقلد ہیں۔ سیکڑوں محدثین وائمہ آپ کی تقلید کرنے والے ہیں خطیب بغدادی متوفی 463ھ نے تاریخ بغداد میں امام اعظم ابو حنیفہ کے حالات زندگی کو بڑی بسط کے ساتھ تحریر کیا ہے اور بعض جگہ معاندانہ رویہ بھی اپنایا ہے۔ آپ نے جہاں آپ کے فضائل ومناقب کو بیان کیا ہے وہیں آپ پر لگنے والے الزام کہ آپ "مرجی" تھے کو بھی ذکر کیا اور اس ضمن میں آپ سے منسوب عجیب وغریب روایات کو ذکر کیا جو سراسر غلط اور آپ پر بہتان عظیم ہے اور اس طرح کے الزامات بڑے بڑے آئمہ حتی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی لگے ہیں حضور ﷺ کے سب سے آخری وصال فرمانے والے صحابی حضرت عامر بن واثلہ ابو الطفیل رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل جانتے تھے اور باقی خلفاء راشدین کا بھی بے حد احترام تھا اس وجہ سے آپ کو شیعہ قرار دے کر آپ پر طعن کیا گیا۔
(الكفاية فى علم الرواية از خطيب بغدادى 121)

اسی طرح ائمہ اربعہ میں سے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ جو کہ اہل بیت رسول ﷺ سے بے حد محبت رکھتے تھے آپ کو رافضی کا الزام دیا گیا جس کے جواب میں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ایک شعر لکھا جو بڑا مشہور ہے:

ان كان الرفض حب آل محمد   فليشهد الثقلان انى رافض

یعنی اگر اہل بیت کی محبت رفض ہے تو اے جنو اور انسانو گواہ ہو جاؤ میں رافضی ہوں۔

اس طرح کی جلیل القدر ہستیوں پر الزام لگانے کا مقصد ان کی عظمتوں کو داغدار کرنا تھا۔ لیکن سورج پر تھوکنے سے اپنا چہرہ ہی گندہ ہو جاتا ہے سورج کی رعنائی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر ارجاء کا الزام لگایا گیا الزام لگانے والوں کو آج کوئی بھی نہیں جانتا جبکہ نعمان بن ثابت حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ آج بھی عالم اسلام کے "امام اعظم" ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جو فقہ کے امام اور علم الکلام میں ید طولیٰ رکھتے تھے آپ "تصديق قلبى" کو ایمان کہتے تھے اور اس وقت فرقہ مرجیہ کا نظریہ یہ تھا کہ: ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور اگر کوئی شخص زبان سے کفر بھی کرے تو وہ کافر نہیں بلکہ جنتی ہے، اور ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کے مرتکب شخص کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور اس کی کوئی سزا نہیں ہے۔ ابتدائی دو صدیوں میں قدریہ اور جبریہ دو گمراہ فرقے بڑے نمایاں تھے اور فرقہ معتزلہ ہر اس شخص کو "مرجیہ" کہتا تھا جو ان سے تقدیر کے مسئلے میں اختلاف کرتا تھا اسی طرح خوارج بھی ہر اس شخص کو "مرجیہ" کہتے تھے جو ان سے اختلاف کرتا ہو۔ تو چونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ قدریہ،

جبریہ اور خوارج فرقوں کا رد کیا کرتے تھے اس لئے ان مخالف لوگوں نے انہیں مرجیہ کہہ دیا۔ (امام اعظم استاذ ابوزہرہ مصری 273) حقیقت یہ ہے کہ مرجیہ کی دو قسمیں ہیں "مرجیہ مرحومہ" اور "مرجیہ ملعونہ"۔

علامہ ابوشکور سالمی لکھتے ہیں: " ثم المرجية على نوعين مرجية مرحومة وهم اصحاب النبی ا ومرجية ملعونة وهم الذين يقولون ان المعاصية لاتضر العاصی لايعاقب (اوشحة الجيد)" یعنی مرجیہ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجیہ مرحومہ جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم داخل ہیں دوسرے مرجیہ ملعونہ جو یہ کہتے ہیں کہ معاصیات مضر نہیں ہیں اور گنہگار کو عقاب نہ ہوگا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ مرجیہ مرحومہ سے تعلق رکھتے تھے جو کہ عیب نہیں ہے اسی طرح علامہ شہرستانی اپنی شعرۂ آفاق کتاب "الملل والنحل" میں لکھتے ہیں کہ: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو "مرجیہ السنة" کہا جاتا ہے۔ اور بعض مورخین نے آپ کو مرجیہ (ملعونہ) میں شامل کیا ہے اور ان کو غلطی شاید اس وجہ سے لگی کہ امام صاحب ایمان تصدیق قلبی کو کہتے تھے۔ (1/140) اور اسی طرح مرجیہ بھی یہی کہتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے باطل نظریات بھی تھے اور امام صاحب ان تمام چیزوں سے بری تھے جبکہ امام صاحب کے معاندین نے لفظ "مرجیہ" سے غلط فائدہ اٹھا کر آپ کو بدنام کرنے کے لئے من گھڑت روایات کا سہارا لے کر آپ کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ اس کی مثال یوں سمجھی جائے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تنازعات ہوئے تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ کے لوگوں کو شیعان علی کہا جاتا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے لوگ شیعان معاویہ کہلاتے تھے۔ شیعان علی میں جلیل القدر صحابہ کرام شامل تھے۔ بعد ازاں شیعان علی کا لفظ باقی رہا اور شیعان معاویہ کا لفظ ختم ہو گیا۔ اب تاریخ میں جگہ جگہ بیشتر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے ساتھ لفظ "شیعہ" لکھا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ تھے۔

اب کوئی بدباطن "لفظ شیعہ" کو دیکھ کر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم پر طعن کرنے لگے تو یقیناً یہ اس کا دجل ہوگا اس لئے کہ اس وقت لفظ شیعہ طعن نہیں تھا جبکہ آج کل شیعہ سے مراد گستاخان صحابہ ہیں اور یہ طعن ہے اسی طرح مرجیہ بھی دو طرح کے تھے ایک وہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہم تنازعات میں خود کو دور رکھتے تھے اور ان کے معاملات کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتے تھے۔ اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق زبانِ

سنی مناظر: آگے عبارت مکمل پڑھیں، اہل حدیث مناظر نے کتاب بند کر کے رکھ دی اور کہا تم پڑھو۔

اہل حدیث مناظر نے مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاء الحق نکالی اور پڑھنے لگا۔ نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے، لہذا فرمایا گیا اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے یعنی بشر ہوں، شکاری، جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ نبی کو دیکھو شکاری کہہ دیا ہے۔ اور یہ کتاب ہے اس میں ہے عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کے لئے دوبارہ اتریں گے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئیں گے پس افضل کون ہے؟ جواب کہتے ہیں دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب ہو۔ استغفر اللہ عیسیٰ علیہ السلام پہلی دفعہ ناکام لوٹ گئے۔ استغفر اللہ اور یہ ایک اور حوالہ کتاب "مقیاس حنفیت" اچھروی کی کتاب ہے کہتے ہیں۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر وناظر ہوتے ہیں"۔ استغفر اللہ۔

دلیل جو دی وہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی دی وہ کہتے ہیں کہ بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تھی آپ نے فرمایا کیا تو نے جماع کیا ہے؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو پوچھ رہے ہیں آپ کے اس

طعن دراز نہ کرتے تھے یہ "مرجیہ" کہلاتے تھے لیکن یہ مرجیہ مرحومہ یا مرجیہ سنۃ کہلاتے ہیں اور وہ لوگ کہ جنہوں نے گناہ کبیرہ کے مرتکبین کو بھی چھوٹ دے دی وہ گمراہ ہیں اور وہ "مرجیہ ملعونہ" کہلاتے ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے جہاں لفظ "مرجی" آیا ہے تو اس سے مراد مرجیہ مرحومہ ہے جس میں بقول علامہ سالمی کے صحابہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں لہذا لفظ مرجی امام صاحب پر طعن کے طور پر استعمال نہیں ہو سکتا۔ خطیب بغدادی نے امام صاحب کی طرف منسوب اسی طرح کی روایات کو ذکر کیا ہے جن کو آپ کے خلاف قطعاً استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ زوجین کے جنت ہونے کے وقت بھی موجود ہوتے ہیں۔

اب یہ خود کہتے ہیں کہ مقامات تنفرہ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے۔

اور یہ کتاب ہے "جاء الحق" اس میں ہے:

"اللہ عزوجل کے نبی ﷺ دوسرے عالم سے تعلق رکھتے ہیں اور حضور پر اب نماز فرض نہیں اور ہم پر فرض ہے فرض والا نفل والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا"۔

یہ حوالہ "جاء الحق" کا ہے وہ کہتے ہیں:

"اللہ عزوجل کے نبی ﷺ فرض پڑھا رہے ہوں نفل پڑھا رہے ہوں ہم اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔استغفر اللہ، اتنی بڑی گستاخی وکفر کہ اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے نماز اس لئے نہیں پڑھیں گے کہ ان کی نفل ہے ہماری فرض ہے"۔یہ صفحہ 178۔

یہ کتاب ہے مقیاس حنفیت ص 373:

"اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "رب ارنی" کہا اے رب مجھے اپنی زیارت عطا کر فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان "ولکن انظر الی الجبل" سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے اے مولیٰ میں تیرے دیدار کا طالب ہوں، پہاڑ کا طالب تو نہیں ہو سکتا۔بجائے اللہ تعالیٰ پہاڑ پر تجلی ڈالتے موسیٰ علیہ السلام کو طاقت بھی"۔ (ٹائم ختم)

سنی مناظر (جوابی تقریر نمبر 3)

آپ مجھے مقیاس حنفیت دے دیں اور یہ بتائیں وہ عیسیٰ علیہ السلام فیل ہو گئے تھے کس کتاب کا حوالہ تھا۔؟

وہابی مناظر: انوار شریعت۔

سنی مناظر: برائے مہربانی کتاب دے دیں۔

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم اما بعد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
سامعین! میں کہتا ہوں مولوی صاحب نے حوالے دیتے وقت اتنی بڑی خیانتیں کی ہیں کہ شیطان بھی آج شرما گیا ہو گا میں کہتا ہوں کہ انہوں نے مقیاس حنفیت کا حوالہ پیش کیا اور سعودیہ کے ریال سمجھ کر عبارت کا اگلا حصہ کھا گئے اور حوالہ نامکمل دیا ہے۔ کیمرے والے بھائی ذرا کیمرہ قریب کر کے عبارت پر لگاؤ یہ آدھی عبارت کھا گئے ہیں۔

اصل میں بات ہو رہی ہے مسلم شریف کی حدیث کی، جلد ثانی صفحہ 209 پر ہے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا فوت ہوا آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سے رات کو جماع فرمایا صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات تم نے اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری کی ہے؟ انہوں نے عرض کی جی حضور۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل تجھے بیٹا دے گا۔ اب یہ بات لکھ کر اس سے استدلال کرتے ہوئے صاحب مقیاس حنفیت جناب مولانا عمر اچھروی صاحب فرماتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موقعوں پر بھی حاضر و ناظر ہیں۔

وہابی مناظر نے یہاں تک عبارت پڑھی ہے آگے عبارت کھا گیا ہے آپ آگے لکھتے ہیں: لیکن آپ مثل کراما کاتبین کے ایسے واقعات سے نظر محفوظ فرمالیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آج یہودی بھی شرما جائیں آپ نے مصنف کے اگلے جملوں کی وضاحت کو کیوں کھایا؟ اب دیکھیں مسلم شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا تو نے رات کو جماع کیا؟ تو عرض کی جی کیا۔ تو بتاؤ پھر حضور ﷺ کو کیسے پتہ چلا کہ اس نے جماع کیا یا نہیں۔

آپ نے "انوار شریعت" کا حوالہ دیا کہ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام فیل ہو گئے مولوی صاحب ذرا گھر میں بھی جھانک لیا کریں یہ دیکھیں میرے پاس ہے کتاب "سیرت ثنائی" اس کے پڑھنے سے پہلے میں آپ کے اعتراض والی عبارت پڑھتا ہوں مسیح علیہ السلام اب تک زندہ ہیں محمد فوت ہو گئے ہیں پس افضل کون؟ یہ نیچے لکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے۔ یہود کے ڈر کے مارے تبلیغ رسالت انجام نہ دے سکے اس لئے انکا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے۔ آپ اہل حدیثوں نے اس کو گستاخی کہا ہے حالانکہ مولوی صاحب اس کو الزامی جواب کہتے ہیں۔ یہ اسی طرح کا جواب ہے جیسا کہ سیرت ثنائی والے نے لکھا ہے۔ یہ دیکھیں سیرت نگار ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں لکھتا ہے۔:

"مناظرہ سیالکوٹ: سیالکوٹ شہر میں عیسائی مشن اور اہل اسلام کے درمیان مناظرہ ہوا عیسائی مشن نے اہل اسلام پر اعتراض کیا کہ اسلامی عقیدہ کے مطابق محمد ﷺ میں چالیس مردوں کی طاقت تھی تو عائشہ میں یہ مجال کہ نو سال کی عمر میں یہ طاقت برداشت کر سکیں۔ اہل اسلام اس جواب سے عاجز آگئے مولانا ثناء اللہ کو امرتسر [illegible]

[illegible]

عیسائیو! یہ بتاؤ طاقت محدود زیادہ ہوتی ہے یا لا محدود۔ عیسائی بولے طاقت غیر محدود زیادہ ہوتی ہے۔ مولانا نے فرمایا عیسائی عقیدہ کے مطابق جب مریم غیر محدود خدا کی طاقت کو برداشت کر سکتی ہیں تو کیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چالیس مردوں کی طاقت برداشت نہیں کر سکتی"۔ مولوی صاحب بتائیں۔ اب ادھر کیا کہیں گے؟ اگر انوار شریعت میں عیسیٰ علیہ السلام فیل ہو گئے والی عبارت گستاخی ہے تو پھر اس عبارت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے اسی لئے آغاز میں پوچھا تھا کہ کہاں پڑھتے رہے ہو؟ مدرسے کے پیچھے بیٹھ کر؟ اگر پڑھے لکھے ہوتے تو تمہیں پتہ ہوتا کہ یہ الزامی جواب ہے۔ اسی طرح کی عبارت "کمالات عزیزی" ص 11 پر بھی ہے۔ وہاں بھی لکھا ہے کہ:

"ایک آدمی نے دہلی میں مباحثہ میں سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، پادری صاحب نے کہا کہ تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام فریاد نہ کی حالانکہ حبیب کا محبوب، محبوب تر ہوتا ہے خدا تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا۔ جناب مولانا صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر صاحب فریاد کے واسطے تشریف لے گئے پردہ غیب سے آواز آئی ہاں تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے۔ یہ سن کر پیغمبر صاحب خاموش ہو گئے۔ اس جواب پر پادری لاجواب ہو گیا"۔

اب میں کہوں کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا ہے؟ تو آپ کیا جواب دیں گے۔ ؟یاد رکھیں اس کو الزامی جواب کہتے ہیں اور پھر آپ نے لوگوں کے سامنے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی گستاخ ثابت کرنے کی کوشش کی حالانکہ آپ کے "فتاویٰ نذیریہ" میں انہوں جگہ جگہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے اور لکھا ہے جو شخص امام

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولایت اور ان کی عظمت کا انکار کرے وہ اہل حدیث ہی نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ پوری امت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل کا ولی سمجھتی ہے۔

اور پھر آپ نے کہا تھا کہ عقیدہ وحدۃ الوجود کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ اب لے آؤ ذرا "فتاویٰ ثنائیہ" جلد نمبر 1 صفحہ 147 مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

"وحدۃ الوجود وجود کے اصل معنی ہیں ما بہ الموجودیت جو بالکل ٹھیک ہے"۔

اوکافرو اہل حدیثو!

بھائی ناراض نہ ہوں آپ نے خود کہا تھا کہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ ماننے والا مشرک ہے کافر ہے لیکن کیا کروں "گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"۔

اور پھر آپ نے "جاء الحق" کے اندر شکاری والی عبارت پوری نہیں پڑھی پتہ تھا کہ پھنس جاؤں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ "تحفہ اثناء عشریہ" میں شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں کہ تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ و مشبہ بہ کی برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت و جہالت ہے۔ جو آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے یہاں پر "جاء الحق" میں مفتی صاحب آپ لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جب تقویۃ الایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی قرار دیا جا رہا ہے اور تم "انما المؤمنون اخوۃ" سارے مومن بھائی بھائی ہیں کی رٹ لگا رہے تھے تو مفتی صاحب نے فرمایا اے بے وقوفو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسا نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا کہنا توہین ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں تم جیسا بشر ہوں" کہا تو وہ ان کافروں اور مشرکوں کو جہنم سے بچانا چاہتے تھے جس طرح شکاری کا کام ہوتا ہے شکار کو قابو کرنا اسی طرح مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو قابو کر کے جہنم سے بچا

کر انہیں ایمان کی دولت عطا فرمائی۔ تو یہاں شکاری میں جو وصف قابو کرنا ہے اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس کو یوں بھی سمجھو!

مناظر صاحب میں آپ کو کہتا ہوں تم گیدڑ ہو خیر چلو تم ناراض ہو جاؤ گے تمہیں کہتا ہوں کہ تم شیر ہو اب آپ کے صدر مناظر صاحب تمہارے پیچھے دُم ڈھونڈھنا شروع کر دیں یا تمہارے آگے کچا گوشت لاکر ڈالیں کیونکہ شیر کی تو دم ہوتی ہے اور وہ کچا گوشت کھاتا ہے تو کیا یہ درست ہو گا؟ یقیناً نہیں کیونکہ مشابہت میں مشبہ، مشبہ بہ میں تھوڑی سی مناسب ہی تشبیہ دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ یہ گیدڑ ہے تو کوئی لاکر مری ہوئی مرغیاں نہیں ڈال دے گا۔

تو سنو! "جاء الحق" میں مصنف نے تشبیہ دی ہے اور تشبیہ میں من کل الوجوہ مشبہ، مشبہ بہ کا ایک جیسا ہونا لازم نہیں ہے۔

اور مزید سنو! یہ میرے پاس کتاب ہے "انفاس العارفین" شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ تم انکار کیسے کرو گے جدھر جاؤ گے آگے سے وار ہو گا اس کتاب میں ان سے سوال ہوا کہ:

"اللہ تعالیٰ کی مثال کیا ہے کہتے ہیں اللہ کی مثال پانی کی سی ہے جیسے ایک لوٹے میں ریت ڈالو اس میں پانی ڈالو یہی مثال اللہ کی ہے کہ وہ کائنات میں موجود ہے"۔

اب اگر مثال و تشبیہ دینے سے اگر من کل الوجوہ مشابہت لازم آتی ہے تو پھر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ہمت کر کے فتویٰ لگاؤ کہ وہ اللہ عزوجل کو پانی کہہ رہے ہیں۔(۱)

---

(۱) اسی طرح احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 212 پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے لکھتے ہیں: "فقد جاء فی الخبر ان اللہ تعالیٰ اوحی الی داؤد علیہ السلام یا داؤد

اور پھر تم نے وحدۃ الوجود کا انکار کیا اور اسے کافر کہا تھا تو ذرا دیکھنا یہ میرے پاس ہے فتاوٰی ثنائیہ اس میں ہے مرزا قادیانی نے بھی ایک ٹریک وحدۃ الوجود کے متعلق لکھا اس میں وہ لکھتے ہیں کہ وجودی (وحدۃ الوجود کو ماننے والے) ہر طرف کو خدا مانتا ہے وجودی سے گفتگو کرتے ہوئے اس کو زور سے کاٹنا اگر وہ سی کرے تو اس کو کہنا چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ٹائم ختم)

بات پوری کرلوں۔ پتہ چلا کہ وحدۃ الوجود کا انکار مرزائیوں کا کام ہے۔

خفنی کما تخاف السبع انصاری "تحقیق روایت میں آیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد مجھ سے اس طرح ڈرو جس طرح چیر نے پھاڑنے والے درندوں سے ڈرتے ہو۔ اب یہاں پر درندوں سے خدا کی ذات کو تشبیہ ہے تو کیا اس کو بھی گستاخی کہا جائے گا ہرگز نہیں اس لئے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں من کل الوجوہ مشابہت نہیں ہوتی ان میں تھوڑی سی مناسبت بھی تشبیہ کے لئے کافی ہوتی ہے۔ ۱۰ اسی طرح امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صفوان بن امیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " قد کانت للہ رسل کلھم یصطاد او یطلب الصید" (معجم کبیر لطبرانی حدیث نمبر 7342) یعنی مجھ سے پہلے اللہ کے رسول علیہم السلام گزرے ہیں وہ سارے شکاری تھے شکار کرتے تھے یا شکار طلب کرتے تھے۔ اب حدیث شریف میں انبیاء کو شکاری کہا گیا لہذا ثابت ہوا کہ شکار کرنا یا انبیاء علیہم السلام کے لئے لفظ شکاری استعمال کرنا توہین کے زمرے میں نہیں آتا۔

تتمہ گفتگو

وہابی مناظر نے "جاء الحق" کی عبارت کا مفہوم اپنے لفظوں میں پیش کیا اور ایک فقہی مسئلہ کو گستاخی کا رنگ دے دیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا ایک شخص جو کہ نفل پڑھ رہا ہو اس کے پیچھے فرض نماز کی اقتداء کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ہم احناف کا مذہب یہ ہے کہ متنفل کے پیچھے فرض نماز کی اقتداء درست نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث شریف پیش کی ہے کہ حضرت سلیم رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس ہمارے سو جانے کے بعد آتے ہیں۔ ہم لوگ دن سے اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر نماز کی آذان دیتے ہیں ہم نکل کران کے پاس آتے ہیں وہ نماز بہت لمبی پڑھاتے ہیں تو حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "یامعاذ لاتکن فتانا اما ان تصلی معی واما ان تخفف علی قومک" (مسند احمد بن حنبل 5/74) اے معاذ تم لوگوں کے لئے آزمائش کا باعث نہ بنو۔ یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو یا اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھایا کرو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نماز عشاء حضور انور ﷺ کے پیچھے پڑھ کر اپنی قوم میں پہنچ کر انہیں نماز پڑھاتے تھے جس پر یہ شکایت کی گئی۔

اس روایت پر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت نہ دی کہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنی قوم کو پڑھائیں کیونکہ نفل والے کے پیچھے فرض جائز نہیں بلکہ فرمایا کہ یا تو میرے پیچھے پڑھو تو قوم کو نہ پڑھاؤ یا

قوم کو پڑھاؤ تو میرے پیچھے نہ پڑھو۔ یہ تھی وہ عبارت کہ جس کو وہابی مناظر نے گستاخی کے طور پر پیش کیا حالانکہ یہ مسئلہ فقہ حنفی کی بے شمار کتب میں موجود ہے مثلاً بحر الرائق 3/448، تبیین الحقائق 2/184، فتاویٰ شامی 4/300)

علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں اسی مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مفترض کی اقتداء متنفل کے پیچھے جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ 4/244)

تو کیا اب علامہ ابن تیمیہ گستاخ نہ ہوئے؟

وہابی مناظر (تقریر نمبر4)

حضرات: یہ میرے پاس ہے فتاوٰی ثنائیہ جلد1 ص148۔

یہاں پر مولانا ثناء اللہ وحدۃ الوجود کا معنی بیان کر رہے ہیں کہتے ہیں یہاں جو مسئلہ وحدۃ الوجود ہے اس کے دو معانی ہیں ایک موافق شرع اور دوسرا مخالف شرع ایک معنی تو شریعت کے عین مطابق اور دوسرا شریعت کے خلاف۔ شریعت کا موافق معنی کیا ہے وہ یہ ہے ساری دنیا کا وجود یعنی ہستی بخشنے والا ایک ہے جس کا نام القیوم ہے۔ دوسرے معنی میں موجودات بلحاظ اصل کے سب ایک ہیں جس پر تبصرہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ یہ مروجہ تصوف جوگیوں اور سادھوں کا فلسفہ ہے ہمہ اوست کا عقیدہ صریح کفر ہے یہ قرآن وحدیث کی تکذیب ہے اس عقیدہ پر نہ اللہ تعالیٰ معبود رہتا ہے نہ خالق نہ رازق، نہ عابد، نہ معبود پھر نہ کچھ حلال نہ حرام ایسے خیالات رکھنے والے اور پھر مسلمانی کا دم بھرنے والے حقیقت میں شیطان کے بندے ہیں بے ایمان ہیں یہ لوگ محض تقیہ اور نفاق کے طور پر شریعت کا دم بھرتے ہیں۔ یعنی انہوں نے بتلادیا کہ وحدۃ الوجود کا دوسرا معنی جس میں ہے:

اگر محمد نے محمد کو خدا مان لیا
تب تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغاباز نہیں

یہ تو وہی عقیدہ کفریہ جس کو ثناء اللہ صاحب نے صفحہ 148 پر بیان کیا کہتے ہیں: وحدۃ الوجود کی دو تشریحیں ہیں ان دونوں میں وجود کے معنی قابل غور ہیں: وجود کے اصل

معنی ہیں ما بہ الموجودیت یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے۔ اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الموجود کے ہوں گے جو بالکل ٹھیک ہے۔

مولانا سیالکوٹی کا مطلب غالباً یہی تھا وحدۃ الوجود کی دوسری تشریح میں وحدۃ الموجودات لئے جاتے ہیں یہ تشریح ایسی ہے کہ اس کو کوئی اہل شرع نہیں مان سکتا۔ یہ وحدۃ الوجود کے مسئلہ کا جواب ہے اب اگلی کتاب ہے تاریخ بغداد اس میں صحیح سند سے لکھا۔ اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص کسی جوتے کی عبادت کرے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں۔ (1)

یہ کتاب ہے ردالمختار ص 154 اس میں لکھا ہے کہتے ہیں کہ اگر کسی کی نکسیر پھوٹ گئی تو اگر وہ اپنی نکسیر کے خون کے ساتھ پیشانی پر فاتحہ لکھتا ہے تو جائز ہے "وبالبول ایضاً" اسی طرح سے اگر پیشاب سے وہ فاتحہ لکھے تو تب بھی جائز ہے۔

یہ اگلی کتاب ہے اصول کرخی اس میں لکھا گیا ہے۔

---

(1) تاریخ بغداد کے حوالے سے بحث صفحہ ------ پر گزر چکی ہے کہ خطیب بغدادی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل و کمالات کو ذکر کیا ہے اور ساتھ معاندین کی طرف سے لگائے جانے والے الزامات بھی ذکر کر دیئے ہیں۔ مذکورہ عبارت آپ پر الزام ہے۔ اور پھر یہاں وہابی مناظر کی دغا بازی ملاحظہ فرمائیں کہ موضوع تھا بریلویوں کے عقائد شرکیہ کفریہ ہیں اور اس دعویٰ کے طور پر امام صاحب رضی اللہ عنہ پر کئے جانے والے خبیث طعن کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اور اس کی عجیب نادانی ہے کہ امام صاحب کے ساتھ رحمہ اللہ بھی پڑھ رہا ہے۔ اگر واقعتاً مذکورہ بات امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کہی ہے تو پھر ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ پڑھنا کیسے درست ہو گیا؟

مناظر اہل سنت: مولوی صاحب یہ آپ نے فقہی عبارات پر بحث شروع کر دی ہے جو ہمارا آج کا موضوع نہیں ہے اسی طرح اگر میں نے آپ اہل حدیثوں کے کرتوت بیان کرنے شروع کر دیئے تو آپ کو تکلیف ہو گی۔

وہابی مناظر: چلو ٹھیک ہے میں اسے چھوڑ دیتا ہوں اب اگلی کتاب فوائد الفواد ہے اس میں ہے۔ حضرت شبلی نے پوچھا کہ تو کلمہ طیبہ کس طرح پڑھتا ہے مرید نے جواب دیا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" شبلی بولے اس طرح پڑھ "لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" او ختم نبوت کے ڈاکوؤ شبلی کو رسول بنانے والو۔

مناظر اہل سنت: آپ انتظامیہ والے دوست توجہ دیں ہماری شرائط میں موجود ہے کہ اگر اس عبارت جیسی کوئی عبارت دوسری طرف سے پیش کر دی جائے تو وہ عبارت کالعدم ہو گی۔

وہابی مناظر: شبلی رسول اللہ نکالو۔

مناظر اہل سنت: آپ نے گھوڑے کو خدا بنایا۔

وہابی مناظر: گھوڑا لکھا ہوا ہی نہیں۔

سنی مناظر: اگر وہاں لکھا ہو کہ گھوڑا عین خدا ہے تو پھر۔

وہابی مناظر: ہم فتویٰ لگائیں گے۔ لیکن آپ کو وہ عبارت اپنے ٹائم پر پیش کرنا ہو گی، درمیان میں نہ بولیں۔

مناظر اہل سنت: آپ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو کافر کہا ہے اس کو یاد رکھنا۔[1]

وہابی مناظر: پھر شروع ہوا۔

یہ کتاب ہے مقالات ابوالبیان سعید احمد مجددی کی۔

مناظر اہل سنت: یہ کیا ڈرامہ ہے ہم تمہارے اکابر کی کتابیں پیش کریں اور تم کل، کل کے غیر معتبر لوگوں کی کتابیں لے کر آگئے ہو خبردار! یہ کتاب نہیں پیش کرنے دوں گا۔

سن او مولوی!

اگر یہ بات ہے تو پھر ہم تمہارے عنایت اللہ اثری کی کتابیں پیش کریں گے

وہابی صدر مناظر: ہم نے اس پر کفر کا فتوی لگادیا ہے۔

سنی مناظر ٹیم: واہ واہ ایک اور کافر ہو گیا۔

چلو اب کافروں کی تعداد تین ہو گئی:

1۔ سید احمد رائے بریلی　　2۔ عبدالحی بڈھانوی

3۔ عنایت اللہ اثری (عنایت اللہ اثری مشہور غیر مقلد اہل حدیث عالم گزرا ہے)

وہابی مناظرہ ٹیم اپنے صدر مناظر کی طرف بولنے لگ گئی کہ کیا ضرورت تھی ایک اور کو کافر کہنے کی۔

سنی صدر مناظر: بیٹا گھر جانا تمہارے لئے اہل حدیثوں نے جوتیوں کے ہار تیار رکھے ہیں۔

---

(1) قارئین! آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہ سمیت امت کے جملہ اکابرین نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ عزوجل کا ولی تسلیم کیا ہے اور ان کے اقوال کی تاویلیں کی ہیں وہابی مناظر کس قدر بے لگام ہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اللہ عزوجل کے کامل ولی کو کافر کہہ دیا ہے۔

وہابی مناظر: یہ میرے پاس کتاب "ملفوظات احمد رضا" اس میں ہے سیدی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء میں سے ہیں اور سید احمد بدوی کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بہت بڑا میلہ تھا اس میلہ پر چلے آتے تھے کہ تاجر کی کنیز پر نظر پڑ گئی۔

سنی مناظر: مولوی صاحب یہ غیر متعلقہ عبارت ہے اس طرح پھر ہم بھی آپ کے علماء کی اس طرح کی عبارات پیش کریں گے ہمارا جھگڑا یہ ہے کہ عبارت کفریہ شرکیہ ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر دیکھو آپ کے مولوی نے: "نزل الابرار"، میں لکھا ہے کتے کا پیشاب پاک ہے، دوسری جگہ [1] لکھا ہے خنزیر کا پیشاب پاک ہے ایک دوسری کتاب [2] میں لکھا ہے منی کھانا جائز ہے ایک اور جگہ [3] لکھا ہے مشت زنی کرنا جائز ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشت زنی کیا کرتے تھے۔ [4]

---

(1) نزل الابرار جلد اول ص 50

(2) کنز الحقائق ص 16، نزل الابرار ص 48

(3) نزل الابرار

(4) اس کے علاوہ ان کی معتبر کتاب نزل الابرار ج 2 ص 31 پر ہے کہ اگر کسی نے محرمات سے زنا کر دیا تو اسے مہر مثل دینا پڑے گا۔

- ص 21 پر ہے جس عورت سے زنا کیا اس کی ماں بیٹی سے نکاح جائز ہے۔
- صفحہ 28/2 پر ہے ساس سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی۔
- کتاب عرف الجادی ص 113 پر ہے کہ کوئی مرد چار سے زائد شادیاں ایک وقت میں کر سکتا ہے۔

وہابی صدر مناظر: ہم نے بھی فقہ کی عبارات پیش کرنی ہیں۔

چوہدری امتیاز احمد: چلیں جی اس کتاب کو چھوڑ دیں۔

سنی صدر مناظر: اپنے تین کو تو کافر کہہ دیا ہے لگتا ہے آج سب کو کافر بنوانا ہے۔

تھوڑی دیر شور شرابہ رہا پھر انتظامیہ نے بات ختم کروائی اور وہابی مناظر پھر شروع ہوئے اور عبارت آگے پڑھنی شروع کی۔ سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء میں سے ہیں سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ منعقد ہوتا تھا ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کیونکہ حدیث میں ارشاد ہوا کہ پہلی نظر پر کچھ مواخذہ نہیں دوسری پر مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو پھیر لی لیکن وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا۔ عبد الوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی ہاں اپنے شیخ سے کوئی چیز چھپانا نہ چاہیئے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے وہ کنیز تمہیں ہبہ کردی اب آپ اس پریشانی میں ہیں کہ کنیز اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی نذر کردی اب فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی ہے فلاں حجرے میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

مناظر اہل سنت: دیکھیں انہوں نے دعویٰ کفریہ شرکیہ کا کیا تھا اور یہ عبارت انہوں نے دعویٰ کے مطابق پیش نہیں کی۔

- عرف الجادی ص 10 پر ہے گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔ اسی کتاب کے ص 107 پر ہے گواہوں کے بغیر نکاح درست ہے (پھر زنا کسے کہتے ہیں) ص 10 پر ہے خنزیر کا خون نجس نہیں ہے۔

وہابی مناظر: بھائی اس میں کفریہ ہے کہ کسی کی قبر پر کنیز چڑھانا، مال چڑھانا یہ حرام ہے اور یہ نذر لغیر اللہ ہے اور نذر لغیر اللہ کفریہ شرکیہ ہے۔

سنی مناظر: نذر لغیر اللہ یہ الگ موضوع ہے اور آپ خلط مبحث کرر ہے ہیں۔ بہر حال ہماری طرف سے بھی اب اسی طرح عبارات پیش ہوں گی۔

وہابی مناظر: اب یہ اگلی کتاب ہے مفتی محمد امین صاحب کی اور یہ سعید احمد اسعد کے والد کی کتاب ہے۔

سنی مناظر: بھائی یہ ہمارے ہم عصر ہیں معتمد عالم نہیں ہیں ان پر ہمارے مسلک کا دار و مدار نہیں۔

وہابی مناظر: سعید احمد اسعد آپ کا بہت بڑا عالم ہے اور ان کے والد کی کتاب ہے۔

سنی مناظر: آپ یہ کتاب پیش نہیں کر سکتے وہابی مناظر نے ڈھٹائی سے پڑھنا شروع کیا۔ کہتے ہیں کہ جب مرد اپنی عورت سے کھیلتا ہے اس کے بوسے لیتا ہے تو اس کو اتنی نیکیاں ملتی ہیں جتنی اللہ کو منظور ہوں اور جب دونوں غسل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرمادیتا ہے جو قیامت تک اللہ کی تسبیح بیان کرے گا اور اس تسبیح کا ثواب دونوں بیوی خاوند کو عطا کیا جائے گا۔

غسل کے قطروں سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں، شیعوں کا بھی یہی مذہب ہے اور غسل کے قطروں سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں۔

سنی مناظر (جوابی تقریر نمبر4)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد:
حضرات: انہوں نے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے بارے میں ایک بہت بُری بات کہی تھی۔
میں کہتا ہوں تم اہل حدیثوں کی تو غیرت ہی مر چکی ہے انہوں نے یہ تاریخ بغداد کا حوالہ دیا ہے، ہر حدیث میں تو تم راویوں کے متعلق بات کرتے ہو یہاں پر کیا تم بھول گئے ہو تم نے یہاں جو بات بیان کی ہے اس میں ابو اسحاق فرازی اور ابوالحسن الطرائفی راوی ہیں یہ مجہول اور ضعیف ہیں۔

وہابی صدر مناظر: اصل کتاب سے جرح پیش کریں۔

سنی مناظر: سب سے پہلے تو آپ کا حق تھا کہ آپ صحیح روایت پڑھتے تو تب قابل قبول ہوتی آپ پہلے اس بات کو صحیح ثابت کریں اور راویوں کو ثقہ ثابت کریں کیوں کہ آپ نے کہا تھا کہ سند صحیح ہے آپ اس کی صحت کو ثابت کریں۔

وہابی صدر مناظر اور مناظر نے کہا چلیں جانے دیں۔

مناظر اہل سنت پھر بولنے لگے کہ حضرات میں نے آغاز میں ہی کہہ دیا تھا کہ ان کے پاس صوفیوں کی حالت سکر و مستی کے علاوہ کوئی عبارتیں نہیں ہیں یہ میرے پاس کتاب ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی (اس پر وہابی صدر مناظر نے آواز لگائی کہ یہ غیر معتبر ہے) اس پر مناظر اہل سنت نے کہا کہ اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر سنو کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ اور

ان کا آپ سے کیا رشتہ ہے یہ میرے پاس کتاب ہے "تحریک اہل حدیث" اس میں اس کے مصنف قاضی محمد اسلم سیف صفحہ 207 پر لکھتے ہیں کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز ہرگز مقلد نہ تھے۔ اب بتاؤ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ یہ کس کے ہیں اور اس بات پر میں بے شمار حوالہ جات پیش کر سکتا ہوں اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اس وہابی مناظر کو ان کے اپنے اہل حدیث اور اگر کسی سے نہ ہو سکا تو ان کے فیصل آباد والے اہل حدیث ضرور جوتیاں ماریں گے ان کا عالم ارشاد الحق اثری تو ان کو ضرور جوتیاں مارے گا کہ انہوں نے اپنے اکابرین کا انکار کیا ہے۔

بدیع الدین راشدی کے شاگرد انہیں جوتیاں ضروری ماریں گے اس لئے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث اپنا امام مانتے ہیں اور اس پر مزید حوالہ سنیں یہ "فتاوٰی ثنائیہ" ہے اس میں وہی پہلے والی عبارت "آگے چل کر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ دو شاخوں میں منقسم ہوا ایک نذیر حسین دہلوی اور دوسری شاخ احمد علی سہارنپوری ایک بنے دیوبندی اور دوسرے بنے اہل حدیث"۔ اسی طرح اگلی کتاب ہے "تحریک آزادی فکر" اس میں ہے "شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے مجدد تھے" اگر یہ نہیں مانتے تو جائیں گے کہاں۔ انہوں نے علامہ سعید احمد اسعد کے والد گرامی کا حوالہ پیش کیا تھا اور اس میں بھی انہوں نے کس قدر خیانت سے کام لیا وہاں انہوں نے کتاب میں اپنی طرف سے یہ بات نہیں کی بلکہ انہوں نے تو حدیث کے حوالے سے لکھا ہے اور مذکورہ جو بات آپ نے پڑھی ہے وہ "جامع صغیر" کی حدیث میں موجود ہے اب اعتراض کرنا ہے تو حدیث پر کریں مفتی صاحب پر کیا اعتراض؟

یہ کتاب ہے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی "انفاس العارفین" اس میں موجود ہے "جس کو تم خدا کہتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد ہے اور جس کو تم محمد کہتے ہو وہ ہمارے نزدیک خدا ہے"۔

اب تم نے صوفیاء کی عبارتیں پیش کی ہیں تو ادھر دیکھو۔

ادھر صوفی ہیں اور ادھر امام ہے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور صوفیاء کے بارے میں نواب صدیق حسن بھوپالی نے "تاج المکلل" میں لکھ دیا ہے کہ وہ جاہل ہے جو صوفیاء پر فتوے لگاتا ہے۔ اس کی عقل میں فتور ہے۔ اور تمہیں یاد ہو گا کہ میں نے گھوڑے والی بات کی تھی یہ کتاب ہے میرے ہاتھ میں "عبقات "شاہ اسماعیل دہلوی کی، اور تم نے وحدۃ الوجود کو شرک کا عقیدہ کہا تھا جبکہ یہ دیکھو شاہ اسماعیل لکھتے ہیں: وحدۃ الوجود کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہو گیا ہے کہ اس میں خالق و مخلوق دونوں ایک ہیں جب کہ یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے۔ اور اب جو حوالہ میں پیش کرنے لگا ہوں اس کو جگر پر ہاتھ رکھ کر سننا اور صدر مناظر صاحب آپ نے کہا تھا کہ ہم فتویٰ لگائیں گے اب جگر تھام کے بیٹھ کہ میری باری ہے۔ یہ عبقات کتاب کا صفحہ 161 ہے اس میں ہے: پوچھنے والا اگر پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں آسمان ،زمین، شجر، حجر ،درخت، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں۔ کیا یہ بجنسہ خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا عین ہیں یا غیر، ہم اس کے جواب میں کہیں گے شجر حجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں ان کا مبدأ اور ان کے احکام کی جو منشاء ہے؟ اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں اس صورت میں یہ ساری چیزیں گھوڑا، کتا، بندہ، ڈنگر سارے خدا ہیں۔

مولوی صاحب! گھر کو لگ گئی آگ گھر کے چراغ سے۔

اب لگاؤ وعدے کے مطابق فتوٰی کہ اگر کسی نے گھوڑے کو خدا کہا ہے تو ہم اس پر فتوٰی لگائیں گے لگاؤ فتوٰی شاہ اسماعیل، گھوڑے، آدمی، شجر و حجر کو عین خدا کہہ رہا ہے۔ اگر تم میں دین نام کی کوئی چیز ہے تو فتوٰی لگاؤ۔ اور پھر تم دائیں بائیں کی باتیں کرتے رہے تو سنو! یہ میرے ہاتھ میں فتوٰی ہے سامنے بیٹھے ہوئے شخص طالب الرحمن صاحب کا اس میں اس نے بہن کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔

وہابی صدر مناظر: یہ کیا ہے اور اس کا مناظرے سے تعلق۔

سنی مناظر: بہن سے نکاح کا فتوٰی دینا جائز سمجھ کر کفر ہے۔ تم نے سعید اسعد کے والد کا حوالہ دیا تھا یہ اس کا جواب ہے اور تم جامع صغیر کا حوالہ سعودیہ کے ریال سمجھ کر ہڑپ کر گئے تھے حالانکہ انہوں نے اپنی کتاب میں حدیث کا حوالہ دیا ہے

وہابی مناظر: حدیث پڑھو۔

سنی مناظر: لو سنو!

"ان الرجل اذا نظر الی امراته ونظرت الیه نظر اللہ الیھما نظر رحمۃ"۔

وہابی مناظر: سند پڑھو۔

سنی مناظر: خاموش رہو میں کوئی کسی مسئلہ کے استدلال میں حدیث نہیں پیش کر رہا کہ میں سند پڑھوں میں تو بتانا چاہتا ہوں مصنف نے اپنی طرف سے بات نہیں کی بلکہ انہوں نے حدیث کو لکھا ہے اپنی کتاب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ تم نے یہ حوالہ ہی غیر معتمد شخص کا دیا ہے۔

وہابی مناظر: اچھا تو اس کو پھر چھوڑ دو۔

سنی مناظر: چلو ہم نے چھوڑ دیا۔

حضرات اصولی طور پر انہیں ہمارے مسلک اہل سنت بریلوی کے ان علماء کہ جن سے مسلک کا تشخص قائم ہے ان کی عبارت پیش کرنا تھی لیکن انہوں نے درمیان میں فقہی عبارات کو چھیڑا ہے اور اس میں بھی پیشاب سے سورۃ فاتحہ لکھنے والا رد المحتار کا حوالہ دیتے ہوئے یہودیوں والا طریقہ اپنایا ہے یہ عبارت میں اوپر لکھا ہوا ہے:

"اختلف فی التداوی فی المحرم"۔

یعنی حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں اختلاف ہے۔

اب انہوں نے اس عبارت کو بطور گستاخی کے پیش کیا ہے اور لوگوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ یہ فقہ میں اس طرح کی گستاخانہ عبارات ہیں۔ حالانکہ فقہ میں کچھ مفتٰی بہ مسائل ہوتے ہیں کہ جن پر فتوٰی دیا جاتا ہے اور کچھ غیر مفتٰی بہ مسائل ہوتے ہیں کہ جن پر فتوٰی نہیں دیا جاتا (جس طرح حدیث میں کوئی حدیث صحیح ہوتی ہے، کوئی ضعیف، کوئی موضوع، کوئی منکر، کوئی شاذ اور احادیث میں منکر اور موضوع وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا صرف حدیث صحیح، حسن قابل قبول ہوتی ہے اسی طرح فقہ میں ہر مسئلہ قابل عمل نہیں ہوتا بلکہ مفتٰی بہ مسائل پر عمل ہوتا ہے)۔

تو یہ جو پیشاب والا مسئلہ ہے اس کے بارے میں کتب فقہ میں صراحت موجود ہے کہ یہ غیر مفتٰی بہ مسئلہ ہے اور پھر آپ اہل حدیثوں کو تو اس بات پر اعتراض کرنا ہی نہیں چاہیے انسان تو انسان یہ آپ کی فقہ کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ کتے اور خنزیر تک کا پیشاب پاک ہے۔[1] تو جب آپ کے نزدیک پیشاب پاک ہے تو پاک چیز سے لکھنے سے آپ کو کیا حرج

---

(1) نزل الابرار

ہے؟ اور یاد رکھیں یہ میں نے آپ کے اس بیان کردہ مسئلہ کی وجہ سے یہ بات کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ غیر مفتیٰ بہ قول ہے اور اس کا ہمارے فقہی معمولات سے تعلق نہیں ہے۔ اور اب سن لو اگر تم نے فقہی عبارات پیش کیں تو پھر میں تمہاری اس طرح کی عبارات پیش کر کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔

اور تم نے پڑھا تھا: "لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" اور تم نے اللہ کے ولی شیخ شبلی کو کافر کہا تھا جب کہ تمہارے علماء نے انفاس العارفین، "تاج المکلل" اور دیگر کتب (فتاوی ابن تیمیہ وغیرہ) میں ان کو اللہ کا ولی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ شیخ شبلی کے بارے میں زبان نہیں کھولنا اور تم ہو کہ بکتے جارہے ہو۔ اب بتاؤ تمہارے کہنے کے مطابق ایک کافر کو ولی کہنے والا کون ہے؟ اور تم نے ایک عام مسلمان نہیں بلکہ ایک ولی اللہ کو کافر کہا ہے اور حضور کا فرمان ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے تو اگر وہ کافر حقیقتاً نہ ہوا تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

اور دوران تقریر میں نے صدر مناظر کو جبل قرار دیا تھا تو انہیں بہت تکلیف ہوئی تھی جبکہ ان کی حالت تو یہ ہے کہ انہوں نے نبی پاک ا کے ماں باپ کو کافر قرار دیا ہے۔

وہابی صدر مناظر: حوالہ دیں۔

سنی مناظر: فتاوی ثنائیہ جلد2 پر ہے اور پھر انہوں نے وحدۃ الوجود کو کفریہ شرکیہ عقیدہ قرار دیا ہے جبکہ یہ فتاوی ثنائیہ میں ثناء اللہ امرتسری صاحب قادیانی آواز کے تحت لکھتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کا انکار مرزائیوں کا کام ہے اور پھر ان اہل حدیثوں کا مرزائیوں سے پرانا تعلق اور رشتہ ہے مرزا قادیانی کا نکاح نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا تھا۔

وہابی مناظر: اس وقت وہ کافر نہیں ہوا تھا۔

سنی مناظر: چلومان تو گئے ہو کہ پڑھایا تھا اب ہم تمہیں دکھائیں گے کہ یہ کب کی بات ہے۔ اور پھر یہ کتاب مرزا قادیانی کے بیٹے کی میرے پاس موجود ہے "حیات طیبہ" اس میں موجود ہے کہ ان کے بہت بڑے عالم ابوالکلام آزاد کا بھائی مرزا قادیانی کے گھر میں اس کے اعلان نبوت کے بعد گیا اور کئی دن تک رہا اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا۔ (وقت ختم)

تتمہ گفتگو:

وہابی مناظر نے حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک واقعہ کو بیان کیا تھا، اگرچہ وہ واقعہ اپنے دعویٰ کے مطابق نہ تھا تاہم اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ چونکہ مناظر اہل سنت کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ لہٰذا وہ جواب نہ دے سکے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے کامل ولی اور عظیم المرتبت عالم و محدث تھے غیر مقلدین کے مجتہد العصر نواب صدیق حسن بھوپالی التاج المکلل ص 461 پر لکھتے ہیں:

"کان عالما محدثا صوفیا ذا کرامات کثیرۃ"۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، محدث اور صاحب کرامات کثیرہ صوفی تھے۔

آپ اللہ کے ولی کے عرس پر آرہے تھے تو آپ کی نظر غیر اختیاری کنیز پر پڑی اور وہ آپ کو بھلی معلوم ہوئی۔ غیر اختیاری نظر کا پڑنا یہ غیر شرعی عمل نہیں بلکہ حدیث شریف میں واضح موجود ہے کہ پہلی نظر معاف ہے۔ آپ مزار پر تشریف لائے تو چونکہ آپ خود بھی صاحب کمال تھے اور سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ بھی کامل ولی تو صاحب مزار نے ان سے باتیں کیں اور لونڈی ہبہ کر دی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صاحب مزار تو وصال فرما چکے ہیں پھر ان سے اس طرح کھلی باتیں کرنا اور ان کا سوال و جواب کے بعد لونڈی کو ہبہ کرنا کیسے ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صاحب مزار کی کرامت تھی اور یہ اسی طرح ہے کہ کراماتِ اہل حدیث

میں عبدالمجید خادم سوہدروی صاحب قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب کی ایک کرامت لکھتے ہیں: صوفی حبیب الرحمان کا بیان ہے کہ 1910ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد میر حبیب اللہ خان شاہ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی جی کو اپنے ساتھ لے لیا حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی رازکی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیئے ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔(کرامات اہل حدیث ص19)

اب غور فرمائیں اگر قاضی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جائیں اور وہ ان سے باتیں کریں اور جاگتے ہوئے کریں اور ہاتھ سے پکڑ کر بٹھالیں تو یہ بات بطور کرامت "اہل حدیث" حضرات کے حق میں قابل قبول ہے تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قبول کیوں نہیں؟ پھر جس طرح مجدد صاحب نے قاضی صاحب کے دل کی بات جان لی تو اسی طرح بطور کرامت سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی بات جان لی اور ان سے بات کرتے ہوئے فرمایا میں لونڈی تجھے ہبہ کرتا ہوں۔ گویا یہاں انہوں نے بطور کرامت تاجر کے دل کی بات بھی جان لی کہ وہ لونڈی کو دربار کی نذر کرنا چاہتا ہے۔

اور پھر جب تاجر نے واقعتا لونڈی کو نذر کر دیا تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف یا کرامت کی بناء پر اس لونڈی کو نہیں پکڑ لیا بلکہ صاحب مزار نے وہاں کے دربار کے مجاور و متولی کو بطور

کرامت بتا دیا اور چونکہ مزار پر آنے والی اشیاء کے تصرف کا اسے اختیار ہوتا ہے اس لئے اس مجاور و متولی نے وہ لونڈی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہبہ کر دی اور جب لونڈی ہبہ ہو گئی تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے مالک بن گئے اور شرعاً آقا اپنی لونڈی سے متمتع ہو سکتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا لونڈی مزار پر بطور نذر دی جا سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لونڈی جب کسی کے ملک میں ہو تو وہ مالک کا مال ہوتی ہے اور مال کہیں بھی خرچ کیا جا سکتا ہے اور لونڈی کسی کو بھی ہبہ کی جا سکتی ہے۔ بخاری شریف کتاب الہبہ ص 353 جلد اول پر امام بخاری نے باب باندھا ہے۔ "ہبۃ المراۃ بغیر زوجھا" "عورت کا اپنے خاوند کے علاوہ کسی کو کوئی چیز ہبہ کرنا" اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث لے کر آئے ہیں کہ حضرت کریب جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت ہے کہ میمونہ بنت حارث (ام المؤمنین) نے انہیں یہ بات بتائی کہ انہوں نے ایک لڑکی (لونڈی) کو آزاد کر دیا اور نبی پاک سے اجازت طلب نہ فرمائی تو جب آپ کی باری کا دن آیا تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو پتہ ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ واقعی تو نے ایسا کر دیا؟ عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لو اعطیتھا اخوالک کان اعظم لاجرک"۔

اگر تم وہ لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتیں تو تمہیں زیادہ اجر ملتا۔

اب بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہوا کہ لونڈی کو کہیں بھی ہبہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ مال ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس متولی، مجاورِ دربار کا لونڈی ہبہ کرنا درست ہوا تو جب ہبہ درست ہوا تو ہبہ پر قبضہ کے بعد موہوب لہ اس مال کا مالک ہوتا ہے تو جب امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لونڈی کو قبول فرما لیا تو وہ اس کے مالک بن گئے اور آقا اپنی لونڈی سے وطی کر سکتا ہے

اور یہ شرعی مسئلہ ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ رہی بات کہ کیا نذر کسی دربار پر دی جاسکتی ہے یا نہیں تو یہ بھی دلائل باہرہ سے ثابت ہے کہ بطور نذر کسی بھی دربار پر کوئی مال دینا اس نسبت سے کہ تا کہ وہ وہاں کے زائرین کے کام آئے اور اس کا ثواب صاحب مزار کو پہنچے تو ایسا کرنا بالکل درست ہے۔

وہابی مناظر (تقریر نمبر5)

یہ میرے پاس احمد رضاخان صاحب کی کتاب ہے ص 22۔23 پر احمد رضا کتاب کا نام ہے گمراہی کے جھوٹے خدا۔

سنی مناظر: یہ کس کی کتاب ہے:

وہابی مناظر: یہ کتاب احمد رضاخان کی ہے اور اس پر حواشی اجمل خان نے لکھے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کافروں کے صدہا فرقے اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں بلکہ مانتے بھی ہیں ہنود وغیرہم بت پرست تک کہتے ہیں کہ سارے جہانوں کا وارث سب خداؤں کا خدا ایک ہی ہے عرب کے مشرک بھی کہا کرتے تھے "یتقربون الی اللہ زلفا" یعنی وہ بتوں کو اس لئے پوجتے ہیں کہ بت انہیں اللہ کے قریب کر دیں۔ یعنی مشرک بھی اللہ عزوجل کو مانتے تھے اگر ان سے پوچھو کہ زمین وآسمان کس نے بنائے تو کہیں گے اللہ نے۔ یعنی سب لوگ یہودی، عیسائی یہ سب لوگ مانتے ہیں کہ اللہ ہے۔

اور یہ ان کے مولوی محمد حسن علی رضوی ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہم اللہ کو مانتے ہیں: کہ سب کا خدا ایک ہے۔ دیکھیں ایک دیوبندی نے ان پر اعتراض کر دیا ص156۔

ان کے خلاف کتاب لکھی "دو خدا کا تصور" کہتے ہیں خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے یہی حال ٹیکسی مناظر اسلام مصنف سیف شیطانی کا ہے یعنی یہاں بریلوی، دیوبندیوں پر ہٹ کر رہا ہے۔ دیوبندیوں نے بریلویوں کو دو خدا کا تصور کہا تھا اس کے جواب میں بریلوی کہتے

ہیں اہل دیوبند کے دو خداؤں کے تصور کو بے نقاب کر دیا کیونکہ اہل دیوبند کے جاہل مطلق وکیل کے صفحہ نمبر 102 کی سرخی میں خود لکھا کہ بریلویوں کا خدا مشرک ہے گویا اہل دیوبند کے نزدیک بھی خدا دو بلکہ متعدد ہو سکتے ہیں بریلویوں کا خدا اور ہے اور دیوبندیوں کا خدا اور ہے۔ مرزائیوں کا جدا اور شیعوں کا جدا، دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف سیف شیطانی خود مشرک ہوا کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اور اہل دیوبند کا جدا۔

اب انہی بریلویوں کے امام احمد رضا خان کا فتاویٰ رضویہ ہے اس میں لکھتے ہیں غیر مقلدوں کے جھوٹے خدا، وہابیوں کے جھوٹے خدا صفحہ 545 پر رافضیوں کے جھوٹے خدا، قادیانیوں کے جھوٹے خدا۔ نیچریوں کے جھوٹے خدا۔ مجوس کے جھوٹے خدا۔ اب خود انہوں نے قانون بنایا کہ جو کہے دیوبندیوں کا خدا اور بریلویوں کا خدا تو وہ مشرک ہے اب احمد رضا خان صاحب نے اپنی کتاب میں مختلف لوگوں کے خدا بیان کئے کہ یہ دیوبندیوں کا خدا، یہ وہابیوں کا خدا، یہ مرزائیوں کا، یہ شیعوں کا، تو اپنے اصول کے تحت اپنے جال میں صیاد آ گیا اب اپنے فتوے کے مطابق اس فتوے کی زد میں خود احمد رضا خان آ گئے ہیں۔

اب یہ اگلی کتاب عرض کیا کہ حضرت والا یہ واقع کس کتاب میں ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا عبور کر گئے پورا واقع یاد نہیں۔

ارشاد: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دریا دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہہ کر زمین کی طرح اس پر چلنے لگے۔ بعد میں کوئی شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی اس وقت کشتی موجود نہیں تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی میں کس طرح پار آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر چلنے لگا شیطان لعین نے دل میں

وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید جنید کہلوائیں چنانچہ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں تو چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید اس نے جب یہ کہا تو دریا سے پار ہوا عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ کہیں اللہ اور پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں آپ نے فرمایا ابھی تک تو جنید تک نہیں پہنچا اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ کہتا ہے "ادعونی استجب لکم" مجھے پکارو میں مدد کروں گا۔ اللہ کہے مجھے پکارو یہ کہیں نہیں جنید کو پکاروں گا۔

اب رسول اللہ ﷺ کی توہین سنو!

کتاب کا نام ہے کشف المحجوب داتا علی الہجویری کہتے ہیں:

جب بندے کا فعل حق کی طرف مضاف ہو تو بندہ بحق قائم ہوتا ہے چنانچہ ایسے ہی وارد ہوا کہ داؤد علیہ السلام کی نظر مبارک وہاں پڑی جہاں پڑنی نہ چاہئے تھی یعنی اوریاء کی عورت پر اسے دیکھا تو بندہ بحق قائم ہو گیا جیسے رسول اللہ ﷺ کی نظر زید کی بیوی پر پڑی تو زید کی بیوی حرام ہو گئی اس لئے کہ وہ نظر جو داؤد علیہ السلام کی تھی اور جو نظر حضور علیہ السلام کی تھی یہ حالت سکر میں تھی۔ اب یہ سکر کیا ہے یہ بدمعاشی کا چکر ہے رسول اللہ ﷺ نے کب کہا کہ میں نے سکر کی حالت میں زید کی بیوی کو دیکھا ہے اور اس حالت میں دیکھا کہ وہ اس پر حرام ہو گئی۔

اب ایک پوائنٹ ایسا ہے کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ اہل حدیث تھے اب یہ دیوان محمدی پر احمد سعید کاظمی کی تقریظ ہے۔

سنی مناظر: کیا دیوان محمدی پر احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ہے جواب آیا ہاں۔

سنی مناظر: آپ لوگ سن لیں کہ دیوان محمدی پر احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ہے چلیں آگے چلیں۔[1]

وہابی مناظر: اب احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس تقریظ میں کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، اب شاہ ولی اللہ اہل حدیث ہیں تو احمد سعید کہتے ہیں ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ ثابت ہوا کہ اہل حدیث پر اللہ کی رحمت ہم نے ثابت کر دیا کہ ہم حق پر ہیں اور تم گمراہ ہو۔ تمہارا عقیدہ کفریہ شرکیہ ہے۔ مسئلہ سمجھنے کا ہے ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں اگر شاہ ولی اللہ حنفی تھا تو اس کا حوالہ ہمارے خلاف کیوں پیش کیا اگر وہ اہل حدیث تھا تو پھر رحمۃ اللہ علیہ کیوں کہا، اب اسی پر فیصلہ ہو گا۔ (وقت ختم)

(1) علامہ سید سعید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوان محمدی پر تقریظ سرے سے لکھی ہی نہیں۔ بلکہ آپ سے منسوب ایک مضمون کہ جس میں انہوں نے دیوبندیوں کو "وحدۃ الوجود" پر اعتراض کا جواب دیا تھا۔ خواجہ یار محمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین میں سے کسی نے کتاب کے شروع میں چھاپ دیا ہے۔ علامہ کاظمی شاہ صاحب کی طرف اس مضمون کی نسبت بھی مشکوک ہے۔ خود کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب میں یہ مضمون درج نہیں اور آپ کی اولاد سرے سے اس مضمون کا انکار کر چکی ہے۔

سنی مناظر (جوابی تقریر نمبر5)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضرات میں پھر اپنا جملہ دھرا رہا ہوں میٹھا میٹھا ہپ ہپ کوڑا کوڑا تھو تھو۔

میں نے عبارت پڑھی تھی "عبقات" کی اور ہماری شرائط میں موجود ہے کہ اگر کسی کا اپنا بندہ نہ ہو گا تو وہ اس پر فتویٰ لگائے گا آپ کہتے ہیں شاہ اسماعیل اختلافی بندہ ہے اگر اختلافی بندہ ہے تو اس پر فتویٰ لگاؤ کہ یہ کافر ہے اگر چہ آپ اس کی عبارت کو کفریہ کہہ چکے ہو تاہم اسے پھر کافر کہہ دو۔ اب آپ لوگ دیکھیں شاہ اسماعیل دہلوی نے کہا گھوڑا۔ گدھا، بندہ، درخت، خدا کا عین ہیں۔

وہابی مناظر: شاہ اسماعیل غیر معتمد علیہ ہے معتمد علیہ علماء کے حوالے پیش کرو۔

سنی مناظر: تمہارے علماء نے شاہ اسماعیل کو اپنا کہا ہے فتاویٰ ثنائیہ میں کہا ہے دیگر کتابوں میں کہا ہے حوالے میں پہلے دے چکا ہوں کہ یہ تمہارا اور دیوبندیوں کا متفقہ آدمی ہے۔

وہابی مناظر: نہیں جی ہمارا نہیں ہے۔

سنی مناظر: بات ختم کرتے ہیں شاہ اسماعیل آپ کا نہیں ہے جواب آیا ہمارا نہیں ہے۔

سنی مناظر: اچھا اگر تمہارا نہیں ہے تو پھر لگاؤ فتویٰ۔

وہابی مناظر: ہم کیوں لگائیں تم لگاؤ فتویٰ۔

سنی مناظر: منافقت کر رہے ہو تم "لا الیٰ ھؤلاء ولا الیٰ ھؤلاء"۔

وہابی مناظر: چلو بھائی شروع کرو۔

سنی مناظر: نہیں ابھی ٹائم رکا ہے تم نے مجھے درمیان میں کیوں روکا ہے میں اب بات پوری کرونگا یہ کتاب ہے "معیار الحق" تمہارے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کی اس میں وہ لکھ رہا ہے شاہ اسماعیل شہید فی سبیل اللہ تو پھر جو شخص کافروں کو شہید فی سبیل اللہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ اور آج غیر مقلدو! تمہیں بھی اس مناظرے کا یہ صلہ ملا ہے کہ آج شاہ اسماعیل بھی نکل گیا ہے اس پر وہابی ٹیم نے شور شروع کر دیا کہ، بابا فرید بھی نکل گیا۔ فلاں بھی نکل گیا۔

سنی صدر مناظر: شرم کرو! ساری زندگی جس عبارت کا دفاع کرتے رہے ہو آج تم نے اس عبارت کو کفریہ کہہ دیا اور اپنے باپ شاہ اسماعیل کا بھی انکار کر رہے ہو۔ ہم نے درجنوں کتابوں میں دکھایا ہے کہ شاہ اسماعیل تمہارا ہے۔ اس پر انتظامیہ درمیان میں آئی لیکن وہابی حضرات کا شور شرابہ ختم نہ ہوا۔

اس پر مناظر اہل سنت نے فرمایا: انتظامیہ کے دوست سن لیں اگر یہ شرائط پر نہیں چلیں گے تو مناظرہ یہیں ختم ہو جائے گا ہماری شرط یہ تھی کہ دونوں طرف سے کسی بھی بندے کا انفرادی موقف نہیں تسلیم ہو گا بلکہ جماعتی موقف ہی اصل موقف ہو گا۔

آپ لوگوں نے خود سنا کہ ان کے صدر مناظر نے ابھی ابھی درمیان میں کہا کہ ہمارے طالب الرحمن کا موقف یہ ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث کے امام نہیں ہیں۔ اب یہ موقف تو طالب الرحمن کا انفرادی موقف ہوا۔ میں شرائط پر پابندی کر رہا ہوں۔

یہ دیکھیں ان کے ثناء اللہ امرتسری صاحب فتاویٰ ثنائیہ میں کہتے ہیں کہ شاہ اسماعیل پکا اہل حدیث ہے وہ متنازع نہیں کہہ رہے، کہہ رہے ہیں پکے اہل حدیث ہیں اب آپ انتظامیہ کے دوست فیصلہ کریں کہ ہم طالب الرحمن کی مانیں یا ثناء اللہ امرتسری کی مانیں۔ اس کی مسلک

میں حیثیت کیا ہے ان کا موجودہ دور کا بہت بڑا محقق ہے ارشاد الحق اثری دیکھیں یہ کتاب اس میں اس نے بھی لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل ہمارے اکابر میں سے ہے "البریلویہ" میں احسان الٰہی ظہیر نے لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل ہمارا سرخیل ہے اب جب شاہ اسماعیل کا حوالہ میں نے پیش کیا کہ اس نے گھوڑے کو خدا کہا ہے تو اب تمہیں متنازع نظر آ گیا وہ متنازعہ نہیں وہ تو متفقہ ہے اہل حدیث کے بڑے بڑے علماء کہتے ہیں کہ شاہ اسماعیل ہمارا امام ہے سرخیل ہے اب میں اس کی مانوں یا پھر اس کے بڑوں کی مانوں۔

وہابی صدر مناظر: ہم تمہاری مانیں یا احمد رضا کی مانیں۔

سنی صدر مناظر: ہم تو للکار کر کہہ رہے ہیں کہ حضرت احمد رضا کے کسی عقیدے پر انگلی رکھ ثابت نہ کر کے جائیں تو پھر کہنا۔

سنی مناظر: انہوں نے امام احمد رضا صاحب رحمہ اللہ کی جتنی عبارتیں پڑھیں الحمد للہ میں نے ان کا جواب دیا اب اس کو ہمارے مسلک میں کوئی چیز نہیں ملی تو یہ صاحب حال صوفیوں کی عبارتیں پڑھ رہا ہے۔

وہابی مناظر: قریشی صاحب آپ کا ٹائم شروع کرتے ہیں آپ یہ ثابت کریں کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث ہے ہم یہ ثابت کریں گے کہ وہ حنفی تھا حوالے ہم بھی اہل حدیثوں کے پیش کریں گے۔

سنی مناظر: سبحان اللہ! مناظرہ ہم سے ہو رہا ہے اور کہہ رہے ہو کہ حوالے اہل حدیثوں کے پیش کریں گے یہ مناظرہ کا کونسا اصول ہے۔ امتیاز صاحب! آپ بتائیں ایک پیپلز پارٹی کا بندہ ہو تو اس کی پارٹی کے لیڈروں کی بات کا حوالہ چلے گا یا جماعت اسلامی والوں کا؟

وہابی مناظر: ہم اسی پر بحث کر لیتے ہیں کہ ہم یہ ثابت کریں گے کہ وہ حنفی تھا، دیوبندی تھا دیوبندیوں نے اپنا بنایا کیونکہ یہ شخصیت متنازع ہے بعض کہتے ہیں دیوبندی ہے بعض کہتے ہیں اہل حدیث ہے۔

سنی مناظر: بھائی لمبی بحث کیوں کرتے ہو بات ختم کرتے ہیں آپ شاہ اسماعیل کو حنفی کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے میں شاہ اسماعیل کو حنفی ہونے کے اعتبار سے یہ کہتا ہوں کہ وہ کافر ہے اب انصاف طلب کرتا ہوں تم کہتے ہو ہمارا نہیں ہے تو پھر جب وہ شخص پتھروں کو، گھوڑے کو عین خدا کہہ رہا ہے تو انصاف تو یہ ہے کہ پھر ایسے شخص کے بارے میں کہہ دو کہ وہ کافر ہے تو میں پھر اس کے حوالے ہرگز پیش نہیں کروں گا۔

وہابی مناظر: جہاں تک فتویٰ لگانے کا مسئلہ ہے تو احمد رضا پر فتویٰ لگے گا احمد رضا خان نے اسے کہا ہے کہ میں کافر نہیں کہتا یہ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔

سنی مناظر: ساتھ پڑھ لیں انہوں کہا ہے جو اسے کافر کہے اسے منع نہیں کرتا۔

وہابی مناظر: انہوں نے کہا ہے کہ کافر نہیں کہتا تو جو کافر کو کافر نہ کہے وہ کافر آپ اس کا جواب دیں۔

سنی مناظر: بھائی فتاویٰ رشیدیہ میں سوال ہوا کہ اس کی توبہ مشہور ہو گئی تھی اب یہ بات جب مشہور ہوئی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں احتیاط کرتے ہوئے اس کو کافر نہیں کہتا اور مسلمان بھی نہیں کہتا میں اسے یزید کی طرح کہتا ہوں جس طرح بہت سارے ائمہ جن میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ کہتے ہیں کہ یزید کافر ہے اور یہ اہل حدیث یزید کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ دیکھیں کتابیں ان میں واضح لکھا ہوا ہے کہ یزید رضی اللہ

عنہ۔ تو آپ بولیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ یزید کو کافر کہہ رہے ہیں اور آپ اسکو رضی اللہ عنہ کہتے ہو اور کچھ لوگوں نے اس پر سکوت کیا تو آپ بتائیں کہ آپ کافر کو کافر نہ کہہ کر کافر ہوئے یا نہ ؟ اور جنہوں نے کہا ہم اس کو نہ مومن کہتے ہیں نہ کافر تو بتائیں کہ وہ یزید کی تکفیر نہ کر کے کافر ہوئے یا نہ ؟ اور پھر امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ پر کیا فتوی ہے جو آپ کا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے۔

انتظامیہ : چلیں مناظرہ آگے چلائیں۔

وہابی مناظر: ٹھیک ہے وہ شاہ اسماعیل کا حوالہ پیش نہیں کریں گے۔

سنی مناظر: کیوں نہیں کریں گے۔ چلیں ایک اور بات آپ نے خود کہا ہے کہ بعض اہل حدیثوں کے نزدیک یہ اہل حدیث تھا تو جب بعض نے اس کو اپنا امام مانا اور جب یہ بعضوں کے نزدیک اہل حدیث ہے تو پھر وہ کہتے، گھوڑے کو خدا کہہ رہا ہے تو بتائیں اس پر کیا فتوی ہے۔

وہابی صدر مناظر: جناب تقویۃ الایمان میں اس نے وحدۃ الوجود کا انکار کیا ہے۔

سنی مناظر: اس طرح تو میں آپ کو مرزا قادیانی کی کتابیں دکھا سکتا ہوں کہ جن میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین لکھتا ہے اور ہاں آپ لوگوں نے سنا انہوں نے تھوڑی دیر پہلے اپنی زبان سے کہا تھا کہ نذیر حسین دہلوی نے مرزا قادیانی کا نکاح پڑھایا تھا اور اس وقت وہ مسلمان تھا اس کا مطلب ہے کہ پہلے اس کی باتیں مسلمانوں والی تھیں بعد میں وہ کافر ہوا۔ اب اس کی پہلی زندگی کی کتابیں کوئی اٹھائے اور کہے کہ دیکھیں جی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین مان رہا ہے تو آپ بتائیں کہ کیا وہ کفر کے فتوے سے بچے گا ؟ یقیناً نہیں بچے گا۔ اسی طرح شاہ اسماعیل دہلوی ان کے اکابر میں سے ہے اور میں درجنوں کتابیں دکھا چکا کہ ان کا امام ہے وہ بھی فتوے سے نہیں بچ سکتا۔

اور ہاں اس طالب الرحمان کی اپنے مسلک میں کیا حیثیت ہے ان کے جب اکابر لکھ رہے ہیں بدیع الدین راشدی لکھ رہا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری لکھ رہا ہے۔ ارشاد الحق اثری لکھ رہا ہے اور اسی طرح ان کا شیخ الکل نذیر حسین دہلوی لکھ رہا ہے کہ وہ ہمارا ہے تو آپ کی کیا حیثیت ہے۔
اب میرا ٹائم سٹارٹ کریں۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

حضرات آپ نے دیکھا شاہ اسماعیل کی کتاب "عبقات" میں گھوڑے اور پتھروں کو خدا کہا گیا اس کا جواب نہیں آیا رہ گئی بات فتاوٰی رضویہ شریف میں خداؤں والی تو میں اس کی طرف آنا چاہ رہا ہوں۔ انہوں نے شاہ اسماعیل کو متنازع کہا تو یہ صرف طالب الرحمن کا قول ہے کسی اہل حدیث اکابر نے نہیں کہا کہ وہ اہل حدیث نہیں اور عجیب بات ہے حوالہ پیش کرتا ہے دیوبندیوں کا آپ خود بتائیں ہم اہل سنت کے لئے دیوبندیوں کا حوالہ کیسے پیش کیا جا سکتا ہے؟ ہمارے لئے تب حجت بنتی کہ کسی بریلوی نے کہا ہو کہ یہ شخص متنازع ہے تو تب ہمارے لئے حجت بنتا۔ جن کو ہم کافر کہتے ہیں تم ان کا حوالہ ہمارے خلاف پیش کرتے ہو؟ میں پھر تفسیر ثنائی پڑھنے لگا ہوں کہتے ہیں کہ جب عشق الٰہی میں کوئی مگن ہوتا ہے وہ جدھر بھی دیکھتا ہے اسے ہر چیز میں خدا نظر آتا ہے۔ وہ جدھر دیکھتے ہیں انہیں خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ مولوی صاحب! میں نے شیشے والی عبارت پڑھی تھی آپ بھول گئے ہو مولوی ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ اگر کسی کے گھر کے باہر دس قسم کے شیشے ہوں اندر لیمپ ایک جل رہا ہوتا ہے باہر سے لوگ مختلف رنگوں کی روشنی دیکھتے ہیں حالانکہ اندر ایک لیمپ ہے۔ اسی طرح کائنات میں جتنے وجود ہیں ان کا حقیقی قائم کرنے والا ایک ہے اور وہ اللہ ہے اور یہ ہے "وحدۃ الوجود" اور یہی فتاوٰی رضویہ میں ہے اور اسی کا ہم دفاع کرتے ہیں فتاوٰی رضویہ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ "وحدۃ الوجود" حق ہے اور "اتحاد" زندیقیت ہے۔ یعنی ہر

شے کو عین خدا کہنا یہ کفر ہے جبکہ آپ کا مولوی کہہ رہا ہے کہ پتھر و گھوڑا بھی خدا ہے۔ رہ گئی بات آپ نے وحدۃ الوجود کی بات کی تو میں پوچھتا ہوں "وحدۃ" کی قسمیں کتنی ہیں۔ وحدۃ کبھی جنسی ہوتی ہے کبھی وحدۃ نوعی ہوتی ہے، کبھی وحدۃ عددی ہوتی ہے، کبھی وحدۃ اتصالی ہوتی ہے۔ آپ بتائیں کہ کس معنی کے لحاظ سے آپ نے کفر کہا۔

وہابی مناظر و صدر مناظر: کلمہ کفر

سنی مناظر: حضرات انہوں نے کہا کلمہ کفر آپ نے سن لیا ہے معاذاللہ مولوی! وحدۃ جنسی میں اگر اللہ کو ایک مانو بندہ خود کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ خدا کی کوئی جنس نہیں وحدۃ نوعی میں اگر خدا کو واحد مانو تو یہ بھی کفر ہے کہ خدا کی کوئی نوع نہیں ہوتی اگر وحدۃ عددی میں اللہ کو ایک مانو تو تب بھی بندہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ واحد کہتے ہیں نصف الاثنین کو اور جبکہ ہم خدا کو واحد حقیقی مانتے ہیں۔ (یہ سن کر وہابی صدر مناظر کا رنگ اڑ گیا اور اثبات میں سر ہلایا)۔

انہوں نے صوفیاء کی عبارتیں پڑھی ہیں میں اس کے جواب میں اتنا ہی کہوں گا کہ وہ لوگ تو عشق الٰہی کے مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں اور ان سے اس طرح کی "شطحیات" صادر ہوتی ہیں، آپ کے شاہ اسماعیل نے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ اللہ عزوجل ایسے لوگوں کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتے ہیں ان کے ہاتھ بنتا ہے جن سے وہ پکڑتے ہیں ان کے پاؤں بنتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں اور یہ حدیث قدسی بخاری کے اندر ہے۔

انہوں نے فتاویٰ رضویہ پر خداؤں والا اعتراض کیا میں کہتا ہوں کہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو یہ میرے پاس ہے کتاب "الجہد المقل" دیوبندیوں نے ایک عبارت لکھی اس میں انہوں نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ ہر قبیح چیز پر قادر ہے یعنی ہر گندہ کام کر سکتا ہے۔ اور یہ کتاب ہے

"یکروزہ" شاہ اسماعیل کی اس میں لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اسی طرح شاہ اسماعیل کی کتاب "ایضاح الحق" اور آپ دیکھیں اور سمجھیں کہ میں آپ کو کوئی گالی دیتا ہوں تو اس گالی کا کوئی محرک تو ہوگا نا کہ کیوں دی اب سرکار احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اگر فلاں کے جھوٹے خدا لکھا تو کیوں لکھا؟

یہ دیکھیں میرے پاس کتاب "ایضاح الحق الصریح" ہے اس کے اندر شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ جہت مکان، زمان اور ترکیب عقلی سے متصف ہے اور تمام قبیحات پر قادر ہے۔ اب جب اس طرح کی عبارات لکھی گئیں تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے کہا بھئی جو جھوٹ بولے جو بچہ بازی کرے بھئی قبیحات کہا گیا تھا نا کہ ہر قبیح کام اللہ کر سکتا ہے تو اس میں ہر گندہ کام آئے گا تو امام صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ایسا خدا تمہیں مبارک ہو ہمارا خدا تو وہ ہے جو عیبوں سے پاک ہے۔

اپنی عبارت ہمارے کھاتے میں ڈال رہے ہو انہوں نے اس لئے کہا کہ ایسا خدا وہابیوں کا ہو سکتا ہے جو ایسے الٹے کام کر سکتا ہے جھوٹ بول سکتا ہے۔ تب کہا کہ وہابیوں کے جھوٹے خدا، مجدیوں کے جھوٹے خدا، دیوبندیوں کے جھوٹے خدا، ہمارا خدا تو وہ ہے تو وحدہ لاشریک ہے۔

"الله علم لذات الواجب الوجود، الجامع لجميع صفات الكمال المنزه عن العيب والنقصان لاجهة له ولا جسم له ولا هيئت له ولا تركيب له "۔

اللہ وہ ہے جس کا جسم نہیں، اللہ وہ ہے جس کی جہت نہیں، اللہ وہ ہے جس کی ترکیب عقلی نہیں، اللہ وہ ہے جس کی ہیئت و کیفیت نہیں، اللہ وہ ہے جس کا کوئی زمانہ نہیں، جس کا مکان نہیں ہے۔ کون اللہ ہاں وہ جو کسی کی عقل میں نہیں آسکتا اور جو عقل میں آئے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

اور ہاں تم نے بزرگوں کی شطحیات پیش کی ہیں۔

اور ہاں تم نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا کہ سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھا تو میں پہلے عرض کر چکا کہ بہت سارے بزرگ ایسے ہیں کہ جو متفق علیہ ہیں غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ وہ بزرگ ہیں اسی طرح امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہم بھی مانتے ہیں یہ بھی مانتے ہیں دیوبندی بھی مانتے ہیں تو اب ان کو ماننے سے کیا یہ مطلب ہے کہ جب ہم غیر مقلدوں اہل حدیثوں پر اٹیک کرتے ہیں تو وہ امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ پر اٹیک ہے؟ نہیں ان پر اٹیک نہیں ہے اسی طرح ہم نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی کفر کی بات نہیں سنی اس لئے ان پر فتویٰ نہیں ہم تو ان کا حوالہ اس لئے دیتے ہیں کہ یہ لوگ ان کو اپنا بڑا تسلیم کرتے ہیں چونکہ ان سے کوئی غلط بات صادر نہیں ہوئی اس لئے وہ ہمارے بھی بزرگ ہیں جبکہ یہ بعد والے غیر مقلدوں میں کفر ہی کفر بھرے ہوئے ہیں اس لئے ہم نے کفر کی بات کی۔

اور تم تو یزید کو رضی اللہ عنہ کہنے والے ہو۔ اس کافر کو رضی اللہ عنہ کہنے والے ہو اور پھر اگلی بات سیدین کے نسب بدلنا، نذیر حسین دہلوی کو انہوں نے سید بنایا جبکہ ابن تیمیہ لکھتا ہے کہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تو لاولد گزرے ہیں اور سنو! سیدوں کے شجرے اس طرح ساتھ ہوتے ہیں جس طرح یہ سید امتیاز حسین کاظمی صاحب کا شجرہ ساتھ ہے۔ جھوٹے سیدو!

اور پھر سن لیں!

میں نے وحدۃ الوجود کے حوالے سے منہ توڑ جواب دیا ہے انہوں نے جتنی باتیں کی ہیں ان کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ تم نے مینڈھے کے منہ سے اللہ اللہ کی بات کی تو میں نے شاہ اسماعیل کی گھوڑے والی عبارت پیش کی۔ انہوں نے کہا وہ ہمارا نہیں تو میں نے ثناء اللہ امرتسری کی

عبارت دکھادی اور ثناء اللہ امرتسری بھی کہتا ہے کہ اللہ والوں کو ہر جسم مادی میں خدا نظر آتا ہے۔ اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بات یہ ان کی شطح ہے۔[1] اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کشف المحجوب میں بھی مذکورہ بات یا الحاقی ہے یا پھر ان کی شطح ہے کیا آپ اتنے بڑے اللہ کے ولی کو کافر اور گستاخ رسول ثابت کرنا چاہتے ہو ظالمو! ولیوں کے گستاخو! اگر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کافر ہیں تو پھر مسلمان کون ہے۔؟

اور پھر یہ طالب الرحمن صاحب کی اپنی کتاب اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہر جگہ پر کفر کا فتوٰی نہیں دیا جائے گا بلکہ تاویل کی جائے گی اگر تاویل ہو سکے تو بندے کو کافر نہیں کہیں گے اسی طرح بزرگان دین نے فرمایا اور ساتھ ساتھ تمہارے نواب صدیق حسن بھوپال نے بھی کہا ہے کہ صوفیاء کی حالت سکر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تاویل کرو کہ ان کی جتنی بھی شطحیات ہیں یہ ساری حالت سکر میں ہوئی ہیں لہذا ان پر فتوٰی کفر نہیں لگے گا اور پھر شاہ اسماعیل دھلوی سے تم جان نہیں چھڑا سکتے ہو وہ تمہارا بڑا ہے اور اس کی عبارتیں تمہارے کھاتے میں ہیں۔

(وقت ختم)

---

(1) اور یہ اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے بچے کو قتل کیا۔ کشتی کا پھٹا اکھیڑ دیا۔ بظاہر ان کا عمل تو خلاف شریعت تھا لیکن اللہ تعالیٰ اس کو علم لدنی قرار دے رہا ہے جبکہ اس کا باطنی معنی بعد میں بیان ہوا جس سے وہ قتل جائز ہوا۔ اسی طرح اللہ کے ولی جب صاحب حال ہوتے ہیں تو ان کے معاملات کبھی کبھی بظاہر شریعت کے خلاف ہوتے ہیں۔ تاہم ان کے مقام اور منصب کے پیش نظر ان پر فتویٰ نہیں لگائیں گے اب جنید بغدادی کا ظاہری کلام تو قابل گرفت ہے اس کے باوجود جب ان کے مرید نے یا جنید یا جنید کہا تو وہ پار لگ گیا اگر واقعی جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاف شریعت کیا تو پھر اس کا اثر کیوں ہوا اور وہ شخص دریا پار کیسے کر گیا؟ اس معاملے میں اتنا ہی کہا جائے گا کہ یہ اولیاء اللہ کی "شطحیات" ہیں جن پر گرفت نہیں کی جا سکتی۔

وہابی مناظر (تقریر نمبر6)

یہ کتاب ہے تذکرہ اکابر اہل سنت اس میں مہر محمد اچھروی لاہور کا تذکرہ ہے اس کا شعر ہے:

سنی مناظر: یہ ہمارے اکابرین میں سے نہیں ہے۔

وہابی مناظر: ڈھٹائی سے پڑھنے لگا۔

دوستی رب دی لوڑنائیں　　قبر والے دا پلڑا چھوڑنانائیں
قبر والے دے گرد طواف کر کے　　مکے جاون دی کوئی لوڑنائیں

یہ کتاب ہے نور محمد نقشبندی

سنی مناظر: شرم کرو کون سی کتابیں پڑھ رہے ہو جن کا نام ہی ہم پہلی دفعہ سن رہے ہیں۔

وہابی مناظر: یہ چاچڑ، اعوان سب تمہارے کھاتے میں ڈالوں گا۔ یہ صوفی سارے تمہارے کھاتے میں ہیں۔

سنی مناظر: اوئے ہمارے اکابرین، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ تمہیں نظر نہیں آتے۔

وہابی مناظر پڑھنے لگا:

چاچڑ دار مدینہ چاچڑ دے کوٹ مٹھن بیت اللہ
رنگ میرا مہر نگی آیا کہ روپ تجلی

ظاہر دے وچ بور شدھا باطن دے وچ اللہ

ناک مکھڑا پیر فریدا ساتوں وسدا وجہ اللہ

یہ کتاب ہے "ملفوظات احمد رضا" کہتے ہیں اگر مجذوب سچا ہو گا شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا کہتے ہیں کہ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب گزرے ہیں احمد آباد میں ان کا مزار ہے، میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ قاضی واکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کیلئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کروں۔ جب لوگوں کی آہ وزاری حد سے بڑھی تو ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجیں یا اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح چھائیں اور جل تھل بھر دیئے ایک دن جمعہ کے وقت بازار میں جارہے تھے ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے ان کو دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے۔ مردانہ لباس پہنئے اور مسجد کو چل دیئے اور اس پر انکار نہ کیا چوڑیاں وزیورات اتارے اور زنانہ لباس اتار کر مسجد میں ہو لیئے، خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند "حی لایموت" ہے وہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں۔(استغفر اللہ) اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی چوڑیاں اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے پاس مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے تھے یہ گمراہی۔ ہمارا استدلال آگے آرہا ہے اب یہ کہیں گے کہ یہ سچے مجذوب کی نشانی ہے سچا مجذوب شریعت مطہرہ کا مقابلہ نہیں کرے گا۔

دوسرا کہا: موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ۔

تیسرا کہا: میں زیارت سے مشرف ہوا۔

چوتھی بات کہتے ہیں یہ صوفی تھا لیکن صوفی صاحب تحقیق اس نے تحقیق کر کے اللہ کی بیوی بنی یہ نہیں کہا کہ وہ پاگل تھا بلکہ کہا صوفی صاحب تحقیق اور انکا مقلد زندیق۔

یہ ہے کتاب "مقابیس المجالس" اس میں خواجہ صاحب کے ملفوظات کہتے ہیں: مولوی حسین محدث دہلوی کا ذکر ہونے لگا قطب الواحد حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور لوگ مولوی نذیر کو غیر مقلد وہابی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے آپ نے فرمایا سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔(1)

سنی مناظر: پڑھو پڑھو۔ مجذوبوں، صوفیوں کی باتیں پڑھو جن کی باتوں پر ہمارے مسلک کا دارومدار ہرگز نہیں۔

وہابی مناظر: آپ کہتے ہیں شاہ اسماعیل پر فتویٰ کیوں نہیں لگاتے تو احمد رضا خان کہتے ہیں امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر حکم نہیں کرتا ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے تب حکم کفر ہے۔

کفر کا حکم تب لگے گا جب یہ شرائط پوری ہوں احمد رضا کے بقول اس۔لئے تم شرائط پوری کرو ہم فتویٰ لگائیں گے۔ اب آؤ اس بات کی طرف اسماعیل دہلوی متنازع شخصیت ہے یہ میرا موقف ہے یا ہمارے علماء کا بھی یہی موقف ہے۔یہ تو دیوبندیوں کا موقف ہے دیوبندیوں نے شاہ اسماعیل کو حنفی لکھا۔

---

(1) "مقابیس المجالس" کے بارے میں تفصیلی بحث صفحہ 144 پر گزر چکی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سنی مناظر: یار دیوبندیوں کی کیا بات کرتے ہو ہم دیوبندی نہیں ہم سنیوں بریلویوں کی بات کرو میں بھاگنے نہیں دوں گا اور منتظمہ حضرات! میں پہلے کہہ چکا کہ ان کے لئے لازم ہے کہ حوالہ بریلویوں کی کتب سے دیں بھائی کیا اپنے حوالے نہیں ہیں اور تم نے مناظرے میں دیوبندیوں کو کافر کہا اور اب ان کے حوالے بھی دیتے ہو۔

وہابی مناظر: یہ حوالہ دیوبندیوں کا ہے وہ کہتے ہیں شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل دونوں حنفی ہیں حنفیوں نے خود مانا دیوبندیوں نے کہا کہ یہ دیوبندی ہے۔

سنی مناظر: مولوی جی شرم کرو خدا کے آگے جان دینی ہے آپ کے مناظرہ کرنے کی عمر گئی تم بوڑھے ہوگئے ہو جب ہم دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کی وجہ سے انہیں کافر کہتے ہیں تو ان کا حوالہ ہمارے لئے حجت کیسے بن سکتا ہے؟ کسی بریلوی عالم کا حوالہ پیش کرو کہ اس نے لکھا ہو کہ واقعی شاہ اسماعیل اہل حدیث نہیں ہے تو پھر ہم مانیں گے۔ آپ یہ وائلیشن نہ کریں۔

وہابی مناظر: یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے "کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ" اس کو لکھا ہے۔ ابن حسن عباسی اور مولانا ابو بکر غازی نے۔

مناظر اہل سنت: بھائی پھر وہی بات یہ بھی تو دیوبندی ہیں۔

وہابی مناظر: بھائی آپ سن تو لیں۔ یہ دیوبندی نے ہماری کتابوں کے دو حوالے پیش کئے کہ اہل حدیث نہ شاہ ولی اللہ کو مانتے ہیں نہ شاہ اسماعیل کو مانتے ہیں کتاب اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ۔

سنی مناظر: عجیب سینہ زوری ہے آپ کی بھائی اصل کتاب کا حوالہ پیش کریں اور یہ حوالہ نہیں پیش کرنے دوں گا ہم نے تمہارے معتمد علیہ علماء کی عبارات پیش کی ہیں اور ہماری شرط موجود ہے کہ حوالہ اصل کتاب کا پیش کیا جائے گا۔

وہابی مناظر: مخالفوں نے ہماری کتاب میں سے ہمارا حوالہ اپنی کتاب میں لکھ کر ہمارا رد کیا ہے انہوں نے کہ اہل حدیثوں نے کتاب کا حوالہ دیا اہل توحید کے لئے لمحہ فکر یہ اس کتاب کے صفحہ 18 پر لکھا کہ نہ شاہ ولی اللہ ہمارا ہے اور نہ شاہ اسماعیل ہمارا۔[1]

اور پھر آپ کہتے تھے ناں اہل حدیثوں کے حوالے پیش کرو یہ کتاب ہے یہ ایک مشہور غیر مقلد عالم مولوی عبدالعزیز نورستانی ہے یہ شاہ اسماعیل کی عبارت کے بارے میں لکھ رہے ہیں کہ ان کتابوں کو جن لوگوں نے طبع فرمایا اور اس اس قسم کے شرکیہ کلام جو مسلک اہل حدیث کے سراسر خلاف ہیں بلا تطبیق وتردید چھپوا کر شائع کیا قابل مذمت ہیں ان کو اس گناہ سے توبہ کرکے اپنی توبہ کا اعلان کرنا چاہئے۔[2]

---

(1) قارئین! آپ مناظرے میں وہابی مناظر کی تہی دامانی کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ بریلویوں کے ساتھ مناظرہ کرتے ہوئے حوالہ دیوبندیوں کا پیش کیا جارہا ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث نہیں ہے کیا کسی بھی طور پر وہابی مناظر کا یہ انداز اصولی ہے؟

(2) قارئین خود اندازہ کریں! موضوع کیا ہے اور حوالہ کیا ہے ایک طرف درجنوں اہل حدیث اکابر ہیں جو ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور تواتر سے لکھتے آرہے ہیں کہ شاہ اسماعیل ان کا امام ہے اور سرخیل ہے اور دوسری طرف عبدالعزیز نورستانی جیسے نامعلوم لوگ اور وہ بھی شاہ اسماعیل کا انکار نہیں کررہا بلکہ ان کی کتابوں میں موجود کفریہ عبارات سے اعلان برآت کررہا ہے اور باور کروارہا ہے کہ ان کتابوں میں موجود عبارات کسی اور نے لکھ کر شائع کی ہیں اب آپ خود غور فرمائیں کہ ایک طرف مناظر

یہ اہل حدیثوں کا حوالہ کہ نہ شاہ اسماعیل ہمارا اور نہ شاہ ولی اللہ اب دیکھو میں نے جس طرح آپ کو پہلے بتایا تھا کہ جھگڑا کہیں نہ کہیں پوائنٹ ایسا آتا ہے ایسی جگہ آجاتی ہے کہ جہاں انسان فیصلہ کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو یہ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں۔

اہل سنت نے درجن سے زائد کتب سے ثابت کیا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیثوں کا امام ہے اور دوسری طرف دیوبندیوں کی کتابیں پیش کر کے انکار کیا جارہا ہے۔

میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کتاب پیش کرنے لگا ہوں یہ کتاب ہے غنیۃ الطالبین (۱)

---

(1) کتاب غنیۃ الطالبین جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے بہت سارے علماء نے اس کتاب کا انکار کیا ہے اور کثیر علماء نے اس کتاب میں الحاقات کا قول کیا ہے۔

- حافظ شیخ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 975ھ) ارقام فرماتے ہیں: "وایاک ان تغتر ایضاً بما وقع فی الغنیة لامام العارفین وقطب الاسلام والمسلمین الاستاذ عبدالقادر الجیلانی فانه دسه علیه فیها وسینتقم الله منه والا فهو برئی من ذالک" (فتاوی حدیثیہ ص 173) (یعنی اس بات سے کبھی دھوکہ مت کھانا جو (غنیۃ الطالبین) میں ہے اور امام العارفین قطب الاسلام والمسلمین الاستاذ عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز کی طرف اس میں بہت سی باتیں مدسوس کی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی مدسوس کرنے والے سے بدلہ لے گا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایسی باتوں سے بالکل بری ہیں)۔
- شارح شرح عقائد عارف علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1239ھ) رقم طراز ہیں: "ولایغرنک وقوعه فی غنیة الطالبین المنسوبة الی الغوث الاعظم عبدالقادر الجیلانی قدس سره العزیز فالنسبة غیر صحیحة والاحادیث الموضوعة فیها وافرة" (نبراس شرح شرح العقائد صفحہ 475) (یعنی ایسی باتوں کا غنیۃ الطالبین میں واقع ہونا تجھے دھوکہ نہ دے اور اس کتاب کی نسبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں ہے اور اس میں موضوع حدیثیں بھی بہت ہیں)۔
- قوله النسبة غیر صحیحة ویشهد قول الشیخ محمد عبدالحق الدهلوی فی عنوان ترجمته بالفارسیة: ہرگز ثابت نشده که این از تصنیف آنجناب است اگرچه انتساب بآنحضرت شهرت دارد (حاشیہ نبراس نمبر3 صفحہ 475 از برخوردار ملتانی) (یعنی ان کا یہ کہنا کہ غنیة الطالبین کی نسبت ان کی طرف غلط ہے اس کی شہادت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی والی عبارت جو ان کے ترجمے میں ہے سے بھی ملتی ہے

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اس میں کہتے ہیں 73 فرقے ہیں اسلام کے ایک جنتی باقی جہنمی ایک گروہ ہے اس کو جنتی قرار دیا۔ اور سنی مناظر نے کہا کہ اہل حدیث سے مراد محدثین ہیں تو یہ کہتے ہیں جنت میں جانے والے اہل سنت ہیں لیکن کہتے ہیں اہل سنت کس کو کہتے ہیں تو پیر صاحب فرماتے ہیں اہل بدعت کی بعض نشانیاں ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں وہ حدیث کی تحقیر کرتے ہیں زندیق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو جھوٹا کہتے ہیں قدریہ اہل حدیث کو جھوٹا کہتے ہیں اہل حدیث کو مشبہ کہتے ہیں رافضی اہل حدیث کو ناصبی کہتے ہیں یہ سب انکی باتیں اس لئے کہتے ہیں کہ انہیں اہل سنت کے ساتھ دشمنی وتعصب ہے۔ اور اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اہل حدیث۔

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اہل حدیث اور انہوں نے کہا تھا کہ اہل حدیث سے مراد محدثین ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ محدثین جنت میں جائیں گے باقی سب جہنم میں جائیں گے اور بدعتی جو اپنا نام اہل سنت رکھتے ہیں ان کا اس نام سے کوئی تعلق نہیں اہل سنت کا صرف ایک ہی نام ہے اہل حدیث۔ (ٹائم ختم)

فرماتے ہیں: اس کی نسبت حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف ہرگز صحیح نہیں اگرچہ اس کی نسبت آں جناب کی طرف شہرت حاصل کر گئی ہے)۔

مناظر اہل سنت (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد:

گل گئے گلشن گئے جنگلی دھتورے رہ گئے
عقل والے چل بسے کچھ بے شعورے رہ گئے

مولوی صاحب! بات ادھر ادھر لے جانے سے کام نہیں چلے گا ہم جن اہل حدیثوں کو بے ایمان کہتے ہیں، گستاخ کہتے ہیں، وہ اہل حدیث وہ ہیں جنہیں انگریز نے "اہل حدیث" کی سند دی اور انہوں نے درخواستیں دے کر ان سے یہ سند لی ہے یہ دیکھ لیں اپنے مولوی صاحب کی کتاب "اشاعت السنة"۔

رہ گئی بات محدثین کی جنہیں عربی میں اہل حدیث کہتے ہیں، تو سنو! ہم بھی کہتے ہیں الحمد للہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کون محدث ۔۔۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کون محدث۔۔۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کون محدث ۔۔۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کون محدث ۔۔۔ اور واقعی یہی اصلی اہل سنت ہیں اور یہ اور ان کے ساتھ والے ان کے "مقلد" یہ سب جنت میں جائیں گے۔اور ہم جن کو غیر مقلد وہابی کہتے ہیں وہ پکے دوزخی ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے۔ اور وہ کون ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو بت کہیں، جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو کافر کہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو گدھے کے خیال سے برا کہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کروائیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زانیہ کہیں۔ اس طرح کی باتیں کرنے والوں کو ہم کہتے ہیں کہ یہ اہل حدیث

نہیں یہ اہل خبیث ہیں اور یہ اہل جہنم ہیں اس لیئے کہ جو حدیث کا اہل ہو وہ ایسا بے ایمان کافر وگستاخ نہیں ہو سکتا۔

(تو جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں تو درست فرمایا ہے کیونکہ جتنے محدثین اور ائمہ ہیں وہ اہل سنت ہی ہیں اور تم اہل حدیث جو اصل میں وہابی اسماعیلی، احمدی ہو تم نے اپنے اوپر اہل حدیث کا لیبل لگایا ہے اور وہ بھی انگریز سے لے کر) اور پھر مولوی صاحب آپ نے اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے موسیٰ سہاگ مجذوب والا واقعہ بڑے چسکے لگا لگا کر پڑھا ہے۔

تو ذرا ادھر بھی دیکھو یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے "القول الجلی" یہ ملفوظات ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ادھر بھی ملفوظات، ادھر بھی ملفوظات یہ دیکھو یہاں اس کتاب کا صفحہ 448 ہے اس پر وہی پورا واقعہ موجود ہے جو تم نے پڑھا تھا فرمایا احمد آباد سے گزرتے وقت ان کی قبر پر جانا ہوا وہ ایک مشہور مجذوب تھے۔

اور تم لوگوں کو شرم آنی چاہئے مجذوب پڑھ کر پھر بھی فتوے لگاتے ہو جبکہ تمہارا "تاج المکلل" والا بابا نواب صدیق حسن کہتا ہے کہ مجذوب جو حالت جذب وسکر میں ہوتا ہے اس پر فتوے لگانا جاہلوں کا کام ہے اور یہ بے وقوفی ہے۔

ادھر احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ سہاگ والا واقعہ بیان کیا اور تم استغفر اللہ، استغفر اللہ پڑھ کر غلط تاثر دے رہے تھے حالانکہ وہ ساری باتیں مجذوب کی ہیں اور مجذوب ہوتا ہی وہ ہے جو عشق الٰہی میں اپنے آپ سے بے خبر ہوتا ہے اور ایسے شخص پر شریعت کا قلم نہیں چلتا اس لئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ واقعہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ مجذوب صاحب تحقیق ہے یعنی وہ اپنی حالت سکر میں جو کہہ رہا ہے وہ اس کی حالت کے مطابق درست ہے۔ یہ کوئی ہمارا عقیدہ

نہیں جو مجذوب نے کہا، بلکہ جو کہا وہ ایک حالت میں کہا وہ اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن جو صاحب عقل و دانش اور صحیح العقل ملنگ ہیں، جو مجاور ہیں وہ زندیق ہیں۔ اب بتاؤ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور کیا کہتے؟ انہوں نے مجذوب کے کلام کو کوئی اپنا عقیدہ نہیں کہا بلکہ جب مجذوب کہہ دیا تو اس پر فتوٰی تو نہیں لگتا صرف اس کی حالت کو بیان کیا کہ وہ شریعت کے مقابلے میں نہیں آتا لیکن جب اس پر حال کی کیفیت آجائے تو پھر اس کے اپنے بس کی بات نہیں ہوتی۔

تو اگر صرف مجذوب موسیٰ سہاگ کا واقعہ بیان کر کے احمد رضا علیہ الرحمۃ بریلوی گستاخ ہو گئے، مشرک ہو گئے تو پھر یہی واقعہ انہی لفظوں سے لکھ کر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مشرک کیوں نہیں ہوئے؟۔ اور تمہارے بڑوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو اپنا جد اعلیٰ اور گیارہویں صدی کا مجدد لکھا ہے پھر وہ کافر کیوں نہ ہوئے؟

اب اپنے گھر کی گواہی بھی لو۔

یہ کتاب "کرامات اہل حدیث" میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ میں صرف ان کے مستند علماء ہی کی باتیں پیش کروں گا ان کے مستند عالم عبد المجید خادم سوہدروی صاحب اس کتاب کا صفحہ 20 ہے کہتے ہیں قاضی عبد الرحمان صاحب پٹیالوی کا بیان ہے کہ نابعہ میں ایک مستانہ فقیر تھا جو بالکل ننگ دھڑنگ اور مجذوب تھا کسی نے قاضی صاحب سے اس کا ذکر کیا آپ نے اس سے ملنے کا ارادہ فرمایا، فرمایا کل چلیں گے کچھ کھانا بھی لے جائیں گے جب آپ چلے ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے کہنا شروع کر دیا کپڑے لاؤ بزرگ آرہے ہیں۔ اب دیکھیں وہ اسٹیشن سے اترے مجذوب کو گھر میں پتہ چل گیا کہ کون آرہا ہے اب یہی بات اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ دی جائے کہ انہیں پتہ چل جاتا ہے تو ان وہابیوں کے نزدیک شرک ہو جاتا ہے۔

مجذوب نے کہا کپڑے لاؤ بزرگ آرہے ہیں مجھے ان سے حیاء آتی ہے قاضی جی کے پہنچے سے پہلے ہی اس نے کپڑے اوڑھے جب آپ پہنچے نہایت تکریم سے آپ سے پیش آیا اور دیر تک آپ سے علم وسلوک کی باتیں کرتا رہا۔

اب دیکھیں ہے مجذوب لیکن کبھی کبھی سلوک کی باتیں بھی کر لیتا ہے کبھی کبھی علم کی باتیں بھی کر لیتا ہے۔ پھر اس مجذوب نے کھانا کھایا اور کہنے لگا جو مزہ آج آیا کبھی نہیں آیا جب آپ تشریف لے گئے اسی طرح پھر کپڑے اتار کر پھینک دیئے اور مستانہ ہو گیا۔ اس سے پتہ چلا کہ مجذوب بھی کوئی ولیوں کی، فقیروں کی قسم ہوتی ہے تب ہی تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیارت اور ملاقات کو گئے۔ یہ میرے پاس ہے ملا علی قاری محدث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مرقاۃ اس میں وہ اولیاء اللہ کی کئی قسمیں ذکر کرتے ہیں ان میں مجذوبوں کو بھی ولیوں کی قسم میں شمار کیا ہے اور آپ کو مجذوبوں پر فتوے لگاتے ہوئے شرم آنی چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوداؤد کی روایت ہے کہ تین قسم کے لوگوں سے شریعت کا قلم اٹھا لیا گیا ہے:

1۔ سونے والا جب تک جاگ نہیں جاتا۔

2۔ نابالغ جب تک بالغ نہ ہو جائے

3۔ اور معتوہ ایسا شخص جس کی عقل میں کچھ ہو۔

اور یہ جو مجذوب ہوتے ہیں ان کی عقل ساتھ نہیں ہوتی اور وہ وجہ کیا ہے آپ کے ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ وہ نشہ عشق الٰہی میں ڈوبے ہوتے ہیں اور جدھر دیکھتے ہیں خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ ایسے لوگوں پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔

حضرات: آپ نے دیکھا وہابی مناظر نے شرائط کی دھجیاں اڑائیں لیکن ہم نے حق کی خاطر قربانی دی صبر کیا اور الحمد للہ آپ نے دیکھا کہ ان کے جتنے اعتراضات تھے میں نے ان سب کا ایک ایک کر کے منہ توڑ جواب دیا ہے، جبکہ ان کی طرف سے

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا

اس عبارت کا جواب نہیں آیا اور اسی طرح یزید کو رضی اللہ عنہ کہنے کا جواب کوئی نہیں آیا۔ نبی ﷺ کی قبریں گرانے کا فتویٰ دیا، جواب نہیں آیا اسی طرح یہ دیکھیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ لکھا ہے یزید رضی اللہ عنہ (مناظر اہل سنت نے ان کی کتابیں دکھائیں) یہ انکا عقیدہ ہے جبکہ اللہ کا قرآن کہتا ہے ہر بندے کو ہم اس کے امام کے ساتھ اٹھائیں گے۔ سنی حسین علیہ السلام کے ساتھ جائیں گے اور یہ یزید کے ساتھ جائیں گے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یزید کافر ہے۔ بڑے بڑے ائمہ نے فرمایا یزید کافر ہے امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ شرح عقائد کے اندر موجود ہے تفسیر روح المعانی کے اندر موجود ہے جلد نمبر 14۔

اہل حدیث مناظر: حوالہ نکالو۔

سنی مناظر: جلد نمبر 14 میں آپ فرماتے ہیں میرے نزدیک وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس کے علاوہ درجنوں حوالے ہیں۔

اہل حدیث مناظر: عبارت کو پڑھوناں۔

سنی مناظر: میں نے حوالہ دے دیا ہے کتاب ان کو دے دو اگر حوالہ نہ ہو تو ہم سے بات کریں۔ اب ان کی تہی دامنی کا اندازہ آپ کو ہو گیا ہو گا، کس طرح ثابت کرنا چاہتے تھے شاہ

اسماعیل دہلوی کو حنفی۔ حوالہ کس کا پیش کیا دیوبندیوں کا۔ حالانکہ 50 مرتبہ اس بندے نے کہا دیوبندی کون ہے۔۔۔ کافر۔ کیا آپ کے پاس کافروں کے حوالے رہ گئے ہیں۔

چوہدری امتیاز صاحب! میں کہتا ہوں بھائی صاحب آپ پیپلز پارٹی کے کینڈیڈیٹ ہیں بندہ مسلم لیگ کا پیپلز پارٹی والوں کے لئے اپنی لیڈر شپ کی بات ماننا حق ہے اب ان کو کھوجی نون والے یہ کہتے ہیں وہ کہیں گے نون والوں سے ہمارا کیا تعلق۔ اوئے ہم سے بات کرو اہل سنت کی ہمارے کس عالم نے لکھا کہ شاہ اسماعیل دہلوی حنفی ہے یا فلاں ہے اگر دیوبندی اس کو اپنا کہتے ہیں ہمارا فتوٰی دیوبندیوں پر بھی اسی وجہ سے کہ وہ اسماعیل دہلوی کا دفاع کرتے ہیں۔ ساری زندگی اہل حدیث ڈیفنس کرتے رہے آج ایک سنی پتر نے، سنی بیٹے نے حق ظاہر کر دیا ہے کہ یہ گستاخ ہیں۔

الحمد للہ! ہم نے مناظر نہ لاہور سے منگوائے نہ پشاور سے منگوائے یہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے طلباء کی ٹیم ہے سید حسین الدین شاہ صاحب کا حسن کردار اور ان کی تعلیم آج رنگ دکھا رہی ہے اپنا رنگ۔

الحمد للہ ! کہ کس طرح آج ہم نے اہل سنت کے عقائد کا دفاع کیا ہے اور ایک ایک بات کا جواب دیا ہے اور رہ گئی بات مولانا پھر آپ نے جو کہا اہل حدیث جنت جائیں گے تو میں نے بتا دیا وہ محدثین جائیں گے، اور ان کے ماننے والے، اور اس سے اہل حدیث کہ ان کو پہلے کہتے تھے وہابی یہ مراد نہیں۔ اور پہلی مرتبہ صدر مناظر بڑا اچھلا تھا کہ ہم وہابی نہیں ہیں وہابی نہیں ہیں الحمد للہ! ان کے چھکے چھڑا دیئے ہیں ابھی حوالے بہت پڑے ہیں میرے پاس کیوں کہ

جب انہوں نے ریال لینے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ابن عبدالوہاب نجدی کے ماننے والے ہیں اور وہابی ہیں۔ جب سنیوں کے آگے آئے ہو تو ڈرتے ہوئے کہتے ہو ہمارا ان سے کیا تعلق ہے؟

میٹھا میٹھا ہپ ہپ کوڑا کوڑا تھو تھو

آج الحمد للہ میں کہتا ہوں پاکستان کے کسی مناظرے کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا ہو گا شاہ اسماعیل کافر، سید احمد کافر خود انہوں نے کہا عبدالحی بڈھانوی کافر اور کہتے ہیں عنایت اللہ اثری کافر ہے اور ہم نے تو پہلے ہی اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے۔

سنی معاون مناظر: ایک آج مان کر اٹھا بھی ہے تھوڑی دیر پہلے۔

سنی مناظر: اور پھر ساری زندگی انہوں نے دفاع کیا شاہ اسماعیل دہلوی کا آج جب اس نے گھوڑے کو خدا کہا مولوی کے چھکے چھوٹ گئے کہ میں اس کا کیسے ڈیفنس کروں اور دو گھنٹے اس پر ضائع کر دیئے ہیں کہ متنازع ہے اور حوالہ کس کا پیش کیا ابو بکر رازی کا۔ ابو بکر رازی ہے کون ـــــ دیوبندی۔

مولوی صاحب! مناظرہ وہابیوں کے ساتھ نہیں دیوبندیوں کے ساتھ نہیں بریلوی سنی پتر کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیوانے کے ساتھ ہو رہا ہے۔ میں نے الحمد للہ آپ کے سامنے بتایا ولیوں کے یہ گستاخ۔ نبیوں کے یہ گستاخ۔ خدا کی ذات کے یہ گستاخ۔ کوئی جواب نہیں دیا اپنے بڑے کی عبارت کا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔

آپ کے سامنے اللہ کی ترکیب عقلی کے بارے میں جواب نہیں دیا، میں نے پوچھا وحدت کی قسموں کا اور سب کو کفر کہہ دیا جواب نہیں آیا۔ شرک کی تعریف جواب نہیں دیا۔ اور اس کو اتنا پتہ نہیں تھا کہ وحدت کی کتنی قسمیں ہیں اس نے کہہ دیا گلہم کفر جواب نہیں دیا۔ لہذا الحمد للہ میں نے دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ غیر مقلد وہابی اللہ عزوجل، رسول اللہ ﷺ اور ولیوں کے گستاخ ہیں اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔ (ٹائم ختم)

اہل حدیث مناظر (آخری تقریر)

سنی بریلوی علماء کا یہ دعویٰ کہ غیر مقلد اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے جب انہوں نے شرائط لکھیں آدھا مناظرہ وہیں ہار گئے۔ انہوں نے ثابت کیا کرنا تھا کہ اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے اگر یہ تو ہوتا ناں کہ علماء اہل حدیث کی عبارات پیش کی جائیں گی پھر تو یہ عبارات پیش کر سکتے یہ پورے مناظرے میں آؤٹ، آؤٹ آف ٹرم چلتے رہے آؤٹ آف روڈ چلتے رہے۔

اب یہ دیکھو ہم نے یہ حوالہ پہلے پیش کیا تھا، فتاویٰ علماء اہل حدیث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 12 یہ کھلی حقیقت ہے کہ مسلک اہل حدیث کا بنیادی اصول صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی ہے رائے قیاس، اجتہاد، قیاس اور اجماع یہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول کے ماتحت ہیں ارشاد خداوندی ہے:

"اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء"۔

فروعی اختلاف سے دامن بچا کر صرف کتاب وسنت پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے صرف ائمہ حدیث ہیں جو افعال الرجال کو دینی امور کے لئے ماخذ قرار نہیں دیتے اصول کی بناء پر اہل حدیث کے نزدیک ہر ذی شعور مسلمان کو حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاویٰ اور ان کے خیالات کو کتاب وسنت پر پیش کرے جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ورنہ ترک کر دے۔ اگر کتاب وسنت کے مطابق ہیں تو مان لے ورنہ چھوڑ دے ہم نے

یہ حوالہ پہلے پیش کیا تھا علماء اہل حدیث کے فتاوی ان کے مقالہ جات بلکہ دیگر علماء امت کے فتاوی اسی حیثیت میں ہیں۔

سنی مناظر: اس پر فتویٰ دے دیتے ناں۔

اہل حدیث مناظر: چلو خاموش

جملہ علماء امت نے بھی بالاتفاق یہی کہا کہ ہمارے افعال و فتاوی کو کتاب و سنت پر پیش کرو اگر خلاف پاؤ تو اس کو چھوڑ کر کتاب و سنت کو مقدم دیکھو۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کتاب و سنت سے ٹکرا گئی چھوڑ دیا جہاں شاہ اسماعیل کی ٹکرا گئی چھوڑ دیا۔ متنازع ہونے کے باوجود ہم نے اس کی بات نہیں مانی۔

سنی مناظر: حکم لگاتے ناں مولانا چھوڑنے سے تو کام نہیں بنے گا۔

جج صاحب، سنی مناظر سے: آپ خاموش ہو جائیں۔

سنی مناظر: دیکھیں یہ شرائط کے اندر موجود ہے یہ حکم لگائیں۔

سنی صدر مناظر: دیکھیں کیا یہ شرائط کے اندر بات کر رہے ہیں؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے چھوڑ دیا یہ شرطوں کے اندر موجود ہے اسی پر حکم لگائیں گے پھر آگے جائیں گے۔

مناظرہ آرگنائزر صاحب سنی صدر مناظر سے: آپ خاموش ہو جائیں۔

سنی صدر مناظر: نہیں نہیں ہم نے پہلے کہا کہ اگر یہ شرائط کے اندر گفتگو کریں تو ہم نہیں بولیں گے شرط کی خلاف ورزی کی ہے۔

اہل حدیث مناظر: کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ احمد رضا خان نے بھی یہ لکھا کہ ابھی کفر اس کا واضح نہیں ہوا لہذا کفر کا فتویٰ نہیں لگا تم پھنستے ہو یہاں پر کیونکہ تم کہتے ہو شاہ اسماعیل کافر اور احمد رضا کہتا ہے میں کافر نہیں کہتا۔

سنی صدر مناظر: جو کافر کہے اس کو منع بھی نہیں کرتا۔

اہل حدیث مناظر: خاموش اور پھر خود کہتا ہے جو کافر کو کافر نہ کہے خود بھی کافر تو ثابت ہوا احمد رضا خود بھی کافر۔ اور دوسری بات دیکھو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے بریلویوں کے حوالے پیش نہیں کیے میں نے یہ صفحہ نمبر 29 کی عبارت ان کو دی تھی انہوں نے جواب نہیں دیا۔

سنی مناظر: کونسی کتاب۔

اہل حدیث مناظر: کتاب زلزلہ

کہتے ہیں دیوبندی مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان۔

سنی معاون مناظر: دونوں کے بڑے ہیں۔

اہل حدیث مناظر: خاموش تقویۃ الایمان دیوبندی مذہب کی ہے کون لکھنے والا ہے بریلوی ابھی انہوں نے سینے پر ہاتھ مارا تھا ناں کہ دیوبندی کی عبارت پیش نہ کرنا۔

سنی مناظر: جو فتاوٰی نذیریہ کے اندر یہ لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان عین ایمان اور اس کا انکار عین کفر ہے یہ عبارت آپ کے صدر مناظر نے خود پڑھی۔ وہ (نذیر حسین دہلوی) کہہ رہے ہیں اس کا ماننا ایمان اور انکار کفر اور آپ کہہ رہے ہیں کہ چھوڑ دیا ہے۔

اہل حدیث مناظر: اس عبارت پر نشان لگا کر دیں تو جواب لے لیں

سنی مناظر: کتاب دے رہا ہوں گفتگو شروع کریں۔

اہل حدیث مناظر: اگر شاہ ولی اللہ اہل حدیث تھا تو سارے اہل حدیث جنتی۔

سنی مناظر: میں نے پہلے کہا یہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سب کے مشترکہ ہیں۔

اہل حدیث مناظر: خاموش۔

سنی مناظر: جس طرح امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو سارے مانتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سارے مانتے ہیں اب آپ ان کو بھی کہنا شروع کر دیں گے۔

اہل حدیث مناظر: اگر شاہ ولی اللہ اہل حدیث نہیں تھا تو اس کے حوالے ہمارے خلاف کیوں پیش کئے اگر یہ اہل حدیث تھا تو اہل حدیث سارے جنتی، بریلویوں نے لکھا۔

سنی مناظر: کس بریلوی نے لکھا؟ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ والی بات کا جواب میں نے پہلے دے دیا ہے۔ کس بریلوی نے لکھا ہے کہ اہل حدیث جنتی۔؟

اہل حدیث مناظر: ٹائم روکو۔

آرگنائزر صاحبان: آپ گفتگو جاری رکھیں۔

سنی مناظر: ٹھیک ہے جی ٹائم آن رکھیں۔

اہل حدیث مناظر: ٹائم آن کرو جی صفحہ نمبر 186 یہ کہتے ہیں کہ محدثین جنت میں جائیں گے 73 فرقے 72 جہنمی جنتی کون ہے محدثین باقی کوئی جنت میں نہیں جائے گا سن لو۔ ان کے بقول محدثین جنت میں جائیں گے ان سے مراد یہ ہے سارے اچھا حالانکہ یہ بات نہیں ہے انہوں نے 73 فرقے بنائے اور کہا اہل السنۃ کا ایک ہی گروہ ہے اہل السنت جنت میں جائے گا محدثین کی بات نہیں کی۔

سنی مناظر: اچھا محدثین اہل سنت سے خارج ہیں؟

اہل حدیث مناظر: خاموش۔ اہل السنۃ کا صرف ایک ہی نام ہے یعنی اہل حدیث عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جس کے متعلق سنی مناظر نے کہا کہ ہم بھی انہیں مانتے ہیں اور وہ بھی کہتے ہیں اہل سنت جنت میں جائیں گے اور اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اہل حدیث۔

اچھا تفسیر ثنائی کی انہوں نے بات کی تھی تفسیر ثنائی سے ثناء اللہ امرتسری نے جو غلط مسائل تھے ان سے توبہ کرلی تھی، اب انہوں نے کہا جو تصوف میں صوفی ہیں جو مرضی کرتے پھریں اللہ کی بیوی بن جائیں انہوں نے اس کو اجازت دی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں جانتے تھے صوفیت کو کوئی صحابی صوفی نہیں تھا۔

سنی مناظر، رگنائزر صاحبان سے: دیکھیں یہ زیادتی کر رہے ہیں۔

اہل حدیث مناظر: ٹائم آؤٹ کرلو جی۔

سنی مناظر: دیکھیں یہ زیادتی کر رہے ہیں ہم نے جواب دے دیا ہے کہ جیسے انہوں نے لکھا ہے مجذوب تھے ہم نے بھی لکھا مجذوب تھے۔

اہل حدیث صدر مناظر: ہم نے نئی بات کونسی کی ہے۔

اہل حدیث مناظر: ہم تو وہی پرانی بات کر رہے ہیں۔

سنی مناظر: جب جواب ہو گیا ہے تو کیوں کر رہے ہو۔

سنی صدر مناظر و مناظر: ٹائم آن کرو جی

اہل حدیث مناظر: ٹائم آن کرو یہ کہتے ہیں کہ یہ مجذوب تھے ہمارا استدلال کیا ہے صوفی صاحب تحقیق۔

سنی مناظر: صوفی صوفی

اہل حدیث مناظر: اس صوفی نے تحقیق کرکے اللہ کی بیوی بن گیا صوفی تحقیق کرکے بنا مجذوب پاگل دیوانہ نہیں تھا، صاحب تحقیق تھا ایسے صوفی کو جو اللہ کی بیوی بنے لٹکا دینا چاہئے۔

سنی صدر مناظر: بات صوفی نے کی تھی عالم نے نہیں کی تھی۔

اہل حدیث مناظر: ٹائم آؤٹ کردو۔

(ٹائم ختم ہوگیا)

مناظرے کے بعد

تقریباً ساڑھے سات آٹھ گھنٹے پر مشتمل اس تاریخی وانقلابی مناظرہ کے بعد "اہل سنت نے وہیں جشن فتح کا نظارہ پیش کیا" جب فریقین نے اپنی اپنی کتابیں سمیٹ لیں تو نوجوانان اہل سنت نے فی الفور ہماری ہار پوشی کا بندوبست کیا اور مناظرے کی ٹیم پر گلاب کی پتیوں کی بارش کر ڈالی اور جائے مناظرہ پر ہی سنی علماء وعوام نے قریشی صاحب کو فرط جذبات میں اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور وادیٔ مسجد میں زلزلہ بپا کر دینے والے وہابیت شگاف نعروں سے ان بیچارے شکست خوروں کو مبہوت الحواس کر ڈالا۔

فاتحین مناظرہ نے شکرانے کے نفل ادا کیئے، درود وسلام اور دعائے تشکر کے بعد ہمارا قافلہ حق وصداقت اپنی عظیم تر، فقید المثال مادر علمی گلستان مہر علی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کی جانب روانہ ہوا جہاں نیٹ کے ذریعے براہ راست سارا مناظرہ ملاحظہ کرنے والے اساتذہ، علماء وطلباء کرام اپنے سنی شیروں کے استقبال کے لئے بے قرار تھے جونہی ہمارا قافلہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سکستھ روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے مرکزی گیٹ پر پہنچا تو رات 4 بجے پورا گلستان مہر علی بلکہ پورا علاقہ ــــ اللہ اکبر ــــ سیدی یارسول اللہ ــــ ہم صدقے یارسول اللہ ــــ لبیک یا سیدی یا رسول اللہ ــــ نعرۂ حیدری یا علی ــــ نعرۂ غوثیہ ــــ یاغوث اعظم دستگیر ــــ تاجدار گولڑہ سیدنا پیر سید مہر علی شاہ صاحب ــــ زندہ باد ــــ فیض رضا جاری رہے گا ــــ فیضان اعلیٰ حضرت زندہ باد ــــ دین وملت کی ضیاء سید حسین الدین شاہ

۔۔۔۔ سنیوں کا شہنشاہ، سید حسین الدین شاہ۔۔۔۔ سیرت حسین صورت حسین، سید حسین سید حسین۔۔۔۔ فیضان سادات سلطانپور زندہ باد۔۔۔۔ مفتی حنیف قریشی، زندہ باد۔۔۔۔ وغیرہ کے پُرجوش اور بلند وبانگ نعروں سے جامعہ کے در و دیوار گونج اٹھے، اللہ ھو کی ضربیں اور مولای صل وسلم کی روح نشین صدائیں سبکے لبوں پر جاری تھیں کہ اچانک کاشانہ اقدس سے وہ ہستی طلوع افروز ہوئی جنکی دعاؤں، محنتوں، تعلیم وتربیت اور دعوات صالحہ کا ثمر آج "اہل سنت" کی فتح کی صورت میں ان کے روحانی بیٹوں کو مل چکا تھا۔

میری مراد مصلح امت، رونق بزم علم وعرفان، سید السادات، استاذ الاساتذہ، ہزارہا علماء وخطباء وقراء وحفاظ کے استاذ گرامی مرتبت، آفتاب قادریت، مہتاب چشتیت، قاسم فیضان مصطفےٰ ﷺ، وارث علوم مرتضےٰ کرم اللہ وجہه الکریم، قبول بارگاہ غوث جلی، پروردۂ مہر علی، امین روایات بابوجی، جانشین فقیہ العصر حضرت علامہ ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب کاظمی چشتی قادری سلطانپوری مداللہ تعالیٰ ظله العالی علینا بالعفو والعافیة والصحة واللطف والكرم والعزة والوقار سرپرست اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان، بانی و مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی آپ کے تشریف فرما ہوتے ہی مناظر اسلام علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب وراقم آپ کے قدوم ممنیت لزوم میں بیٹھ گئے اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی، آپ کی معیت میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں مناظرے کی لحہ بہ لحہ روئیداد عرض کی اور آپ سے دعائیں لیں۔

صبح ہوتے ہی یہ خبر ملک کے طول وعرض میں پھیل گئی کہ حق کی ابابیلوں نے بے ادبی وگستاخی کے بڑے بڑے ہاتھیوں کو روند ڈالا ہے۔ اہل سنت کے حلقوں میں فتح کا جشن قابل دید تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم جان کائنات ﷺ کے صدقے گستاخان رسول کے مکروہ چہروں کو

بے نقاب کر دیا تھا۔ دوسرے روز ہی علی الصبح سلطان المناظرین، شیر اہل سنت، میرے استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا سعید احمد اسعد صاحب آف فیصل آباد کا قبلہ استاذ جی کو فون آیا اور بے انتہاہ خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا اور صدہا مبارکبادی فرحت وانبساط کے عالم میں فرمایا کہ آپ پنڈی میں "جشن فتح مبین" رکھیں اور میں خود مناظرہ ٹیم کے سردں پر دستار فتح سجانے کے لئے آؤں گا۔

چنانچہ مؤرخہ 13 مارچ 2009 بروز جمعۃ المبارک گلستان مہر علی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں عظیم الشان "فتح مبین کانفرنس" کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کے تمام تر انتظامات کی نگرانی جگر گوشہ شیخ الحدیث حضرت علامہ صاحبزادہ سید انعام الحق شاہ صاحب ضیائی و نور چشم مصلح امت نوجوان مذہبی سکالر حضرت علامہ صاحبزادہ سید حبیب الحق شاہ صاحب ضیائی نے فرمائی۔ خیال رہے کہ حضرت صاحبزادہ سید حبیب الحق شاہ صاحب ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مناظرہ ٹیم کے کوچ کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیئے اور لمحہ بہ لمحہ مناظرین کی نہ صرف راہنمائی فرمائی بلکہ عزم پیہم اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ پوری ٹیم کے قلوب واذہان میں اجاگر کیا۔ اس فتح میں آپ کی محنت کا بہت بڑا حصہ ہے

آمدم بر سر مطلب! حسب وعدہ اس کانفرنس میں سلطان المناظرین استاذی علامہ سعید احمد اسعد صاحب بروقت تشریف فرما ہوئے راقم الحروف نے ناظم اسٹیج کے فرائض سنبھالے عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس کانفرنس میں بڑے جوش وولولے سے شریک ہوا۔ کانفرنس سے محقق اہل سنت حضرت علامہ مفتی ضمیر احمد ساجد صاحب امیر جماعت اہل سنت اسلام آباد، مجاہد اہل سنت حضرت علامہ حافظ محمد اقبال نعیمی صاحب، فخر السادات حضرت علامہ صاحبزادہ سید رضاء المصطفےٰ شاہ صاحب بخاری، خطیب شہیر حضرت علامہ محمد اسلم ضیائی،

جناب قاری عبید احمد ستی صاحب ودیگر علمائے کرام نے خطاب فرمایااور نوجوان مناظرین اہل سنت کو خوب خوب خراج تحسین پیش کیا۔

فاتحین مناظرہ:

علامہ مفتی محمد حنیف قریشی، راقم خادم اہل سنت سید امتیاز حسین شاہ کاظمی، علامہ مفتی نذیر احمد قریشی، حضرت علامہ ڈاکٹر عبدالناصر لطیف، مولانا محمد منیر حیدری، مولانا داؤد احمد، مولانا میر ظہیر احمد القادری، صاحبزادہ سید وضاحت حسین شاہ اور نگران مناظر ٹیم استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اسحاق ظفر صاحب، جگر گوشہ شیخ الحدیث حضرت سید حبیب الحق شاہ ضیائی ودیگر شرکاء کے سروں پر حضور قبلہ مصلح امت اور سلطان المناظرین نے اپنے دست مبارک سے "دستار فتح" سجائی اس کے بعد مناظر اسلام شیر اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب کو خطاب کے لئے بلایا گیاوہ پُرجوش استقبال کا منظر تحریر سے باہر ہے کہ عوام اہل سنت نے کس طرح اپنے اس شیر کا استقبال کیا۔ قریشی صاحب کے خطاب میں وہ منظر کبھی بھی کوئی منصف مزاج شخص فراموش نہیں کر سکتا جب آپ نے اپنی اس تمام تر فتح وکامیابی کو اپنے کریم مرشد گرامی اور استاذ محترم مصلح امت سید السادات حضرت علامہ ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب وتمام آل سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کے نام کر دیا۔ فرط جذبات میں وہ اشکبار ہو گئے اور اس وقت ہر آنکھ پُرنم تھی شاید ایسے ہی مواقع دیکھ کر راقم نے ان کے لئے ایک بار یہ شعر کہا تھا:

بے سہارا نہ سمجھیں اسے اہل زمانہ
ہر بات ہے یہ آل محمد ﷺ کی نظر میں

قبلہ قریشی صاحب کے خطاب کے بعد، مصلح امت، سید السادات حضرت استاذ الکریم قبلہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب نے مختصر خطاب فرمایا۔ آخر میں سلطان المناظرین نے کفر سوز اور باطل شکن خطاب فرمایا اور قبلہ قریشی صاحب کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔ بعد ازاں مناظرہ کی سی ڈی ملک کے طول وعرض میں لاکھوں کی تعداد میں خریدی گئی اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ غیر مقلدین نے اپنی شرمندگی چھپانے کیلئے ایک عجیب ڈرامہ کیا کہ مناظرہ میں غیر مقلدین کی طرف سے مقرر کئے گئے ٹائم کیپر افضل قادری نے ملک کے طول وعرض میں جا کر کہا کہ میں مناظرہ دیکھ کر اہل حدیث بن گیا ہوں لیکن لوگوں پر جب حقیقت حال منکشف ہوئی تو انہیں منہ کی کھانی پڑی اور کئی مقامات سے شخص مذکور کو ذلیل ورسوا ہو کر لوٹنا پڑا اور ملک کے طول وعرض سے مناظرہ دیکھ کر سیکڑوں لوگوں کے باطل مذہب سے تائب ہو کر مسلک اہل سنت میں داخل ہونے کی اطلاعات ہیں۔ فللہ الحمد

طالب دعا:

راقم سید امتیاز حسین کاظمی

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب کی تصانیف

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ، راولپنڈی
فون نمبر 051-5536111-0345-5543797